# حیات حمید

حصہ دوم

یعنے

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عبدالحمید خان غازی والئے

روم کی سوانح عمری

مرتبہ میرزا حیرت دہلوی

کرزن پریس دہلی واقع شاہ گنج میں چھپی بکرمی سمت ۱۹۵۸

[illegible] سنہ ۱۹۰۱ء

# پروسپکٹس یعنی اشتہار

دی اسلامیہ پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی دہلی یعنی اسلامی کتب اور
یورپی زبانون کے تراجم (متعلق باسلام) شائع کرنیکا کارخانہ

سرمایہ کمپنی باختیارات ایزادی

## مبلغ پچیس (۲۵۰۰۰) ہزار روپے

منقسم بر حصص تعداد پچیس (۲۵۰۰) سو فی حصہ مبلغ دس (۱۰) روپیہ ہے۔ شرح
ادائے گی فی حصہ ہمراہ درخواست یکمشت بوقت منظوری درخواست
ادا کیا جائے گا۔ زر ما بقا کا کچھ حساب نہین

میرزا حیرت۔ مالک و اڈیٹر کرزن گزٹ۔ مینیجنگ ڈائرکٹر و سکرٹری کمپنی ہٰذا

دفتر کمپنی۔ کوچہ پنڈت۔ شاہ گنج دہلی

ضمیمۂ کرزن گزٹ - یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵ء

# حیاتِ حمید

حصہ دوم

یعنی

## اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عبد الحمید خان غازی والیٔ روم کے سوانح عمری

مرتبہ میرزا حیرت دہلوی

کرزن (سنہ ۱۳۱۸ھ) پریس (سنہ ۱۳۲۳ھ) دہلی واقع شاہ گنج (سنہ ۱۹۰۱ء) میں چھپی (سنہ ۱۹۰۵ء)

# حیات حمیدیہ





## دوسرا حصّہ

### پہلا باب

#### جنگ کا نیا زمانہ

دو جنگجو قوموں کو ہم حصۂ اول میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں نکوپولس پر چھوڑ آئے ہیں۔ میدانِ کارزار روسیہ کی فتوحات ہونے پر بھی اُسی طرح گرم ہے۔ ترکوں کے سپاہ سالار اب بھی اُسی غفلت کی نیند پڑے سوتے ہیں۔ مگر سپاہی جانبازی دکھانے کے لئے بیتاب ہوئے جاتے ہیں اُن کی سنگینیں دشمن کے کلیجوں میں بھُکنے کے لئے تیز ہیں اور اُن کے دل اپنے افسروں کی بزدلی اور غفلت سے نالاں ہیں۔ وہ

---

# تاریخ آلِ عثمان

## پہلا باب

### عثمان اوّل سنہ ۱۳۰۰ء سے ۱۳۲۶ء تک

#### آغاز سلطنت عثمان۔ جنگیں اور فتوحات۔

#### وفات عثمان

عثمانی سلطنت کا آغاز سنہ ۷۰۰ ہجری قدسی اور سنہ ۱۳۰۰ء سے ہوتا ہے۔ اس وقت فتوحات اسلام کا ستارہ ایک طرف سے غروب ہونا شروع ہوگیا تھا مگر دوسری طرف سے طلوع ہونے لگا۔ اس اُتار چڑھاؤ کے زمانہ میں عثمان طغرل کے بیٹے نے جو اُمرا یا شہزادوں میں سے تھا اپنی ایشیائی سلطنت کو

جنگ کے لئے ہاتھ سے ہاتھ ملتے ہیں لیکن کچھ نہیں کر سکتے۔ ہر ترک کی رگوں میں عثمانی خون موجیں مار رہا ہے اور اپنے ملک پر جس کو اس کے باپ دادا نے خون اور روپیہ سے خریدا تھا جان دینے کیلئے آمادہ ہے۔ ہر ترکی بچہ کا عزم بالجزم ہے کہ اخیر دم تک جنگ کرے اور جب تک ایک بارہ برس کا بچہ بھی زندہ ہے اپنے ملک سے قدم پیچھے نہ ہٹائے۔ ترکی کی رگ رگ میں بجلی دوڑ چکی ہے۔ اور ان شکستوں کے بعد بھی اس میں قوت باقی ہے کہ اپنے صعب ترین دشمن کا کامیابی سے مقابلہ کرے بشرطیکہ اس کے افسروں میں قوت ہو اور وہ ایمانداری سے جنگ کریں۔

ترکی کی عرب اور افریقہ کی سلطنتیں متزلزل ہو چکی ہیں۔ روسیہ کے ڈینیوب پار ہونے سے اُن کی بنیادیں ہل گئی ہیں لیکن پھر بھی ملک کا ذرہ ذرہ روسی افواج کی قدم قدم پر مزاحمت کرنے کو آمادہ ہے۔ ابھی بہت سے میدان ہونے باقی ہیں اور ابھی بہت سے جانباز خاک و خون میں لتھڑیں گے۔ ابھی کرب و بلا کی دردناک صدائیں سُننی باقی ہیں اور ابھی مَلَکُ الموت کو بہت کچھ پھرتی دکھانے کی ضرورت ہوگی۔ روسیوں کی آنکھیں کھولی جائیں گی اور انہیں چودہ طبق روشن ہوں گے۔ ترکوں کی بہادری اور ایماندار افسروں کے ہنر جنگ کا

---

اپنے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اور لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ مجھے خداوند تعالےٰ نے محض اس لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ میں اسلام کو جسے چنگیز خاں اور اُس کی اولاد سے صدمہ پہنچا ہے پھر قایم کروں اور اُسے ترقی دوں۔ عثمان کی شجاعت مستقل مزاجی۔ اوالعزمی اور متقی ہونے نے ہزاروں آدمیوں کے دلوں پر فتح پائی اور غول کے غول اُس کے مطیع بن گئے۔ پوری قوت حاصل کر کے اور پے در پے کی کامیابیوں سے مطمئن ہو کے اُس نے سب سے پہلے اپنی توجہ یونانیوں کی طرف پھیری اور ایک خط کے ذریعہ سے اُنہیں اطلاع دی کہ کیا تو وہ اسلام قبول کریں اور یا خراج ادا کریں۔ اس صورت سے عثمان نے اپنی سلطنت کا انتظام خاطر خواہ کر لیا۔ اپنا رُعب جمانے اور مال غنیمت کے حاصل ہونے کے خیال سے پہلا حملہ اکونیم پر ہوا۔ تاتاریوں سے خوب لڑائی ہوئی اور اخیر اس کو فتح کر لیا۔ ان ابتدائی کامیابیوں نے اُسے اور آگے بڑھنے کی ترغیب دی۔ اُس نے بی تھینیا پر حملہ کیا اور بروسا کا جو سلطنت شرقی کا پائے تخت تھا محاصرہ کر لیا۔ لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی تو بھی شرقی تجارت کا ستیاناس کر دیا۔ فوج قلعہ کو قید کر لیا اور تمام قرب جوار کے اضلاع پر قابض ہو گیا۔ اور اس خیال سے کہ اُس کی افواج قاہرہ بیکار نہ پڑی رہیں اُس نے تاتاروں کے ایک گروہ عظیم پر

نمونہ دنیا کی آنکھوں کے آگے پیش ہوگا اور اس بات کا ثبوت دیا جائے گا کہ اگر ترکی افسر ایمانداری سے جنگ کریں تو خوفناک سے خوفناک دشمن سے بھی ہیٹے نہیں رہ سکتے۔ ہر ترکی سپاہی کی نظروں کے آگے بہشت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور وہ اُس میں داخل ہونے کے لئے بیتاب ہو رہا ہے۔ جنگ کے کامل اُتار چڑھاؤ دیکھنے کا موقع آگیا ہے۔ شجاعانِ ترک روسیہ کے جوانمردی کے جوہر دکھائی دیں گے۔ جنگ مدافعت کا عثمان پاشا تازہ سبق سپاہ سالاران عالم کو پڑھائیں گے۔ پلونا کے طولانی معرکوں سے دنیا کی نگاہ میں ترکوں کی عظمت بیٹھے گی۔ شہنشاہ روسیہ جان سے بیزار دکھائی دے گا اُس کے بڑے بڑے جنرل عثمان پاشا کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھیں گے۔ فوجوں کے پروں کے پرے روئی کی طرح سے دُھنکے جائیں گے۔ شور قیامت برپا ہوگا۔ سینٹ پیٹرسبرگ میں زلزلہ آجائے گا اور عثمان پاشا کی فتوحات یورپ میں ہل چل ڈالدے گی۔ روسیوں کی مایوسیوں کا سماں دکھائی دے گا اور عثمانی جانبازوں کے تیور معرکہ جنگ میں عجیب آن بان سے نظر آئیں گے۔ شکست یاب ہونے پر بھی ترکوں کی چاروں طرف سے واہ واہ ہوگی۔ ترکی سپاہ سالار کی شہنشاہ روسیہ پیشوائی کرے گا اور شہنشاہ کا بھائی فخراً بیان کرے گا کہ مجھے اور میرے خاندان کو

---

حملہ کیا جو ایشیائے کوچک میں برابر تاخت و تاراج کر رہے تھے۔ اس مہم میں عثمان کو کامیابی ہوئی تاتاریوں پر نمایاں فتوحات حاصل کرنے کے بعد ایک معاہدہ ہوا۔ جس کی شرطیں یہ تھیں کہ تمھیں آباد ہونے کے لئے زمینیں دی جائیں گی بشرطیکہ تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ بُت پرست تاتاریوں نے عثمانی معاہدہ کی ان شرطوں کو بہت خوشی سے قبول کرلیا اور سب دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اس آسانی سے عثمان کے جھنڈے کے نیچے خونخوار سپاہیوں کا ایک گروہ آگیا۔

جب عثمان کی فوجوں میں ان نومسلم تاتاریوں کا اضافہ ہوگیا تو اُس کے بیٹے ارخان نے جو شجاعت۔ اولوالعزمی اور جرأت میں اپنے باپ سے کم نہ تھا بروصہ پر حملہ کیا اور چند روز کے محاصرہ کے بعد اُسے فتح کرلیا۔ عثمان اب بہت ضعیف ہوگیا تھا اور اُس کی عمر ۶۹ برس کی ہوگئی تھی وہ اپنی نئی مفتوحہ سلطنت میں اپنا پایۂ تخت تبدیل کرنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اُس کی وفات ۱۳۲۶ء میں ہوگئی۔

عثمان نہایت روشن ضمیر۔ اور اول درجہ کا جری سلطان تھا اُسے اپنے ساتھیوں میں جوانمردی اور جوش کی روح پھونکنے میں کمال تھا۔ اُس نے وحشیوں کو اپنی نمایاں فتوحات سے اچھا سبق پڑھایا۔ ہزاروں

تمام عمر اس ترکی سپاہ سالار سے ہمنبرد ہونے کا فخر ہوگا۔ توپوں کی گرج پہاڑوں کو ہلادے گی۔ گھوڑوں کی ٹاپیں زمین کو روند ڈالیں گی۔ کروروں روپیہ کا خون ہوگا لاکھوں من غلّہ جلایا جائے گا۔ شہر اور قصبے اُلٹ پُلٹ ہو جائیں گے۔ غرض چاروں طرف ایک خوفناک سماں معلوم ہوگا۔

یہ خونی بیانات ہیں جو ہمیں اس حصّہ میں کرنے ہیں۔ ہم شجاعانِ ترکی و روسیہ کے کارنامے لکھیں گے اور ہم سے سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ بہادروں کی خواہ وہ صلیبی ہوں یا ہلالی داد دیں اور اُن کی یادگار ہندوستان میں قائم کر جائیں اور بس۔

| | |
|---|---|
| بنامِ خداوندگار آفریں | ہزار آفریں صد ہزار آفریں |
| جہاں پادشاہِ خدیواں خدیو | ارا بہ کشِ اوچہ گاؤ و چہ گیو |
| نہ اورا نگاہے بدیہیم و گاہ | نہ اورا نیازے بخیل و سپاہ |
| ازل تا ابد بارگاہِ ویست | کران تا کراں در پناہِ ویست |
| درش را بدرباں سروکار نیست | ولے ناکساں را برش بار نیست |

بلکہ لاکھوں بُت پرست تاتاروں کو مسلمان بنا کے نئی زندگی بخشدی۔ اور ایک ایسی سلطنت کی بُنیاد ڈالگیا جس نے یورپ کو ہلادیا۔ اور جس سلطنت میں زوال پر بھی وہی آن بان باقی ہے۔ عثمان کا خون اب بھی وہی اثر رکھتا ہے اور انتہا درجہ نکبت کی حالت میں بھی عثمانی سپاہی دنیا کے شجاعوں میں اوّل درجہ کا شمار ہوتا ہے۔

| | |
|---|---|
| چو من سکّہ برنامِ سلطاں زنم | دم از دودۂ آلِ عثماں زنم |
| کسے گوید از عیص اسحاق شاں | کسے میدہد از قطورہ نشاں |
| نگارندگاں کردہ اند اختلاف | ولیکن دریں گفتہ نبود خلاف |
| کہ عثماں غازیست زآبائے شاں | زآبائے شاں جدِّ اعلائے شاں |
| بششصد نود بود و نہ در شمار | کہ چوں حق بہرگز گرفت اقتدار |
| چو عثماں بہ تختِ خلافت نشست | بہ تسخیر برصہ کمر چست بست |
| بسے از نصارا مسلماں شدند | بسے کشتہ بردستِ ارخاں شدند |

ستایش سزایاں ستایش گرش
سر سر بلنداں نیاز آورش

قضایش برآرد بہر جا کہ تیغ
کہ آرد کہ دارد سر از وے دریغ

اگر از جلالش زند دم زباں +
بلرزد سپہر و بجنبد جہاں

بہ یکتائیش ہر کہ دم می زند
نہ دم بل دو عالم بہم می زند

خرد را بدرگاہ او راہ نیست
ز کنہ بودش اندیشہ آگاہ نیست

ازو کوس کاؤسیاں پر صدا
وزو نائے ناقوسیاں پر نوا

بہ عثمانیاں روم را رام کرد
بلے شام آں بوم را بام کرد

رخ غازیاں را بخوں غازہ ساز
بآب دم تیغ جاں تازہ ساز

بہ شمشیر کشور کشائی دہد +
بتدبیر کار آزمائی دہد +

بہ حکمش ابابیل چوں پر زند
صف ژندہ پیلاں بہم بر زند

کند قطرہ را در صدف در ناب
دہد سایہ را پایۂ آفتاب

از آں روز ایں دودہ باشد بکام
درافزایش دین و دولت مدام

بلے بود ہر یک بیاریئے بخت
پدر بر پدر صاحب تاج و تخت

چو بر ہشتصد ونہ و پنجہ گزشت
مراد دوم رخت ہستی نوشت

بہ سلطاں محمد خلافت رسید
جہاں را از و زیب و زینت رسید

چو قسطنطیں آں قیصر ملک روم
ز سلطاں مخالف شد از بخت شوم

بر آشفت سلطان و لشکر کشید
بہ قسطنطنیہ شد قیامت پدید

پس از بیز و آویز پنجاہ روز
ظفر یافت بر لشکر کینہ توز

چناں بر فصیلش شدہ گولہ بار
کہ بشکست و شد فتحیاب آشکار

درآمد ازاں رہ سپہ تند و تیز
برآورد سر فتنۂ رستخیز

بکف تیغ قیصر بناموس و ننگ
بزد خویشتن را بہ تیغ و تفنگ

سر از دوش قیصر تہ پا فتاد
نہ سر کنگر قصر کسرے فتاد

ہوس را نہد بر سرِ خوان لجسل
مگس را کند خانہ پُر از عسل

دل و جان دہد تاب و طاقت دہم
عجب ایں کہ بے خدمت اُجرت دہد

اگر چرخ گرداں بود در زمیں
بہ قہرش نہ آں باز ماند نہ ایں

ہم او ہست و ہم او بماند بجائے
کہ جاوید مانست و جاوید پائے

بہر جا کہ منزل کنی کوئے اوست
بہر سو کہ رو آوری روئے اوست

بیارا اے فلک تازکن خاک را
برآرا اے زمیں بر فلک تاک را

بدہ اے نمو شاخ را توشۂ
سرا اے خوشہ برکش زہر گوشۂ

بگیر اے کدیور ازاں خوشہ آب
بتابِ آفتاب آب را کن شراب

برآ اے شراب از تہِ خم بہ جام
کہ باشی بہ کامِ شہنشہ مدام

زعدلِ وے اقلیمِ ہندوستاں
بود خُرّم و سبز چوں بوستاں

چو خلقش خداداد ملکش وسیع
چو اقبال او بارگاہش رفیع

چو سلطاں لوائے ظفر بر فراخت
دروں رفت و بنشست و جا گرم ساخت

سن ہشتصد بود و پنجاہ و ہفت
کہ از دستِ نصرانی آں مُلک رفت

ازاں روز ایں گل زمیں گلشن ست
بداں دودہ ایں مملکت روشن ست

کنوں داوری را کہ از سروری
نشانند بر مسندِ قیصری

بود سی و چارم ازاں دودماں
بماناد او تا بماند جہاں

سرِ دیگر و آفتابِ دیگر
ہماں آفتاب و ہماں ماہ ہست

بچشمِ کسے کو دل آگاہ ہست
بیا ساقی آں ساغرِ لالہ رنگ

بمن دہ کہ باشد دل از غصّہ تنگ
چو نوشش آں مے پر تکالی کنم

دل از غم بافسانہ خالی کنم

نگرید به عهدش کسی جز سحاب — ننالد بدورش دلی جز رباب
نہ بیداد صرصر رسد بر گلے — نہ گل بشکند خاطرِ بلبلے
چو از عدل و داد دست پیرایش — بود برتر از ہمسراں پایہ اش
مئے عیش دارد جہانے بکام — تو گوئی بود دورِ او دورِ جام
فلک عہد جنباں زمیں عہد اوست — چو شہزادہ ویلز ولیعہد اوست
ز دانش پژوہانِ عالی مقام — کہ کرسی نشینند و منبر بنام
چو انجم یکے انجمن دادہ ساز — بداں میدہد سلطنت را طراز
گورنر کہ صاحب کلاہی کند — بہ حکمِ شہنشاہ شاہی کند
بود ہند را شاہ و اورا وزیر — گر ایں ماہ آں ہست مہرِ منیر
شہنشاہ آرے بود آفتاب — کہ ہر ذرہ را ہست ازو آب و تاب
بود فیض او دہر را ہمچو نہر — کہ ہر شہر دارد ازاں نہر بہر

# دوسرا باب ۲

## ارخان خاں ۱۳۲۶ء سے ۱۳۶۰ء تک

۳۵ برس کی عمر میں شہزادہ اپنے باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہی پادشاہ ہے جس نے سب سے پہلے "سلطان" کا لقب اختیار کیا۔ اور اپنے دربار میں وہ شان و شوکت پیدا کی کہ دیکھنے والے عش عش کرتے تھے اپنے بھائی علاء الدین کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا اور سلطنت میں اپنے سے دوسرا درجہ اُس کا قرار دیا یہ مثال اُس کے بعد کے سلطانوں میں نہیں پائی جاتی کسی سلطان نے اپنے بھائی کو وزارت نہیں دی بلکہ باہم مخالفت رہی۔

ارخان نے سب سے پہلے چاندی اور سونے کو سکوک کیا۔ لشکر کی ترتیب احسن طریقہ پر کی اور عیسائیوں کے بچوں کو جو مختلف حملوں میں گرفتار ہو کے آتے تھے تعلیم دے کے ایک ایسی زبردست فوج بنا دی جس نے بعد ازاں سلطنت کی بہت بڑی امداد کی۔

پری چہرگانِ فرنگیس فر | بخدمت برش بستہ پیشش کمر
فلک در تگاپوی بکار روی ست | کہن سال خدمتگذار وی ست
نہیبش بہر جا کہ لشکر کشد + | کہ دارد سراں کہ سر بر کشد
زنند فوج بحر لیش آتش بآب | شود مرغ و ماہی بہ دریا کباب
جہاں را مسخر بہ تدبیر کرد | کہ تدبیر او کار شمشیر کرد
نہد آسماں سر تہ پائے ہند | کہ در ظلِ مہرش بود جائے ہند
بر انداختہ رسمہائے کہن | بر آوردہ نخلِ ستم راز بن
نشست آتشِ فتنہ در عہد او | نسوزد زنِ ہند و از مرگ شو
ز بیمہری و جہل دوران گزشت | ز دختر کشی رائے رایاں گزشت
زمینی نہ بینی بجز کار و کشت | شدہ ہند خرم چو باغ بہشت
بہر شہر طرحِ مدارس نہاد | کراں ہند را گشت روشن سواد

بھانی سلطنت کی جنگجو قوموں میں سے ایک رسالہ کی ترتیب دی اور اس رسالہ سے ایسا کامیاب ہوا کہ ہر جنگ میں دشمن پر سراسیمگی چھا جاتی تھی اور رسالہ کی خوفناک فوج سے مخالف فوجیں تتر بتر ہو جاتی تھیں۔

ابھی ارخان تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اُس کے آگے خونریز جنگوں کا دروازہ کھل گیا۔ اینڈرونکس نوجوان شہنشاہ یونان نے ارخان کی بڑھتی ہوئی قوت دیکھ کے سمندر کو عبور کر لیا اور ترکی حملوں کی روک تھام کے لئے کثیر تعداد فوجیں ڈال دیں۔ ارخان نے شہنشاہ یونان پر حملہ کیا بڑی خونریز اور انقطاعی جنگ کے بعد اُسے سخت بےعزتی کی شکست دی۔

اس نمایاں فتح سے سربلند ہو کے ۱۳۲۶ء میں بہادر سلطان نے نکومیڈیا پر حملہ کیا اور اپنے جرار لشکر کی شائستگی اور بہادری کے طفیل سے بہت جلد ہی اس شہر کو فتح کر لیا۔ اعلیٰ انتظام فوج اور اپنے بیٹے کی شجاعت کے صدقہ سے اور بہی متعدد فتوحات یکے بعد دیگرے ارخان کو نصیب ہوئیں مشہور اور عظیم شہر نائس کا محاصرہ کر لیا گیا اور یہ محاصرہ کامل دو برس تک قائم رہا۔ ان دو برس میں عیسائیوں سے

| | |
|---|---|
| بہرجا شفاخانہا ساختہ | کہ بنیاد صحت در انداختہ |
| طلسمِ دگر ساخت از تلگراف | کہ گر خود ندیدم شمردم گزاف |
| زشہرے بشہرے تنید یدتار | سخن را رہِ راست شد آشکار |
| ہم از باختر تا بخاور زمیں + | پل ورا ہہا ساختہ آہنیں |
| رواں گشتہ کالسکہائے بخار | جہانے بروی شود رہسپار |
| بہ کشتی دودے وبادی مدام | تواں رفت از ہند تا روم وشام |
| بہ پیمانِ دیریں زراہ وداد | بہ سلطانِ روشن بود اتحاد |
| بہرجا معین ومددگار اوست | بزور وبزر یار وغمخوار اوست |
| مراہست حیرت باحوال شاہ | کہے مہر سیگو میش گاہ ماہ |
| کجا ماہ راہست افسر بسر | کجا تیغ خورشید را بر کمر + |
| کنند مہ گراز مہر کسبِ ضیا | دلش ہشت روشن زنورِ خدا |

بڑے بڑے میدان ہوئے اخیر ارخان فتح کا نقارہ بجاتا ہوا شہر میں داخل ہوا پھر امرائے اناطولیہ کی طرف اُس کی ظفر موج فوجوں نے رُخ کیا اور مختلف کامیاب اور مہیب جنگوں کے بعد کل چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کرلیا اس طرح تمام اناطولیہ کا سواحل دریائے فرات سے لگاکے ہیلسپانٹ تک کل ملک اُس کے زیرِ نگیں آگیا۔

ان عظیم کامیابیوں کے ہوتے ارخان یورپ میں یونان پر حملہ کرنے کے لئے سخت بےچین تھا یونان پر اُس کی نظریں اُٹھ رہی تھیں اور اُس کے مُنہ میں پانی بھر ا چلا آتا تھا کہ جس طرح ہو بہت جلد یونان پر قبضہ کرنا چاہیے۔ اخیر اس کے نوجوان بیٹے سلیمان نے جو عالی حوصلگی۔ جرأت اور اولوالعزمی میں اپنے باپ اور دادا سے کسی طرح بھی کم نہ تھا آبناؤں سے عبور کرنا چاہا۔ لیکن بغیر جہاز کے ترکی فوجیں آبناؤں کے پار کیوں کر ہو سکتی تھی کیونکہ اس وقت تک ترکوں کے پاس ایک معمولی کشتی بھی نہ تھی اس پر بھی در پار اُترنے کا حوصلہ بہادر شہزادہ کا پست نہوا راتوں رات بکثرت تختوں کو بہم پہنچا کے انھیں رسیوں میں کس دیا اور شب کی تاریکی سے فائدہ اُٹھاکے عالی حوصلہ بہادر شہزادہ معہ اسی آدمیوں کے اُ

به قسطنطیه پایهٔ تخت او ✤ به چرخ برین تارک بخت او
فلک بهر خدمت کمر بسته است ــسم ــ که بر تخت عبدالحمید او نشسته است
ملک گفت سالِ جلوس سعید ـ شدش جائے گوئی بعرشِ مجید
باورنگ شاہنشہی پائے اوست ـ ولے در دلِ علمے ہلئے اوست
بود دست خالی وسے وقت جود ـ کند سرفرو لیک گاہِ سجود
ہمیں پاسبانِ کہن خانقاہ ـ کہن دیدبانِ ہمیں خوابگاہ
ز پشتش قوی پشتِ اسلامیاں ـ بد ورش بلند اختر شامیاں
درش مرجع ہفت ملت بود ـ وسے مرکزِ پنج نوبت بود
شود کار بند او بو خشو ربند ـ که از دین و دنیا بود بہرہ مند
گہ حملہ چوں برنشیند بزیں ✤ بہ ماستد سپہر و بجنبد زمیں
محیط است دستش دم صلح و جنگ ـ که گاہے گہر آرد و گہ نہنگ

تختوں پر بیٹھا اور صبح ہوتے ہوتے کیسل آف طرمنی کے دامن میں یورپی ساحل ہیلسپانٹ پر پہنچ گیا۔ یہاں ایک کسان سے ملاقات ہوگئی جسے بہت کچھ انعام واکرام کی اُمید دی گئی اور بہت سازر و جواہر اُس وقت بھی اُس کی نذر کیا۔ اِس کسان نے ایک چور رستہ سے نوجوان شہزادہ کو معہ اُس کے اسّی ساتھیوں کے محل شاہی میں پہنچا دیا۔ فوج قلعہ ترکوں کی صورت دیکھتے ہی کانپ گئی اُس کے ہوش پرّاں ہوگئے کہ ترک یکایک نمودار کیوں کر ہوگئے حالانکہ وہ تعداد میں بہت زیادہ تھی اور اگر کچھ بھی استقلال اور جُرأت سے کام لیتی تو شہزادہ کا کامیاب ہونا محال تھا مگر اُس کی ہمت ٹوٹ گئی اور ترکوں کی صورت دیکھ کے اُس کے تن بدن میں ایسا لرزہ پیدا ہوا کہ آخر اُسے ہتیار ڈالتے ہی بن پڑی سلیمان نے فوراً اس قلعہ کے خاص خاص آدمیوں کو جمع کیا اور اُنہیں بیم ورجا سے اپنا مطیع بنالیا۔ اور ساحل پر جتنے جہاز موجود تھے سب پر خاموشی سے قبضہ کرلیا اور اپنی فوج کے لینے کے لئے اُن جہازوں کو روانہ کردیا۔
غرض شام ہونے سے پہلے پہلے چالیس ہزار ترکی فوج سے زیادہ ساحل یورپ پر اُتر آئی اور ایک قلعہ کو فتح کرکے گیلی پیپولی کا محاصرہ کرلیا۔ فوج قلعہ نے ترکوں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن کچھ کام

| | |
|---|---|
| نہنگ سست تیغش بہ ہنگام زور | کہ افگندہ شوری بدریائے شور |
| بہ فرعونیاں لطمۂ رود نیل | بموسائیاں سایہ جبرئیل |
| دو دستش دو شاخ از یمین و یسار | یکے بار دار و دیگے خاردار |
| ہوا خواہ را زاں یکے بار و برگ | وزیں خصم را در جگر بید برگ |
| کند گنج ازاں صرف تیغ و تفنگ | کہ ظاہر شود گنج از قلب جنگ |
| سلح میخرد آب و تابش دہد | بدست انچہ آرد بآبش دہد |

نکوپولس جہاں غنیم کی افواج پٹی پڑی ہیں ایک افسوسناک منظر بن رہا ہے۔ آگ نے اس خوبصورت شہر کو جلا کے خاکستر کر دیا ہے۔ امید نہ تھی کہ آگ اس شدت سے لگی ہوگی لیکن یہاں آکے دیکھا تو عجیب افسردہ سماں نظر آیا۔ جو لوگ شہر میں گئے چار پانچ ایکڑ زمین پر تو سوائے ڈھیروں اور جلے ہوئے پشتوں کے کچھ نظر نہ آیا۔ ترکوں نے اس شہر کو اس طرح آگ لگا دی جیسے روسیوں نے نپولین بوناپارٹ کے حملہ کے وقت ماسکو میں آگ دے دی تھی۔ لاکھوں من غلہ یہاں جمع کیا گیا تھا لیکن

نہ چلا۔ سامان رسد کی کمی اور قلعہ بندی کے نقص اور ترکوں کے دھواں دھار حملوں سے وہ برسر نہ آسکے اور ناچار شہر و قلعہ کی کنجیاں ترکوں کے سپرد کرتے بن پڑی۔ گیلی پیولی یورپ کی کنجی اس صورت سے ترکوں کے قبضہ میں آگئی۔

اس وقت یونانی سلطنت میں سخت پیچیدگیاں پڑ رہی تھیں۔ کانٹاکوزین جو نوجوان پیلیولوگس کا محافظ تھا چاہتا تھا کہ سلطنت پر میرا قبضہ ہو جائے مگر نوجوان شہزادہ نے اُسے تسلیم نہ کیا اب دو گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ شہزادہ کی طرفداری کر رہا تھا اور دوسرا محافظ کی یہاں تک جھگڑا بڑھا کہ دونوں نے سلطان ارخان سے مدد طلب کی۔ کانٹاکوزین نے اپنی خوبصورت لڑکی بکثرت جواہرات وغیرہ کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجی گویا سلطان کو ڈولا دیا۔ ارخان نے اس حسینہ کو اپنی حرمسرائے میں داخل کیا اور اپنے سسرے کی امداد پر فوجیں روانہ کیں۔

ارخان نے اُن فوجوں کا سرکردہ بنا کے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ سلیمان ابھی بچہ ہی تھا لیکن اولوالعزمی اور شجاعت میں اپنے باپ سے کم نہ تھا اُس نے جاتے ہی ہترلیس اور دوسرے مقامات کو قبضہ میں کر لیا اسی اثنا میں

روسیوں کے ہاتھ گیہوں کا ایک دانہ بھی نہ آیا۔ سب جلا ہوا ڈھیر ملا۔ ترکوں سے جتنا لیجایا گیا لیگئے باقی کل غلہ میں آگ لگا دی کہ روسیہ کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی ، گو مشتِ خاکِ ما ہم برباد رفتہ باشد

یہاں ترک فی الحقیقت اپنی بہادری کا نمونہ دکھا گئے۔ نکو پولس کی ویران زمین پر انھوں نے قبضہ تو کر لیا لیکن دس قدم پر انہیں اس قبضہ کرنے کا پورا مزا آگیا۔ قلعہ نکو پولس کے عقب میں اناج کے کھیت لہلہا رہے تھے اور ساتھ ہی بڑے بڑے درختوں کا ہجوم اس کثرت سے ہو رہا تھا کہ دو گز کے فاصلہ کا آدمی نہ معلوم ہوتا تھا۔ ترکوں نے نہایت عقلمندی سے ان کھیتوں کے پیچھے مورچہ بندی کر لی تھی۔ اور اُن کی اژدہا پیکر توپیں منہ کھولے ہوئے فتحمند روسیوں کا انتظار کر رہی تھیں جہاں ایک گھمسان کی جنگ ہو گی اور بہادروں کے پورے حوصلے نکلیں گے۔

نکو پولس میں جب روسی داخل ہوئے ہیں تو انہوں نے شہر کے بڑے حصہ کو ویران پایا تو بھی قلعہ کے ایک حصہ میں بہت سا سامان حرب اور بندوقیں ملیں۔ قلعہ کے فتح ہونے سے روسیوں کا یہ خوف کہ ترک

جب ترکی فوجیں آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں دونوں فریق نے باہم صلح کر لی اس صلح نے عثمانی لشکر کی بڑھتی ہوئی رَو پر کچھ اثر نہ کیا۔ کئی مشہور مقامات رومیوں کے قبضہ میں آگئے۔

جب ترکوں کی حکومت یونانی شہروں پر اس طرح قایم ہو گئی تو اب شہزادے ڈرے کہ کہیں کل یونان ترک فتح نہ کرلیں اس خوف میں آکے کانٹا کوزین نے ارخاں کے پاس کرور ہا روپیہ دے کے ایک خاص سفارت روانہ کی کہ یہ روپیہ لیلو اور ہمارے شہر چھوڑ دو۔ ارخاں نے وہ روپیہ تو لیلیا لیکن شہر چھوڑنے کے جواب میں یہ کہا" میرے ترک جہاں قدم جما لیتے ہیں پھر وہاں سے نہیں ہٹاتے۔

سلیمان اپنی فتوحات مشرق میں بھی بڑھا رہا تھا۔ اُس نے تاتاریوں سے ایفرا اور کراتیا شہروں کو فتح کر لیا۔ جب یہاں سے فراغت پا چکا تو پھر یونان کا رُخ کیا اور تھرلیس کا باقی ماندہ حصہ بھی اپنی عملداری میں شریک کرنا چاہا مگر یکایک ایک دن گھوڑا چراغ پا ہوا اور یہ بہادر شہزادہ اور اعلیٰ درجہ کا سپاہ سالار گر کے جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ ارخاں کو اپنے جوان بیٹے کی موت کا بہت صدمہ ہوا وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور دو مہینے کے بعد ۱۳۶۱ء میں اس نے بھی قضا کی۔

اُن کے بازوئے راست پر حملہ کرتے بالکل جاتا رہا اور اسی طرح اس قبضہ نے ترکی جنگ مدافعت کو ایک حد تک ضعیف کر دیا تھا۔ ترکی فوج قلعہ کی اس پر بھی تعریف نہیں ہو سکتی جس شجاعت اور جوانمردی سے اپنے سے کئی گُنے دشمنوں کا مقابلہ کیا اس نے یورپی اخباروں کے نامہ نگاروں کو حیران کر دیا۔ مگر ترکی سپاہ سالار کی جان کو سب روتے ہیں کہ اس نے نہ قلعہ کی اچھی حفاظت کی اور جب قلعہ کا بچانا ناممکن ہو گیا تو قرب و جوار میں فوجوں کو بچا کے نہیں ڈالا۔ حسن پاشا جس کی شجاعت کی خود شہنشاہ روسیہ اور اس کے فوجی افسروں نے بہت تعریف کی ۱۷ ارجولائی کو جب شہنشاہ روسیہ کے آگے پیش ہوا جو مقام باؤلا قریب دریائے جانٹرا کے خیمہ زن تھا تو نہایت آن بان سے کھڑا ہوا حالانکہ وہ مثل قیدیوں کے پیش ہوا تھا لیکن اُس کی سپاہ گری کی طمطراق میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔ شہنشاہ روسیہ نے دریافت کیا تم نے ہماری اطاعت کیوں قبول کر لی تو حسن پاشا نے جواب دیا۔ "اسے شہنشاہ میں نے اُس وقت تیری فوج کی اطاعت کی ہے جب میرے پاس سامان حرب بالکل ہو چکا تھا۔ اصل میں یہ جنگ ہی نہایت لغو اور نالایق طریقہ سے اُٹھائی گئی ہے انگریزوں کی وجہ سے اس جنگ کا ظہور ہوا ہے اور جب یہ جنگ ختم ہو جائیگی

---

ارخان کی عمر وقت وفات ستر سال کی تھی۔ ۲۵ برس بڑی کامیابی سے اس نے حکومت کی۔
ارخان کی فتوحات کا بڑا حصہ اُس کے بیٹے سلیمان کی شجاعت تھی جسے خود ارخان نے فنون سپاہ سالاری کی تعلیم دی تھی اور اُسے مثل اپنے مرد میدان بنا دیا تھا۔ ارخان کی سلطنت سے ترکی حکومت میں ترقی کی رُوح اور وہ قوت حاصل ہو گئی تھی کہ آیندہ ترکی عظمت و برتری گویا اسی تازہ روح اور قوت سے حاصل ہوئی ہے۔

# تیسرا باب ۳

## مرادخاں اوّل ۔ تیسرا سلطان

### سنہ ۱۳۶۰ء سے سنہ ۱۳۸۹ء تک

سلطان مرادخان اول کی تخت نشینی ۔ فتوحات و یورپ و ایشیا ۔ جان نثاریوں اور سپاہیوں کی فوجوں کی ترتیب ۔ بیٹوں کی بغاوت ۔ سزائیں ۔ یونانی شہنشاہ کی کنارہ کشی کسّاوہ کے میدان میں خونریز لڑائیاں ۔ شہزادہ سرویا کی شکست ۔ سلطان مرادخاں کی وفات

تو قوم بہت خوش ہوگی۔" پھر شہنشاہ نے دریافت کیا کہ ہمارے جنگی افسر بیا لڑ رہے ہیں - یہہ سن کے حسن پاشا کو غصّہ آگیا اور نہایت حقارت انگیز لہجہ میں کہا۔" اے شہنشاہ اپنے افسروں کی جوانمردی پر نازاں نہ ہو وہ اول درجہ کے بزدل اور بے حمیّت ہیں کیونکہ جب وہ کوئی مقام لے لیتے ہیں تو بے پناہ عورتوں اور بچّوں پر توپخانہ سے حملہ کرتے ہیں - مرد میدان کی ہرگز یہ شان نہیں ہے - بے پناہ لوگوں پر حملہ کرنا سخت بزدلی اور نامردہ پن ہے۔" حسن پاشا کی اس گرم اور سچی گفتگو سے شہنشاہ روسیہ دنگ رہ گیا اور اُسے معلوم ہوگیا جس قوم کے سپاہ سالار کا قید میں یہ جوش و خروش ہے اس قوم کا زیر کرنا مُنہ کا نوالہ نہیں ہے -

شہنشاہ روسیہ سسٹووا سے جانب جنوب چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن تھا ۱۵ جولائی کو اس کے پاس تار بابو کا ایک مراسلہ پہنچا کہ ترک نکوپولس سے سسٹووا پر بڑھ رہے ہیں اور اُن کا منشا ہے کہ روسیوں کا سلسلۂ آمد و رفت کاٹ کے پُل کو برباد کردیں - اس خبر نے شہنشاہی کیمپ میں سخت پریشانی پیدا کردی شہنشاہ گھبرا گیا اور فوراً رستوں کی حفاظت کے لئے فوجیں روانہ کیں اور مخبر دوڑا دیئے کہ جا کے اس خبر کی

---

یہ شہزادہ ارخان کا دوسرا بیٹا تھا اکتالیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا - سب سے پہلے اس سلطان نے اپنی رعایا اور اپنی فوج کا دل ہاتھ میں کرنے اور اُن کی آنکھوں میں واجب الاحترام بننے کی تدبیر کی اور وہ تدبیر یہ تھی کہ خلیفۃ المسلمین اور ظل اللہ کا لقب اختیار کیا -

مراد خاں نے اپنا پہلا فرض یہ سمجھا کہ فتوحات یورپ کی جن کو اُس کے باپ اور بھائی نے بڑی شجاعت سے شروع کیا تھا تکمیل کرے - پیلیولوگس سے ایک معاہدہ کرکے اس نے اپنا پایۂ تخت ایڈریانوپل کو بنایا - چند ہی روز ہوئے تھے کہ اُسے یکایک ایشیائی صوبوں کی بغاوت کی خبریں پہنچیں - مراد خاں بغاوت کی خبریں سُنتے ہی بیتاب ہوگیا اور فوج کثیر کے ساتھ ہیلسپانٹ کو عبور کرکے مفسدوں کے سر پر پہنچ گیا - کئی خفیف جنگوں کے بعد اس نے باغی صوبوں میں امن قایم کردیا اور کل انتظامات کرنے کے بعد اپنی باگیں یورپ کی طرف اُٹھائیں - یورپ میں آکے اس نے اپنی فوجوں کو دم نہیں لینے دیا فوراً فراس پر حملہ کیا اور بہت جلد اُسے فتح کرلیا - اس کے بعد سرویا پر حملہ کرکے اُس کو مطیع کیا - بعد ازاں سلطان مُراد کو شاہ سرویا نے اپنی بیٹی دیدی - سلطان نے اس ہدیہ کو قبول کرکے اُس کی بیٹی سے شادی کرلی اور اس طرح باہم صُلح ہوگئی -

اصلیت دریافت کریں۔ تھوڑی دیر کے بعد مخبروں نے آکے بیان کر دیا کہ ساری خبریں غلط ہیں اور نکوپولس کے چاروں طرف بالکل خاموشی ہے۔

اتنے میں بیرن کدنر کی فتح کی خبریں آئیں کہ اُس نے ڈینیوب کے ساحل پر ترکوں کو پسپا کر دیا اور تار بابو نے جو پریشان خبریں ترکوں کی نقل و حرکت کی دی تھیں اُس کی اصل یہ ہے کہ نکوپولس کے ارد گرد اس نے بندوقوں کی آواز سن لی تھی اور وہ ڈر گیا تھا کہ شہنشاہ روسیہ کی خیر نہیں ہے تمام زمانہ جنگ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ روسیہ کئی بار ترکوں کی زد پر آ گیا لیکن ترکی افسروں کی نمک حلالی نے اُس کی جان بچا بچا دی۔ یہ موقع بھی اعلیٰ درجہ کا تھا کہ اگر ترکی فوجیں شہنشاہی کیمپ پر حملہ آور ہوتیں تو زار کو ہمیشہ زاری کرتے ہی بن پڑتی وہ آسانی سے زندہ گرفتار ہو جاتا اور پھر روسیوں کی کمر ٹوٹ جاتی۔ شہنشاہ کے پاس فوج بھی قلیل تھی اور فتح کے نشہ میں اُس نے کوئی معقول انتظام بھی نہ کیا تھا اس غفلت اور بے پروائی کا خدا ستیاناس کرے کہ اُس نے ترکوں کو اخیر میں جاکے یہ روز بد دکھایا۔

اس وقت شمالی بلغاریہ پر روسیوں کے قدم مضبوطی سے جم گئے تھے اور ترکی حکومت باستثنائے چند مقامات کے

---

کامیابی نے سلطان کی رکاب پر بوسہ دیا۔ اور اقبال گھوڑے کی باگ پکڑ کے آگے بڑھا۔ فتوحات کا دروازہ مراد خاں کے آگے قدرت نے کھول دیا اور نصرت نے تلوار کے قبضہ کو چوم کے جلو میں رہنا قبول کیا مراد خاں نے سرحدات پر حملے کرنے شروع کئے۔ ہزاروں قیدی گرفتار ہو کے پائے تخت ترکی میں داخل ہونے لگے۔ ان قیدیوں میں جس نے اسلام قبول کر لیا وہ رسالہ میں بھرتی کر دیا گیا اور اس طرح ایک زبردست فوج سلطان ترکی کی ماتحتی میں پیدا ہو گئی۔ جب رسالہ تیار ہو گیا تو سلطان نے اپنی پیادہ فوج کی درستی کا خیال کیا اور بہت جلد ایک ایسی شائستہ فوج ترکی میں پیدا ہو گئی جس نے یورپ کی سرزمین میں ہل چل ڈالدی۔

۱۳۶۱ء میں مراد خاں نے جاں نثاریوں کی نئی فوج ترتیب دی۔ اور اس کی یہ ترکیب نکالی کہ جب کسی مفتوحہ ملک سے عیسائی گرفتار ہو کے آتے تھے تو ان میں سے ⅕ حصہ لیلیا جاتا تھا۔ اور یہ لوگ خواہ بخوشی خواہ بمجبوری مسلمان ہو جاتے تھے۔ جاں نثاریوں کی تعداد پہلے دس ہزار ہوئی اور پھر چند سال کے بعد بہت بڑھ گئی۔

مراد خاں اور پیلیولوگس ایشیا میں جنگ کر رہے تھے کہ یکایک اِن دونوں شہنشاہوں کو اُن کے بیٹوں کی

کل صوبہ سے اُٹھ چکی تھی۔ دریا کے عبور کرتے ہی حملہ آوروں نے مفتوحہ مقامات میں اپنی حکومت قائم کر دی اور کل انتظامات شہزادہ تچرکسکی کے سپرد کر کے روسی حکومت کا رنگ پیدا کر دیا۔ بلغاری بطور پولس کے مقرر کئے گئے۔ عدالتیں کھل گئیں اور چاروں طرف روسی پھریرا اڑنے لگا۔ شہنشاہ روس نے نہایت بزدلانہ اور ظالمانہ حکم شہزادہ کے نام جاری کیا کہ ہر مسلمان کا مال و متاع اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ سب چھین لی جائے زمیندار مسلمانوں کو مار ڈالا جائے یا مار کے نکال دیا جائے۔ یہ حکم پہنچتے ہی شہزادہ نے مسلمانوں کو لوٹنا شروع کیا۔ بڑے بڑے بلغاری مسلمان امرا کو گرفتار کر لیا اُن کی سربازار سخت توہین کی گئی اور ایسی سخت سزائیں دیں کہ وہ بیچارے چند روز کے بعد جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ عام مسلمانوں کے بدن سے کپڑے تک اُتار لئے اور اُنہیں نہایت ذلت اور خواری سے شہر بدر کر دیا۔ یہ مظلوم مسلمان خاص بلغاریہ کے رہنے والے تھے اور انھیں یہاں رہتے ہوئے صدیاں گزر گئی تھیں۔ سفاکوں کی جن تلواروں نے لنگڑے لولے اور بے بس مردوں کو قتل کیا ان ہی تلواروں نے بے پناہ اور بے خطا عورتوں اور معصوم بچوں کی گردنیں اُڑائیں۔ حاملہ عورتوں کے پیٹوں میں سنگینیں بھوکی گئیں اور شیرخوار بچوں کو اُچھال

بغاوت کی خبریں پہنچیں۔ بغاوت ہونے کی وجہ یہ تھی کہ دونوں شہنشاہوں کے لڑکوں نے جاں نثاری فوج کا سرکردہ بن کے ہمسایہ قوموں کی متفقہ فوج کو ایسی فاش شکست دی کہ تمام ملک میں ہل چل پڑ گئی اس غیر معمولی فتح سے خوش ہو کے دونوں لڑکوں نے اپنے اپنے باپ سے بغاوت کی۔ جوں ہی بغاوت کی خبریں پہنچیں دونوں شہنشاہ بے اوسان ہو کے باغیوں کی طرف لپکے اور خفیف لڑائیوں کے بعد دونوں شہزادے مغلوب ہو گئے۔ سلطان مراد خاں نے جلادوں کو اپنے بیٹے کی دونوں آنکھیں نکال لینے کا حکم دیا اور پیلیولوگس کو بھی یہی رائے دی کہ وہ بھی اپنے بیٹے کی آنکھیں نکلوا ڈالے۔ شہنشاہ یونان نے صرف ایک آنکھ اپنے بیٹے کی نکلوائی جو بعد ازاں اچھی ہو گئی تھی۔

پھر اس کے پوتے مینوئیل نے سلطان ترکی کے خلاف سازش کی لیکن اس کے ساتھی بعد میں جلکے تتر بتر ہو گئے اور اس نے ترکی سپاہ سالار کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور تھسلونیکا کی کنجیاں ٹھنڈے پیٹوں اُسکی سپرد کر دیں تاکہ وہ سلطان سے سفارش کر کے اُس کی جاں بخشی کرائے۔ ترکی سپاہ سالار نے سفارش کی سلطان نے فوراً اُس کی خطا کو معاف کر دیا۔ اس صورت سے یہ صوبہ خون کی ایک بوند گرائے بغیر اُس کے

اُچھال کے جو رنگ اُڑایا گیا۔ یہ تمام خطرناک مظالم ترکی نمک حرام افسروں کے نامۂ اعمال میں لکھے گئے ہیں اور اس تمام بیرحمانہ قتل عام کے جواب دہ علاوہ سنگدل روسیوں کے بدخواہ قوم و ملت ترکی افسر بھی ہوں گے۔

تمام صوبہ میں پھانسیاں کھڑی کردی گئیں اور بلغاریوں کے معمولی اشارہ سے بیگناہ مسلمانوں کو بلا تفتیش جرم رسّی میں لٹکا دیا گیا۔ کل مسلمانوں سے جبراً ہتیار چھین لئے گئے اور عیسائیوں کو اسلحے سے آراستہ کیا گیا۔ بلغاری انتظامی انجمن کا انعقاد ہوا اور اُس کا نگراں روسیہ فوج کو بنا یا گیا۔ یہ حالت دیکھ کے ایک تحریک شروع ہوئی کہ روسیہ کو اپنا دوست بنایا جائے چنانچہ مسٹر لوئیس نے جو روسیوں کا دوست تھا اور لندن کے ایک اخبار سے تعلق رکھتا تھا سینٹ پیٹرسبرگ سے ایم اکساکف کو لکھا کہ آپ ہمیں امداد دیں کہ برٹن اعظم اور روسیہ میں تصفیہ ہو جائے اور کسی قسم کی کشیدگی باقی نہ رہے اس کا جواب ماسکو کی سلاوونک سوسائٹی کے پریزیڈنٹ نے یہ دیا" ایسے وقت میں کہ جنرل کیمبل ایشیا میں ترکی افواج کا سپاہ سالار بنا ہوا ہے اور انگلستان اپنے جنگی جہازی بیڑے سے ہمیں دھمکی دے رہا ہے اور انگلش ایجنٹ

---

قبضہ میں آگیا۔ پیلیلوگس نے ترکوں کی اس نمایاں کامیابی سے خوف کھا کے اپنے بیٹے مینویل کو تخت نشین کردیا اور آپ یورپ کے شہنشاہوں کے پاس فریادی پہنچا اور جا کے التجا کی کہ وحشیوں سے مہذب نصارےٰ کے ممالک کو بچایا جائے۔

ترکوں کی دھاک تمام یورپ میں بندہ رہی تھی کسی نے مشرقی شہنشاہ کے سر پر ہاتھ نہیں رکھا سب نے صاف انکار کر دیا کہ ہم ترکوں کے خلاف کوئی امداد نہیں دے سکتے۔ ہاں پوپ اربن پنجم اور چارلس پنجم شاہ فرانس نے کچھ سہارا دیا تھا لیکن وہ ایسا سہارا تھا کہ شہنشاہ شرقی کی اُس سے کچھ ڈھارس نہ بندہ سکتی تھی۔ بیچارہ یورپ میں ناکارہ کوششیں کر رہا تھا اور وہاں مراد خاں اپنی سلطنت کو وسعت دے رہا تھا۔ اور برابر شہر پر شہر فتح کئے لیتا تھا۔

سلطان مراد خاں کی حکمت عملی اس کی شمشیر خوں آشام سے کم درجہ نہ تھی۔ صرف تلوار ہی پر فتوحات کا دار و مدار نہ تھا بلکہ اُس کی عاقلانہ تدابیر ملکی بھی بلا کی تھیں اُس نے معاہدوں کی رو سے ایشیا میں بہت سے صوبے حاصل کرلئے تھے اُس کے سپاہ سالاروں نے جاں نثاریوں کی بدولت تمام البانیہ کو

روسی ہیڈکوارٹروں میں ترکی کے مخبر بنکے آئے ہوئے ہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ روسیہ انگلستان کی طرف سے اپنا دل صاف کرلے اور اُس کی دوست بنجائے۔

"این خیال است و محال است و جنوں"

سب سے زیادہ عجیب بات جو اس خط میں درج ہے وہ یہ ہے کہ سر آرنالڈ کیمبل ترکی سپاہ سالار ایشیا میں ہیں۔ تعصب نے پریزیڈنٹ روسیہ کی آنکھوں پر پٹی باندہ دی اور اس کے حواس خمسہ میں ایسا فرق آیا کہ وہ جنرل کیمبل کو سپاہ سالار افواج ترکی کا کہنے لگا۔ یہ بات محض غلط اور لغو ہے سر آرنالڈ کیمبل انگلستان کے جنگی اٹاچی تھے جو ایشیا میں ترکوں کے سپاہ سالار کے ساتھ رہنے کے لئے حسب قوانین بین الاقوام بھیجے گئے تھے اسی طرح کل دول یورپ کے جنگی اٹاچی ترکوں اور روسیوں کے ساتھ ایشیا اور یورپ میں موجود تھے۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ روسیوں کے بڑے بڑے افسروں کے کیسے نالایق اور بازاری خیالات ہیں اور وہ اپنے مخالف پر کیسے بزدلانہ حملے کرتے ہیں۔ اور انھیں جھوٹ اور فریب سے بھی دریغ نہیں ہے۔

فتح کر لیا تھا۔ شہنشاہ ترکی جب یورپ واپس آیا تو اُسے ایک خطرناک دشمن سے جنگ کرنی پڑی اور یہ خطرناک دشمن شاہ سرویا تھا جس نے ولیچین۔ ہنگیرین۔ ڈالمیشین کی افواج کثیر لیکے ترکی ترقی کو روکنے کیلئے قدم اُٹھایا۔ شہنشاہ ترکی بھی فوراً اس کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور اپنی افواج قاہرہ کا خود سپاہ سالار بن کے میدان جنگ میں اُترا ایسے بہادروں نے اپنی شجاعت کے پورے جوہر دکھائے خوب کٹ کٹ کے لڑے مگر اخیر میدان سلطان ہی کے ہاتھ رہا ۷۹۱ھ ہجری قدسی مطابق ۱۳۸۹ء یہ عظیم اور خونریز جنگ مقام کساوہ پر ہوئی تھی۔ فتح کے بعد سلطان مراد خاں گھوڑے سے اُتر کے میدان جنگ اور اپنی فتوحات کی عظمت کو دیکھنے کیلئے چلے۔ خوان اور دست و پا بریدہ سپاہیوں کی سیر کر رہے تھے اور اپنے مصاحبوں سے کہتے جاتے تھے کہ یہ تو ابھی بچے ہی تھے جو ہمارے مقابلہ میں آئے تھے اور ابھی تک ان کی مسیں ہی بھیگ رہی ہیں۔ وزیر نے عرض کیا۔ اے سلطان یہ بچے مذہبی جوش میں ہم سے جنگ کرنے آئے تھے۔" جب آگے بڑھے تو ایک افسر کو دیکھا جو زخمی پڑا ہوا ہے اس نے سلطان کو دیکھ کے سلام کیا سلطان قریب گئے اور اُس سے باتیں کرنا چاہتے تھے کہ اُس نے پیش قبض نکال کے سلطان کو مارنا چاہا فوراً اُس پر

ایشیا میں اگرچہ روسیوں کو بڑا بڑا ناکامی ہو رہی تھی لیکن یورپ میں اُن کا پانسہ زبردست تھا اور وہ ترکی افسروں کی نمک حرامی سے فائدہ اُٹھا کے ترکی عملداری کا بہت سا حصّہ حاصل کر چکے تھے۔ جب مشرقی یورپ کی یہہ کیفیت ہوئی تو انگلستان کی آنکھیں کھلیں اور اب اسے اپنے مقاصد کی طرف خیال ہونے لگا۔ مبادا روسیہ ایڈریانوپل پر بڑھے اور اُس کے مقاصد سیاسیہ کو صدمہ پہنچے۔ جو تعلقات انگلستان کے ترکی کے ساتھ تھے وہ جنگ ہونے کی وجہ سے سخت پیچیدگی میں پڑ گئے تھے۔ جون کے مہینہ میں وزرائے انگلستان اور باب عالی میں نہر سویز کے بارے میں بہت کچھ خط کتابت ہو چکی تھی مسٹر لیبارڈ نے بیان کیا کہ گورنمنٹ ترکی سے یہ سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ وہ تمام دول یورپ کے جہازوں کو نہر سویز میں آنے جانے دے جب روسیہ سے اعلان جنگ ہوا ہے تو ترکی وزیر خارجہ نے انگلستانی وزیر خارجہ کو لکھ کے بھیج دیا تھا کہ نہر سویز اصل میں ہماری ملک ہے ہمیں اختیار ہے کہ بوقت جنگ ہم غنیم کے جہازوں کو یہاں سے نہ گزرنے دیں ہم نے دو راستوں کی کامل حفاظت کر لی ہے اور ان دو راستوں سے ہم مقاصد ترکی کو بچا سکیں گے۔ ۲۵ جون سر اسٹافرڈ نارتھ کوٹ نے جلسہ پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ روسیہ نے اس بات کا اعلان دیدیا ہے

---

تلواریں پڑ گئیں اور پارہ پارہ کر دیا گیا۔

سلطان مراد خاں کی عمر اکہتر سال کی تھی تیس برس حکومت کی۔ انتظام سلطنت اور فوجوں کی ترتیب میں یہ سلطان حد سے زیادہ سخت اور درشت تھا۔ خلیفۃ المسلمین کے لقب حاصل کرنے سے عام طور پر لوگ عزّت کرتے تھے یہ سلطان تعلیم کا بھی بہت دوست تہا۔ اس نے بڑے بڑے پبلک اسکول بنائے اور کثرت سے شفاخانے تعمیر کرائے۔ ترکی میں پبلک مدارس اور شفاخانوں کی بنیاد اسی سلطان نے ڈالی۔ اس کے بیٹے بایزید نے بروصہ میں ایک عالیشان مقبرہ بنوایا۔ یہاں اُس کے باپ دادا بھی مدفون ہیں ابھی تک وہ مقبرہ موجود ہے جس میں جانے سے مرحوم سلطان کی عظمت پائی جاتی ہے۔

# چوتھا باب

## بایزید اول۔ ترکی کا چوتھا شہنشاہ ۱۳۸۹-۱۴۰۲ء

### بایزید کا سلطان بننا۔ فتوحات۔ یورپ میں اُسکی افواج کو شکست

کہ ہم مصر پر فوجکشی نہیں کریں گے نہ نہر سوئز کے راستہ کو برباد کریں گے اس لئے گورنمنٹ انگلستان مطمئن ہے کہ اس کے راستہ ہند میں مزاحمت نہیں ہوگی۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہا اور ہم ہر طرح مطمئن ہیں۔ تو بھی ہم نے مناسب جانا کہ خلیج بسیکا میں اپنا بیڑہ جہازات بھیج دیں۔ کیونکہ یہ ایسا موزوں مقام ہے اگر کوئی فوری ضرورت پڑی تو ہمارا سفیر متعینہ قسطنطنیہ اس جنگی بیڑے سے فوراً خط کتابت کر سکتا ہے۔ اس جنگی بیڑے میں آٹھ جہاز تھے سات آہن پوش اور ایک غیر مسلح۔ باوجودیکہ روسیہ نے انگلستان کو ہر طرح کا اطمینان دیدیا تھا لیکن انگریز غور کی نظروں سے روسیہ کی حکمت عملی کو تک رہے تھے۔ روسیہ نے یہ صاف الفاظ میں کہدیا تھا کہ میں اپنے دشمن سے چاہے جو کچھ برتاؤ کروں لیکن انگلستان کے مقاصد کو کوئی صدمہ نہیں پہنچنے دوں گا۔

روسی سپاہ سالاروں میں سب سے زیادہ اولوالعزم اور بہادر جنرل گورکو تھا جو ایک زبردست فوج کے ساتھ ۱۲ جولائی ٹرنووا سے جانب جنوب روانہ ہوا تھا اس کا ارادہ تھا کہ ایلنیاں بلقان کو عبور کر کے کنزلک پہنچ جائے اور اس صورت سے تنجا دیلی پر پورا قبضہ ہو جائے تاکہ ایڈریانوپل پر بڑھنے کا صاف

---

### مینوئیل شہنشاہ یونان۔ ترک منصب۔ تیمور۔ جنگ عظیم۔ بایزید کا قید ہونا۔ تیمور سے ملاقات۔ فاتح کی مفتوح پر نوازشات۔ بایزید کی وفات

فوج نے مراد خاں کے بڑے بیٹے بایزید کو اپنا سلطان تسلیم کیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے شاہ فرغنیہ پر حملہ کیا۔ جو بایزید کا سسر ابھی تھا۔ اس کا ملک فتح کر کے شاہ کو اپسالا میں جلاوطن کر دیا۔ یہاں سے شاہ سلطان کے خوف سے ایران بھاگ کے چلا گیا۔

یکایک یورپ میں بایزید کو اعلان جنگ دیا گیا اور یہ اعلان اسٹیفن شاہ والڈیویا فاتح پوسنیا اور ہنگیرین نے دیا تھا اور یہ ایسا زبردست اور خوفناک دشمن تھا جس کے مقابلہ میں آنے کے لئے مراد خاں کے سپاہ سالار بھی پس و پیش کیا کرتے تھے۔ غرض سلطان بایزید جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ نوجوان سلطان کے لئے آزمایش کا بہت بڑا موقع تھا۔ اسٹیفن اپنی افواج کی خود سپاہ سالاری کر رہا تھا اس کے مقابلہ میں سلطان بایزید بھی بڑی خونخوار جان نثاریوں کے پروں میں بڑی آن بان سے دشمن کی فوجوں کو تک رہا تھا۔ غرض نقارہ جنگ پر چوب پڑی بہادروں کے دل سینوں میں ہل گئے اور ایک خطرناک بازار قتل وغارت گرم ہوا۔ صلیبیوں اور ہلالیوں کے خوب

راستہ نکل آئے۔

روسی اولوالعزم افسر کا یہ خیال بہت ہی درست تھا لیکن راستہ سخت دشوار گزار تھا بڑے بڑے پہاڑ اور درے اونچی نیچی زمینیں سامان باربرداری کے لئے مشکلات پیدا کر رہی تھیں اور یہ ضروری تھا کہ سامان خورونوش کو گھوڑوں پر لادیں کیونکہ بغیر اس کے محض ناممکن تھا کہ کوئی گاڑی یا چھکڑا دو قدم بھی چل سکے۔ ایسے خطرناک راستوں کو ترکوں کی مٹھی بھر فوج کافی ہوتی اور ترک تھوڑی سی فوج سے روسیوں کے کثیر التعداد لشکر کو یہیں قتل کر سکتے تھے لیکن گور کو اس بات کا یقین تھا کہ ان خوفناک دروں میں میری مخالفت نہیں ہونے کی کیونکہ ترکی فوجیں اور اور مقامات پر مورچہ زن ہیں اور انھوں نے ان خوفناک دروں کو بے پناہ چھوڑ دیا ہے۔

چند روز میں اس جنرل نے ایک اور فوج کثیر کی ترتیب دی جو عقب سے اس کی حفاظت کرے۔ تمام قسم کا سامانِ حرب اور سد بو چرست میں رکھا گیا تھا۔ سمنٹوا اور ٹرنووا بھی گودام بنائے گئے سمنٹزا اور ٹرنووا کے بیچ میں ایک عارضی پل تیار کیا گیا۔ ان تمام عظیم تیاریوں کے بعد جنرل گور کو بڑے زور شور سے بڑھا

---

خوب دل کے حوصلے نکلے جان نثاریوں کی صفیں آگے بڑھیں ترکی سواروں نے نیزوں کو جھکائے ہوئے گھوڑوں کو اٹھایا۔ تلواروں کے قبضہ پر بہادروں کے ہاتھ پڑے۔ نبرد آزمائی کے جوہر طرفین سے ظاہر ہونے لگے۔ میدان جدال و قتال گرم ہوا اور شرر اثر جنگجوؤں کے سر اڑنے لگے۔ ادہر شاہ سرویا اپنے مسیحی بہادروں کے دل بڑہا رہا تھا۔ اور ادہر سلطان ترکی اللہ اکبر کے نعرے مار کے صلیبی صفوں پر گر رہا تھا۔ ایسی گھمسان کی جنگ ہوئی جو کبھی نہ ہوئی تھی۔ صلیبیوں نے اپنی بہادری پوری دکھادی اور امید سے زیادہ کام کیا۔ مگر جان نثاریوں کے پرے جس طرف حملہ آور ہوتے تھے کائی سی پھٹ جاتی تھی وہ خونریز اور انقطاعی جنگ ہوئی کہ مشرقی یورپ کی سر زمین پر کبھی نہ ہوئی تھی۔ آخر صلیبیوں کو کامل شکست ملی اور وہ جان نثاریوں کی خوں آشام تلواروں سے بچنے کے لئے بھاگے۔ اسٹیفن شاہ سرویا سب سے پہلے بھاگ کے اپنے محصور شہر کے دروازہ پر پہنچا جہاں وہ اپنی ماں اور اپنے بال بچوں کو چھوڑ آیا تھا دروازہ کھلوانا چاہا لیکن اس کی ماں نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا اور کہا" جاؤ یہاں سے چلے جاؤ کیا تو بدنامی کے اس داغ کو اپنے دامن سے دھویا اس بیعزتی سے خودکشی کر لے"۔ یہ جملہ غضب کا پرتاثیر تھا۔ اسٹیفن فوراً واپس پھرا اپنی پریشان فوج کو اکٹھا کر کے بے خبر ترکوں پر اچانک آپڑا۔

تاکہ بلقان کے جنوبی سلویوں کو صاف کر دے۔
اس کی فوج میں آٹھ رجمنٹیں رسالے کی اور چھ بٹالین پیر بلیو ر بریگیڈ کی تھیں یہ کثیر تعداد فوج یک لخت ایلینا پر پڑی یہ۔ خود جنرل اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ جانب چپ روانہ ہوا تاکہ سیدھا تغلہ کی سڑک پر ہولے جو عثمان بازار کی سیدھ میں چلی گئی ہے۔ اس طرف آنے سے صرف یہ غرض تھی کہ دشمن کی فوج کو دیکھا جائے آیا یہاں پڑی ہوئی ہے یا نہیں۔ جنرل کا خیال ٹھیک نکلا اس نے چھ ہزار ترکی فوج کو دیکھا جو ڈینیوب اور بلقان میں بازوئے چپ پر پڑی ہوئی تھی۔ اپنی فوج سے جنرل گورکو نے چھ ہزار عثمانی فوج پر حملہ کیا۔ ترکی فوج نے کلّہ بکلّہ اس کے حملہ کا جواب دیا خوب جنگ ہوئی اور بڑی سخت خونریزی ہوئی۔ جنرل گورکو کا سارا رسالہ باستثنائے چند سواروں کے ترکوں نے کاٹ ڈالا۔ اور پیادہ فوج کو بھی نقصان عظیم پہنچا۔ جنرل گورکو اپنی آرزوں کے ساتھ عثمان بازار کے قرب وجوار سے پس پا ہوا لیکن عقلمندی یہ کی کہ آٹھویں کور کی ایک ڈیٹچمنٹ نگرانی کے لئے چھوڑ کے اپنی بڑی فوج سے جا کے مل گیا۔ اور سیدھا بلقانی دروں میں روانہ ہوا۔ تین درے تو بالکل متوازی آ کے واقع ہوئے ہیں اور باقی درے تنجہ ویلی کی طرف چلے گئے ہیں اپنی بڑی فوج کو

---

چونکہ ترک بالکل تیار نہ تھے پس پا ہو گئے اور اس طرح یہ آخری میدان اسٹیفن کے ہاتھ لگا۔
کارامان اوغلی جو ایشیا کے حکمرانوں میں ایک چھوٹے سے صوبہ کا حکمراں تھا بایزید کی شکست کی خبر سنتے ہی خوش ہو گیا اس نے اس شکست سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے بایزید پر حملہ کرنے کی تیاری کر دی۔ جوں ہی بایزید نے سنا آندھی اور مینہہ کی طرح کارامان پر جھپٹا جب سے بایزید کا نام یلدرم یعنی روشنی پڑ گیا کیونکہ اس کی رفتار مثل روشنی کے تیز تھی۔ کہ آناً فاناً میں دشمن کے سر پر آ پہنچتا تھا۔ بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ اور اوغلی پارہ پارہ کر دیا گیا۔ اور ساتھ ہی کئی اور صوبوں کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کرامان اوغلی کی یہ بڑی بھاری غلطی تھی اصل میں بایزید یلدرم کو شکست نہیں ہوئی تھی۔ بایزید فتح تو پوری حاصل کر چکا تھا۔ فوج فتح پا کے بے خوف وخطر آرام کر رہی تھی کہ اسٹیفن آپڑا اور ایک حصۂ فوج کو سخت چشم زخم اٹھانی پڑی۔ اس وقت آرمینیا کا بہت بڑا حصہ بایزید کے زیر نگیں آچکا تھا۔ اس خفیف چشم زخم کا جو بایزید کو یورپ میں ہوئی تھی انتقام لینے کے لئے سخت پریشان تھا۔ ایشیائی عظیم فتوحات پر قانع نہ ہو کے محض انتقام لینے کیلئے بہادر سلطان نے ڈینیوب کی ریاستوں پر حملہ کیا اور کئی صوبے سواحل ڈینیوب کے فتح کر لئے۔ یہاں تک کہ تمام

تین حصّوں میں منقسم کرکے اور اسے ملکی مسیحی باشندوں کی رہنمائی پر چھوڑ کے خود غاروں پر قابض ہوگیا اور جانب جنوب بہت تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔ وسطی درہ کو جس کا نام قصبہ کے نام پر شپکوئی تھا اور جو جنوب کی انتہا پر جا کے ختم ہوتا ہے لشکر کثیر کے ساتھ عبور کیا۔ رستہ بہت ہی تنگ تھا۔ توپوں کی گاڑیاں بھی نہ جا سکتی تھیں جب تک سرنگ دیکے پتھروں کو نہ اڑایا جاتا تھا۔ روسی فوجیں آگے بڑھتی جاتی تھیں اور برابر راستہ بنا رہی تھیں۔ تاریکی گڑھے اور ٹوٹے ہوئے چٹان سخت مزاحمت کر رہے تھے اور بڑی مشکل کر قدم اُٹھایا جاتا تھا۔ ان دروں کے بعد کھلے ہوئے میدان پڑے ہوئے تھے جہاں غلّہ کے کھیت لہلہا رہے تھے اور منظر بہت ہی دلکش تھا۔ مسٹر میک گاہان ڈیلی نیوز کا نامہ نگار اس دشوار گزار راستہ کی بابت لکھتا ہے "اصل میں شہزادہ سیبر تلف نے اس راستہ کا پتہ چلایا تھا کیونکہ یہ شہزادہ مخبروں کے طور پر کام کرتا تھا۔ راستوں میں دشمن کی فوجوں کی نقل و حرکت اور تعداد کی خبر دینی اس کے ذمہ تھی۔ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ ترک سلیونو اور گیبروو دو دروں میں مورچہ زن ہیں اور اُنھوں نے ایسی مضبوطی سے مورچہ بندی کی ہے کہ زبردستی ان دروں میں گھس جانا محال ہے۔ مگر کونٹ مولٹکی نے اپنی کتاب میں ان دروںکی پوری کیفیت

---

ولیچا پر قابض ہوگیا۔ سجسمند شاہ ہنگیری بایزید کی فتوحات سے بےچین اور خوفزدہ ہو کے مسیحی شاہوں سے ملتجی ہوا کہ للہ مجھے بچاؤ اور عیسائیت کی لاج رکھ لو۔ کل شاہان یورپ نے اس کی امداد کی سجسمند ایک لاکھ زبردست فوج کے ساتھ بایزید سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے بڑھا۔ بایزید ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ نبرد آزمائی کے لئے آیا۔ بڑی خطرناک جنگ ہوئی میدان کارزار میں کشتوں کے پشتے اور سروں کے ڈھیر لگ گئے ترکوں نے اپنے دشمنوں کو کھیرے اور ککڑی کی طرح کاٹ ڈالا۔ سجسمند نے جب یہ بربادی دیکھی اور اپنے جانبازوں کو ہمیشہ کی نیند میں خاک و خون میں پڑا ہوا دیکھا تو اُس کی کمر ٹوٹ گئی اور اس نے جان بچا کے بھاگ جانا چاہا میدان سے فرار ہونا آسان نہ تھا ناچار اُس نے بھیس بدلا اور اندھیری رات میں بمشکل بچکے اپنی جان بچائی۔ سلطنت مشرقی کم ہوتے ہوتے صرف شہر قسطنطنیہ تک محدود ہوگئی تھی اور یہ شہر بہت دنوں سے ترکوں کو مدعو کر رہا تھا۔ جان پسر انیڈرونکس نے اپنے چچا مینوئل کے خلاف بایزید سے مدد طلب کی اور وعدہ کیا کہ اگر سوریا میں یونانیوں کے مقبوضات پر میرا قبضہ ہوگیا تو میں آپ کو قسطنطنیہ دیدوں گا۔ بایزید نے دس ہزار ترک اُس کی امداد کے لئے روانہ کئے اور خود دوسری فوج کے ساتھ اس مُلک کو

لکھی ہے اس کا بیان ہے کہ یہ درے عملی طور پر جنگ مدافعت لڑنے کے قابل نہیں ہیں۔ شہزادہ سیرز کلف نے بھی دروں کی کیفیت معلوم کر لی کہ اُن سے گزر جانا کچھ مشکل نہیں ہے اور پہلے کئی بار خود ترک اور بلغاری گزر چکے ہیں۔ ترکوں کو عام طور پر یقین تھا کہ ان دروں میں کوئی قدم نہیں رکھ سکتا جن مقامات میں نہ کوئی جانور جا سکے اور نہ پرندہ پر مار سکے وہاں انسان کیونکر جا سکتا ہے۔ ان ہی خیالات سے ترکوں نے ان دروں پر جہاں سے روسی فوجیں گزر رہی تھیں مطلق توجہ نہ کی۔ کاش تھوڑی سی فوج بھی ان دروں کی حفاظت کے لئے چھوڑ دی جاتی تو روسیوں کا ادہر سے گزرنا محال ہو جاتا اپنی تدابیر کو عمل میں لانے کے لئے شہزادہ نے ایسے شخص کی تلاش کی جو دو برس ہوئے ادہر سے گزر چکا تھا اس نے ساری کیفیت راستہ کی بیان کر دی مگر چونکہ دو سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ اس لئے خوف تھا کہ راستہ اور بھی ناقابل گزر ہو گیا ہوگا۔ یہ خیال کہ اگر ایک بیل گاڑی بھی چلی گئی تو توپوں کا چلا جانا ممکن ہو جاتا ہوگا اور اس صورت سے اگر کوئی ٹکڑا یا پہاڑ بیچ میں ہوا تو وہ سرنگ سے اُڑا دیا جائے گا۔ بہت مناسب تھا۔ گرانڈ ڈیوک ٹرنووا کے پہنچنے کے تین روز پیشتر جنرل راچ دو سو کوہ قافیوں کو ساتھ لیکے بلغاریوں کی رہنمائی پر اس مطلب برآری کے لئے روانہ ہوا خوب دیکھ بھال کے اُسے خوشی ہوئی کہ بغیر سرنگ سے اُڑائے توپیں نکلے

بہت دور دورہ و بالا کرنے لگا یہاں تک کہ شہر کو گھیر لیا اور اُس کا راستہ سامان رسد وغیرہ آنے کا بالکل بند کر دیا۔ مینوئیل نے جب یہہ دیکھا کہ یونانی سلطنت کی آنکھیں بند ہوا چاہتی ہیں تو اُس نے یہ خیال کرکے کہ میرے اب و جد کی سلطنت دوسروں کے ہاتھوں برباد ہو اس سے یہی مناسب ہے کہ میں جان سے ملجاؤں اُس کا قبضہ ہو جانا ترکوں کے قبضہ سے ہزار درجہ بہتر ہے اخیر جان سے اُس نے معاہدہ کیا اور شہر کی کنجیاں اُس کے سپرد کر دیں۔ مینوئیل نے خالی شہنشاہی لقب ہی پر قناعت کی اور جتنا زر و جواہر وہ لیجا سکا لیکے یورپ روانہ ہو گیا۔ سلطنت سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہوا اور لاکھوں روپیہ کا سامان اور شہنشاہ کا خالی لقب لیکے یورپ کی سرزمین میں زندگی گزارنے کی ٹھان لی۔

اگر قدرتی طور پر عیسائیوں کی امداد نہ ہو جاتی تو بایزید نہ صرف قسطنطنیہ بلکہ تمام آسٹریا کو ہڑپ کر چکا تھا بدقسمت سلمان اگر باہم جنگ نہ کرتے تو آج روئے زمین پر ایک غیر سلطنت بھی نہ دکھائی دیتی اور اگر کوئی سلطنت رہتی تو وہ عظمت و جلال میں مسلمانوں سے نہ بڑھ سکتی۔ یکا یک تیمور لنگ نمودار ہوئے اور انہوں نے بایزید کی ترقی کو بالکل مسدود کر دیا تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لو کہ اگر تیمور یورپ فتح کرنے کے لئے بایزید کے ہمراہ مل جاتا

جانے کا راستہ ٹھیک ہے۔ تین روز کامل ان دو سو کوہ قافیوں نے یہاں کام کیا اور اس عرصہ میں بلغاری کسان برابر آتے جاتے رہے مگر ترک بےخبر ہوئے کہ درہ میں کیا ہو رہا ہے اور کون شخص کام کر رہا ہے اس غفلت کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا کہ عمداً آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور دشمن کی طرف مطلق خیال نہیں کیا روسیوں نے کزانلک سے سلونا تیں بٹالین حفاظت کے لئے ہی روانہ کیں جو روسیوں کی عام نقل و حرکت کے۔ وزخینیا ہو کے گزریں تو بھی ترک غفلت کی بلند سوتے رہے اور اس آرہ چلنے کی انہیں خبر نہ ہوئی جو ان کی گردنوں پر چل رہا تھا۔ بارہ پہاڑی قصبوں کی بلغاری آبادی کو روسیوں کی نقل و حرکت کی پوری خبر تھی لیکن ان ہزارہا بلغاریوں میں ایک شخص ہی ایسا نہ تھا جو ترکوں کو اس معاملہ کی خبر کرتا۔ جہاں مخالفت کی یہ کیفیت ہو کر ترکوں کی ساری رعایا کا بچہ بچہ ترکوں کا جانی دشمن بنگیا ہو اور جہاں خود ترک ایسے غافل ہوں وہاں روسیوں کی قوت اور ترکوں کی کمزوری کی بحث محض بے سود ہے ہر جو شخص یا قوم اپنے ہاتھ سے اپنے پیر پر کلہاڑی مارے اُس کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہیں ہے۔

ترکی افسروں کا کبھی اس درہ کی طرف خیال ہی رجوع نہوا تھا اور وہ اس درہ کو ایسا ناقابل گزر سمجھے تھے

---

اور دونوں مشتعلہ فوجیں یورپ پر حملہ آور ہوتیں بھلا کس سلطنت میں جان تھی جو ان افواج قاہرہ کا مقابلہ کرتی۔ مگر نہیں فاتح اور خونخوار تیمور کو یہ منظور نہ تھا وہ صاحبقراں بننا چاہتا تھا اُسے اس کی پروا نہ تھی کہ میری تلوار مسلمان کے مقابلہ میں اٹھتی ہے وہ علماء کے فتوے سے ہندوستان کی اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہوا تھا اور یہاں تمام اسلامی قوت کو زیر و زبر کر کے چھ مہینے میں واپس چلا گیا تھا۔ اس میں کلام نہیں کہ وہ کلمہ گو تھا لیکن اپنے جد امجد چنگیز خاں کی خونخواری۔ بے رحمی اور فتوحات جدیدہ کا جوش اُس کی رگوں میں خون کے ساتھ آمیز ہو رہا تھا اور کیونکہ یہ ایک قدرتی بات تھی وہ اپنی دوسری فطرت نہ بنا سکتا تھا۔ اس کے کارنامے عجیب و غریب ہیں اس سے زیادہ اولوالعزم شہنشاہ دُنیا میں نہیں گزرا سکندر کی پُرانی کہانیاں بہت سنی ہیں لیکن اس کے سچے واقعات کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس نے سکندر سے زیادہ ملک فتح کیا اور اس کی تتار فوجوں نے سخت سے سخت اور سنگین سے سنگین موقعوں پر بھی دل نہیں ہارا۔

تیمور نے بہادر اور پُرخوف تتاریوں کو فنون جنگ کی تعلیم دیکے شائستہ بنا لیا تھا۔ کل ایشیا اور یورپ کا بہت سا حصہ اس کے قدموں پر نثار تھا۔ کروڑہا باشندوں کی جانیں محض اُس کے رحم پر تھیں۔ اُس نے

کہ انہوں نے اس کی دیکھ بھال کے لئے نہ فوج متعین کی اور نہ جاسوس چھوڑے روسیوں کو اگر کوئی خوف تھا تو صرف ان باشی بزدقوں کا جو شینیا میں مقیم تھے اور روسیوں کو یقین تھا کہ اگر راستہ بننے کی بھنک ان کے کانوں میں پڑ گئی تو پھر ایک روسی کی بھی خبر نہیں ہے اسی خوف کے مارے انہوں نے ابھی تک کوئی سرنگ نہ اڑائی تھی مبادا اس کی آواز سے باشی بزوق چونکیں اور فوراً ترکی لشکر گاہ میں ہماری اس کارروائی کی خبر ہو جائے۔

شہزادہ سیرز تلف بلغاری کسان کا بھیس بدل کے پہلے خود اس درہ میں آیا۔ یہ پہلا روسی شخص تھا جو مع اپنے گھوڑے کے اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور اس نے گویا درہ کا دروازہ اپنی فوجوں کے لئے کھول دیا۔

۱۴ر جولائی لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے فوجوں کی یلغار کی ایک دلچسپ چشم دید کیفیت لکھی ہے جو حسب ذیل ہے "اول اول راستہ صاف تھا اگرچہ کچی پہاڑی زمین برابر قدم قدم پر آرہی تھی لیکن گذرنے میں چنداں دقت نہ تھی۔ جب ہم آگے بڑھے تو گہرے غار اور اونچے اونچے درخت دکھائی دیئے۔ درہ میں ایک ندی بہتی ہے اور اس کے نیچے بہت بڑا چٹان ہے بعض اوقات تیز ہوا کے جھونکوں سے سطح آب اچھی طرح دکھائی دیتی تھی۔

---

سرمیٹیا۔ ایران۔ عراق عرب اور شام کو فتح کرکے بغداد کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے دروازے اس کے لئے کھول دے اس نے ساتھ ہی سارے ہندوستان کو بھی کھنگال ڈالا تھا غرض جہاں اس کی فوجوں نے رخ کیا بغیر فتح کے قدم نہیں اٹھایا۔

تیمور نے مسلمان شہزادوں کا اپنے کو محافظ قرار دیا بالخصوص امیر ارسنجان پر سرپرستی کا ہاتھ رکھا اس امیر کو سلطان ترکی نے اپنا باجگزار بنا لیا تھا۔ امیر مذکور اپنے ملک سے بھاگ کے جا رہا امیر تیمور کے پاس پناہ گزیں ہوا اور التجا کی حضور میرے سر پر ہاتھ رکھیں۔ اب کیا تھا تیمور بہانہ ڈھونڈ رہا تھا فوراً فوجوں کی ترتیب کا حکم دیا آناً فاناً میں فوجیں تیار ہو گئیں۔ اپنی سپاہ کا سرکردہ بنکے بایزید سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

انگورا کے میدانوں میں ۲۸ر جولائی ۱۴۰۲ء میں بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ بایزید کی فوجیں تیموری لشکر سے تعداد میں نصف تھیں تو بھی ترکوں نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھا دیئے لیکن مقابلہ میں ترکمان بھی کم بہادر نہ تھے دوسرے ان کی تعداد دگنی تھی۔ اخیر ترک پسپا ہو گئے۔ بایزید نے کوئی کسر نہیں کی

شب کی تاریکی راستہ کی دشوار گزاری اور ساتھ ہی گزرنے والوں کی لاعلمی نے ایک ایسا خوفناک منظر پیدا کیا تھا کہ دل دہلا جاتا تھا۔ کل روسی فوج بلغاری رہنما کے رحم پر تھی اور اس کی مٹھی میں ہزاروں روسی سپاہیوں کی جان تھی اگر وہ چاہتا تو باسانی سبکو غارت کر سکتا تھا۔ بعض اوقات درختوں کی شاخیں سر پر آ جاتی تھیں سوار چلتے چلتے ٹھیر جاتے تھے کہ آسانی ہاتھ تو انہیں آگے بڑھنے سے نہیں روکتا۔ پتہ کا کھڑکنا روسیوں کے لئے ملک الموت کے نعرے سے زیادہ خوفناک تھا اور وہ بہت ہی پھونک پھونک کے قدم رکھ رہے تھے۔ کاش ایک بندوق بھی مقابل جانب سے چلا دی جاتی تو کل روسی وہیں ڈھیر ہو جاتے جگنو درختوں میں اُڑ رہے تھے اور ان کی چمک سے بعض اوقات روسی سپاہی چونک پڑتے تھے۔ ایک بات بھی باہم نہ ہوتی تھی زبان سے ایک لفظ نکالنے کا حکم نہ تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں کے سوا اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا۔ گھوڑے کچھ ایسے سدھے ہوئے تھے کہ برابر بڑھے چلے جاتے تھے اور انھیں اس دشوار گزار رستہ کا خوف مطلق محسوس نہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات تیز جھونکوں کے ساتھ چٹانوں پر کھڑکے پڑنے سے ایک عجیب کھڑ کھڑاہٹ معلوم ہوتی تھی اور اسی پریشانی میں دشنام سے کسی کے گرنیکی

---

لیکن تقدیر سے اُسے کوئی چارہ تھا جب بایزید مایوس ہو گیا اور اُس کا بڑا بیٹا مصطفےٰ اُسی کے پہلو میں مارا گیا تو اُس نے اپنے وزیر اعظم کو ہدایت کی کہ تو میرے چھوٹے بیٹے سلیمان کو لیکے بروصہ چلا جا۔ تاکہ ہماری آیندہ نسل کے لئے ایک لڑکا تو باقی رہے۔

میدان کارزار اس مایوسی پر بھی اُسی طرح گرم تھا۔ جنگ خوب ہو رہی تھی۔ ترکمانوں کا ایک رسالہ قلب لشکر میں گھسا چلا آتا تھا یہاں تک کہ بایزید کے پاس پہنچ گیا۔ بایزید آسانی سے گرفتار ہونیوالا نہ تھا ترکمانوں سے دست بدست جنگ کی اخیر تین ترکمانوں کو مار کے زندہ گرفتار ہو گیا۔ ترکمانوں نے ترکی شہنشاہ کو گرفتار کرکے اُس کی مشکیں کس لیں اور گھوڑے پر سوار کرکے اپنے شہنشاہ تیمور کے پاس لائے۔ تیمور شام ہونے پر میدان جنگ سے واپس چلا آیا تھا اور اپنے بیٹے کے ساتھ خیمہ میں بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا تھا۔ تیمور کو اطلاع دی گئی کہ سلطان ترکی بحیثیت ایک قیدی کے حاضر ہے تیمور نے بے پروائی سے کہا اُسے دروازہ پر ٹھیرائے رکھو میں یہ بازی ختم کر لوں۔ اللہ اکبر یہ بے پروائی اور یہ اطمینان نپولئن بوناپارٹ کی بڑی تعریف یہی کی جاتی ہے کہ توپوں کے نیچے اُسے آرام ملتا تھا اور ایک دن خیمہ میں بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا کہ ایک گولہ

صدا دل دہلا دیتی تھی تھوڑی دیر میں معلوم ہوتا تھا کہ گھوڑا پھسل کے گڑھے میں گر پڑا ہے کیونکہ کہر مثل مینہ کے برس رہی تھی اور چٹان بے انتہا پھسلواں ہو رہے تھے ہم بالکل تاریکی میں چل رہے تھے بار بار دیا سلائیاں روشن کر کے دیکھتے تھے کہ آیا راستہ تو نہیں بھولے اور صحیح ہی راستہ پر چل رہے ہیں۔ کبھی کبھی چمک سی ہوتی تھی اور اس میں مصفا پانی کا بہنا چٹانوں میں ہو کے معلوم ہوتا تھا باقی پھر ویسی ہی تاریکی ہو جاتی تھی۔ چٹان سر پر سایہ کئے ہوئے تھے بے برگ درخت مثل پھانسی کی لکڑیوں کے اوپر اُٹھے ہوئے خوفناک معلوم ہو رہے تھے۔ ہم دل میں سوچتے تھے کہ آیا بلغاری رہنما سچا ہے؟ بظاہر ندی کے کنارے پر کوئی علامت راستہ کی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ بلغاری روسی سپاہ سالار کو ندی کے اونچے پشتہ پر چڑھا کے لیگیا اور یکایک وہ اُس آکے سطح آب میں غائب ہو گیا۔ جنرل نے چپکے سے کہا کہیں ہمیں دغا تو نہیں دی گئی؟ ۔ یکایک بلغاری رہنما کی آواز آئی جنرل میرے پیچھے چلے آؤ۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ ندی کی دوسری جانب کوئی شے زندہ دکھائی دیتی ہے۔ ایک بہت بڑا چٹان ندی کے اوپر چھایا ہوا تھا جس سے ہم دوسرے کنارہ کا شخص نہ دیکھ سکتے تھے۔ یہ خاک معلوم نہیں ہوا کہ دوسرے کنارہ پر جو کچھ لوگ کھڑے ہوئے ہیں وہ ہمارے دشمن ہیں یا دوست جب ہم بہت قریب پہنچ گئے

اس کے پاس آکے بیٹھا اس نے ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ گولہ یا گولہ انداز کا شکریہ ادا کیا کہ مجھے جاذب کی ضرورت نہیں ہوئی اس لئے کہ گولے کے پھٹنے سے بے انتہا خاک اُڑ رہی تھی۔ تیمور کی اس اولوالعزمی کے آگے نپولین کی ساری باتیں بچوں کا کھیل معلوم ہوتی ہیں ایسی خونریز جنگ ہوئی ہو اور شہنشاہ ترکی فاتح یورپ شکیں کسا ہوا دروازہ پر کھڑا ہو اور تیمور بے پروائی سے کہدے دروازہ پر ٹھیراؤ بازی ختم کر کے بلائیں گے۔ کہدینا بہت آسان ہے لیکن خونی واقعات پر نظر کر کے رائے قائم کرنا کار سے دارد۔

غرض جب بازی ختم ہو چکی تو تیمور نے بایزید کو بلایا۔ بایزید کو اس کے سپاہیوں نے سامنے حاضر کیا تیمور نے فوراً شکیں کھلوا دیں اور اسی وقت ایک اعلیٰ درجہ کا قیمتی اونی جامہ دیا۔ نہایت رحم آمیز گفتگو کر کے بایزید کو اسکی بے رحمیوں پر لعنت ملامت کی۔ تیمور کے الفاظ درشت نہ تھے بلکہ نصیحت آمیز تھے۔

بایزید نے تیمور کی لعنت ملامت کا جواب اسی طمطراق سے دیا جس طرح بحیثیت ایک سلطان ترکی کے تیمور سے باتیں کرتا۔ الفاظ میں کسی قدر گرمی پائی جاتی تھی لیکن تیمور نے گردن نیچے کر کے خاموشی سے سنا تیمور ایسا کج فہم نہ تھا وہ جانتا تھا کہ اس عالیشان سلطان کی کتنی وقعت کرنی چاہئے اگرچہ اس وقت شومی طالع سے وہ قیدی بنا ہوا

تو معلوم ہوا کہ وہ روسی ہیں۔ جنرل نے تالیاں بجائیں اور بہت خوش ہوا اور کہا اے میرے بچوں گڈ نائٹ انہوں نے جواب دیا گڈ نائٹ یوراکسلنسی۔ پیادہ فوج کا یہ وہ گروہ تھا جو پہلے ہی سے گزر آیا تھا۔ اب یہاں سے راستہ بالکل صاف تھا۔

۱۴ تاریخ غار کے کٹھن راستہ میں یکایک ترکی فوج نظام کا ایک دستہ نمودار ہو گیا۔ جوں ہی اس نے روسیوں کی یلغار کو دیکھا سخت تعجب کے ساتھ سٹ پٹا گیا اور ایسا سناٹا آیا کہ معمولی لڑائی کے بعد جس میں چند مقتول اور مجروح ہوئے تھے دستہ کا دستہ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس مقام کے عمدہ عمدہ پشتوں پر بڑی بڑی توپیں چڑھی ہوئی تھیں لیکن باروت گولہ ہی نہ تھا پھر کیا خاک ترکی سپاہی روسی فوجوں کی رَو کو روک سکتے ترکی ہزیمت خوردہ فوج نظام چھوٹے سے شہر کونارو میں چلی گئی لیکن امداد آجانے سے اس نے جنرل گورکو کی فوج طلیعہ پر حملہ کیا مگر اب کے بھی وہ پس پا کر دیئے گئے اور اخیر میں کونارو بھی کھو دیا جہاں روسی فوج نے قبضہ کر لیا۔ اس سے زیادہ ترکی اعلیٰ افسروں کی بے ایمانی کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مورچوں پر سیگزین ہی نہ رکھا پھر بھلا بیچارے سپاہی کیا لڑ سکتے تھے۔ اُسی روز ریلوے لائن اور تار برقی کاٹ ڈالی گئی۔ اور ۱۶ تاریخ تک روسیوں نے

---

اُس کے آگے کھڑا تھا۔ تیمور نے بایزید کو انتہا کا اطمینان دیا اور کہا خوف کی بات نہیں ہے میں قسمیہ کہتا ہوں کہ تیری زندگی پر کوئی آنچ نہ آنے دوں گا اور تیرا مثل شہنشاہوں کے احترام کروں گا۔ تیمور نے فوراً بایزید کے بال بچوں کو طلب کیا اور ان سے مثل شاہوں کے برتاؤ برتا۔

اس عظیم فتح کا یہ نتیجہ ہوا کہ الشہر نے اپنے دروازے تیموری فوجوں کے لئے کھول دیئے اور بروصہ بالکل برباد ہو گیا نیسیا اور تمام شہر نشین باسفورس زیر و زبر کر ڈالا گیا۔ تیمور نے بعد ازاں ان شہزادوں کو جنہیں بایزید نے بیدخل کر دیا تھا پھر ان کی ریاستیں سونپ دیں۔ تو بھی اس نے بایزید سے چشم پوشی نہیں کی اور اناطولیہ کا کل صوبہ اس کے زیر نگین کر دیا۔ حالانکہ خاطر و مدارات میں تیمور نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا لیکن بایزید کو اس شکست عظیم کا رنج کھا گیا اور وہ قبل از وقت ۹ مارچ ۱۴۰۳ء میں فوت ہو گیا۔ تیمور نے یہاں بھی عالی حوصلگی سے کام لیا اور بایزید کا جنازہ شہنشاہی جلوس کے ساتھ بروصہ بھیج دیا جہاں وہ اس مقبرہ میں دفن ہوا جو اس نے پہلے سے اپنے لئے بنایا تھا۔

تیمور کا یہ فعل کہ اُس نے ایک ترقی کناں اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی سخت حقارت سے

ایک حد تک بڑی کامیابی حاصل کرلی۔
دوسری جنگ مقام افلامی پر ہوئی یہاں ترکی توپخانہ۔سوار اور پیادے موجود تھے بڑی معرکہ کی جنگ ہوئی ترک تعداد میں کم تھے لیکن انہوں نے داد شجاعت دے کے صدہا روسیوں کو کاٹ ڈالا اس مقام پر بھی گولے بارود نے جواب دید یا تھا۔ناچار ترکوں نے سنگینوں اور تلواروں سے جنگ کا خاتمہ کرنا چاہا۔ دونوں فوجیں بھڑگئی تھیں خوب دست بدست لڑائی ہوئی۔کئی سو روسی ترکی تلواروں کے نذر ہوئے۔تمام نامہ نگار تسلیم کرتے ہیں کہ روسیوں کا بہت نقصان ہوا نہ صرف ترکی گولوں نے روسیوں کا کھلیان کردیا بلکہ ان کی تلواروں نے صدہا جانبازوں کے سر اڑا دیئے۔اخیر امداد نہ پہنچنے پر وہ پیچھے ہٹ آئے۔جنرل گورکو، ارتاپیم کزانلک جا پہنچا یہ شہر درہ شپکا کے دہانہ پر واقع ہے جس کے پرے تنجا ویلی ہے۔
اب کیا تھا ترکوں میں تہلکہ پڑگیا اور اب انہوں نے آنکھیں کھولیں کہ دشمن تمہارے گھر میں چلا آیا جنرل گورکو نے ہر طرف سے خفیف خفیف مقابلے ہوئے لیکن وہ خون اور مردوں کے ڈھیروں میں سے اپنا راستہ کرتا ہوا سیدھا شہر کزانلک پر جا پہنچا۔

دیکھا جائے گا لیکن جو گالیاں تاریخ تیمور والے نے اُسے دی ہیں وہ تیمور پر کسی طرح بھی موزوں نہیں ہوتیں عربی تاریخ تیموری کا مصنف مثل عبدالقادر بدایونی کے ہے جو اکبر کو گالیاں دیا کرتا تھا اور اپنے تعصب سے اُسے اور اُس کے مصاحبوں کو کافر اور بے دین کہا کرتا تھا۔تاریخ تیموری والا تیمور کی نسبت یہ دلخراش جملے لکھتا ہے "فقال بعضهم یکون شرطیاً۔ وقال بعض ینشأ لصّاً حراميّاً۔ وقال قوم بل قصاباً سفاكاً وقال آخرون بل يصير جلاداً بتاكاً و تظافرت هذه الاقوال الى ان آل امره الى ما آل وكان هو وابوه من الفدادين ومن طائفة اوشاب لا عقل لهم ولا دين وقيل كانا من الحشم الصعاليك والاوباش البطالة وكانت ماواهم النهر ما وراء وقيل كان ابوه اسكافاً فقيراً جداً وكان هو شاباً حديداً جلداً وبسبب تلك الاجرام متيضر ما وتيضرام"۔ یہ گالیاں ہیں جو تیمور اور اوس کے باپ کو دیگئی ہیں کہیں اُسے قزاق اور چور بنایا گیا ہے اور کہیں اُسے اچکا وا کہا گیا ہے۔کہیں اوباش اور بیہودہ گو کہیں اس کے باپ کو کفش گر اور فقیر بتایا گیا ہے۔مگر فاضل مورخ نے ان میں سے بعض اقوال لفظ "قیل" سے شروع کئے ہیں جس سے قول کا ضعف اور بے بنیاد افواہ ہونا پایا جاتا ہے۔

ترک جاگے بھی تو کیا جاگے "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد"۔ سب سے پہلے تو انہیں اپنے دشمن کو ڈینیوب ہی پر روکنا تھا اور بعد ازاں اس خوفناک درہ کا انتظام کرنا تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے مگر انہوں نے کچھ نہیں کیا اور تھوڑے سے لالچ۔ بیجا غرور اور غفلت سے ایسے صعب ترین دشمن کو اپنے گھر کے اندر بلا لیا۔ وائے برما و بر حماقتِ ما۔

درۂ شپکا پر ترکوں کی کثیر تعداد فوج پڑی تھی لیکن اس عظیم فوج کے افسر وہی ترک تھے جن کی بدقسمتی کو ہم بارہا رو چکے ہیں۔ یہ درہ جنگ کرنے کی جان تھا اور یہاں بہت کامیابی سے جنگ مدافعت لڑی جاسکتی تھی مگر ترکی افسروں نے ایسی نامردی اور بے اوسانی سے کام کیا کہ دشمن نے معمولی جنگ کے بعد اس درہ پر آسانی سے قبضہ کرلیا۔ ترکی فوجیں جنرل گورکو کے عقب میں پڑی ہوئی تھیں جنوب کی طرف سے تو نذکور روسی سپاہ سالار نے حملہ کیا اور شمال کی جانب سے روسی شہزادہ نے نویں ڈیویژن کے ساتھ ترکوں پر دھاوا کیا۔ سب کا خیال یہ تھا کہ روسی فوجیں ۱۶ر تاریخ کرانلک پہنچیں گی ۱۷ر کو میدان جنگ میں آجائیں گی لیکن گورکو کی فوجیں ۱۷ر کی شام کو مقام مقصود پر پہنچیں مگر بہت ہی تھک گئی تھیں۔ شہزادہ مرسکی ترکوں سے ہمنبرد ہو چکا تھا اور

باوجودیکہ بایزید کو جنگ کا بہت جوش تھا تو بھی اُس نے وہ کثیر فوائد جو زمانہ امن میں حاصل ہو سکتے ہیں ملک اور قوم کو پہنچائے۔ اس نے قسطنطینہ کے مقابلہ میں ایک بہت بڑے صوبہ کی بنیاد ڈالی اور اپنے پائے تخت کو خوبصورت اور وسیع بازار اور عالیشان عمارتیں بنا کے آراستہ کیا ساتھ ہی علم کا شایق بھی بہت تھا مدارس قایم کئے اور قوم میں علم حاصل کرنے کی روح پھونکی۔ ہر جنگ میں خود موجود ہوتا تھا اور مال غنیمت بڑی فراخ حوصلگی سے اپنے بہادر سپاہیوں کو تقسیم کر دیتا تھا۔ تمام فوج بایزید یلدرم پر جان دیتی تھی۔ کسی ترکی سلطان نے فوج کو ایسا مالامال نہیں کیا جتنا بایزید نے۔

فتوحات کا اس سلطان کو حد سے زیادہ شوق تھا۔ اِس کے جانشینوں نے مسلمان حکمرانوں پر بہت کم فوج کشی کی ہے اور ہمیشہ ایک مسلمان سے ہمنبرد ہونا انہیں بُرا لگتا تھا لیکن بایزید اپنی فتوحات کے جوش میں اس کا بہت کم لحاظ کرتا تھا اور جو حکمراں خواہ عیسائی ہو یا مسلمان اُس کے رستہ میں آگیا پھر وہ اُسے نہیں بخشتا تھا ایک رَو تھی جو سب کو غرب کرتی چلی جاتی تھی۔ اگر تیمور سے ہمنبرد ہونے کا موقع نہ ملتا تو بایزید اپنی فتوحات کی ایک ایسی نظیر قایم کر جاتا جس کا مثل دنیا میں نہ نکلتا۔

ضمیمہ کرزن گزٹ یکم فروری ۱۹۱۰ء



جنگ خوب گھمسان کی ہو رہی تھی۔ ترکوں نے بڑی مضبوطی سے مورچہ بندی کر رکھی تھی اگر بدبخت جان توڑ کے لڑتے تو ایک روسی بھی میدان جنگ سے نہ جا سکتا۔ روسی شہزادہ نے بڑی نادانی سے صرف ایک رجمنٹ تین کالم میں کر کے ترکوں پر دوسری جانب سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کی۔

ترکوں کے چھ مورچے یکے بادیگرے نہایت مضبوطی سے بنے ہوئے تھے اور اُن پر زبردست توپیں نصب کی گئی تھیں فوجیں بھی پرا جمائے کھڑی تھیں۔ روسیوں کا جانبِ راست کا فوجی کالم ایک طرف درہ سے گزرنے پر کامیاب ہوا لیکن جانب چپ کا کالم راستہ بھول گیا اور ترکوں کی فوج کے مقابلہ میں آگیا۔ یہہ کالم ترکوں کی صورت دیکھتے ہی بھاگنا چاہتا تھا لیکن ترکوں کی زد سے بھاگنا محال تھا۔ خوب جان توڑ کے اور بہادری سے جنگ کی مگر کل کالم کا کالم کاٹ ڈالا گیا صرف ایک افسر رہگیا مگر وہ بھی زخموں سے چور تھا۔

جنرل گورکو نے ۷ ارتاریخ حملہ کرنا چاہا تھا مگر ۸ ارتاریخ سے پہلے اس سے انتظام نہو سکا۔ جوں ہی دو بٹالن رفل ترکی فوجوں کے عقب میں پہنچیں روسی فوج سے امن طلبی کا ایک جھنڈا بھیجا گیا اور چند ہی منٹ میں

---

یہ حکایت کہ تیمور نے بایزید کو لوہے کے پنجرہ میں قید کیا تھا بے بنیاد معلوم ہوتی ہے کیونکہ علاوہ تاریخی شہادت کافی نہ ہونے کے تیموری برتاؤ اس خبر کی تردید کرتا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ تیمور ان گوناگوں مہربانیوں پر بایزید کو پنجرہ میں قید کرتا۔ پنجرہ میں قید ہونا بالخصوص اُس زمانہ میں کوئی اعجوبہ بات نہیں تھی موجودہ متمدن زمانہ میں جب مظالم کی انتہا ہو جاتی ہے تو اُس سپاہیانہ عہد میں ایسی باتوں سے کیونکر دریغ ہو سکتا مگر تاریخوں سے اس واقعہ کی سند نہیں ملتی۔ ہاں یورپ کے مورخ اعظم گبن نے اس حکایت کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہہ کل حکایت بے بنیاد نہیں معلوم ہوتی مگر افسوس ہے کہ گبن نے بے بنیاد نہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔

# پانچواں باب ۵

## سلیمان اور موسے۔ ملک بے تاج و تخت

## ۱۴۰۳ء سے ۱۴۱۳ء تک

سلیمان بایزید کا دوسرا بیٹا۔ شہنشاہ یونان کی حفاظت۔ تیمور کا مراسلہ

عہد و پیمان شروع ہوئے جنگ بالکل بند ہو گئی۔ یہاں عہد نامے ہو رہے تھے اور وہاں روسی افواج نے اپنی جنگی ترتیب میں کچھ تبدیلی پیدا کی ترک یہ سمجھے کہ روسی دہوکہ دیکے اُن پر حملہ کرنا چاہتے ہیں انہوں نے بندوقوں کی باڑیں ماردیں۔ وہ شخص جو روسیوں کی جانب سے امن کا جھنڈا لیکے گیا تھا قتل کر ڈالا گیا۔ چند منٹ میں ۱۴۲ آدمی مقتول اور مجروح ہوگئے۔ اور باقی روسیوں نے بغیر حکم کے ترکوں پر ہلّہ بول دیا خوب خطرناک جنگ ہوئی اخیر ترک پس پا ہو گئے اور روسیوں نے اُن کے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اسی اثنا میں گورکو نے ترکوں سے کہلا بھیجا کہ ہتیار ڈالدو۔ اس کے جواب میں محمد پاشا نے جو یہاں کی ترکی افواج کا سپاہ سالار تھا یہ لکھ کے بھیجا کہ ہم کل مقامات چھوڑنے کو تیار ہیں کل باقاعدہ ہتیار ڈالدیں گے۔ علی الصباح جب روسی فوجیں ان مقامات پر بڑہیں تو ایک ترک بھی نہ پایا۔ اس عرصہ جنگ میں شہزادہ مرسکی نے اپنی جگہہ سے جنبش نہیں کی اور جنرل گورکو کے احکام کا منتظر رہا ۱۹ تاریخ نوجوان روسی جنرل اسکوبلوف درہ شپکا میں شمالی سمت سے بڑہا اور اسی ترکیب سے اس نے کئی مقامات طے کئے کہ ترکوں کو کانوں کان خبر نہوئی۔ ایک طرف سے گورکو بڑھ رہا تھا اور دوسری جانب سے اسکوبلوف

---

سلیمان کا تخت سے اُترنا اور موسٰے کا اس کی جگہہ بیٹھنا۔ ملکی جنگ۔ سلیمان کی وفات۔ موسٰے کی سلطنت۔ اپنے بھائی محمد کو اپنی حکومت تقسیم کرنا۔ موریا اور سرویا کے مقابلہ میں کامیابی۔ ہنگیرین فوجوں پر فتحیابی۔ محمد کا فوج کے ساتھ بھائی کے مقابلہ میں بڑھنا۔ موسٰے کی شکست اور وفات۔

جنگ انگورا سے جہاں اُس کا باپ قید ہو گیا تھا سلیمان مجبوراً فرار ہو کے قسطنطنیہ پہنچا یہاں شہنشاہ یونان مینوئل نے اس کی سرپرستی کی اور دوبارہ اُسے تخت پر بٹھا دیا۔ سلیمان اگرچہ مینوئل کے صعب ترین دشمن کا بیٹا تھا لیکن پھر بھی وہ سلیمان سے بمہربانی پیش آیا اور اُسے حکومت تھریس سونپ کے اپنے لئے تھیسلونیکا رکھ لیا۔

اس کے بعد ترکی شہزادہ ایڈریانوپل واپس چلا آیا اور یہاں عیاشی میں مصروف ہو گیا اُسے نہ باپ کی قید کا خیال رہا اور نہ اتنی بھاری شکست کا مے نوشی اور تعیش نے اُسے دین و دنیا کا نہ رکھا۔ امیر تیمور کا ایک ایلچی اس کے دربار میں آیا جس نے آکے بایزید اُس کے باپ کی موت کی خبر سنائی اور ایلچی نے

دونوں فوجیں آکے مل گئیں اور درہ شپکا پر روسیوں کا پورا قبضہ ہو گیا۔
ان پہاڑی سنگین مقامات میں بھی ترکوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور جو بے پروائی اور سستی وہ ابتدائے جنگ سے دکھا رہے تھے وہی اب بھی برتی درہ شپکا ایک خطرناک مقام تھا اور یہاں ترکی فوجیں اور توپخانہ بھی کافی تھا مگر خدا اس بے پروائی کا ستیاناس کرے جس نے ترکوں کو لومڑی بنادیا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکے۔
جو قلعہ اور گڑھیاں شپکا کے پہاڑوں پر بنی ہوئی تھیں ایک انگریزی انجنیر کی رائے کے مطابق اس قدر مضبوط تھیں کہ حملہ آور فوجیں اگر اچھی طرح مستعدی سے حفاظت کی جاتی تو کبھی نہ گزر سکتی تھیں مگر ترکوں نے بے پروائی کرکے خود اپنے پیر میں کلہاڑی ماری اور دنیا کے بزدلوں میں اپنا نام لکھوایا۔ روسیوں کی سرکاری رپورٹ کے بموجب مفصلۂ ذیل ترکی فوج درہ میں مورچہ زن تھی۔ چودہ ترکی بٹالین جن کے قبضہ میں آٹھ مقامات تھے اور یہ وہ مقامات تھے جہاں سے بے جنگ کئے ترک بھاگ نکلے تھے ترکی سپاہی جو روسیوں کی قید میں آئے تھے بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارا افسر فوج بھاگ گیا اور اس کے بعد دس ہزار فوج فرار ہو گئی اور یہ سب باقاعدہ فوج تھی۔ روسیوں کے ایک کثیر مقدار فوجی سامان کی ہاتھ لگی پانچ پہاڑی توپیں

---

کہا ہمارا شہنشاہ آپ پر مہربان ہے اور آپ کی حسب خواہش آپ سے سلوک کرنا چاہتا ہے۔ سلیمان اس وقت شراب کے نشہ میں تھا ایسا سخت مغرورانہ جواب دیا کہ ایلچی دنگ رہ گیا اور نہایت ناراض ہو کے دربار سلیمان سے واپس چلا آیا۔ تیمور نے جب یہ کیفیت سنی تو سلیمان کی حماقت پر افسوس کیا۔ فوراً اس کے بھائی موسٰے کو سلطان اناطولیا بنادیا اور ولایت اناسیا بایزید کے سب سے چھوٹے بیٹے کو دیدی۔ تیمور نے ان دونوں شہزادوں کو لکھ کے بھیجا "تم دونوں اپنے باپ کی میراث لو" ایک سچی شہنشاہی روح اس بھید کو خوب جانتی ہے کہ کیوں کر فتح کرتے ہیں اور کس آسانی سے پھر مفتوحہ ملک بخش دیتے ہیں۔
تیمور ان شہزادوں کو ان کا ملک واپس دیکے جنھیں بایزید نے تخت سے اتار دیا تھا سمرقند واپس چلا گیا اور اپنی ان عظیم فتوحات کا کوئی ثمرہ نہیں اٹھایا۔ اس کے بعد سلیمان نے اپنے بھائیوں پر حملہ کیا انھیں مار کے ملک سے باہر نکال دیا مگر اس کی عیاشی اور قوانین شریعت سے خلاف ورزی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ خود اس کے مصاحب اس سے برگشتہ ہو گئے اور سب جا کے موسٰے سے مل گئے۔ اس نے شکست پانے ہونے پر بھی سلیمان پر حملہ کیا۔ جب موسٰے کی فوجیں قریب آگئیں سلیمان کا تمام لشکر موسٰے سے جا ملا اور سلیمان

پانچ کروپ توپیں تین رجمنٹ کے جھنڈے اور ایک تعداد خیموں کی۔ جنرل گورکو کی فوج اس وقت بلقان کے بہت بڑے حصّہ کی مالک بن گئی تھی۔ ترکوں نے بلقان کے جنوبی سلسلہ میں روسیوں کے داخل ہونے پر مطلق مزاحمت نہیں کی۔

کزانلک میں پہنچنے سے پہلے جنرل گورکو نے کوہ قافی فوج کا ایک دستہ بھیجا کہ وہ اس ریل کو کاٹ ڈالے جو یانی زگرا سے یمبولی کو جاتی تھی اسی طرح روسی افسر نے اسکی زگرہ کی طرف ایک دستہ فوج روانہ کیا جو مرتیزا ویلی کے بلند چٹانوں پر بلقان کے جنوب میں واقع ہے۔

ان رسالوں کے آدمیوں کا صرف یہ کام تھا کہ باربرداری کا سامان مہیا کریں لیکن حالت زیادہ خطرناک تھی۔ بدقت تمام امور مطلوبہ حاصل ہو گئے۔ درۂ ہنکوئی کا راستہ صاف کرنے کے لئے قیدی لگا دیئے گئے اس وقت جنرل گورکو کے قدم قدم پر ترکی افسروں کی نمک حرامی کی بدولت کامیابی نثار ہو رہی تھی۔ جو ارادہ کرتا تھا وہ آسانی سے ہو جاتا تھا۔ خود اپنا قیام ردسیلیا میں کیا۔ اور یہاں سے ترنووا تک اُس کا راستہ صاف کھلا ہوا تھا۔ آزادی سے خط کتابت ہوتی تھی اور کوئی مزاحم نہ تھا۔ شہنشاہ روس نے

---

اپنی جان بچا کے بھاگ گیا۔ چند روز کے بعد موسےٰ نے سنا کہ سلیمان کو اس کے ساتھیوں نے قتل کر ڈالا اگرچہ باہم جنگ و جدل ہو رہی تھی لیکن خون کا جوش اُمڈ آیا اور موسےٰ نے اپنے بھائی کے قاتلوں کو سزا دیکے اپنے بھائی کا جنازہ شاہانہ جلوس سے اُٹھایا اور اُسے بروصہ میں لاکے اُس کے دادا مراد خاں کے پہلو میں دفن کر دیا۔

تخت نشین ہوتے ہی موسےٰ نے ان صوبجات پر قبضہ کرنا چاہا جو سلیمان نے شہنشاہ یونان کو دیدیئے تھے۔ موسےٰ نے اپنی نصف حکومت اپنے بھائی محمد کو دیدی یعنی ایشیا کے کل صوبے اس شرط پر اُس کے حوالے کئے کہ وہ یورپ کے صوبجات سے دست بردار ہو جائے۔

پھر موسےٰ نے کثیر تعداد فوج کے ساتھ سوریا پر حملہ کیا۔ بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں اخیر سوریا کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد سرویا پر حملہ آور ہوا ایک انقطاعی جنگ کے بعد اُسے بھی زیر و زبر کر ڈالا اور بالکلیہ اُس پر قابض ہو گیا۔ سجمنڈ شاہ ہنگیری نے جب موسےٰ کی یہ بڑھتی ہوئیں فتوحات دیکھیں تو چوکنا ہوا۔ اپنی کثیر تعداد فوج کے ساتھ حفظ ما تقدم کے طور پر موسےٰ پر حملہ آور ہوا۔ موسےٰ کا وزیر اعظم بذات خود جنگ کر رہا تھا۔

جنرل گورکو کے پاس مبارکبادی کا ایک مراسلہ ارسال کیا اور اس کی گوناگوں قابلیتوں کی انتہا درجہ تعریف کی۔ لیکن بعض صورتیں وہ تھیں جن سے کچھ خلاف امید کامیابی مشتبہ نظروں سے دیکھی جاتی تھی۔ روسی فوجیں اندھا دھند آگے بڑھی تو ملی آئی تھیں لیکن انہوں نے اس کا بہت کم خیال کیا تھا کہ اگر ضرورت پڑی تو امداد کیوں کر آسکیگی۔ جنرل گورکو کو فتح کا نشہ اس قدر تھا کہ اُسے آگے پیچھے کا کچھ خیال نہ رہا تھا اور اب اُس کی نگاہوں میں ترک ذلیل اور نامرد جچنے لگے تھے۔

جب کزانلک میں داخل ہوئے تو بلغاریوں نے بڑے جوش سے اُن کا استقبال کیا لیکن ترک خوف کے مارے اپنے گھروں میں چھپ کے بیٹھ گئے مبادا بلغاری روسیوں کی حمایت پر اُنھیں کچھ صدمہ پہنچائیں۔ روسی شایستہ افواج سے اُنہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا دیسی عیسائیوں نے اُنھیں ستایا۔ بلغاری چند روسی کوہ قافیوں کو ساتھ لیکے بعض ترکی گھروں میں داخل ہوئے اور تمام ترکی مال و متاع علانیہ لوٹ لیا اور جو چیز نہ لیجا سکے اسے برباد کر دیا۔ سب سے زیادہ سعد اللہ بے کا مکان لوٹا گیا جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے بلغاریوں کو بہت ستایا تھا۔ اس کے مکانات سعہ اور مکانوں کے لوٹنے کے بعد

خونریزی اور گھمسان کی جنگ کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اب تک جتنی لڑائیاں ہوئے اور اُس کے باپ دادا لڑ چکے تھے سب سے زیادہ اس جنگ میں خونریزی ہوئی۔

اس خونریز جنگ کے بعد جب موسئے لڑائیوں سے تھک گیا تو آپ گھر واپس چلا آیا اور اپنے سپاہ سالاروں کو مزید جنگ کرنے کے لئے میدان جنگ میں چھوڑ آیا سپاہ سالار خود اپنے سلطان کے مساوی پُرجوش اور خونخوار تھے اُنہوں نے تھسیلونیکا پر حملہ کر کے سلطانی عملداری میں ملا لیا۔ یہاں فتوحات ہو رہی تھیں اور ایڈریانوپل میں موسئے با آرام اپنی زندگی بسر کر رہا تھا۔ خوب عیش اُڑانے شروع کئے اور دُنیا ومافیہا سے بےخبر ہوا موسئے کے سپاہ سالاروں کو اپنے آقا کی یہہ معاشرت بُری معلوم ہوئی اُنہوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہہ تجویز کیا کہ دوسرا سلطان بنانا چاہئے ایسا عیاش سلطان آیندہ فتوحات میں ہرگز ترقی نہیں کر سکتا وزرا باہم مشورہ کر کے محمد کے پاس ایشیا میں گئے اور اس سے التجا کی کہ تو اپنی باگیں یورپ کی طرف پھیر جس وقت تو یورپ میں داخل ہو جائے گا ہم سب تیری امداد کو آجائیں گے۔ یہ سنکے محمد بہت خوش ہوا اور اس بہانہ سے کہ میں اپنے بھائی سلیمان کا انتقام لینا چاہتا ہوں فوجکو ساتھ لیکے یورپ کی طرف بڑھا۔

منہدم کر دیئے گئے اور روسی اور بلغاریوں نے جہاں تک اُن سے ممکن ہوا برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا۔ ولایت کے اخباروں کے اکثر نامہ نگار اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اکثر ترکوں کے مکان اس لئے لوٹے گئے کہ ان کا ایک قابل حقارت قوم سے تعلق ہے اور وہ قوم ترک ہے۔ بلغاریوں اور روسیوں کی نگاہوں میں سوا اس کے کوئی جرم نہ تھا کہ ایک شخص لفظ ترک سے پکارا جاتا ہو وہ نفس ترکوں کے دشمن تھے اُنہیں یہ غرض نہ تھی کہ یہ ترک گنہگار ہے یا بیگناہ۔ اگر جنرل گور کو چاہتا تو یہ خلاف تہذیب و تمدن اور خلاف رحم جرائم کا انسداد ہو سکتا تھا۔ صرف کرانلک میں ایک گارڈ کا متعین کر دینا یہ کل انتظامات کر سکتا تھا لیکن وہ کرانلک میں داخل ہوتے ہی آگے بڑھ گیا تاکہ درۂ شپکا پر حملہ کرے جہاں ترک مورچہ بندی کئے ہوئے اُس کے عقب کو دھمکی دے رہے تھے۔ چند روز کے بعد روسی سپاہ سالار نے چند روسی افسروں کو کرانلک بھیجا تاکہ انتظام اور امن قائم کریں مگر یہاں رکھا ہی کیا تھا لوٹ مار کا فیصلہ ہو چکا تھا اور ترکی عالیشان مکان اور حویلیاں منہدم کر دی گئی تھیں۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ جتنے مکانات بچ گئے تھے اُنہیں روسی افسروں نے برباد نہونے دیا۔

جب یونانی شہزادہ نے یہ سنا کہ دونوں بھائیوں کی کھٹکتی ہے وہ فوراً محمد سے آملا اور موسےٰ کے خلاف اُسے امداد دینی شروع کی ادہر موسےٰ کی فوج کا کثیر حصّہ محمد سے آملا جب موسےٰ نے یہ دیکھا تو ایک کھانچے میں چھپ کے بھاگا۔ راستہ میں سپاہیوں نے اُسے دیکھ لیا اور چاہا کہ زندہ گرفتار کر کے لیجائیں مگر یہہ ایک محال امر تھا زندہ گرفتار ہونا کارے دارد۔ سپاہیوں سے دست بدست جنگ کی کئی آدمیوں کو قتل کیا آخیر ایک بازو موسےٰ کا اُڑ گیا۔ اس نے التجا کی مجھے بھائی محمد کے پاس لیچلو سپاہیوں نے بھی قبول کر لیا مگر خون نہ رُک سکا اور وہ زیادہ خون کے نکل جانے سے جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ محمد بڑی شان و شوکت سے ایڈریانوپل میں داخل ہوا۔ بڑی دہوم سے استقبال ہوا اور فوج و رعایا نے دلی مسرت اور جوش سے خیر مقدم کیا۔ فوج اور پاشاؤں نے محمد کو اپنا سلطان بنایا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

ترکی مورخ موسےٰ اور سلیمان کو اپنے شہنشاہوں میں نہیں داخل کرتے کیونکہ ان میں سے ایک نے بھی کل سلطنت پر جو بایزید کے ہاتھ سے نکل گئی تھی حکومت نہیں کی۔ یہ کل سلطنت جب تک محمد تخت پر

اخبار کے ایک نامہ نگار نے شہزادہ سیسر زتلف کو دیکھا کہ وہ مجرموں کو اپنے ہاتھ سے کوڑے مار رہا تھا شہزادہ نے ایک دفعہ اپنے کمان افسر کو ایک ترک کے گھر میں جا کے پکڑا جو ایک بلغاری سے لوٹ کا حصہ بٹار ہا تھا۔ یہ دیکھ کے شہزادہ برہم ہوگیا اور اپنے ہاتھ سے ایسا کوڑا اس کے منہ پر مارا کہ اُس کے کلہ کی کھال اُڑ گئی پھر اُسے فوراً گرفتار کرلیا مگر یہ تشدد اس بربادی کا جو اس سے پہلے ہو چکی تھی کوئی معاوضہ نہو سکتا تھا۔ جس وقت قسطنطنیہ میں یہ خبریں پہنچیں کہ روسی فوجیں جنوبی بلقان تک پہنچ گئی ہیں ایک تہلکۂ عظیم برپا ہوگیا۔ گورنمنٹ ترکی اور خود ترک سخت پریشان ہوئے حکومت میں زلزلہ محسوس ہوا اور چاروں طرف سخت سراسیمگی معلوم ہونے لگی۔ پہلے یہ خبر آئی کہ ایک روسی فوج نے تمام رومیلیا کو تاخت و تاراج کردیا۔ اور اب عنقریب مثل ۱۸۲۹ء کے ایڈریانوپل پر قبضہ کرلیں گے۔

جب ایڈریانوپل پر قبضہ ہوگیا تو پھر قسطنطنیہ کا بچنا محال ہے جب تک اولوالعزمانہ طور پر حملہ آور روسی بڑھتی ہوئی فوجوں کو نہ روکا جائے گا سلطنت ہرگز نہیں بچ سکتی۔ سلطان المعظم کی پریشانی کا کچھ حال نہ پوچھو وہ اپنے افسروں کی نمک حرامی کا رنگ دیکھ دیکھ کے انگاروں پر لوٹ رہے تھے اور اُن کی عجیب کیفیت تھی۔

---

نہیں بیٹھا دوبارہ ترکی قبضہ میں نہیں آئی۔

# چھٹا باب

## محمد اوّل۔ پانچواں سلطان

## ۱۴۱۳ء سے ۱۴۲۱ء تک

محمد اوّل۔ سلطنت کا دوبارہ حصول۔ کامیاب حکومت۔ وینیُن کا ترکی بیڑے کو برباد کرنا۔ ملکی جنگ۔ وفات اور چال چلن۔

محمد کی تخت نشینی کی عام طور پر خوشی منائی گئی۔ آغاز سلطنت میں اُس نے تھسیلونیکا شہنشاہ یونان مینویل کو دیدیا۔ اور ساتھ ہی بحر اگرائن کے کنارے کے کل قلعجات بھی حوالہ کردیئے۔ محمد شہزادگان ولاچیا۔ بلغاریہ۔ مالڈیویا کے ایلچیوں سے مہربانی کے ساتھ پیش آیا اور اُن کا مُرسلہ خراج بخندہ پیشانی قبول کرلیا۔

عبدالکریم پاشا کی نالایقی نے یہ سارا روز بد دکھایا تھا۔ آپ نے یہ مناسب خیال کیا کہ عبدالکریم کو موقوف کرکے اس کی جگہہ دوسرا لایق سپاہ سالار مقرّر فرمائیں۔ اخیر بڑی پس وپیش کے بعد عبدالکریم کی جگہہ محمد علی پاشا کو مقرر کیا اور بلقانی افواج کی کمان سلیمان پاشا کے سپرد کی۔ سلیمان ابھی مونٹی نگرو والوں پر نمایاں فتوحات حاصل کرچکا تھا۔ اسی اثنا میں اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے وزیر خارجہ کے عہدہ سے صفوت پاشا کو موقوف کردیا اور عارفی پاشا کو اس ممتاز عہدہ پر نامزد کیا۔ سلیمان پاشا ابھی نوجوان ہی تھا اسکی عمر صرف چالیس کے پیٹے میں تھی۔ اس کے چہرہ سے جنگی قابلیت اور پھرتی ٹپکتی تھی۔ آنکھیں بھوری اور نہایت خوبصورت شخص تھا بڑی بڑی مونچھیں اور گھونگروالے مڑے ہوئے بال تھے۔ یہ بالکل شمالی یورپ کا شخص معلوم ہوتا تھا۔ اسے حکم ہوا کہ فوراً مانٹی نگرو سے روانہ ہوجائے سلیمان پاشا حکم ہوتے ہی مانٹی نگرو سے سیدھا اڈریانوپل کی شمالی جانب روانہ ہوا اور اپنا قیام سلطان کے قدیم محل میں کیا۔ اس محل کے کھنڈر۔ توڑ ڈالے گئے اور اُن پر توپیں چڑھائی گئیں اور جو افواج سلیمان اپنے ساتھ لایا تھا اُن سے کارروائی کرنی شروع۔

---

مثل یورپ کے ایشیا میں بھی محمد کو سلطان تسلیم کیا گیا۔ کرمان اوغلی (اسی نام کا ایک حکمراں بایزید کے پنجہ میں گرفتار ہوکے قتل ہوچکا تھا) کو مطیع کرنے اور اُس کی سلطنت کو اپنے تصرف میں لانے کے بعد شہزادہ کستاموتی کی سلطنت پر حملہ کیا اور اُسے زیر وزبر کرنے کے بعد سمرنا پر اُس کی فوجیں بڑھیں اور اُسکو اطاعت کرنے پر مجبور کیا اور بہت سے شہر اور قصبے یونانی شہزادوں سے فتح کرلئے جو ابھی تک اپنے کو خود مختار سمجھتے تھے مگر سلطان سمندر میں زیادہ خوش قسمت نہیں ثابت ہوا۔

وینس کی جمہوری سلطنت کا اس وقت بڑا عروج تھا یورپ کی تمام تجارت کا دارومدار محض اسی کی ذات پر تھا۔ اس کے مقبوضات کیپ ڈی اسٹریا سے قسطنطنیہ تک پھیلے ہوئے تھے جب اس نے ترکوں کی یہ دھوم دھام سنی تو گیلیپا ئونٹ میں اپنے جنگی جہازات روانہ کئے۔ ان جہازوں نے عثمانی بیڑے کو برباد کردیا لیکن یہ جرأت نہیں ہوئی کہ خشکی میں اُترکے اپنی اس فتح کی تکمیل کرتے اسی زمانہ میں ایک پادری صاحب بر سگلیا نامی پیدا ہوئے جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف وعظ کہنا شروع کیا اور اعلان دیا کہ یہ لوگ کافر ہیں ان پر جہاد کرنا چاہئے۔ جن لوگوں نے اس کا ذب پیغمبر کے مذہب

روسیوں کی یہ نمایاں کامیابی دیکھ کے قسطنطنیہ کے صلح پسند گروہ میں بھی تحریک پیدا ہوئی اور اب وہ بھی سلطنت کے بچانے کی تدبیریں کرنے لگا۔ یہ سب پر روشن تھا کہ ترک مٹ جائیں گے لیکن روسیوں کی شروط کو نہیں تسلیم کرنے کے۔ روسیوں کا اصلی منشا یہ تھا کہ ترکوں کو چھوڑا بنا دیا جائے اور اُنکا قدیمی غرور اُن کے دماغ سے نکال دیا جائے اور براہ راست یا دوسرے طریقہ سے سلطانی مقبوضات یورپ پر حکمراں بنجائے۔ سلطان پر کیا منحصر ہے کوئی خود مختار حکمراں جب تک بالکلیہ برباد نہو جائے ہرگز ایسی ذلیل شرطوں کو قبول نہیں کرسکتا۔ ترکی اس نیم مُردہ حالت میں اب بھی ایک جنگی سلطنت تھی اور ایشیا میں ابھی تک اُسی کا پہلو زبردست رہا تھا۔ تمام یورپی پائے تختوں میں صلح کی سلسلہ جنبانی شروع ہوگئی تھی لیکن ترکوں میں ان شکستوں کے بعد بھی جوش عثمانی باقی تھا اور وہ ایسی بے عزتی کی صلح کو سخت حقارت سے دیکھتے تھے۔

سلیمان پاشا نے وہ پرجوش روح اپنی فوجوں میں پھونکی کہ حلقہ وزرا میں وقعت کی نظروں سے دیکھے جانے لگے۔ روسی فتوحات سے انگلستان میں سخت پریشانی پیدا ہوگئی۔ جولائی کے اخیر حصہ میں وزرائے انگلستان نے

---

اختیار کرنے میں چون وچرا کی وہ قتل کرڈالے گئے اس شخص نے ابتدا میں تو نہیں لیکن جب اس کی جمعیت زیادہ بڑھ گئی تو پیغمبری کا دعوے کرلیا۔

سلطان محمد اس شخص کی ترقی سے چونکا فوراً اپنے بیٹے مراد خاں کو جسکی عمر مشکل سے بارہ سال کی ہوگی ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کاذب پیغمبر بھی اپنے کل معتقدوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ مراد خاں نے اُس کی فوجوں کو پارہ پارہ کردیا۔ یہ کاذب پیغمبر زندہ گرفتار کرلیا گیا اور فوراً اُسے سولی دیدی گئی اُس کے بقیۃ السیف ساتھی اپنی جان بچاکے فرار ہوگئے۔

اس کے بعد ایک نیا فرضی دعوے دار سلطنت کھڑا ہوگیا جس کی شکل ہوبہو مصطفےٰ سے ملتی تھی اس نے اعلان دیا کہ ترکی تخت کا مالک اصل میں مَیں ہوں اس فرضی دعوے دار سے بہت سے لوگ مل گئے جن میں ایک جنسن پاشا بھی تھا جس پر سلطان محمد نے طرح طرح کی مہربانیاں کی تھیں اور اُس کے سپرد گورنمنٹ نکوپولس کردی تھی جس نے اپنے مہربان آقا کی مہربانیوں کا یہ صلہ ادا کیا کہ اُس کے دشمن سے ملکے اُلٹا اسے تخت سے محروم کرنے پر آمادہ ہوگیا حالانکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ شخص فرضی دعوے دار ہے۔

پہ تجویزیں کرنی شروع کیں کہ انگلستانی مقاصد کو صدمہ پہنچنے سے بچائیں۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کو جلسہ وزرا نے حکم دیا کہ فوراً ایک جنگی بیڑہ جہازات مالٹا روانہ ہو جائے جس میں دو زائد بٹالن ہوں اور ہر بٹالن کی تعداد نوسو سپاہیوں کی ہوگی۔ تمام ممالک میں احکام جاری ہو گئے کہ فوجیں تیار ہو جائیں تاکہ لمحی حکم سے میدان جنگ میں بڑھ سکیں یہ بھی افواہ اُڑی کہ گیلی پولی پر ایک مہم روانہ کی جائے گی اور انگلستان و آسٹریا ملکے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیں گے اور چالیس ہزار فوج ہندوستان سے مصر روانہ کی جائے گی مگر یہ ساری باتیں محض بے بنیاد تھیں اور ان کل باتوں میں یہ تو ضرور صحیح تھی کہ مالٹا کو مضبوط کیا گیا تھا باقی نرا فسانہ تھا۔

اگرچہ حکومت انگلستان کو ترکی اور روسیہ سے کوئی تعلق نہ تھا تو بھی روسیوں کی ان غیر معمولی فتوحات سے سخت بے چین تھی اور قسطنطنیہ کے خطرہ میں پڑنے سے پریشان خاطر ہو رہی تھی۔ روسی افواج ابھی تک جانب جنوب گھسی چلی جاتی تھیں اور انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا۔

جب جنرل گورکو تنجاویلی میں اپنی افواج کی کامیابی کی کوشش کر رہا تھا اُس وقت کوہی سلسلہ اور ڈینیوب کے درمیان چند نامور لڑائیاں ہوئیں۔ وڈن کی ترکی فوج کا ایک بڑا حصہ عثمان پاشا کی ماتحتی میں پلونا کے

اس فرضی وارث نے قلیل فوج جمع کی اور تھسلونیکا کی دیواروں میں محمد کا منتظر ہوا۔ لیکن جاں نثاریوں اور ترکی سپاہیوں نے باغیوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ فرضی وارث بھاگ کے شہنشاہ یونان کے ہاں پناہ گزین ہوا اور جب سلطان ترکی نے طلب کیا تو اس نے دینے سے انکار کیا لیکن یہ قبول کیا کہ میں اسے آرچیپلیگو میں جلاوطن کر دیتا ہوں چنانچہ سلطان راضی ہو گیا اور وہ مقام مذکور میں جلاوطن کر دیا گیا۔

چونکہ سرولاچیا والوں نے اس فرضی شہزادہ کی امداد کی تھی اس لئے محمد نے اُن پر حملہ کیا اور اُن کا سارا ملک تاخت وتاراج کر ڈالا۔ ۱۴۲۱ء میں یہ جنگ واقع ہوئی۔ ولاچین کا بہت ہی ستیاناس ہوا اخیر انہوں نے معافی مانگی۔ سلطان محمد نے معاف تو کر دیا لیکن خراج دُگنا کر دیا جو انہوں نے برضا و رغبت دینا منظور کیا۔

ابھی سلطان کی طبیعت میں ممالک یورپ فتح کرنے کے بڑے بڑے حوصلے باقی تھے کہ یکایک ایک سخت مرض نے اس پر دورہ کیا اور وہ آٹھ برس سلطنت کر کے ۴۷ سال کی عمر میں ملک جاودانی کو سدھارا مرنے سے پہلے اس نے اپنے دو وزیروں کو بلاکے وصیت کی کہ تم مرادخاں میرے بیٹے کی اطاعت کرنا اس وقت وہ ایشیا کی افواج کی سپہ سالاری کر رہا ہے تم اُسے بلا کے تخت نشین کر دینا۔ اور اپنے دو چھوٹے بیٹوں کو

ادہر اُدہر خیمہ زن تھا۔ پلونا ایک چھوٹا سا شہر نکوپولس کے جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ عثمان پاشا اپنی فوج کو لیکے نکوپولس کی غلامی کے لئے جا رہے تھے کہ رستہ میں اُنہیں خبر پہنچی کہ شہر مذکور روسیوں نے فتح کر لیا۔ یہ سنتے ہی عثمان پاشا واپس آئے اور پلونا پر قبضہ کر لیا۔ فوراً جنرل چلڈر شلڈنر روسی سپاہ سالار نے نویں کور کے ساتھ جس میں ایک برگیڈ پیادہ فوج رسالہ اور توپخانہ تھا حملہ کیا۔ ترکی فوج کی تعداد کل ۸ ہزار تھی روسی فوجوں کی تعداد اس سے ڈیوڑہی ہی گھنی چاہئیے۔ بڑی سخت جنگ ہوئی پہلے روسیوں نے پلونا پر قبضہ کر لیا لیکن بعد ازاں عثمان پاشا نے اُنہیں پارہ پارہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔ روسی سپاہ سالار نے پھر کچھ کے حملہ کیا پھر عثمانی فوجوں نے بھگا دیا سہ بارہ حملہ ہوا اور اب کی دفعہ بھی شکست ہوئی۔ دوسری شب جنرل کرڈنر نے چند ہزار فوج چلڈر شلڈنر کی امداد کے لئے روانہ کی اسی اثنا میں ترکوں کی مدد بھی آگئی اور اب ترکی فوج کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ کرڈنر کو یہ معلوم نہ تھا کہ ترکی فوجوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے اس نے سات ہزار پانسو فوج سے عثمان پاشا پر حملہ کیا۔ تمام دن جنگ ہوتی رہی روسیوں کا سخت خطرناک نقصان ہوا تو بھی چند نامور مقامات پر اُن کا قبضہ ہو گیا۔ شب کو تین ہزار فوج نکوپولس سے

سلطان نے یونانی شہنشاہ کی سرپرستی اور نگرانی میں سپرد کرنے کی وصیت کی۔

محمد کی سلطنت انصاف اور رحم کے ساتھ متصف ہے بڑا ہی رحیم اور منصف سلطان تھا اس کی قلیل مدت سلطنت میں ترکی شان و شوکت اور جاہ و جلال جو بایزید کے وقت میں برباد ہو گیا تھا پھر عود کر آیا سلطنت کو وسعت ہو گئی اور یورپی شہنشاہوں کی نگاہوں میں اس کی شان دگنی ہو گئی۔ سلطان محمد بروصہ میں دفن ہوا اپنی زندگی میں اپنے لئے ایک عالیشان مقبرہ بنوایا تھا اسی میں وصیت کے مطابق اُسے دفن کیا گیا۔ اس کے مقبرہ کے پاس ایک خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے جو نہایت آراستہ ہے اور اُسے مسجد سبز کہتے ہیں۔

# ساتواں باب

## مراد خاں ثانی ترکی کا چھٹا سلطان

### ۱۴۲۱ء سے ۱۴۵۱ء تک

مراد خاں کی تخت نشینی۔ مصطفےٰ بایزید کے فرضی بیٹے کا دعوئے سلطنت

اُن کی امداد کے لئے اور آگئی - ۱۲ تاریخ جنگ پھر شروع ہوئی - نصف روز جنگ رہی جنرل گرو زکی فوجیں پارہ پارہ کر دی گئیں ترکوں نے حملہ کر کے تمام مقامات سے جن پر روسیوں نے قبضہ کیا تھا مار کے نکال دیا -

عثمان پاشا نے اپنا لشکر گاہ پلونا میں قایم کیا - اور روسیوں نے اس شہر کے سامنے اپنے مورچے جمائے یہاں چوتھی کور کے دو ڈیویژن اُن کی امداد کے لئے آگئے ان کا کمان افسر زوتف تھا - ترکوں کی بھی برابر امداد چلی آرہی تھی لیکن انہوں نے اپنی سہ روزہ فتوحات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا - دونوں فوجیں ایک دوسرے کو تک رہی تھیں اور موقع کی منتظر تھیں - عثمان پاشا نے باقاعدہ اپنی فوجوں کی ترتیب دی اور اس بات کے منتظر ہوئے کہ روسی اُن پر حملہ کریں - روسی اس انتظار میں تھے کہ ترک حملہ آور ہوں - یہ التوائے جنگ روسیوں کے لئے مفید تھا - اُن کی امداد کے لئے رومینیا سے ہر ہفتہ کثیر تعداد فوجیں ڈینیوب کو عبور کر کے چلی آرہی تھیں اور روز بروز قوت بڑھتی جاتی تھی -

اس اثناء میں مانٹی نگرو میں ترکوں کو امید سے زیادہ کامیابیاں حاصل ہوگئی تھیں مانٹی نگرو کی پہاڑی قوم کو

---

گیلی پولی میں اُترنا - فرضی دعویدار کی پہلی کامیابی - پھر بربادی - اس کے بچنے کی صورت گرفتاری اور قتل سینس - تھسولونیکا کی فتح - سرویا - ہنگیریا اور دوسری اقوام سے جنگیں البینیا میں سکندر بیگ کی حکومت - مراد خاں کی غاصب پر چڑھائی - شکست اور وفات -

۱۸ سال کی عمر میں مراد خاں تخت نشین ہوا - اگرچہ عمر تھوڑی ہی تھی لیکن تجربہ بڑا ہوا تھا اور سلطان جیسے اعلیٰ مرتبہ کا قابل تھا اس کے باپ نے ایشیا کے سرکشوں کی سرکوبی کے لئے اسے مقرر کر دیا تھا جہاں اس نے نمایاں فتوحات حاصل کیں اور جنگ کا اچھی طرح تجربہ ہوگیا - امور جہانداری میں بھی اسے کامل ملک تھا کیونکہ ایشیا کا انتظام اسی کے سپرد تھا جس کو اپنے باپ کی زندگی میں نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا - اس تجربہ جنگ اور جہانداری سے اس نے نہایت شوکت اور قوت سے آغاز سلطنت کیا - شہنشاہ یونان نے سلطان محمد کی خواہش کے بموجب مراد خاں کو لکھا کہ تم اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کو میرے پاس بھیجدو تاکہ میں انہیں تعلیم و تربیت دلاؤں اور ان کی کامل نگرانی کروں - مراد خاں (ثانی) نے جواب دیا یہ صحیح ہے کہ میرے باپ نے یہ وصیت کی تھی کہ دونوں چھوٹے بچے شہنشاہ یونان کی نگرانی میں دیدیئے جائیں تو بھی میں عثمانی شہزادوں کا

اچھا سبق پڑھا دیا تھا۔ یہ فاتح ترکی فوجیں کافی طور پر روسی مقابل سپاہ کو دبا دے سکتی تھیں نکسس کا قلعہ ہنوز مانٹی نگرو والے محاصرہ کئے ہوئے تھے اور قلعہ ونیر ۲۳ر جولائی کو عیسائیوں کے قبضہ میں آچکا تھا اور بہی بعض مقامات ترکی فوج کے ہاتھ سے نکل چکے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ سلیمان پاشا جیسا قابل سپاسالار وہاں سے بلا لیا گیا تھا اس لئے ترکی فوجی قوت کمزور ہوگئی تھی۔

بوسینا میں ابہی تک جنگ ہورہی تہی اس کے سردار ڈسپالوڈرچ نامی نے ایک مجلس منعقد کرکے یہ استفسار کیا آیا یہ افواہ صحیح ہے کہ ہم آسٹریا کے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے اور آیا ہیں اس کی سرپرستی میں چلا جانا چاہئے کیا تم میرا ساتھ دو گے۔ یہ سنتے ہی سب نے حلفیہ کہا کہ تو ہمارا جنرل بہی ہے اور ہمارا بھائی بھی ہے ہم تیرا ساتھ کبہی نہیں چہوڑیں گے تیری اطاعت کرنی ہم پر فرض ہے۔ فوراً ایک کمیٹی قایم ہوئی اور اس نے یہ تجویز کی کہ معاملات بغاوت اور صوبہ کے اختیارات ڈسپالوڈرچ کو دیدیئے جائیں اور سیاہ سفید کرنے کی پوری قوت اس کے سپرد کردی جائے۔

یہ بہی سمجھنا چاہیئے کہ بوسینا بجائے خود کئی ٹکڑوں پر منقسم تہی۔ ترکی گورنر نے مسلمانان بوسینا کے نام ایک اعلان

---

ایک کافر شہنشاہ کی نگرانی میں تعلیم دلوانا کسی صورت سے بہی جائز نہیں خیال کرتا۔ یہ جواب سخت تلخ تریں تھا شہنشاہ یونان مراد خاں کا خط دیکھتے ہی آگ بگولا ہوگیا اور اس نے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ انتقام لینے کی سب سے بہتر تدبیر یہ کی کہ فرضی مصطفےٰ کو جو جلاوطن ہوگیا تھا بلایا۔ سنفس اس کے ہمراہ ہوا اور لیمن سے جہاں قید تھا گیلیپولی میں آکے فروکش ہوئے۔ یہاں شہنشاہ یونان نے ان کا استقبال کیا اور فرضی مصطفےٰ کو وارث تاج و تخت قرار دیا۔ یہ خبر سنتے ہی مراد خاں نے اپنا وزیراعظم قلیل فوج کے ساتھ روانہ کیا لیکن وزیر ترکی کو کامیابی نہیں ہوئی اور وزیر پسپا ہوکے ایڈریانوپل میں آگیا۔ اس فتحیابی پر یونانیوں نے چند مقامات اپنی امداد کے معاوضہ میں طلب کئے فرضی مصطفےٰ نے ایسے معاوضہ کے دینے سے انکار کیا۔ شہنشاہ یونان مینویل جل گیا اور اب مراد خاں کی حمایت پر آمادہ ہوگیا۔ فرضی مصطفےٰ نے یورپ میں پوری کامیابی حاصل کرنے کے بعد آبناؤں کو عبور کرکے مراد خاں کو اعلان جنگ دیا۔ فرضی شہزادہ کی فوجوں کا سپاہ سالار سنفس تھا جس کی سپاہ سالاری مشہور زمانہ تھی اور مراد خاں بہی اس کی فنون جنگ کی قابلیت کو خوب جانتا تھا۔ عقلمندی اسی میں دیکھی کہ اس وقت جنگ

دیا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ سلطنت خطرہ میں ہے اس لئے تمہیں چاہیئے کہ مسلح ہو کے دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم سے جہاں تک ہو سکا انسانیت اور تمدن کے قایم کرنے اور قوانین بین الاقوام کی پابندی میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا لیکن جب ان ریاستوں نے اپنے کل عہد ناموں کو توڑ ڈالا اور بلاوجہ بغاوت کی تو اب ہم بھی اس بات پر آمادہ ہیں کہ اس جنگ کو اختتام تک پہنچا کے فیصلہ ہی کر دیں اور کوئی کسر اپنی طرف سے نہ اٹھا رکھیں۔

علی بے جو اس ضلع کا کمان افسر تھا گورنر کے حکم سے باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔ جنگی پولس کے افسروں کو انعام دیئے گئے کہ جہاں تک ممکن ہو ناراضی اور بددلی کو نہ پھیلنے دیں۔ باغیوں نے چند قصبوں اور گاؤں پر حملہ کیا اور بعض کو جلا دیا۔ یہ لڑائیاں معمولی ڈھول دھپے کا حکم رکھتی تھیں ان سے کوئی انقطاعی فیصلہ نہ ہو سکتا تھا۔ مگر ۱۲ اگست کو ڈسپاٹووچ سے بڑی بھاری لڑائی ترکوں کی ہوئی۔ اخیر بوسینا کے سردار کو سخت ہزیمت ملی۔ اس کے ساتھی کاٹ ڈالے گئے اور وہ آسٹریا کی سرحدات میں بھاگ کے چلا گیا جہاں ایک قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ اس بھاری شکست سے بغاوت کا فیصلہ ہو گیا۔ باغی تتر بتر ہو گئے سینکڑوں نے ڈلمیشیا میں پناہ گزین

---

نہ کی جائے اور جس طرح ہو صلح ہو جانی چاہیئے چنانچہ صلح کی شرطیں پیش ہوئیں اور صوبہ ہمرنا سینسس کو دیدیا گیا سینسس رضامند ہو گیا اور اپنی فوجوں کو لیکے مراد خاں کے لشکر گاہ میں آ گیا۔ جب فرضی مصطفےٰ نے یہ دیکھا کہ میرا ساتھی ٹوٹ گیا تو وہ گھبرا گیا۔ اب اس نے چاہا جس طرح ہو آبنائے کو عبور کر کے بھاگ جاؤں۔ بڑی دقت کے بعد اُسے ایک جہاز ملا جس میں بھیس بدل کے سوار ہوا لیکن کنارہ پر ترکی فوج نے آ لیا۔ اب بھی اس فرضی شہزادہ کے ساتھ اس کے ساتھی موجود تھے۔ جنگ ہوئی اور فرضی شہزادہ خوب جان توڑ کے لڑا۔ اس کے تمام ساتھی کاٹ ڈالے گئے اور خود فرضی صاحب گرفتار ہو گئے۔ ترکی سپاہ نے مراد خاں کے پاس ایڈریانوپل روانہ کر دیا۔ مراد خاں نے جلاد کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا فوراً گردن اڑا دی گئی۔

مراد خاں اس فریب اور دغا بازی کو نہیں بھولا تھا جو شہنشاہ یونان نے اس کے ساتھ کی تھی کہ اس کے رقیب کو ابھار کے اس کے مقابلہ میں لا جمایا تھا۔ مراد خاں کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا اور وہ شہنشاہ یونان کو سزا دینے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ اس لئے اخیر فوجیں جمع کیں اور رقیب شہنشاہ پر حملہ کیا۔ تھسلی مقدونیہ اور تھریس کو زیر و زبر کر ڈالا یہاں تک کہ قسطنطنیہ کی حالت معرض خطرہ میں آ گئی۔

ہوئے اور ہزاروں ایڈریانگ کے جزائر میں بھاگ کے چلے گئے۔

بلغاریہ اور آرمینیا کی خونخوار جنگوں میں لوگوں کی توجہ کچھ ایسی مائل تھی کہ طرفین کے جنگی جہازوں کا خیال ہی نہ رہا تھا کہ بحری جنگ کس صورت سے ہو رہی ہے اور اس کی کیا حالت ہے۔ اگرچہ ایسی کوئی نامور بحری جنگ نہیں ہوئی تھی لیکن سمندر میں جو لڑائیاں کہ اب تک ہوا کیں وہ یک لخت قلم انداز کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

جولائی میں ترکی جنگی بیڑا ایک دفعہ اور بھی اوڈیسہ کے آگے نمودار ہوا۔ لیکن بغیر فیر کئے واپس چلا آیا۔ وہاں اس نے سوا اس کے اور کوئی نقصان نہیں کیا کہ اوڈیسہ کے لوگوں کی پریشانی بڑھا دی اور انہیں کچھ دیر تک جاں کندنی میں رکھا۔

مہینہ کی چودھویں تاریخ ہوبرٹ پاشا کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کا شرف حضوری حاصل ہوا۔ دو گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی سلطان المعظم نے جنگ کے کل اتار چڑھاؤ ملاحظہ فرما کے ہوبرٹ پاشا کو چند رازدارانہ احکام دیئے۔ اسی اثناء میں ترکی بیڑۂ جہازات اور ایک بار سپاسٹوپل کے آگے نمودار ہوا۔ جوں ہی روسی جنگی

شہنشاہ یونان نے یہ دیکھ کے کہ اب اُس کا پائے تخت نہیں بچ سکتا سوائے اس کے کوئی تدبیر نہ کی کہ سلطان کے خاندان میں کشیدگی پیدا کرے اور اس صورت سے اُسے اور چندے نجات مل جائے۔ ساتھ ہی شہنشاہ نے یہ بھی چاہا کہ کسی صورت سے اپنے دو بھائیوں کو اپنی حفاظت کے لئے قربان کر دے کیونکہ ان بھائیوں پر بغاوت کا جرم پہلے ہی عائد ہو چکا تھا اور وہ انہیں سزائے موت بھی دینی چاہتا تھا۔

یہاں یہ تدبیریں ہو رہی تھیں اور وہاں مراد خاں کو ایک دوسرے باغی پر چڑھائی کرنی پڑی یہ باغی وہی سنس نامی سپاہ سالار تھا جسے مراد خاں نے فرضی مصطفےٰ سے توڑ کے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اخیر اس پر چڑھائی ہوئی اور وہ سمرنا بھاگ گیا۔ سلطانی افواج نے اُس کا تعاقب کیا۔ بڑی لڑائی کے بعد سنس پسپا ہوا اور جھاڑیوں میں بھاگ کے چھپ گیا۔ کچھ عرصہ تک وہ ڈاکہ زنی اور چوری کرتا رہا لیکن اخیر سلطانی فوج نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

اسی اثناء میں شہنشاہ یونان مر گیا اور تمام آرزوئیں اس کی خاک میں مل گئیں ؎ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" اس کا جانشین پیلیولوگس ہوا جو اس کے ساتھ معاملات جہانداری کو طے کر چکا تھا مرتے وقت وصیت کی گئی

جہازوں نے دیکھا وہ ساحل پر چلے آئے ان جہازوں کی کمان نائب روسی امیر بحر کر رہا تھا۔ ترکوں کو یہ خوف ہوا سادا روسیوں نے تارپیڈو بچھا رکھے ہوں اور ان سے جہازوں کو صدمہ پہنچے یہ خیال کرکے ترکی بیڑہ ایوپیٹریا چلا آیا یہاں اس نے نصف شہر اور روسی توپخانہ کو برباد کرکے ایک روسی جہاز کو جس میں نمک بھرا ہوا تھا گرفتار کرلیا۔ اس وقت ایک ترکی اور ایک روسی جہاز میں بڑی سخت جنگ ہوئی۔

آغاز موسم بہار میں کپتان برلف روسی شہنشاہی بحری فوج کے افسر کا ایک مضمون گولس نامی اخبار میں طبع ہوا اس میں متوفی مسٹر ایلڈر کی تجویزات بحری اور آہن پوش جہازوں پر رائے دی گئی تھی۔ اس مضمون نگار کی رائے کے بموجب روسیہ کے پاس آہن پوش جہاز نہ تھے کیونکہ اس نے ایسے وزنی جہازوں کو غیر ضروری خیال کیا تھا۔ کریمیا کی جنگ میں یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ خواہ کیسے ہی وزنی جہاز ہوں وہ ساحل کی توپوں کی مار کی تاب نہیں لا سکتے۔ اس لئے اس نے اپنی گورنمنٹ کو رائے دی تھی کہ آہن پوش جہاز بنواتے یک لخت موقوف کردے۔ اور بحری جنگ اسی پر محدود کردے کہ چند گشتی جہازات چھوڑ دے کہ وہ دیکھ بھال کرتے رہیں اور موقع پاکے دشمن کے اکیلے دکیلے جہاز کو جہاں پائیں گرفتار کرلیں۔ روسی وزارت بحریہ نے

---

کہ جہاں تک ممکن ہو ان کافر مسلمانوں کو برباد کر دیجو۔

مینوئیل تو مر گیا اور پیلیلوگس جانشین ہوا۔ جدید شہنشاہ نے متوفی کی وصیت پر عمل کرنا مناسب نہیں خیال کیا بلکہ نہایت دانائی سے مراد خاں سے صلح کرلی اور تمام شہر جو مراد خاں ابھی تک فتح کر چکا تھا ٹھنڈے میٹوں اُس کے حوالہ کر دیئے اور ساتھ ہی تھسیلونیکا جس کو ابھی تک فتح ہی نہ کیا تھا مراد خاں کو دیدیا۔ آخر الذکر شہر والوں نے جب یہ سنا کہ ہم ترکوں کے تحت میں آجائیں گے اُنہوں نے فوراً وینے شئنس کی سرپرستی میں آنے کی درخواست کی اور سابق الذکر نے اپنا ایک گورنر روانہ کر دیا۔ سلطان کو بھی یہ خبر پہنچی۔ فوراً اپنے لشکر گاہ میں آیا اور اپنی فوجوں کو مخاطب کرکے کہا "شہنشاہ یونان نے تھسیلونیکا مجھے دیدیا ہے لیکن وینے شئنس قبضہ کرنا چاہتے ہیں میں اس پر حملہ کروں گا تمہیں سارے شہر کی لوٹ معاف کرتا ہوں صرف سرکاری عمارتیں اور شہر پر میں قبضہ کروں گا لونڈی غلام کل مال ومتاع تم لیلو" یہ سنتے ہی ترکی سپاہیوں میں جوش پیدا ہو گیا اور سب آمادۂ پرخاش ہو گئے۔ بڑی دھوم دھام سے حملہ کیا گیا۔ بڑی بھاری لڑائیاں ہوئیں اخیر ماہ اپریل ۱۴۲۹ء میں تلواروں کے منہ پر تھسیلونیکا کو ترکوں نے فتح کرلیا تمام باشندوں کو لونڈی غلام بنا لیا گیا وینے شئنس نے

کپتان کی اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ آزمائش کے طور پر وہ کشتی جہاز سے تجربہ کرکے دکھلائے۔ چنانچہ ایک جہاز ویستا نامی اُسے سپرد کیا گیا۔ یہ جہاز بہت ہلکا تھا اگرچہ لوہا اس پر بھی چڑھا ہوا تھا لیکن زیادہ وزنی نہ تہا۔ چنانچہ یہ جہاز سپاسٹوپل سے دشمن کی تلاش کے لئے روانہ ہوا۔ رستہ میں اُس کا مقابلہ ترکی جہاز ستار توفیق نامی سے ہوا جس پر بارہ ٹن کے وزن کی توپیں چڑہی ہوئی تہیں اور سارا آہن پوش تھا۔ روسی جہاز سے اس کا وزن بہت بڑھا ہوا تہا اس کی رفتار گھنٹہ بھر میں ۱۰ ناٹ تہی۔ دونوں کی جنگ ہوئی چونکہ روسی جہاز ہلکا پھلکا تھا اِدہر اُدہر بچاؤ کے لئے آسانی سے دوڑا دوڑا پھرتا تھا اور اس تیز گردش سے اُس پر صرف تین ہی گولے پڑے تھے برخلاف ترکی جہاز کے کہ اُس میں اتنی پھرتی نہ تہی روسی جہاز کی توپوں کے گولے پے در پے پڑ رہے تھے۔ ایک گولہ ترکی جہاز پر پڑا مگر اس کا کچھ نقصان نہوا دوسرے گولے نے ڈک میں آگ لگا دی اور تیسرے گولے نے ترکی ملاحوں میں ہل چل ڈالدی روسی جہاز کی حالت بہی سخت خطرناک ہو گئی تہی۔ ترکی گولا جہاز کے میگزین میں جاکے پڑا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سارا جہاز جل بھن کے کوئلہ ہو جائے گا۔ آگ لگنے میں کوئی کسر نہ رہی تہی لیکن روسی کپتان نے بہت پھرتی سے

---

بہتیرا زور مارا لیکن کچھ دال نہ گلی اتولیا میں اور شہروں پر بہی قبضہ ہو گیا۔ ناچار سابق الذکر سلطنت نے صلح کرلی اور ان عظیم فتوحات کا دروازہ اس صورت سے فی الحال بند ہو گیا۔ لیکن چند سال کے بعد پہر جہگڑا کھڑا ہوا اور اب مراد خاں نے مزید شہر فتح کر لئے بلغراد کا شہزادہ شاہ ہنگیری کے دربار میں چلا گیا اور بلغراد جاکے نذر کر دیا کہ آپ لیلیجے اور کسی طرح ترکوں سے بچایئے۔

ترکوں نے شاہ ہنگیری پر حملہ کیا۔ ہنگیری کی طرف سے ترکوں کے مقابلہ میں سب سے پہلے (۱۴۳۵ء) توپوں کا استعمال ہوا۔ ترکوں نے توپیں اور گولہ باری کبہی نہ دیکھی تہی وہ سخت پریشان ہو گئے اور محاصرہ اٹھاکے چلدیئے۔ جب ترک پس پا ہو رہے تہے تو ہنگیریا کے دو نامی جنرلوں نے مراد خاں کے لشکر پر حملہ کیا ناچار سلطان نے ۱۴۴۳ء میں دس برس کے لئے صلح کرلی۔

کرمان اوغلی شہزادہ کرامینیا مراد خاں کا بہنوئی ایشیا ہی میں بیٹھے بیٹھے یورپی شہزادوں سے گٹھ گیا۔ لیڈسلاک شاہ ہنگیری ان یورپی شہزادوں کا سرکردہ بنا۔ پوپ الیوجن رابع جن کا تقدس خداوند یسوع مسیح کے حضور میں بہت بڑھا ہوا تھا اور جن کے پاس دوزخ بہشت کی بہی کنجیاں تھیں اور جو اول درجہ کے

جہاز کو ادھر ادھر گردش دے کے جلدی جلدی ترکی جہاز پر گولہ باری شروع کی۔ لڑائی خوب تلی ہوئی تھی۔ اسی اثنا میں ترکی جہاز آ نکلے جو آثار توفیق کی امداد کے لئے آئے تھے۔ ان جہازوں کو دیکھ کے کپتان کے چھکے چھوٹ گئے وہ اسی شکستہ حالت میں بھاگا اور اپنے جہاز کو بربادی سے بچا کے مع سپاہیوں کے ساحل پر لے آیا۔

تین افسر اور چار سپاہی مقتول تین افسر اور گیارہ سپاہی مجروح ہوئے۔ آخر الذکر میں خود کپتان برنف بھی تھا اس میں شک نہیں کہ کپتان برنف نے بڑی بے جگری سے جنگ کی اور اپنے جہاز کو اگرچہ وہ سخت شکستہ حالت میں تھا صاف بچا لایا۔ شہنشاہ روسیہ نے انعامات دیئے اور کپتان کی بہادری کی بہت تعریف کی۔

آہن پوش جہازوں کی تعداد ابھی تک جوں کی توں باقی ہے اگرچہ روسی کپتان نے یہ تجربہ بھی کر لیا لیکن دول آہن پوشوں کی قیمت سے غافل نہیں ہیں۔ کسی اتفاقی حادثہ پر عام فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ایک جزو کلیہ پر کبھی حاوی نہیں ہو سکتا۔ آہن پوش جہاز بڑا کام دیتے ہیں اور فی الحال وزنی جہازوں سے

---

ایماندار اور پاکباز تھے اس بات پر آمادہ ہوئے کہ معاہدہ کو توڑ ڈالنا چاہئے کیونکہ کفار سے معاہدہ کرنا کوئی چیز نہیں ہے چنانچہ شاہ ہنگیری کو ابھارا کہ تو معاہدہ کی شکست کر کے اعلان جنگ دیدے اور کافروں کو قتل کر ان کے شہروں کو برباد کر دے اور اس بات کی کوشش کر کہ ایک کافر بھی زندہ نہ چھوڑا جائے۔ شاہ ہنگیری نے فوراً پوپ صاحب کے مشورہ پر عمل کیا اور ایک زبردست بیڑہ جہازات ترکوں کی ترقی فتوحات روکنے کے لئے روانہ کیا لیکن اس بیڑہ جہازات کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ عثمانی فوجیں اس بیڑہ کی آنکھوں کے آگے وارنا کی طرف بڑھیں جو بحر اسود کے ساحل پر واقع ہے۔ یہاں یورپی شہزادوں اور شاہوں کی فوجیں پٹی پڑی تھیں تمام اقوام یورپ کے سپاہی اس فوج میں موجود تھے۔ جوش میں بھرے ہوئے اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے۔ ترکوں نے اپنے لشکر کی جو دشمن سے بہت کم تھا باقاعدہ ترتیب دی۔ جاں نثاریوں کی فوجوں کے آگے ایک جھنڈا تھا جس پر عیسائیوں کا معاہدہ چسپاں تھا اور اس جھنڈے کی دوسری طرف یہ لکھا ہوا تھا کہ عیسائیوں نے نہایت بے ایمانی سے اپنے اس معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

جنگ میں بڑا کام نکلتا ہے۔

موسم گرما کے آغاز میں انگلستان کی حکمت عملی سے روسیہ میں سخت جوش اور پریشانی پیدا ہوگئی۔ روسی یہ سمجھ گئے تھے کہ لارڈ بیکنسفیلڈ کی گورنمنٹ روسیہ سے جنگ کرنا چاہتی ہے اس کے چرچے تمام روسی جلسوں میں علانیہ ہونے لگے تھے۔ روسی اخبارات بہت ہی غصہ میں بھر گئے تھے بعض اخبار انگریزی فوجوں کا مضحکہ اڑا رہے تھے کہ انگلستان کیسی شاندار فوج میدانِ جنگ میں لائے گا۔ بعض نے یہ لکھا تھا کہ ترکی کنٹجنٹ فوج مقیم مصر کو انگریزوں نے روپیہ دے کے شائستہ بنایا ہے اور کل جنگی اخراجات کا خرچ انگلستان ہی دیتا ہے اس خوف سے انگلستان سلطنت کے شمالی حصوں پر حملہ آور ہو تمام بنادر پر تار پیڈو دبوٹ بچھا دیئے گئے تھے۔ انیٹش۔ سواحل بالٹک۔ ہلسنگ فورس۔ وی بورگ۔ ڈونا بنڈی یہ بنادر تھے جہاں روسیوں نے خوب تیاری کی تھی۔ روسیہ کو یہ خبر نہ تھی کہ اس قسم کی بدگمانی کا نقصان اُسے بھگتنا پڑے گا اور وہ خود بخود اپنے کو خطرہ میں ڈالتی ہے۔

اس میں کلام نہیں انگلستان میں ایک گروہ ایسا ہی تھا جو روسیہ سے جنگ کرنے کی تحریک کر رہا تھا۔

---

۱۰ویں نومبر ۱۸۷۷ء میں جنگ ہوئی وہ جنگ جو ابھی تک بحر اسود کے سواحل پر کبھی نہوئی تھی۔ یورپ کی اکثر قومیں جن میں پوپ معصوم (برعکس نہند نام زنگی کافور) نے روح القدس ہوکی تھی اس قدر شجاعت سے لڑیں اور ایسی کٹ کٹ کے لڑیں کہ جنگ کا مزا آ گیا۔ شاہ ہنگیری دور سے کھڑا ہوا جنگ کے اُتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا اور خوش تھا کہ روح القدس کی بھیڑیں کس خونخواری سے جنگ کر رہی ہیں۔ جنگ کا نقشہ دیکھ کے اس سے رہا نہ گیا وہ اپنا باڈی گارڈ لیکے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور جاں نثاریوں کی صفوں میں گھس گیا۔ سخت گھمسان کی جنگ ہوئی۔ ایسی مہیب جنگ سلمان ابھی تک نہ لڑے تھے۔

جاں نثاریوں نے اولوالعزم اور بہادر شاہ ہنگیری کو معہ اُس کے باڈی گارڈ کے پارہ پارہ کردیا۔ ایک متنفس بھی جاں نثاریوں کی صفوں سے جان بچا کے نہ جاسکا۔ جنگ کا زور لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جاتا تھا۔ دست بدست جنگ ہو رہی تھی اس وقت محض تلواروں پر طرفین کی قسمت کا فیصلہ تھا۔ نوجوان عیسائی خوب ہی لڑے اور جان تک لڑادی میدان جنگ سے ایک حد تک مُنہ نہیں پھیرا۔ مگر جاں نثاریوں کے جانسوز حملوں کی تاب نہ لاسکے۔ شاہ ہنگیری مارا جاچکا تھا۔ اس کے قتل سے

منتقل کر دیا گیا۔
عثمان پاشا جانب جنوب پلونا سے مقام لوفچا پر روانہ ہوئے۔ اس مقام پر پہلے ترکی فوج قابض تھی لیکن روسی اسے فتح کر چکے تھے۔ ۲۶ رجولائی کو عثمان پاشا نے حملہ کر کے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔ ایک دن چند گھنٹے تک جنگ ہوتی رہی اور دوسرے دن کا بہت سا حصّہ بھی اس کے فتح کرنے میں صرف ہوا۔ تو بھی روسیوں کے قبضہ میں ابھی تک وہ مقامات تھے جن کا مرکز پلونا تھا۔ اب روسیوں میں ایک کھلبلی مچ گئی اور انہیں اپنی حفاظت کا فکر ہونے لگا۔
جس وقت شہنشاہ روسیہ کا تار شہزادہ رومینیا کو فوج کے بارے میں پہنچا ہے شہزادہ چارلس کو تامل ہوا۔ تامل ہونے کی دو وجہیں تھیں۔ اوّل تو پلونا پر جنرل کرودنر کو شکست ہو چکی تھی دوسرے معاہدہ میں فوجی امداد کا کہیں ذکر نہ تھا اس کے علاوہ ریاست کے لوگ بھی فوج روانہ کرنے کو اچھا نہیں خیال کرتے تھے یہاں پس و پیش ہو رہا تھا کہ یکایک جنرل گھیکا رومینی اتاچی متعینہ لشکرگاہ روسیہ ریاست مذکور میں آیا اور شہزادہ چارلس سے کہا کہ فوج ضرور روانہ ہونی چاہیے میں نے کل انتظام قابل اطمینان کر لیا ہے۔

اطاعت کی علامت ظاہر کرنے کے لئے دربار عثمانی میں بھیجدیا تھا۔ اس شہزادہ نے اسلام قبول کر لیا اس لئے ترک اس سے محبت کرنے لگے اور تمام جنگوں میں ساتھ لئے پھرے۔ شہزادہ کو جنگ میں اس قدر تجربہ ہو گیا اور اس نے ترکی فوج کے ساتھ ایسے نمایاں کام کئے کہ ترک اسے سکندر کہنے لگے اور اسلام کی نشانی کے طور پر "بیگ" کا لفظ اس کے نام کے ساتھ اور بڑھا دیا۔ جب شہزادہ اپیرس یعنی سکندر بیگ کے باپ کا انتقال ہو گیا تو مراد خاں نے ایک ترک کو یہاں کا گورنر بنا کے بھیجدیا اور سکندر بیگ کے حقوق کا کچھ خیال نہیں کیا۔ سکندر بیگ کو بڑا غصّہ آیا اور اس نے قسم کھالی کہ مراد خاں سے اس کا انتقام لونگا موقع کی تاک میں لگا رہا۔ ایک روز وزیر ریاست کو ڈیرہ میں بلا کے زبردستی کی کہ گورنر اپیرس کی معزولی اور میری جانشینی پر مُہر کر دے۔ وزیر مجبور ہوا سکندر بیگ نے صاف کہدیا مُہر نہ کی تو ابھی قتل کر ڈالونگا ناچار جان بچانے کے خوف سے وزیر نے دونوں امور پر مُہر کر دی سکندر بیگ نے مُہر کا کاغذ لیلیا اور اس کے بعد وزیر کو فوراً قتل کر کے وہیں دفن کر دیا تاکہ یہ نمک حرامی اور دغابازی کا کام چھپا رہے یہ مُہری کاغذ لیکے فوراً کردیا روانہ ہوا۔ مذکور مقام اپیرس کا پائے تخت تھا۔ وہاں گورنر ترکی کو یہ مُہری فرمان

شہزادہ مجبوراً راضی ہو گیا اور اپنے سپاہ سالار مالنو نامی کو حکم بھیجا کہ سرحد کو عبور کرکے نکوپولس پر قبضہ کرلے۔ مالنو فوجیں لیکے روانہ ہوا اُسے بوٹوں کا پل تیار کرنا پڑا اس لئے معمول سے زیادہ دیر ہوگئی کہ ایک اور مراسلہ لشکرگاہ روسیہ سے شہزادہ چارلس کے نام آیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو امداد بھیجی جائے ورنہ میدان کارزار کا رنگ بالکل بدل جائے گا۔ شہزادہ نے فوراً اپنے وزیراعظم براٹیانو کو جنرل مالنو کے پاس بھیجا کہ کیوں دیر لگا رکھی ہے وجہ کیا کہ اب تک مقام مقصود پر فوج نہیں بھیجی۔ جنرل نے جواب دیا "ڈینوب تو گزر ہی جائے گا لیکن اس کے عبور کرنے کا غلط مشورہ شہزادہ کو دیا گیا ہے"۔ وزیر نے شہزادہ چارلس سے جنرل کی رائے کا اظہار کر دیا اس نے یہ سنتے ہی اپنے سپاہ سالار کو واپس بلا لیا۔ جنرل گردنر نے سپاہ سالار مدو مینی کو حکم بھیجا کہ نکوپولس کے بیرونی مقام پر فوراً قبضہ کرلے سپاہ سالار مذکور نے صاف انکار کر دیا کہ میں قبضہ نہیں کرتا۔ اسی اثنا میں شہزادہ چارلس نے اُسے واپس طلب کرکے اس کی جگہ جنرل انجی لسکو کو بھیج دیا۔

اس وقت میں جنرل گورکو کی اُن لڑائیوں کا تذکرہ کرتا ہوں جو جنوبی بلقان میں اُسے لڑنی پڑیں۔ جنرل مذکور کنا ملک سے یانی زگرا پر بڑھا تھا جو جنوب مشرقی کی طرف واقع ہے اس نے اپنی فوج کے تین حصے

---

دکھایا اس نے دیکھتے ہی حکومت صوبہ سے علیحدگی اختیار کی اور سکندر اس کی جگہ ہو گیا۔ سب سے پہلے اس نے البینیوں کو سلطان کی اطاعت سے سبکدوش کرکے اپنے قبضہ میں کر لیا اور ایک زبردست فوج جمع کی اور اپنی خودمختاری کا اعلان دیدیا۔ وینٹن والوں نے سکندر بیگ جیسے بہادر شخص کی اس وقت مدد کرنی بہت ہی ضروری خیال کی اور انہیں ترکوں کو نیچا دکھانے کے لئے بہت اچھا موقع ملا۔ کل وینٹن ساتھ ہو گئے۔ اور اب سکندر بیگ کے پاس ایک مہیب لشکر جمع ہو گیا۔ سلطان مراد خاں بذات خود اپنی سپاہ کا سرکردہ بنکے سکندر بیگ پر حملہ آور ہوا۔ ترکی فوج نے آتے ہی کردیا کا محاصرہ کر لیا مگر سکندر بیگ کے آگے کامیابی مشکل تھی۔ کیونکہ وہ بھی جاں نثاریوں ہی کا پروردہ تھا ترکی فوج کو پس پا ہونا پڑا۔

مراد خاں کا زمانہ حکومت مجموعی صورت سے نہایت شاندار اور فرخندہ گزرا ہے۔ اس نے ہنگیرین کو سخت بےعزتی کی شکست دے کے اُن کا خاتمہ ہی کر دیا تھا پھر ہنیادیز کا قلع قمع کیا اور شہزادہ ولڈسلاس کی کی موت پر جو لوگ چیرہ دست ہو گئے تھے انہیں نیچا دکھایا۔

کردیئے تھے اور اُن کو اس صورت سے روانہ کیا تھا کہ موقع جنگ پر اگر ضرورت ہو تو سب ملکے جنگ کر سکیں ایک حصہ فوج بلغاریہ والوں کا تھا ان کے ساتھ دو توپخانے اور تین رجمنٹیں رسالوں کی تھیں یہ کالم فوج اسکی زگرا سے روانہ ہوا۔ مرکزی حصہ فوج پر جنرل گورکو خود کمان کر رہا تھا جس میں رائفل برگیڈ اور ایک رجمنٹ کوہ قافیوں کی اور چار توپخانے تھے یہ فوج کزانلک سے روانہ ہوئی۔ تیسرا کالم کنکوئی سے روانہ ہوا۔ جس میں پانچ بٹالین پیادہ فوج دو توپخانے اور کچھ کوہ قافی تھے۔ ۲۹ر جولائی گورکو کزانلک سے روانہ ہوا۔ چالیس میل کا ماندہ سفر کر کے ۳۰ر کی صبح کو یانی زگرا پہنچا۔ اور فی الفور ترکی بازوئے چپ پر جو ریلوے اسٹیشن کے سامنے پڑا ہوا تھا حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا اچانک اور اس جوش سے کیا گیا کہ ترکی فوج کے اوسان باختہ ہو گئے۔ پہلے توپیں چلتی رہیں اور پھر بندوقیں اور بندوقوں سے سنگینوں پر نوبت آگئی۔ دست بدست کی جنگ نے میدان جنگ کو لاشوں سے ڈھانک دیا۔ دو بجے دن تک یہ مہیب جنگ رہی ترکوں کو شکست ملی اور یانی زگرا پر روسیوں کا قبضہ ہو گیا۔ روسیوں نے ریلوے اسٹیشن کو برباد کر کے میگزین کو اڑا دیا مگر سوار نہ ہونے کی وجہ سے ترکوں کا تعاقب نہ کر سکے۔ اس کے بعد جنرل گورکو نے یہ سنا کہ اسکی فوج کا بازوئے چپ نازک

---

جب سلطان مراد خاں ایڈریانوپل واپس آیا تو اپنے بیٹے محمد کی شادی سلیمان بیگ کی بیٹی سے کردی عام دعوت کے دن جب شہزادہ کی شادی کی خوشی میں جشن منایا جا رہا تھا مراد خاں بیمار ہوا اور یہ ایسی بیماری تھی جس نے تین دن میں فیصلہ کر دیا۔ ۹ر فروری ۱۴۵۱ء میں ۳۲ برس اور چھ مہینے کی سلطنت کے بعد مراد خاں کا انتقال ہو گیا۔

# آٹھواں باب

## محمد ثانی۔ ساتواں سلطان

## ۱۴۵۱ء سے ۱۴۸۱ء تک

محمد ثانی کی سلطنت اور طرز و انداز۔ قسطنطنیہ کا محاصرہ اور فتح۔ سلطان کا شہر میں داخلہ۔ ایڈریانوپل میں واپسی۔ سکندر بیگ کا اعلان جنگ دینا۔ نہایت شجاعت سے محمد کے مقابلہ میں قائم رہنا۔ سکندر بیگ کی وفات

حالت میں ہے اور وہ زبردستی اپنا راستہ اسکی زگرا میں نہیں کرسکتا۔ یہ سنتے ہی فوراً اس کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ اسی شب مقام کارابونر پہنچا اور تمام وادی کو سوختہ گاؤں سے بھرا پایا۔ علی الصباح ۱۲ کی صبح کو مقام زوسالی میں پہنچا لیکن اسکی زگرا اور مقام مذکور کے بیچ میں تیس ہزار ترک پڑے ہوئے تھے۔ جنرل گُردنر کو اس کی خبر نہ تھی۔ ترکی فوج نے گردنر کے حصّہ مقابل پر گولہ باری شروع کی۔ مذکور جنرل نے پیادہ فوج کو آگے بڑھایا اور اب ایک خطرناک جنگ شروع ہوئی۔ جنرل گورکو کا کالم سڑک کے جانب جب ایک جھاڑی میں قایم ہوا۔ لنڈن ٹیمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ دو کوہ قافی توپوں کو ایک پُشتہ پر نصب کرکے ترکوں کا جواب دینا شروع کیا۔ اور پیادہ فوج کا ایک دستہ جنگل کی شرقی جانب ترکی فوج کا مُنہ پھیرنے کے لئے بھیجا گیا۔ جب روسیوں کی فوجوں کی ترتیب اس صورت سے ہوئی تو ترکوں نے مخدوش مقامات کو خالی کردیا۔ تھوڑی دور جاکے ترک واپس چلے آئے اور کوہ قافی توپوں کی بھرمار میں بعض مقامات پر قبضہ کرلیا۔ اب دھواں دھار توپوں کے فیر ہونے لگے اور نہایت شان سے ترکوں نے قدم جما کے جنگ کرنی شروع کی۔ جنگل میں جس طرف روسی گئے وہیں انہیں بھون دیا۔ ترکوں کا گولا بلند سڑک اور روسی

محمد کا بلغراد کو محاصرہ کرنا۔ سخت نقصان کے ساتھ پس پا ہونا۔ کریمیا
میں فتوحات۔ رہوڈس پر ناکام حملہ۔ نگروپانٹ کی اطاعت۔ بیرحمی۔ پھانسی۔

نوجوان محمد نے فوج سے اس محبت کی میراث کا حصّہ لیا جو اُس کے باپ کو حاصل تھی یا بالفاظ دیگر فوج اور رعایا نے نہایت محبت سے محمد کو تخت نشین کیا اور اطاعت و وفاداری کی قسمیں کھائیں۔ محمد نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے سوتیلے بھائی کو جو شہزادی سرویا کے بطن سے تھا قتل کر ڈالا اور اس شہزادی کو جلاوطن کردیا کہ اپنے گھر چلی جائے۔ یہ فعل سخت بیرحمی کا کیا گیا مگر سیاسی لحاظ سے اس پر زیادہ نکتہ چینی نہیں ہوسکتی کیونکہ مسیحی شہزادیاں شہنشاہ مینویل کے ساتھ ملکے ترکی سلطنت میں رخنہ ڈال چکی تھیں۔

اس میں کلام نہیں کہ محمد سلطان کا یہ بے رحمانہ فعل تھا مگر قانون قدرت یہ ہے جب ایک ہاتھ گل جائے اور اُس سے تمام جسم کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ہاتھ کاٹ ڈالا جائے اگر وہ عورت وطن نہ بھیجی جاتی اور بچہ زندہ رہتا تو ضرور ایک دن دعوئے سلطنت کرتا اور مسلمانوں کو ایک عورت اور بچہ کی وجہ سے سخت نقصان اُٹھانا پڑتا ہزاروں مسلمان قتل ہوتے اور ہزاروں بچے یتیم اور عورتیں رانڈ ہوجاتیں۔

فوج کے جانب راست بڑھ رہا تھا۔ شہنشاہ روسیہ کی شاہی فوج قدم جما جما کے لڑ رہی تھی لیکن اُس کا منہ پھرا جاتا تھا جنگل پر حملہ کرنے میں ترکوں نے ایسی بہادری دکھائی کہ یورپ میں ہل چل پڑ گئی۔ اُنکی شجاعت کا نئے سرے سے ڈنکا بجگیا۔ روسی رجمنٹ کے ایک کرنیل نے جب اپنی فوج کو فرار ہوتے ہوئے دیکھا تو گھوڑا دوڑا کے آگے بڑھا اور بہت زور سے غل مچا کے کہا "کس کی مجال ہے جو قدم پیچھے ہٹائے"۔ اس جملہ نے ایک تازہ روح روسی فوج میں پھونک دی اور اس نے جان توڑ کر حملہ کیا اور ترکوں کو ایک مقام سے پیچھے ہٹا دیا۔ روسی افواج کا دہنا بازو بہت ہی نازک حالت میں پھنس گیا تھا اگر شہزادہ ایوجینی لختن برگ امداد کو نہ آجاتا تو جنرل گور کو مع اپنی کل فوج کے گرفتار ہی ہو گیا تھا۔

ترک جوش میں بھرآئے تھے اور اپنی موروثی شجاعت سے حملے کر رہے تھے۔ اس وقت جنگ خوب تلی ہوئی تھی اور ایسی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ طرفین کو مزا آرہا تھا۔ ترکوں نے اسکازگری کے گرد و نواح میں بلغاریوں کو بڑی بھاری شکست دے کے صفوں کی صفوں کو کاٹ ڈالا تھا۔ بہتیری اُنہوں نے کوشش کی کہ جگہ سے جنبش نہ کھائیں لیکن ترکوں کے جوشیلے حملوں کی تاب نہ لاکے بھاگ کھڑے ہوئے

---

محمد ثانی نے فی الفور توپخانہ کی سپاہ کی ترتیب دی اور دردانیال پر اپنے دادا کے قلعہ کے سامنے ایک جدید قلعہ بنایا۔ شہنشاہ یونان نے شکایت کی کہ یہ قلعہ عہدنامہ کے خلاف بنا ہے فوراً منہدم کر دیا جائے مگر محمد ثانی نے اس کی مطلق پروا نہ کی۔ جب یہاں سے صاف جواب ملا تو شہنشاہ یونان نے پوپ نکولس پنجم سے امداد کے لئے اپیل کی۔ پوپ نے جواب دیا اس شرط پر میں تمہیں مدد دے سکتا ہوں اگر تم گریک چرچ اور رومن چرچ کو ایک کر دو۔ شہنشاہ یونان اور اُس کے کل وزرا اس شرط سے سخت آزردہ ہوئے۔ اور صاف انکار کر دیا خواہ آپ امداد دیں یا نہ دیں یہ شرط تو ہمیں کسی طرح بھی منظور نہیں ہے۔

اس اثنا میں سلطان کی فوجوں نے موریا کے اس حصّہ کو تہ و بالا کر دیا جس پر ابھی تک شہنشاہ یونان کا قبضہ تھا۔ جینوسی نے پانچ جنگی جہاز سامان حرب رسد اور پانسو سپاہیوں کے بندر پر روانہ کئے کنارہ پر سپاہی اُتار دیئے گئے ترکی جہازوں نے اُن پر حملہ کیا اگرچہ ان کی تعداد بہت بڑی تھی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اس پر سلطان کو بہت ہی غصّہ آیا کہ اس کثیر تعداد پر بھی کام نہ بنا اس نے نہایت شجاعت سے یہ ارادہ کیا کہ پایۂ تخت کا محاصرہ کر لیا جائے۔ توپخانہ کا استعمال ترک کرنے لگے تھے اور ہر جنگ میں

اور شمال سے ہوتے ہوئے درۂ شپکا میں گزرتے ہوئے بلغاریہ میں چلے آئے۔ وہ بلغاری جو شپکا میں سے ہوئے بھاگے تھے اُن کی تعداد سولہ سو سے صرف پانسو رہ گئی تھی۔ ساری مہم کی مہم ہی بیکار گئی۔ جنرل گورکو بغیر کمک کی امداد کے پہنچنے پر بلغاریوں کی مدد کے لئے روانہ ہوا تھا لیکن جب اُس نے یہ دیکھا کہ میرا عقب خطرناک حالت میں ہے تو وہ بلغاریوں کو اُن کی قسمت پر چھوڑ کے واپس چلا آیا۔ اور بہ مشکل جتنا جلد اس سے ممکن ہو سکا ہنکوئی اور ڈلبوکا کے دروں سے گزرا۔ چونکہ درے بہت تنگ اور دشوار گزار تھے اس لئے اُسکی فوج کو سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

گورنر کی فوج کا چند روز گزشتہ میں بڑا ہی کھلبلیان ہو گیا تھا۔ مجروحین کی کثیر تعداد مر چکی تھی اور تندرست قوی ہیکل سپاہی بھوک اور لوؤں سے مرے چلے جاتے تھے۔ ۳۰ ؍ اور ۳۱ ؍ جولائی کی جنگ میں گورکو کے تین ہزار سپاہی میدان جنگ کی نذر ہو چکے تھے اس تعداد میں بلغاریہ والے شامل نہیں ہیں جو کئی ہزار تک برباد ہو چکے تھے۔

۴ ؍ اگست حملہ آور فوج کے ایک ڈیویژن نے بلقان کی شمالی سمت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ضرورت یہ تھی

---

تھوڑی بہت توپوں کی لڑائی لڑتے تھے لیکن اس موقع پر اُنہوں نے بڑے پیمانہ پر توپوں کو جمع کیا تھا۔ سلطان کے ہاں کئی اعلیٰ درجہ کے سپاہ سالار تھے اُن سے مشورہ کیا گیا کہ قسطنطنیہ پر کدھر سے حملہ کیا جائے توپخانے کہاں کہاں نصب ہوں اور کتنی فوج شہر پر قبضہ کر سکتی ہے۔ سپاہ سالاروں کے مشورہ کے بموجب قسطنطنیہ کے اِرد گرد جتنی بلندیاں تھیں سب پر قبضہ کر لیا کہتے ہیں تین لاکھ فوج چاروں طرف پڑی ہوئی تھی قسطنطنیہ کی قدرتی طور پر چاروں طرف سے حفاظت ہو رہی تھی آٹھ ہزار بہادر عیسائی شہر پناہ کے اندر موجود تھے کثیر تعداد یونانی فوجیں چاروں طرف پٹی پڑی تھیں۔ یہ ایک ہی شہر سلطنت روۃ الکبریٰ کی آخری یادگار رہ گیا تھا اور یہ وہ شہر تھا جس کی حکومت دور دراز پھیلی ہوئی تھی اور اب اُس کا محاصرہ ہو رہا تھا۔

سلطان محمد نے پہلے باقاعدہ اعلان جنگ دیا اور سات توپخانوں سے جو خشکی کے جانب نصب تھے شہر پر گولہ باری شروع کی۔ محصورین نے بھی توپوں کا جواب دیا لیکن کوئی بیّن نتیجہ نہ نکلا۔ روز بروز سلطان کو یہ کھلتا گیا کہ خشکی کی طرف سے حملہ کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکتی اس لئے اس نے ساحل سمندر سے حملہ کرنیکی

کہ چند ضروری گھاٹیوں پر بھی تصرّف کر لیا جائے۔ درہ شپکا خوب ہی مضبوط کیا گیا تھا ۲۸ توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور نویں ڈیویژن کی ایک رجمنٹ بطور فوج قلعہ کے مقیم تھی۔ دو رجمنٹوں نے درہ ہنکوئی پر قبضہ کر لیا۔ جنوب کی طرف امداد بھیجی جا رہی تھی تاکہ مقبوضہ مقامات اور مضبوط کر دیئے جائیں۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم تھا۔ طرفین کی فوجوں میں جوش پیدا ہو گیا تھا۔ مذہبی جوش جنگ میں مل گیا تھا اور ایسی حالت میں جو مہیب افعال کا صدور ہوتا ہے اُسے سب جانتے ہیں۔

لندن کے اخباروں کے نامہ نگار متفق اللفظ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ترکی فوجیں بلغاریہ کے شمالی حصّہ سے واپس آئی ہیں تو اُنہوں نے عیسائیوں کو بالکل نہیں ستایا تھا اور نہ اُن کے مال و متاع کی طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھا تھا لیکن جب روسیوں نے مسلمان اور بچّوں اور بے پناہ عورتوں پر مظالم توڑے اور انہیں چور نمک اُڑایا تو ترکوں کو بھی غصّہ آیا اور یہ غصّہ ایسا تھا جس میں خونریزی چھپی ہوئی تھی پہلے اس کا سان و گمان بھی نہ تھا اور اب ترک سخت خوفناک ہو گئے تھے۔ علاوہ روسیوں کے بلغاریوں نے اپنے قدیم آقاؤں کے ساتھ ایسا ظالمانہ برتاؤ کیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ترکوں کی اس تبدیلی کا

تجویز کی۔ لیکن معمولی طریقہ سے وہ ساحل میں داخل نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ زبردست فولادی زنجیریں ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک پھیلی ہوئی تھیں۔ سلطان بے چین تھا اور چاہتا تھا جس صورت سے ہو ساحل کی طرف سے حملہ کیا جائے بدقّت اس میں کامیاب ہوا اور ایک ہی حملہ میں گلاٹا پر جو شاخِ زریں کے سامنے واقع ہے قبضہ کر لیا۔ یہاں اس نے ایک راستہ بنایا اور گھوڑوں۔ بیلوں۔ آدمیوں اور انجنوں سے ساٹھ جہاز خشکی میں سے گھسیٹوا کے لیگیا۔ شب کو اُن جہازوں کو بندر پر پہنچا کے کل سپاہیوں کو کنارہ پر اُتار دیا۔ یونانیوں نے اس بندر کی پوری حفاظت نہ کی تھی اگرچہ ترکوں کے مقابلہ کے لئے بہت کچھ سپاہ اور سامان حرب موجود تھا یونانی جانتے تھے کہ دوہری دوہری فصیلیں بنی ہوئی ہیں ترک قیامت تک ان کو پھلانگ کے نہیں آسکتے مگر جب اُنہوں نے ترکی جنگی بیڑے کو ساحل پر دیکھا تو سخت مضطرب ہوئے تو بھی اُنہوں نے گولہ باری شروع کی۔ نہایت شجاعت اور جانبازی سے یونانیوں نے جنگ کی۔ شہنشاہ یونان خود موجود تھا اور شاہی سپاہ سالار جسٹی نیانا سے امداد دے رہا تھا جس سے بہتر جنگ مدافعت لڑنے والا اور قلعہ کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ سلطان سخت متحیر تھا کہ جہاں گولہ سے دیوار میں کوئی دراڑ پڑی اور

صرف یہ سبب تھا اور یہ سبب ہرگز نکتہ چینی کے قابل نہیں ہو سکتا۔
آغاز جنگ میں مقام کستنجی پر سب سے پہلے عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا ابھی تک مسلمانوں کی طرف سے بطلق زیادتی نہوئی تھی۔ پھر کوہ قافی لشکر اس صوبہ میں آگیا۔ اُف مظالم کی کوئی انتہا نہ تھی ترکوں کے بال بچے نہایت بے رحمی سے عام طور پر قتل کئے گئے اور ان مظلوم مقتولین کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی تھی۔ یورپ میں کل مدبرین سلطنت اور واقفکاروں کا عقیدہ ہے کہ جب تک ترکو نکو چھیڑا نہ جائے ان کے برابر کوئی حلیم نہیں ہوتا اور جب انہیں چھیڑ دیا اور ان کے بال بچوں یا مذہب کی توہین کی پھر یہ آپے کے باہر ہو جاتے ہیں اور اس وقت انسانیت سے گذر جاتے ہیں۔ پھر نہ وہ عورتیں دیکھیں اور نہ بچے سب کا یکساں صفایا بول دیتے ہیں۔ لیکن ایسے مظالم پر پیش قدمی نہیں کرتے اور ہمیشہ اپنی مسیحی رعایا سے اور ان لوگوں سے جن سے انہیں سابقہ پڑتا ہے مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں۔
جنگ کے ابتدائی زمانہ میں باب عالی کی طرف سے اُن مظالم کے بیانات شائع ہوئے تھے جو روسی فوجیں نہایت بزدلی سے عورتوں اور بچوں پر کر چکی تھیں۔ ان میں لکھا تھا کہ روسیوں اور بلغاریوں نے

اسی وقت اس کی مرمت ہو گئی۔ اتنی شدید جنگ کے بعد بھی سلطان کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ بڑے زبردست حملے ہو رہے تھے لیکن سب کے ساتھ ناکامی ملی ہوئی تھی عین معرکہ جنگ میں ایک وینیشن افسر کاپ نامی نے شہنشاہ یونان سے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو میں ترکی بیڑۂ جہازات کو برباد کر دوں۔ شہنشاہ نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ پوشیدہ پوشیدہ اس کی تیاریاں ہونے لگیں مگر یہ بھید ترکوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ سپاہ سالار کوپ معہ چند نوجوان یونانی سپاہیوں کے بیڑۂ جہازات برباد کرنا چاہتا ہے انہوں نے فوراً اسے گرفتار کر لیا اور محصورین کی آنکھوں کے آگے سب کی گردنیں اڑا دیں۔
قسطنطنیہ کی حالت برابر خطرناک ہوتی جاتی تھی۔ محاصرہ کو چالیس دن ہو چکے تھے۔ ہر روز یہ معلوم ہوتا تھا کہ محاصرہ کو ابھی بڑا طول ہو گا۔ شہنشاہ یونان نے سوا اس کے کوئی تدبیر نہ دیکھی کہ اگر ممکن ہو تو وزیراعظم خلیل کو ملانے اور محاصرہ کے اٹھ جانے میں اس کی مدد لے۔ چنانچہ اس نے کوشش کی اور دونوں کی پوشیدہ خط کتابت ہونے لگی۔ شہنشاہ یونان نے ایک کثیر دولت کی بشارت دی کہ اگر محاصرہ کو اٹھوا دیا تو یہ روپیہ تمہیں دیا جائے گا۔ دغاباز وزیر راضی ہو گیا اور شہنشاہ یونان سے

مل کے نہ صرف بے پناہ اور لنگڑے لولے مردوں کو قتل کیا بلکہ عورتوں اور بچوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اِن ترکی توضیحات کا یورپ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ ہمدردی کا راگ صرف عیسائیوں کے ساتھ گایا جاتا تھا مسلمان ایسی ہمدردی میں شریک نہیں تھے۔ سنہ ۱۸۷۶ء میں محض اس قتل و غارت پر یورپ کا یورپ ترکوں کی طرف سے بھڑک اُٹھا تھا مگر اب کسی نے سانس بھی نہیں لیا۔

پال مال گزٹ اخبار لندن کے نامہ نگار نے ۲۷ر جولائی کو لکھا کہ خاص بخارسٹ میں ایک برگیڈ کی ترتیب دی گئی تھی جس کا نام انتقامی برگیڈ رکھا تھا اس میں چار بٹالین مفسد بلغاریوں کی تھیں اور مختلف ممالک سے اور بھی بکثرت باغی آکے اس میں شریک ہوگئے تھے۔ اس برگیڈ کی ترتیب محض اس لئے دی گئی تھی کہ یورپ سے مسلمانوں کو مار کے نکال دے۔ ترکی عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالے۔ مساجد اور مکانات جلا دے غرض مسلمان کے نام کا ایک بچّہ بھی زندہ نہ رکھے۔ خود شہنشاہ روسیہ بھی اس میں شریک تھا اور اسی کی رائے سے اس انتقامی برگیڈ کی ترتیب دی گئی تھی۔ اس سے زیادہ ذلّت کا فعل ایک ایسے شہنشاہ کے لئے جو تمدّن اور تہذیب کا مدّعی ہو کیا ہو سکتا ہے جو خود ایسے برگیڈ کی ترتیب دے جس کا کام

اقرار کر لیا کہ میں محاصرہ وغیرہ سب توڑ وا دوں گا۔ سلطان برابر حملے کئے جاتا تھا اور روز بروز اُس کا جوش بڑھتا جاتا تھا اب کے حملے اور بھی زیادہ خطرناک تھے چاروں طرف دیواروں میں چھید کر دیئے تھے اور کئی مقامات سے فصیلیں منہدم ہوگئی تھیں۔

اس وقت تک یونانیوں کے بہت سے جنگجو ضائع ہو چکے تھے تو بھی اتنی فوج باقی تھی کہ کافی طور پر شہر کی حفاظت کر سکتی۔ کھائیاں نصف بھری ہوئی تھیں۔ لوگوں کے دل ٹوٹتے جاتے تھے خیال یہ تھا کہ اگر قحط پڑا تو سب کا صفایا بول دے گا۔

جب بدنصیب قسطنطین نے یہ دیکھا کہ لوگوں کی حالت خراب ہوتی جاتی ہے تو اُس پر بڑا اثر ہوا محض اپنی رعایا اور شہر کی حفاظت کے لئے اس نے سلطان ترکی سے صلح کرنی چاہی اور خراج دینا قبول کیا۔ سلطان نے صلح کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جب شہنشاہ نے یہ دیکھا کہ سلطان صلح نہیں کرتا تو اس نے دل سے ارادہ کر لیا کہ اخیر تک بڑی شجاعت سے جنگ کی جائے کیا تو سلطنت کو بچا لیا اور کیا فیصلہ ہو گیا۔

عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا اور مساجد و مکانات کا جلانا ہو۔ یہ ظالمانہ افعال محض بزدلی اور نامردی پر دلالت کرتے ہیں اور ان سے وحشت پائی جاتی ہے روسیہ کو متمدن قوم ہونے کا نزا دعوئے ہی دعویٰ ہے اس سے زیادہ وحشی اس سے زیادہ ظالم اور جابر دنیا میں کوئی قوم نہیں ہے۔

روسی مظالم کی بابتہ ۱۲ جولائی ۷۷ء کو سفیر متعینہ پیرس کے پاس ترکی طرف سے یہ مراسلہ پہنچا جس میں یہ لکھا تھا "بتاریخ ایک روسی ڈپوٹیشن قصبات کستان اور بیلووان میں آیا۔ آتے ہی اس نے سلمانوں سے ہتیار لیلئے اور وہ اسلحہ بلغاریوں میں تقسیم کردیئے۔ جب سلمان نہتے ہوگئے تو بلغاریوں نے اُن پر حملہ کیا مردوں۔ عورتوں شیرخوار بچوں کو قتل کرکے اُن کے گھروں میں آگ لگادی جو کچھ ہوا روسی فوج کے اشارہ سے ہوا۔ افسوس ہے ہمارے بھائی سلمانوں نے اس سلطنت کے ہاتھ یہ خطرناک مظالم سہے جو انسانیت اور رحم کی طرفدار اور حمایت کی مدعی بنکے نکلی ہے اور اُس نے اعلان دیاہے کہ وہ بلا رورعایت کل آبادی کی طرفدار ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ یورپ کو ان مظالم کا حال پڑھکے غصہ آئے گا اور اسے معلوم ہوگا کہ روسیہ کتنی رحمدل اور انسانیت کی کارروائی کررہی ہے۔ اس کی تصدیق اعلیٰ درجہ کے ذرائع سے

---

سلطان محمد قسطنطنیہ پر حملہ کرکے تلواروں کے مُنہ پر اسے فتح کرنا چاہتا تھا اور اسی دُھن میں لگا ہوا تھا کہ جس طرح ہو حملہ کرکے شہر لیلیا جائے اس نے اپنے لشکر سے مخاطب ہوکے کہا "بہشت کا دروازہ اُن مسلمانوں کے لئے کھلا ہوا ہے جو میدان جنگ میں شہید ہوں اور جو غازی ہوں گے ان کے لئے قسطنطنیہ کی غنیمت وقف ہے"۔ ان فقروں سے ترکوں میں ایک جوش پیدا ہوگیا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہوئے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوئے۔ سلطان کا گھوڑا سب سے آگے تھا۔ سپاہ بڑہی چلی جاتی تھی اور سخت کشت وخون ہورہا تھا۔ سلطان نے ترکیب یہ کی تھی کہ سب سے آگے بڑہی سے بُری فوج کو کردیا تھا اور جاں نثاریوں کو موقع کے لئے محفوظ رکھا تھا کیونکہ آگے والی فوج چیچ ہی بہت رہی تھی۔ سلطان جانتا تھا کہ موقع پر جاں نثاریوں کا ایک حملہ کامل فتح دلوا دے گا۔ اخیر اس کی تدبیریں کامیاب ہوگئیں۔ یونانیوں کا کچومر نکل چکا تھا۔ اور اگر اُن کی بعض فوجوں میں کچھ دم بھی تھا تو وہ خونخوار ترکوں کی رُو کا جو دریا کی طرح اُمڈے چلے آتے تھے کیا کرسکتی تھیں۔ فصیلوں میں شگاف ہوچکے تھے اور مختلف مقامات سے ترکی فوج شہر میں داخل ہورہی تھی۔ قسطنطنین اب بھی اسی سرگرمی سے اپنا کام

ہو رہی ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔"

لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے ۷ جولائی کو شملہ سے یہ لکھا تھا۔ میں نے سسٹوا کے قریب چھ مجروح عورتوں سے سوالات کئے جو وحشی کوہ قافیوں کا شکار ہوئی تھیں۔ اس میں ہرگز مبالغہ نہیں ہے جو کچھ وحشی روسی سپاہیوں نے کیا بالکل سچ ہے۔" دوسرا نامہ نگار لکھتا ہے کہ میں نے ستر۷۰ جلاوطن مجروح مسلمانوں سے جو مقام رسگراد میں آکے پہنچے تھے باتیں کی تھیں ان میں سے ایک شیر خوار بچی ڈیڑھ برس کی تھی جس کے دھڑ میں گولی لگی تھی اور جس کے سر پر روسی سپاہی نے اپنی بندوق کا کندہ مارا تھا اور اُس کا سر پاش پاش ہو رہا تھا۔ ایک عورت کے تین گہرے گہرے زخم تھے اور اس کا سر بھی پھٹا ہوا تھا۔ دوسری عورت جس کی عمر ساٹھ برس کی تھی اس کے ایک نیزہ توران میں لگا تھا اور دو۲ کندے سر پر مارے گئے تھے جن سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا۔ پانچ برس کے ایک بچہ کے جسم پر تین زخم تھے ایک نوجوان بیاہی ہوئی عورت کا سر تین جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور ایک ضعیفہ کی حالت تو ایسی خراب تھی کہ سارا جسم زخموں سے چور چور ہو رہا تھا۔ اسی نامہ نگار نے ان خطرناک واقعات کا چشم دید ذکر کیا ہے اور مجروحین کی ایک بڑی تعداد رسگارڈ کے اسپتال میں

---

کر رہا تھا لیکن جب پانی سر سے گزر چکا اور تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تو اس نے شکستہ خاطر ہو کے یہ کہا "کیا یہاں پایا کو بھی رحم دل عیسائی ہے جو میرا کام تمام کر دے تاکہ میں دشمن کے ہاتھ میں زندہ نہ گرفتار ہوں۔" یہاں سے کچھ جواب نہ دیا گیا بھلا کون عیسائی شہنشاہ پر ہاتھ اٹھا سکتا تھا۔ ناچار شہنشاہ نے اپنا زرہ بکتر اور تاج اُتار کے تلوار ہاتھ میں لی اور جاں نثاریوں کے غول میں گھس گیا۔ اور لڑائی میں ٹکڑے اُڑ گئے۔ جاں نثاریوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شہنشاہ ہے ورنہ زندہ گرفتار کر لیتے۔ جب شہنشاہ اور اُس کی فوج ترکوں سے فصیل پر کھڑی ہوئی خونریز جنگ لڑ رہی تھی ترکی فوجیں دروازوں میں سے شہر میں داخل ہو رہی تھیں۔ قسطنطنیہ کا یہ نظارہ بھی بڑا ہی ہیبت ناک تھا۔ ہزاروں آدمی شاہراہوں پر پریشان اِدھر اُدھر بھاگے پھرتے تھے۔ ہزاروں عیسائی سینٹ صوفیہ میں جمع ہو کے ایک معجزہ کی منتظر تھے اور دعائیں کر رہے تھے کہ ہماری فتح ہو اور دشمن پسپا ہو جائے زمانہ مدید سے یہ عقیدہ چلا آتا تھا کہ جب کافر شہر میں داخل ہو کے سینٹ صوفیہ میں آنا چاہیں گے تو آسمان سے ایک فرشتہ ننگی تلوار لیکے اُترے گا اور کل کافروں کو شہر سے مار کے بھگا دے گا۔ بیچارے غریب عیسائی اسی امید اور انتظار

دیکھی یہ نامہ نگار کہتا ہے "ان غریبوں کے زخم بندوق کے کُندوں گولیوں اور سنگینوں کے تھے" یہ کل شیطانی افعال روسیوں نے اپنے حکام کے اشاروں سے کئے اور ان مظالم میں سپاہی سے لیکے افسر تک اور افسر سے لیکے شہنشاہ تک کل لوگ شریک تھے۔ ان مجروحین کو دیکھ کے یہ معلوم ہورہا تھا کہ ظالم حملہ آوروں نے عمداً انہیں جان سے مارا تھا غرض یہ تھی کہ سسکتے رہیں اور جانکنی میں پڑے رہیں یہ بدنصیب مجروحین ۳۰ جون کو ابلانووا سے جلاوطن کر دیے گئے تھے۔ جب یہ غیر مسلح اور بے خانماں وطن سے باہر نکلے تو روسی سپاہی ان پر گر پڑے اور ان میں سے ۳۵ مرد عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا۔

ان مظالم کو دیکھنے کے بعد اگر ترکوں کو غصہ آگیا ہو اور انہوں نے سختی اور بیرحمی سے کام لیا ہو تو یہ بات قابل اعتراض نہیں ہو سکتی۔ کل اسپتالوں میں یہی کیفیت تھی شملہ میں چالیس مرد و زن بچے سخت مجروحی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ ایک شیر خوار بچی کو اُس کی ماں کی گودی میں دیکھا کہ جیسے زخموں سے چور ہو رہی تھی اور ماں کی گود میں بلک رہی تھی۔

---

میں رہے اور وہاں جاں نثاریوں کے پرے کے پرے مقام مقدس میں داخل ہو گئے اللہ اکبر کی صدائیں گوش گزار ہونے لگیں مسلمانوں نے عین گرجے میں دوگانہ نماز کا ادا کیا۔ یہاں عیسائیوں نے خفیف مقابلہ کیا مگر سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ قیدیوں کی تعداد پچاس یا ساٹھ ہزار بیان کی گئی ہے۔

رات تک برابر حملہ ہوتا رہا۔ زرہ بکتروں خودوں اور تلواروں کی جھنکار تمام آبادی پر غضب برپا کر رہی تھی۔ قسطنطنیہ بڑی فراخ دلی سے لوٹا گیا اور جتنے آدمی قید کئے تھے سب اپنی فوج کو دیدے گئے سلطان محمد نے اپنے وعدہ کے موافق کل قیدیوں کو بطور لونڈی غلاموں کے اپنی فوج کے سپرد کر دیا کارڈنیل اسیدور پوپ کا سفیر قید کر لیا گیا لیکن اس نے چالاکی یہ کی کہ ایک مقتول شخص کا لباس پہن کے اور اپنا لباس پھینک جان بچا کے چلدیا گرانڈ ڈیوک نوٹارس جو سلطنت مشرقی کا بہت بڑا افسر تھا اور جو اَب بھی شاہانہ زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا گرفتار ہو کے سلطان محمد کے آگے پیش کیا گیا سلطان نے نہایت انسانیت اور عزت کا برتاؤ کیا لیکن جب اس سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ یونانی اس مایوسی اور انتہا درجہ کی شکستہ حالی

دولت علیہ ترکی نے روسی مظالم کے کسی قدر تاویل سے یورپ کے آگے توضیح کرنی شروع کی ۲۲ جولائی کو بابعالی نے اپنی سفیر متعینہ پیرس کے نام ایک مراسلہ بھیجا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ گورنر ٹرنووہ کا وزیر اعظم ترکی کے پاس ایک مراسلہ آیا ہے جس میں روسیوں کے وحشی مظالم کی تصدیق کی گئی ہے اور صاف طور پر بیاں کیا گیا ہے کہ ٹرنووہ کے فتح کرنے کے وقت روسیوں اور بلغاریوں نے ملکر مسلمان آبادی پر شدید ظلم توڑے تھے قریب کے قصبوں کو بھی نہیں بخشا۔ ایک مسجد کو جس میں نس کینی کے باشندوں نے آکے پناہ لی تھی روسیوں نے آگ دیدی تھی سب مظلوم عورتیں اور بچے جلکر خاکستر ہو گئے۔ روسیوں نے بعد ازاں قیدیوں سے یہ سلوک کیا کہ اُنہیں بالجبر اُس عثمانی فوج سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا جو انھیں خلاصی دلوانے آئی تھی۔ سلیمان بادشاہ کے بموجب اسبات کی تصدیق ہوئی کہ وس مسلمان قصبہ اسکی زگرا کے رہنے والوں کو بلغاریوں اور روسیوں نے قتل کر ڈالا۔ اُن مکانوں کی نام بنام ایک فہرست دی گئی تھی جن میں مسلمانوں کو بند کر کے روسیوں نے زندہ جلادیا تھا۔ اِن میں صدہا عورتیں اور بچے بھی تھے۔

---

کیوں مقابلہ کئے جاتے تھے اور اس امید سے اُنھوں نے اخیر تک ہتیار نہیں ڈالے" شہزادہ نے یہ جواب دیا "اس لئے کہ آپ کے اعلیٰ افسر ہمیں برابر تحریک کئے جاتے تھے کہ ہم اپنی جگہ پر قایم رہیں" یہ سنتے ہی سلطان کو اپنے وزیر کی نسبت شبہ ہوا اور یہ شبہ یقین کے ساتھ بدل گیا فوراً حکم دیا کہ وزیر کی گردن اُڑادی جائے چنانچہ وزیر اعظم قتل کر دیا گیا مگر بدقسمت شہزادہ بھی نہ بچا وہ اور اُس کے دونوں بیٹے قتل کر ڈالے گئے۔

ٹھیک اسکی بنیاد کے ۱۱۲۳ سال کے بعد اور رومتہ الکبرٰے کے بارہ سو پانچ سال کے بعد ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء میں ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کیا۔ اس صورت سے رومتہ الکبرٰے کا اخیر سایہ ہمیشہ کیلئے مٹادیا گیا۔ قسطنطین کا پایۂ تخت جو اس شہر میں منتقل ہوکے آگیا تھا اب قدیم بازنطینی شہر کے کھنڈروں میں نظر آتا ہے وہ سلطنت جس کی دھاک ایک زمانہ میں بیٹھ رہی تھی مٹی کے تودوں اور پتھروں کے ڈھیروں میں نظر آتی۔

جب سلطان فتح کے بعد قسطنطنیہ میں داخل ہوئے تو سیدھے سینٹ صوفیہ گرجے کی طرف گئے اور قریب

متعدد مقامات میں روسیوں نے مسلمانوں کے نام کا ایک بچہ بھی نہ چھوڑا تھا اُن قصبوں کے نام تک
لکھدیئے گئے تھے اور اسکی تصدیق میں کسیکو چارہ نہ تھا۔ بہت سے گاؤں میں آگ لگادی گئی تھی اور
جس وقت مظلوم مسلمان اور اُنکی عورتیں اور بچے آگ سے بچنے کے لئے بھاگے تو روسیوں نے
سبکو پکڑ پکڑ کے آگ میں ڈال دیا۔ ۲۴ جولائی کو مسٹر لے یارڈ نے ارل آف ڈربی کو لکھا کہ روس
اور بلغاریوں کا رومینیا اور بلغاریہ میں بڑھنے سے مسلمانوں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ روسیہ کیا تو
تمام آبادی کو قتل کر ڈالے گا یا جلاوطن کر دے گا جن اضلاع پر روسیوں نے قبضہ کر لیا تھا وہاں سے
مسلمان نہایت پریشان اور خوف زدہ گروہ کے گروہ بھاگ کے قسطنطنیہ چلے آئے اُن کی مصیبتناک
حالت دیکھی نہ جا سکتی تھی سلطان نے حکم دیدیا تھا کہ ان آفت زدوں کو پناہ دی جائے اُن کے لئے
سامان خورد و نوش تیار کر دیا گیا تھا اور یہ سارے اخراجات سلطان نے اپنی جیب خاص سے اُٹھائے
تھے۔ مسٹر لے یارڈ نے یہ درخواست کی تھی کہ آپ ملکہ معظمہ اور دولت انگلشیہ پر زور دیں کہ وہ شہنشاہ
روس پر اثر ڈالکے ان مظالم کو دور کرائے۔ بعض مقامات پر عیسائی اور مسلمان حکام نے ملکے امن قایم

پہنچ کے گھوڑے پر سے اُترے فوراً نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور آج کی تاریخ سے یہ گرجا مسجد کی صورت
میں بنالیا گیا۔ وہ گھٹنے جو تین خداؤں کے آگے جھکتے تھے اب اکیلے ان دیکھے خدا کے آگے جھکنے لگے۔
اور وہ پیشانی جو حضرت مریم علیہ السلام کے بُت کے آگے ٹکائی جاتی تھی وحدہ لاشریک خالق اکبر کے
آگے ٹیکنے لگی۔ اللہ اکبر کی صداؤں سے سینٹ صوفیہ گونج اُٹھا تھا۔ سلطان نے علی الاعلان کہا کہ آج
سے یہ گرجا مسجد بنایا گیا ہے اور یہاں خدائے واحد کی پرستش مسلمان کیا کریں گے۔ تمام بُت فوراً نکالدیے
گئے اور وہ تصویریں جو کثرت سے اِدھر اُدھر لٹکی ہوئی تھیں یا اُتار ڈالی گئیں یا دیواروں پر سے چھیل
ڈالی گئیں۔ کسی قسم کا مسیحی معجزہ جس کی امید عیسائیوں نے کی تھی ظاہر نہیں ہوا نہ کوئی فرشتہ آسمان
پر سے اُترا کہ کافروں (مسلمان) کو قتل کرتا خدا کی مار اسے کہتے ہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ خدا کسی قوم کی
حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت آپ نہ بدلے۔ عیسائی ہوں یا مسلمان جب تک اپنی حالت پر
قایم رہیں گے اُنھیں کوئی آسیب نہیں پہنچ سکتا اور جہاں اُنہوں نے اپنی جگہ سے ایک انچ بھی جنبش
کی اور کئی گز پرے کو سرکا دیئے گئے ہمیشہ سے یہی ہوا ہے اور اخیر زمانہ تک یہی ہوتا چلا جائیگا

رکھنے کے لئے اچھا انتظام کیا تھا اور مخلوق میں کسی قسم کی پریشانی نہونے دی تھی ترکی وزیر خارجہ
نے اخیر جولائی اخبارات ترکی کے ڈائرکٹر کو لکھکر بھیجا کہ تم اخبارات کو ہدایت کردو کہ وہ واقعات جنگ
کو نرم الفاظ میں بیان کریں اور ایسی اشتعال انگیز تحریریں نہ لکھیں کہ جس سے عیسائیوں کے خلاف
مسلمانوں میں جوش پیدا ہو تو بھی مسلمانوں کی حالت دگرگوں ہوتی جاتی تھی۔ اشتعال۔ غصہ۔ انتقام
اور جوش میں طرفین بھرے ہوئے تھے۔

ان مظالم کی مزید توضیحات ترکی گورنمنٹ نے وقتاً فوقتاً بیان کیں جو کچھ لکھا گیا بالکل سچ نکلا کیونکہ اسکی صداقت
آزاد نامہ نگاروں نے بخوبی کردی تھی ۲۴ جولائی کو لنڈن ٹائمز کے نامہ نگار نے ایڈریانوپل سے مفصلہ ذیل چٹھی
لکھی "میں نے احمد پادشاہ کے مکان میں دو ترکی عورتیں دیکھیں جنہیں بلغاریوں نے زخمی کیا تھا اور ایک دو برس کا
بچہ نظر پڑا جسکے جسم پر روسی کے نیزے کا زخم تھا اور جسکی ایک ٹانگ گولی سے اڑادی گئی تھی ۵ اور بچے مقام
ناکی میں مرے ہوئے پڑے تھے پھر کرنیل براٹھوک ۱۶ جولائی کو چھاؤنی شملہ سے لکھتے ہیں۔ جب میں اس
مقام پر پہنچا تو میں نے چند مصیبت زدہ مسلمانوں کو یہاں دیکھا اور جو کچھ مجھ سے۔

---

جس وقت سلطان نماز پڑھ رہا تھا تو قریب شاہراہ پر ایک فقیر کی صدا سنائی دی اور وہ صدا یہ تھی
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" یہ ایک معجزہ تھا جو عیسائی سرزمین میں دکھائی دیا اور اس آواز
کو ترک غیبی آواز سمجھتے ہیں۔

جب محلات پر سلطان المعظم کا قبضہ ہو گیا اور سلطان نے چند روز کے بعد دربار کیا اور کل جنگی اور مذہبی
حکام صف باندھ کے کھڑے ہوئے تو سب سے پہلے عیسائیوں کا بطریق اعظم طلب کیا گیا۔ ممکن ہے اس کے دل
میں یہ خیال ہوا ہوگا مبادا سلطان میری بےعزتی کرے اور مجھے سزائے موت دے وہ کمبخت ڈرتا ڈرتا آیا جوں
ہی سلطانی محل کے دروازہ پر پہنچا وزیر اور چند جنگی عہدے دار اُس کے استقبال کے لئے سلطان کے حکم
سے دروازہ تک گئے اور بڑی عزت سے سلطان کے آگے پیش کیا یہ عزت دیکھ کے بطریق اپنے دل میں
پھولا نہیں سمایا اور سلطان کی جان و مال کو دعائیں دینے لگا سلطان نے بڑے اخلاق اور انسانیت سے
اپنے پاس بٹھایا اور خسروانہ نوازشیں فرمائیں۔ خلعت سے فوراً سرفراز کیا گیا اور ایک عصا خود اپنے ہاتھ
کا اور ایک اپنی جبا بطریق کو دی۔ ساتھ ہی خاص اپنی سواری کا گھوڑا معہ کل ساز و سامان کے بطریق کو

ہو سکا میں نے اپنی مدد کی پھر میں اٹھارہ زخمی عورتوں اور بچوں کے پاس ایک جنگی اسپتال میں گیا اور انکی بھی اپنی حیثیت کے موافق مدد کی بڑے غضب کی بات تھی کہ بزدل روسیوں نے بیگناہ عورتوں اور بچوں کو بھالے مار مار کر زخمی کر دیا تھا جو مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے اور زخموں کے درد سے غل مچا مچا کے روتے تھے۔ ۷ اور ۸ برس کے بچے اس مجروحی حالت میں نظر آئے یہانتک کہ ایک نو مہینے کے بچے کو دیکھکر چھاتی پھٹ گئی کہ اُسے بھی ظالم اور بیدرد روسی نے سنگدلی سے زخمی کیا تھا یہ حادثات اتفاقیہ پیش نہیں آئے تھے بلکہ روسی شایستہ فوج نے عمدًا ایسا کیا تھا پھر مقام پانی زگرا سے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار نے حسب ذیل تحریر بھیجی۔ یہ ایک محال امر ہی کہ میں اُن خطرناک حادثات کا جو روسیوں کے قبضے کے بعد ہوئے مفصل بیان کروں۔ ان ہولناک مظالم کو دیکھ دیکھکے میرا دل بجھا جاتا اور کلیجہ شق ہوا جاتا تھا۔ تمام بستی سنسان و ویرانہ جنگل تھی آدمی نہ آدم زاد کوئی نظر نہیں آتا مویشی اپنے مالکوں کے مردہ اجسام کے پاس اُن نیم سوختہ کھیتیوں میں چر رہے تھے جہاں اُنہوں نے پرورش پائی تھی وہ اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے تھے اور کوئی اُنکا پوچھنے والا نہیں تھا۔ آپ یقین جانئے کہ میں یہ ہولناک حادثے اپنے قلم سے

---

رخصت ہوا آزادی کا فرمان لکھا گیا اور سلطان نے اس فرمان پر مہر کر دی۔ عیسائی مذہب بالکل آزاد کر دیا گیا اور وہ دیوانی اور فوجداری کے اختیارات جو سلطنت مشرقی میں بطریق کے سلب ہو چکے تھے پھر نئے سرے سے عطا کئے گئے۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ عیسائی بالکل آزاد ہیں وہ اپنی ہر مذہبی تقریب بآزادی کر سکتے ہیں اور انہیں کوئی مانع نہ ہوگا۔ اپنے مذہبی فرائض بازادی انجام دیں کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا جب بطریق سلطان سے رخصت ہوا ہی اور سلطانی گھوڑے پر سوار ہو کے باہر نکلا ایک ہلچل پیدا ہو گئی کہ ترکوں سے یہ امید ہرگز نہ تھی عجیب بات یہ ہی کہ جو آزادی سلطان نے عیسائیوں کو دی خود اُن کی سلطنت میں بھی اُنھیں نصیب نہ تھی۔

جتنے گرجے اور تھے سب عیسائیوں کے حوالہ کر دیئے گئے اور ایک اعلان سلطانی جاری ہوا کہ جو عیسائی خوف کے مارے بھاگ کے قسطنطنیہ سے چلے گئے ہیں وہ پھر آکے بآزادی آباد ہو جائیں وہ ہر طرح سے بلحاظ مذہب و تجارت آزاد ہیں۔ یہ اعلان دیکھتے ہی عیسائی جوق جوق قسطنطنیہ میں آنے شروع ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ویسی ہی چہل پہل ہو گئی۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں عیسائی جو رومیلیا اور ایشیائے

نہیں لکھہ سکتا۔ یہ سارے کرتوت روسی باقاعدہ فوج کے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ بے گناہ عورتوں اور بچوں نے ان بزدل سپاہیوں کا کیا بگاڑا تھا میں صدہا پناہ گزینوں سے ملا اور باتیں کیں۔ میں نے کئی یہودی خاندان انھیں پناہ گزینوں میں دیکھے جو بمشکل حملہ آوروں کی زد سے بچکر آئے تھے۔ اسکی زگرا کا حال بہت سے لوگوں نے چشم دید بیان کیا کہ جنرل گورکو کے حکم سے روسی سپاہیوں نے باستثنائے زن و بچہ سب کو قتل کر ڈالا یا چور نگ اڑا دیا میں نے سب سے زیادہ ایک ایسا ہولناک واقعہ دیکھا جس سے میرا کلیجہ کانپ گیا اور میں کبھی اُس خونی نظارہ کو مدت العمر نہیں بھولوں گا۔ ایک کم سن لڑکی دم توڑ رہی تھی اور اُس کے گرد اُس کے مجروح بہن بھائی اور بوڑھے ماں باپ تڑپ رہے تھے" سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ شرمناک حال انیسویں صدی میں مسٹر آر کی بالڈ فوربز نے چشم دید لکھا تھا کہ روسی وحشی سپاہیوں نے چار سو یہودی بہنوں سے اُن کے والدین کے سامنے زنا بالجبر کیا اور پھر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے" یہ تھے افعال اس شایستہ اور متمدن قوم کے جو محض انسانیت اور عیسائیت کی حمایت پر ترکوں کے خلاف شمشیر بدست ہوئی تھی اور لطف یہ ہے

---

کوچک میں آباد ہو گئے تھے سلطان کا حکم پہنچا کہ تم فوراً واپس آؤ چنانچہ غول کے غول خوشی خوشی چلے آئے جب قسطنطنیہ اسی طرح آباد ہو گیا اور پورا امن ہوا تو سلطان ایڈریا نوپل چلا آیا اور یہاں اس نے شہنشاہ یونان کی باقیماندہ عملداری کو مطیع کر کے قبضہ میں کیا۔

سکندر بیگ ایک بار اور بھی میدان جنگ میں سلطان کے مقابلہ کے لئے نکلا اگرچہ اس نے سلطان کو کوئی اعلان جنگ نہیں دیا تو بھی مدتوں سلطان کے سپاہ سالاروں کو جنگ پریشان سے ستا تا رہا اور جب تک ۱۷ فروری ۱۴۶۶ء اُس کا انتقال نہ ہو گیا اس جھگڑے کا خاتمہ نہیں ہوا۔ سکندر بیگ کی سپاہ سالاری کی چار دانگ عالم میں شہرت تھی اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ تاریخ میں ایک نامور جنرل کی حیثیت سے اُس کا ذکر کیا گیا ہے۔ عثمانی سلطنت کو مدت تک اس نے پریشان رکھا بڑے بڑے خونریز میدان لڑے شکستیں دیں بھی اور کھائیں بھی لیکن اس کے مرنے کے بعد محض اس کی شجاعت اور قابلیت سپہ سالاری پر ترکوں نے بھی اگرچہ وہ ان کا دشمن تھا افسوس ظاہر کیا۔

پوپ کالکوٹس ثالث ترکوں کی اس ترقی سے خوف زدہ ہوا اس نے کوشش کی کہ شاہان یورپ سے

کہ ان ظالمانہ اور شرمناک افعال پر بھی یورپ ایسا کانوں میں تیل ڈال کے بیٹھا کہ ہوں تک نہیں کی کہاں گیا وہ گلیڈ اسٹون رحم اور پاک عیسائیت کا جلوہ جس کے راگ الاپے جا رہے تھے۔ ملک گیری کی خواہش سے ہمیشہ یہی مظالم ہوتے رہے لیکن ان کا کھوج مسیحی دنیا میں زیادہ ملتا ہے۔ جو دعویٰ کیا جاتا ہے وہ زبانی اور جو کچھ کہا جاتا ہے اُس کا اثر دل پر مطلق نہیں ہوتا۔ ایک قوم دوسری قوم کو وحشی اور ناتربیت یافتہ کہتی ہے مگر اپنے گریبان میں کوئی منہ نہیں ڈالتا حضرت مسیح نے سچ فرمایا ہے کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا شہتیر اور اپنی آنکھ کا شہتیر تنکا نظر آتا ہے۔ بزدل اور ظالم روسیہ نے جو کچھ ۱۸۷۷ء میں کیا اس کا عشر عشیر بھی نہ چنگیز خان نے کیا اور نہ ہولاکو خاں نے نہ تیمور اور نادر نے پرانی داستانیں محض مبالغہ آمیزی سے بیان کی گئی ہیں پھر بھی اگر وہ سب صحیح مان لی جائیں روسیوں کے ان شرمناک مظالم سے اُن کی تعداد کسی طرح نہیں بڑھ سکتی۔ دھاوے میں یا گولہ باری کرنے میں چند عورتوں یا بچوں کا اُڑ جانا واقعی کوئی قابلِ اعتراض امر نہیں ہے لیکن چن چن کے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اس سے زیادہ بزدلا پن اور ہو نہیں سکتا۔ اگر مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہو

تحریک کر کے اُنہیں ترکوں کے خلاف متفق کر دیا جائے اور سب مل کے ترکوں پر حملہ کریں جب پوپ کے خط شاہانِ یورپ کے پاس پہنچے تو اُن میں سے اکثر نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ جنگ صلیبی کی چاشنی ابھی تک ہماری زبانوں پر موجود ہے اس وقت ہمارے اتفاق نے کوئی بیّن کامیابی ہمیں نہیں دی تھی کہ اب ترکوں کے مقابلہ میں ہم کسی کامیابی کی امید کریں۔ اور وہ شاہ جو اس اتفاق میں راضی ہو گئے تھے انہیں تیاری جنگ میں اتنا عرصہ ہو گیا کہ سلطان نے محض دور اندیشی کی وجہ سے پہلے خود ہی حملہ کرنا چاہا وہاں تیار ہوتے رہے اور یہاں سلطان نے حملہ کر دیا سب سے پہلے بلغراد کا محاصرہ کر لیا گیا ہنیاڈس نے بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا خوب گھمسان کی جنگ ہوئی اور ہر لڑائی میں سلطانی فوجیں ناکام رہیں اخیر سلطان نے محاصرہ کو توڑ کے فوجوں کو اُٹھا لیا۔ اس ناکامی پر سلطان شکستہ دل نہ ہوا فوراً موریا پر حملہ کر کے اس کو بالکل فتح کر لیا اور پھر پایۂ تخت یونان کا محاصرہ کر کے اُس کو بھی اپنے قبضہ میں لے آیا۔ بلغراد کا پورا بدلہ وہاں نکل گیا۔

نائٹس اف اوڈس جو بعد ازاں نائٹس اف مالٹا کہلائے سواحل عثمانی پر چلے آئے اور ترکوں کی

کہ انگریز روسیوں کی نسبت مجسّم رحم ہیں اگرچہ غدر میں ناخداترس باغیوں نے ان کے بچّے اور عورتوں کو سخت بیرحمی سے قتل کیا تھا لیکن انہوں نے باغی شہروں کو فتح کرنے کے بعد نوجوان مردوں کو تو بیشک قتل کیا اور پھانسیاں دیں لیکن عورتوں اور بچّوں کو ہاتھ نہ لگایا حالانکہ وہ انتقام لے سکتے تھے اور اُن کا یہ انتقام لینا بری نظروں سے بھی نہ دیکھا جاتا کیونکہ اُن کے بیگناہ معصوم بچے اور عورتیں پہلے ماری جاچکی تھیں۔ ایسے موقع پر اگر روسی ہوتے تو العظمۃ للہ ایک شیرخوار بچہ بھی نہ بچتا اور یہ ظالم قوم سب کو تہ تیغ کرتی خدا اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دے اور یہ اپنے مظالم کا پورا مزا چکھے۔

لندن ٹمیس لندن کا نیم سرکاری اخبار ابتدا سے ترکوں کا دشمن تھا اس نے مخالفت کا ایک پہلو اختیار کرلیا تھا اور اخیر تک اس کو نبھاتا رہا۔ پھر بھی اسے اپنے ایک لیڈر میں یہ تسلیم کرنا پڑا (چنانچہ وہ لکھتا ہے) "شملہ سے ہمارے نامہ نگاروں نے جو تحریریں بھیجی ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ سخت قتل عام ہوا اور اسمیں عورتیں اور بچے بھی مجروح اور مقتول ہوئے۔ روسیوں کے جو مظالم بیان کئے گئے ہیں کوئی شک نہیں کہ وہ اکثر صحیح ہیں" پھر کیا اس قبول کرنے کے بعد بھی لندن ٹمیس روسیوں کی حمایت پر

---

تجارت کا ستیاناس کرنا شروع کیا۔ سلطان نے ارادہ کیا کہ اوڈس پر حملہ کرکے نائٹ آف سینٹ جان آف اورشلیم کو برباد کردے۔ لیکن یہ ارادہ کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کرکے جزیرہ آرکی پیلیگو پر حملہ آور ہوا اس کا خیال تھا کہ نائٹ اوڈس کی امداد کو آئیں گے اور یہاں سب کسر نکل جائیگی۔ مقام لیسبس پر تو سلطان نے قبضہ کرلیا۔

اس خوشنا اور بلاآور جزیرہ کے فتح کرنے کے بعد آرکی پیلیگو کے اور جزائر پر حملہ آور ہوا اور سب کو تلوار کے منہ پر فتح کرکے اپنی عملداری میں شریک کرلیا۔ اس کے بعد ایوبیا پر قبضہ کرلیا۔ اس جزیرہ کے گورنر نے بڑی بہادری سے جنگ مدافعت لڑی لیکن ۱۵۶۶ء میں مجبوراً اسے اطاعت کرنی پڑی۔ اس گورنر سے اگرچہ سلطان نے معافی کا وعدہ کرلیا تھا لیکن اس کی ایک سازش کا سلطان کے خلاف افشا ہوگیا اس لئے گورنر معہ اپنے کل افسروں کے قتل کرڈالا گیا۔

یہاں سلطان فتوحات پر فتوحات کررہا تھا اور وہاں اُس کا بیٹا مصطفےٰ ایرانی سرزمین میں کئی کامیاب میدان جیت چکا تھا مگر سلطان نے بعدازاں اپنے بیٹے کو بغاوت کے جرم میں قتل کروا

ملا رہا اور اس مہذب پرچہ کو یہ نہ ہوا کہ روسیوں کو ان مظالم پر دھتکارتا اور اپنی گورنمنٹ کو آمادہ کرتا کہ وہ اس معاملہ میں دست اندازی کر کے روسیہ کا ہاتھ بچوں اور عورتوں کے قتل سے روک دے اور اس متمدن اور انسانیت کے زمانہ میں کئی صدی پہلے کے سے ظلم نہ کرے۔ مگر کون سنتا ہے مسلمان پہلے ہی سے وحشی ہیں ان وحشیوں کا کیا کہنا ان کا مرنا جینا انسان کا مرنا جینا نہیں ہے ایک کے بدلہ ہزار مارے جائیں اُن کی بلا سے ملا کو اپنے حلوہ مانڈھے سے کام مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں اُسے اپنے گلچھرے اُڑانے سے غرض۔

جو کچھ کیا روسی اور بلغاریوں نے اپنے اعلےٰ افسروں کے حکم سے کیا جو کبھی قابل معافی نہیں ہو سکتا ایسا وحشت ناک قتل اُف ہر کہ کبھی نظر نہیں آیا۔ نو مہینے کے بچے کے ظالم روسی ماں کی گودی میں نیزہ مارے اور ریفل سے ایک ٹانگ اُڑا دے اور وہ ماں کے گلے لپٹ کے تڑپتا رہجائے۔ آہ اے ظالم آسمان تو نے کیا کیا گردشیں نہیں دکھائیں ایک وہ زمانہ تھا کہ روسی ماسکو سے ترکوں کے ڈر کے مارے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یا اب وہ زمانہ ہے کہ وہی روسی ترکی سرزمین میں ترکی گورنمنٹ اور ترکی قوم کی

---

نائٹس اف روڈس نے اس التوائے جنگ سے فائدہ اُٹھا کے خوب تیاری جنگ کر لی اور آئندہ حملہ کی روک تھام کے لئے ہر قسم کی قلعہ بندیاں تیار کیں اور بہت مضبوطی سے مورچے باندھ لئے جب گرانڈ ماسٹر پیری ڈی ایولوسن نے یہ دیکھا کہ سلطان نے وینس کے جمہوری سلطنت سے صلح کر کے ایشیا کی کل جنگوں کا خاتمہ کر دیا تو اس نے تین مہینے کی سلطان سے مہلت جنگ مانگی سلطان نے یہ مہلت دیدی اس عرصہ میں اکثر مسیحی شہزادے روڈس کی امداد کے لئے جمع ہو گئے ۱۴۸۰ء میں ترکی جہازوں کا جنگی بیڑا زبردست فوج اور سامان باربرداری کے ساتھ روڈس پہنچا اور فوراً محاصرہ شروع ہوا۔ جہازوں پر اژدھا پیکر توپیں نصب تھیں اور ہر قسم کا سامان حرب نہایت کامل اور افراط سے تھا۔ طرفین نے جان توڑ کے جنگ کی اور اس بیجگری سے لڑے کہ کبھی ایسی لڑائی نہ ہوئی تھی۔ محصورین کی توپوں کے گولے زیادہ پراثر ثابت ہوئے ترکوں کے دل چھوٹ چھوٹ گئے برابر گولوں کی بھرمار ہو رہی تھی اور میدان جنگ پورے شباب پر تھا۔ اس جنگ میں سلطان شریک تھا پاشا جنگ کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک عیسائی پاشا کے پاس آیا اور کہا اگر مجھے یہ انعام دیا جائے

موجودگی بیگناہ حاملہ بڑھیا اور بن بیاہی عورتوں کو معہ اُن کے شیر خوار بچوں کو قتل کر رہے ہیں اور کوئی ہوں تک کرنے والا نہیں۔ تفو باد بر چرخ گرداں تفو

کاش ترکی افسروں میں قومی ہمدردی ہوتی اور وہ عقلمندی اور دلسوزی سے جنگ کرتے تو کیوں کئی لاکھ عورتیں اور بچے بیرحم روسیوں کے ہاتھوں ضایع ہوتے۔ اے صبا ایں ہمہ آوردہ تست اپنے کئے کی سزا پائی اور ایسے نمک حراموں کی یہی سزا تھی جو دی گئی۔ لنڈن ٹیمس نے ان خونی اور بیرحمانہ واقعات کی بڑی چھان بین کی ہے اور اس نے اس کی تحقیقات کے لئے کئی خاص نامہ نگار بھیجے جو کچھ نامہ نگاروں نے تحقیق کیا لکھ کے لنڈن ٹیمس کو بھیج دیا۔ مگر یہ تحقیقات بہت کامل تحقیقات تھی کیونکہ مجروحین کے ہر مقام پر نامہ نگاروں نے اظہار لئے تھے اور یہ اظہار اُن کی زبانی تھے جو دم توڑتے ہوئے بیان کرتے جاتے تھے اسی طرح جب بلغاریوں کے قتل عام کا الزام ترکوں پر لگایا ہے اور جب اس کی کامل تحقیقات ہوئی تو سارے الزامات محض بے بنیاد اور لغو تھے اور معلوم ہو گیا تھا کہ یہ تمام کہانیاں جو ایجاد کی گئی ہیں محض غلط ہیں مگر روسی مظالم کے ساتھ یہ بات نہیں ہوئی اس کے کل مظالم صحیح نکلے اور

---

تو میں گرانڈ ماسٹر کو زہر دیدیتا ہوں ترکی پاشا نے منظور کیا۔ وہ عیسائی زہر دینے کی تدبیر کر رہا تھا کہ یہ عقدہ کھل گیا فوراً گرانڈ ماسٹر نے اسکی گردن اُڑادی۔ پھر ایک جرمنی ترکی لشکرگاہ سے مخبری کے لئے روڈس روانہ ہوا۔ تمام قسم کی اطلاع اُس نے حاصل کر لی۔ مگر واپس آتے وقت گرفتار ہو گیا اور گرانڈ ماسٹر کے حکم سے اسکی بھی گردن ماردی گئی۔ ترک پے در پے حملے کر رہے تھے اور ہر بار اُنہیں پسپا ہونا پڑتا تھا کیونکہ نائٹ گولوں کا مینہ برساتے جاتے تھے۔ اس پر بھی پاشا نے دل نہیں ہارا اور برابر اپنے حملوں میں سرگرم رہا اور اخیر یہ ارادہ کر لیا کہ ایک انقطاعی جنگ لڑنی چاہئے اودھر یا اودھر اخیر عزم بالجزم کر کے ترکوں نے حملہ کیا۔ نائٹ کی شجاعت میں شک نہیں خوب ہی جان توڑ کے جنگ کر رہے تھے اس شدت کی جنگ ہوئی کہ الامان۔ گرانڈ ماسٹر اس حملے میں سخت مجروح ہوا اور اخیر ترک مورچوں اور قلعبندیوں کو توڑتے ہوئے مسیحی بہادروں کی صفوں کو چیرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ ان کا داخل ہونا تھا کہ نائٹ برافروختہ ہو گئے کل فوج اور رعایا نے یکبارگی حملہ کیا۔ دست بدست جنگ ہونے لگی سخت خونریزی ہوئی اور مجبوراً ترک شہر چھوڑ کے باہر چلے آئے۔ اخیر اگست

متفرق تحقیقات کے بعد بھی ایک بات غلط نہ نکلی۔ ترک کبھی ایسا نہیں کرتے ترکوں کی شایستہ فوج رحم کا پتلا ہے اس سے زیادہ رحم دل اور قانونوں کی پابند دنیا میں کوئی ایسی فوج نہ ہوگی تفصیل یہ ہی جو کچھ اُنہوں نے فاتحانہ داخل ہونے کے بعد کیا وہ اظہرمن الشمس ہی۔ گاؤں کے چھوٹے چھوٹے بچے ترکی کیمپ میں چلے آئے تھے تو ترکی شایستہ سپاہیوں نے اپنے کندھوں پر بٹھا لیا تھا اور اُنھیں بہت دیر تک کھلاتے رہے تھے ایک سپاہی نے کسی دوکان سے ایک قمیص اُٹھالی تھی اس کے ادھم پاشا نے اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے تھے یہ تہذیب اور تمدن ترکوں اور روسیوں کا جس کا مقابلہ ناظر بخوبی کر سکتا ہی۔

ادھر روس اپنے مظالم کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے اور ادھر لندن کی پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ چھڑ گیا۔ عام طور پر لندن میں روسیہ سے سخت ناراضی ظاہر کی گئی اور اس بات کا ثبوت ہو گیا کہ روسیہ نے اس مسلمان آبادی پر جو اُس کے قبضہ میں آئی بلغاریہ کے ساتھ ملکے بہت ہی ظلم کئے۔ پارلیمنٹ میں یہ مضمون بیان کیا گیا لارڈ ڈربی نے کچھ خط کتابت پیش کی جو اس مضمون پر مختلف عہدے داروں سے

---

سنہ ۱۸۹۶ء اُنہیں جہازوں میں سوار ہوکے اپنے ملک واپس آنا پڑا فتح کے بعد شکست یہ ایک خاص راز ہے جس کا کھلنا مشکل ہی۔

جب سلطانی سپاہ سالار پیلٹولوگس کو شکست فاش ہوئی تو اس کی کرہمت ٹوٹ گئی اور وہ ایسا شکستہ خاطر ہوا کہ اخیر اسے قسطنطنیہ واپس آنا پڑا وہ اس بات سے حیران تھا کہ میں اس شکست کا کیا عذر سلطان کے آگے پیش کروں گا۔ جوں ہی سلطان نے اس بے ہنگام شکست کی خبر سنی مارے غصہ کے کانپ گیا اور فوراً حکم دیا کہ مجسریوں کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ مگر پیلٹولوگس پر اتنی عنایت کی کہ جان سے تو نہیں مارا ہاں جلاوطن کر کے گیلی پیپولی روانہ کر دیا

سلطان نے اپنی فوج کی اس بےعزتی کو کھونے اور اس شکست کا انتقام لینے کے لئے دو بڑی بڑی فوجوں کی ترتیب دیکے ایک کو ایران فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسری کو یورپ۔ یہ بات خاص راز میں رکھی گئی تھی سوائے سلطان یا خاص وزرا کے کسی کو بھی یہ خبر نہ تھی کہ یہ جرار فوج یورپ کے کس ملک کو زیروزبر کرنے کے لئے روانہ کی گئی ہی ابھی یہ فوجیں کامل تیار ہو کے روانہ بھی نہ ہوئی تھیں کہ

کی گئی تھی۔ تمام بحث و مباحث ہونے کے بعد پارلیمنٹ کی کتاب شایع ہوئی جس میں کل کونسلوں کی رپوٹیں درج کی گئیں اور تحقیقات کے بہت سے نتایج بیان کیئے گئے۔ پارلیمنٹ کی کتاب کا نام بلیو بک آون ٹرکی تھا۔ اس کتاب کا نمبر ۲ تھا۔ اس کتاب میں علاوہ کونسلوں کی رپوٹ کے زخمی عورتوں اور بچّوں کے بیان بھی درج کیئے گئے ہیں جو اُنھوں نے کونسلوں کے آگے کیئے تھے اسی بلیو بک میں ترکوں کی زیادتی کا بھی روسیوں کے پہلو بہ پہلو ذکر کیا گیا ہی۔ کتاب مجموعی ہیئت سے ایک دفتر ہے اُن مظالم کا جو آجتک بہت کم ہوئے ہوں گے۔ ہولاکو خاں نادر اور تیمور کے مظالم کا راگ ان روسی ستم شعاروں کے مظالم کے آگے محض بے حقیقت ہی۔ عجیب بات یہ ہی کہ کرنیل ویلسلے نے اپنے ۱۶ اگست کے مراسلہ میں ان سب باتوں کی تردید کی ہی اور لکھا ہے جتنے الزامات روسیوں پر لگائی گئے ہیں سب بے بنیاد ہیں کرنیل صاحب کی اس نرالی تحقیق اور رائے کو دیکھ کے سب پریشان ہوگئے اور اُس کی مدلل تردیدیں شروع ہوگئیں اور سرکاری طور پر یہ لکھا گیا کہ کرنیل ویلسلے نے جو کچھ لکھا ہی محض غلط ہے کیونکہ جن گاؤں اور قصبوں میں روسیوں نے ظلم کیئے تھے وہاں وہ نہیں گیا

---

یکایک ۲ جولائی سنہ ۱۴۸۱ع کو تیس برس سلطنت کے بعد ۵۲ برس کی عمر میں سلطان محمد کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلطان محمد جیسا عالی حوصلہ شاہ تاریخ کے صفحوں میں بہت کم نظر آتا ہے۔ اسکی قابلیت انتظام سپاہ سالاری اور شجاعت نے دنیا کے نامور سلاطین کے پہلو بہ پہلو کر دیا۔ سلطان محمد کا نام فتح قسطنطنیہ کے ساتھ ہمیشہ مشہور رہے گا۔ جو کچھ اس زمانہ میں ترکوں کو ترقی ہوئی وہ حد سے زیادہ تعریف کے قابل ہے۔ سلطنت مشرقی کا قدیم سایہ اسی نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا تھا۔ یہ پہلا بادشاہ دنیا کا ہی جو کئی میل تک جہازی بیڑا خشکی میں گھسیٹ کے لیگیا۔ ترک سلطان محمد ثانی کو شہنشاہ اعظم سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہی کہ سلطان محمد کی زمانہ سلطنت کا بہت کم حصّہ جنگ میں گزرا پھر بھی قلیل زمانہ جنگ میں اس نے دو سلطنتیں۔ دو ملک اور تین سو شہر فتح کر لئے تھے۔

یہ ہمیشہ روسی فوج ہراول کے ساتھ رہتا تھا اور جو کچھ اُس نے لکھا ہی محض سُنی سُنائی باتوں کی بنا پر
اس لیئے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں ہوسکتا محض یہ الفاظ لکھ کے کہ کل واقعات غلط ہیں اس نے
اپنے دعوے کی صداقت چاہی ہے حالانکہ یہ اُس کا ہی خیال ہے بغیر معتبر عینی شہادتوں کے کوئی بات
تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ ترکی گورنمنٹ نے لکھا ہے اس لیئے غلط ہی کہ وہ اُسوقت
روسیہ سے جنگ کررہی تھی اور ایک حریف دوسرے حریف پر ہمیشہ الزام رکھا کرتا ہی اگر ترکی نے
روسیہ کو مظالم کا ملزم گردانا تو یہ بات زیادہ توجہ کے قابل نہیں ہوسکتی مگر یہ بات نہیں تھی بلکہ
انگریزی کونسل۔ انگریزی اخبارات اور وہ اخبارات جو ترکوں کے سخت مخالف تھے۔ جرمنی اور
اسٹریا کے اخبارات اور دوسرے اشخاص متفق اللفظ ہیں کہ روسیوں نے عورتوں اور بچوں پر
بزدلانہ ظلم کیئے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور کلیجہ پھٹتا ہے۔ ان مظالم میں
نہ صرف بلغاری اور کوہ قافی شریک تھے بلکہ روسیہ کی شایستہ فوج نے بھی کوئی کسر نہیں رکھی تھی
لندن ٹیمس کا بحری نامہ نگار ان قابل رحم مظالم کی اپنی ۱۶ اگست کی چھٹی میں حسب ذیل توضیح

## نواں باب ۹

### بایزید ثانی۔ ترکی کا آٹھواں سلطان

### ۱۴۸۱ء سے ۱۵۱۲ء تک

بایزید کی جانشینی۔ رقیب۔ شہزادہ جم۔ بایزید کا حج بیت اللہ۔ اس کی غیر موجودگی میں جم کی وجہ سے ملکی لڑائی کا ہوجانا۔ جم کی شکست اور مصر بھاگنا شہزادہ کا پائے تخت واپس آنا۔ پہلے نائٹس اف روڈس کے ہاں پناہ لینا پھر فرانس میں جاکے قیام کرنا۔ رومۃ الکبریٰ میں زہر سے وفات پانا۔ وینٹینس کی شکست۔ بایزید کے بیٹے سلیم کے حکم سے بایزید کا تخت سے اُتار دینا اور زہر کھلاکے مرواڈالنا۔

بایزید سلطان محمد کا بڑا بیٹا اپنے بھائی سے جھگڑا کرنیکے بعد تخت سلطنت کے لئے نامزد ہوا۔ بجائے اس کے

کرتا ہے۔" پرسوں میں بمقام ہین بوغاز شاہی فوج کے ساتھ گیا۔ کل میں نے مقام لینالی پر جو درہ سے ڈھائی گھنٹہ کی مسافت پر تھا ایک سو بیس مسلمان دیکھے جنھیں نہایت وحشیانہ طور پر بلغاریوں اور کوہ قافیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔ مقتولین میں دو عورتیں بھی تھیں اُن میں سے ایک نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی جو اسی وحشیانہ طریقہ سے قتل کر کے ایک تالاب میں ڈال دی گئی تھی باقی مقتولین خالی زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کئی خاندان جن میں عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے شریک تھے زندہ کوؤں میں ڈال دیئے گئے۔ ان عورتوں اور بچوں کے لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ دولتمند گھرانے کے تھے۔ ایک گھر میں صرف عورتیں اور بچے ہی بند کر دیئے گئے تھے اور اُن پر دس روز سے بلغاری اور کوہ قافی سخت ظلم توڑ رہے تھے۔ اسی نواح کی ایک ضعیفہ عورت نے مجھ سے کہا کہ بزدل ناخدا ترس روسیوں نے ایک مکان میں پندرہ عورتوں کو بند کر کے جلا دیا تھا۔ جب بلغاریوں نے یہ سنا کہ بمقام ہین بوغاز ترکی فوج آگئی ہے تو بلغاری کل ترکی عورتوں اور بچوں کو جن کی عمر تین سال سے تیس سال تھی بھگا کے بلقان لیگئے

کر دہ قسطنطنیہ میں سلطانی تخت پر بیٹھ کے تمام تقریبات تاج پوشی ادا کرتا سیدھا مکہ معظمہ حج کے لئے روانہ ہو گیا اور اپنے وزرا سے یہ کہہ گیا کہ میری غیر موجودگی میں میرا نابالغ بچہ حکومت کرے گا۔ یہ سلطان انتہا درجہ مذہبی دماغ رکھتا تھا ایسے موقع پر اسے کسی طرح بھی زیبا نہ تھا کہ وہ سلطنت کو خطرہ میں چھوڑ کے اور تاج پوشی کی رسم ادا کئے بغیر حج کرنے چلا جاتا۔ مگر اس نے بے انتظامی اور قتل و غارت ہونے کا مطلق خیال نہ کیا اور سیدھا مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ اِدھر سلطان نے پیٹھ موڑی اور اُدھر ملکی لڑائی شروع ہو گئی بیچارہ معصوم شہزادہ میں نہ اتنی قابلیت تھی اور نہ قوت تھی کہ ایسے وسیع سلطنت کو سنبھال سکتا۔ جم سلطان کا بھائی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی مشیروں کی ہمت سے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح تخت پر قبضہ ہو جائے لیکن ہر بار اُس کے ساتھیوں کو شکست ملی اور آخر اُس کی ساری فوج پارہ پارہ کر دی گئی۔ ۲۰ جون ۱۴۸۱ء کو اُسے بھاری شکست ملی اور اب اس کی کمر بالکل ٹوٹ گئی ناچار وہ بھاگ کے مصر چلا گیا۔ اہل مصر نے اسکی عزت کے مطابق اس کا استقبال کیا اور نہایت احترام سے اپنے ہاں رکھا۔

جب سلطان بایزید ثانی قسطنطنیہ واپس آیا تو تخت کو مامون و محفوظ پایا کیونکہ اس کے بھائی کو بھی شکست

جن مقتولین کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے انھیں روسیوں اور بلغاریوں نے ایک جگہ جمع کر کے باری باری سے ایک کے سامنے ایک کو لٹا کے ذبح کر ڈالا تھا اور بھی متعدد بچے اور عورتیں اسی قصائی پنے سے ذبح کی گئیں مگر میں یہ خطرناک منظر خود نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ دوسرے کاموں سے مجھے فرصت بہت کم ملی تھی"۔ یہ پہ شہادت اس اخبار کے نامہ نگار کی جو ہمیشہ سے ترکی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھا تھا اور اول روز سے ترکی کے ہر معاملہ پر اس نے مخالفانہ مضامین لکھے تھے۔

پھر اسی اخبار کا ایک جنگی نامہ نگار ۲۶ جولائی کو حسب ذیل لکھتا ہے "یہ جنگ شایستہ اور مہذب جنگ نہیں ہے بلکہ وحشت اور ظلم اس جنگ میں بھرا ہوا ہے روسی افسر تو خیر کچھ نہ کچھ مظالم کے روکنے کی کوشش کرتے ہیں مگر روسی سپاہی ترکوں کو مثل شکاری جانوروں کے سمجھتے ہیں اور انہیں قتل کرنے میں کچھ بھی درد نہیں آتا۔ بلغاری ان سے زیادہ بھڑکے ہوئے ہیں اور کسی کا حکم نہیں سنتے ان کے آگے خواہ شیر خوار بچہ ہو یا عورت یا مرد وہ بغیر قتل کئے نہیں مانتے اور اس کو اپنی بڑی فتمندی سمجھتے ہیں۔ جب مظالم کی انتہا ہو گئی تو روسی افسران فوج کی زبان سے آخر یہ نکلنے لگا

---

مل چکی اور ملک کا کوئی دعوے دار نہ رہا تھا۔ لیکن شہزادہ جم ابھی تک مخالفت پر تلا ہوا تھا خلیفہ مصر اس کی امداد پر کمر بستہ ہو گیا اُدھر وہ ایشیائے کوچک میں جا کے کرمان اوغلی کے بیٹوں سے مل گیا اور تخت قسطنطنیہ کو حاصل کرنا چاہا۔ مگر پھر بھی اُسے شکست ہی اور کمبخت شہزادہ کی تمام امیدیں پر پانی پھر گیا۔ جب بالکل مایوس اور شکستہ خاطر ہو گیا تو نائٹس اف روڈس کے ہاں جا کے پناہ لی۔ غرض صرف یہ تھی کہ یہاں عارضی طور پر قیام کر کے کسی صورت سے بحفاظت یورپ چلا جاؤں نائٹس آف روڈس نے اس بات کا کونسل میں فیصلہ کر دیا کہ شہزادہ کی درخواست کے انکار سے ہماری عزت اور عظمت میں فرق آجائے گا اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس کی درخواست کو قبول کر کے اُسے مدد دیں۔ گرانڈ پریسٹر اف کیسٹالی نے حکم دیا کہ ایک بیڑہ جہازات عثمانی بندرگاہ پر جہاں شہزادہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے روانہ ہو۔ وہ جہازی بیڑا آ کے پہنچا اور شہزادہ کو جہاز میں بٹھا کے ۲۳ جولائی سنہ ۱۴۸۲ء میں روڈس اتار دیا۔ جب بایزید کو یہ معلوم ہوا کہ بھائی جم وہاں ہے فوراً اپنی حکمت عملی سے ایک عہد نامہ روڈس سے کر لیا جس کی شرطیں نائٹس ہی کی مفید مطلب زیادہ رکھیں لیکن اس عہد نامہ

ہم نے بلغاریوں کے تحفظ کے لئے ترکوں کے خلاف جنگ کی ہے اب ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ ترکوں کے تحفظ کے لئے بلغاریوں کے مقابلہ میں شمشیر بدست ہونا پڑیگا" اکثر مواقع پر میں نے خود دیکھا کہ روسی افسروں نے بلغاریوں کو کوڑے مارے ہیں کہ وہ مجروحین کو قتل کر رہے تھے اور مقتولین کا لباس اُتار رہے تھے یا ممکن ہے روسی افسروں نے ایسا کیا ہو کیونکہ نہ سب کی طبیعتیں یکساں ہوتی ہیں اور نہ سب کے خیالات ایک ہوتے ہیں مگر جو کچھ کیا روسیوں نے کیا ورنہ بلغاریوں کی مجال نہ تھی کہ وہ مسلمانوں پر بغیر روسی امداد کے اسقدر چیرہ دست ہوجاتے۔ روسیوں نے جب شہر پر قبضہ کیا پہلے یہ کارروائی کی کہ مسلمان آبادی کے ہتیار لیلئے اور بلغاریوں میں تقسیم کر دیئے اور اس کے بعد دوسرے انتظامات کی طرف رجوع ہوگئے اور اندرون شہر کی خبر نہ رکھی۔ اس کے یہ معنی تھے کہ مسلمان نہتے کر دیئے گئے ہیں جتنا تم سے مارا جائے مارو اور کوئی کسر نہ رکھو مسلمانوں سے اگر روسی فوجیں ہتیار نہ چھین لیتیں تو وہ اکیلے بلغاریوں کے بس کے نہ تھے۔ مگر جب وہ بالکل خالی ہاتھ کر دیئے گئے تو اب ہوتا کیا تھا جتنا جی چاہا بلغاریوں نے ظلم کیا اور جو اُن سے ہوسکا اُس کے کرنے میں کسر نہیں کی۔

---

کی اخیر شرط یہ تھی کہ جم کو حوالہ کرنا پڑے گا اس لئے ناٹس نے ایسے عہدنامہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ یہاں شہزادہ مدت تک نظربند رہا اخیر زمانہ دراز کے بعد جنوب فرانس میں بچکے نکل گیا۔ یہاں شاہ فرانس نے اس سے نہایت مہربانی کا برتاؤ کیا۔ ناٹس میں مدتوں تک مقیم رہا صرف اس خیال سے کہ دربار فرانس خود طلب کرے گا لیکن یہ بات نہ ہوئی اگرچہ ناٹس میں اس کی کافی عزت کی جاتی تھی لیکن نگرانی بھی ویسی ہی ہوتی تھی۔ اخیر فرانسیسی گورنمنٹ نے اسے جزیرہ کے ایک قلعہ میں بھیجدیا جہاں سات برس تک وہ مقیدرہا۔ شہزادہ فرانس کا یہ برتاؤ دیکھ کے سخت برہم ہوا اس نے اوڈس وغیرہ سے اپیل کی کہ فرانس نے بلاوجہ مجھے قلعہ میں قید کر دیا ہے یہ کیا ستم ہے آپ مجھے خلاصی دلوائیں اور میری مدد کریں۔ لیکن یہاں سے صدائے برنخواست کا مضمون ہوا۔ مصیبت زدہ کی کون امداد کرتا ہے بگڑے کا کوئی ساتھی نہیں بنے کے سب ساتھی ہوتے ہیں۔ شہزادہ کی فریاد کی طرف سے سب نے تو روئی کانوں میں دے لی لیکن پوپ معصوم ہشتم نے خیال کیا کہ اگر ترکی شہزادہ میرے قبضہ میں آگیا تو تمام یورپی دول کو عثمانی سلطنت کے خلاف متحد کر دوں گا یہ خیال پکا کے اس نے ایک خط

روسی قوم ابتدائی زمانہ سے نہایت سنگدل اور وحشی ہے اور اس نے جب اس کا موقع پایا ہی اپنی فطرت کی بانگی دکھادی ہے۔ جب ان مظالم کا یہ غل مچا اور لندن کی طرف سے روسیوں کو لکھا گیا تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ جو کچھ ہماری نسبت بیان کیا گیا ہے محض غلط ہے، سوائے اس کے روسی گورنمنٹ اور جواب کیا دیسکتی تھی۔ اسوقت زبردست کے ٹھینگا سو کی مثل روسیہ پر صادق آرہی تھی کسی نے انکی انکار پر ہوں تک نہیں کی اور سب منہ میں گھنگنیاں لیکے خاموش ہو گئے۔ جب کبھی جنگ ہوئی ہے ظالم روسیوں نے یہی نا انسانیت کے افعال کئے ہیں۔ جنگ کریمیا میں بھی اس نے کوئی کسر نہ رکھی تھی۔ صلح کے جھنڈے برداروں کو گولی ماردینا اور مجروحین کو موقع پاکے میدان جنگ میں قتل کرڈالنا یہ روسی فوجوں کا روزمرہ تھا۔ مگر جنگ کریمیا کے مظالم کی ۱۸۷۸ء کے مظالم کے آگے کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔ دنیا کے تمام ظالم شاہوں کے کارنامے ایک طرف اور روسیوں کے مظالم ایک طرف۔

ترکوں پر بھی مظالم کے الزام لگائے گئے ہیں مگر شہادتوں میں بہت بڑا اختلاف ہے تو بھی ہم کل بیانات درج کر دیتے ہیں تاکہ دونوں جنگجو قوموں کے مظالم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہو جائے۔ ترکی مظالم

چارلس ہشتم حکمران فرانس کو بھیجا کہ ترکی شہزادہ کو میرے حوالہ کردو فرانس نے بڑی قیل و قال کے بعد اس بات میں فیصلہ کردیا کہ ترکی شہزادہ پوپ کے حوالہ کر دیا جائے۔

۱۴۸۹ء میں بدقسمت شہزادہ رومۃ الکبریٰ پہنچا جہاں معصوم پوپ نے بطور شہنشاہ کے اس کا استقبال کیا۔ خاص محل میں اسے رہنے کو جگہ دی گئی اور یہاں تین سال تک وہ مقید رہا۔ شہزادہ کی شومی طالع سے پوپ معصوم کا انتقال ہوگیا گورنمنٹ رومۃ الکبریٰ نے فوراً اس کو اپنی حفاظت میں لیلیا کہ جب تک دوسرے پوپ کا انتخاب نہ ہو وہ فوج کی نگرانی میں رہے۔ جدید پوپ کا انتخاب ہوا یہ پوپ الکزینڈر ششم روڈیریگو بورجیا بڑا بدمعاش اور حرام زادہ تھا اس کی بدمعاشیاں مشہور ہیں سفاکی میں بھی اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ بڑا ہی دغا باز اور فریبی تھا۔ اس نے شہزادہ کو اپنے قبضہ میں کرکے بایزید کے پاس ایلچی بھیجا کہ اگر آپ چالیس ہزار اشرفیاں دیں تو شہزادہ کو آپ کے حوالہ کردیا جاتا ہے۔ پوپ اور سلطان میں عہد و پیمان ہو رہے تھے کہ یکایک شاہ چارلس ہشتم والئے فرانس چونکہ کہیں نے ناحق شہزادہ کو اپنے پاس سے علیحدہ کردیا فوراً فوجیں جمع کرکے صرف شہزادہ کے

کے بیان کرنے سے پہلے یہ ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ترکوں نے کچھ کیا بھی تو روسیوں کے بعد اور جو کچھ کیا محض انتقام لینے کی غرض سے کیونکہ خیال آسکتا ہے کہ ایک غیور سپاہی اپنے بچوں اور عورتوں کو دشمن کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہوا دیکھے اور اسے اشتعال نہ پیدا ہو ترکوں نے اگر ظلم بھی کیا اور وحشت سے بھی کام لیا تو وہ اشتعال پا کے اس لئے معذور ہیں اور اُن پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔

نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھیں　　سدا معذور ہے مضطر نکل آیا نکل آیا

دوسری بات یہ دیکھنے کی ہے کہ ترکی شایستہ فوج نے یہ ظلم نہیں کیا کوئی خفیف سے خفیف اور کمزور سے کمزور شہادت بھی ایسی نہیں ملتی کہ ترکی شایستہ فوج نے یہ ظلم کئے ہوں جہاں باشی بزوقوں نے عیسائیوں پر کچھ زیادتی کی اور اس عرصہ میں ترکی فوج پہنچ گئی اس نے فوراً انتظام کر دیا اور ترکی شایستہ فوج کی آنکھوں کے آگے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک بچے یا عورت یا مرد پر کسی نے انگلی بھی اُٹھائی ہو۔

باشی بزوقوں نے جو ایک خونخوار اور ناشایستہ قوم ہے جو کچھ زیادتیاں کیں اُن کا الزام ترکوں پر نہیں آسکتا کیونکہ نہ ترکوں کی مرضی سے ایسا ہوا اور نہ ترکی شایستہ فوج کے آگے ایسی بدعات کی گئیں۔ باشی

---

حاصل کرنے کے لئے اطالیہ پر حملہ آور ہوا۔ پوپ چکرایا کہ شہزادہ کے لئے خونریزی کرنی پڑے گی فوراً شرطیں کر کے شہزادہ کو پھر فرانس ہی کے حوالہ کر دیا۔ لیکن پوپ اس تاک میں لگا رہا کہ شہزادہ کو فرانس کے قبضہ میں نہ رہنے دوں کمبخت دغا باز اور سنگدل پوپ نے چند جاسوس بھیج کے بیگناہ شہزادہ کو زہر دلوا کے مروا ڈالا۔ تو کو نہ مو کولے چولھے میں جھوکو کی مثل پوپ پر صادق آتی ہے۔

۳۶ برس کی عمر تھی جب شہزادہ کو پوپ نے زہر دے کے مارا ہے بیچارہ اس عمر میں پورے تیرہ سال قید میں رہا جب سلطان ترکی نے اپنے بھائی کی وفات کی خبر سُنی جنازہ کو ترکی میں منگوا لیا اور شاہانہ عزت اور احترام سے بروصہ میں دفن کر دیا۔

بایزید ثانی چونکہ وینیشن سے ناراض تھا فوراً بڑی تیاری کے بعد حملہ آور ہوا۔ اس حملہ سے ترکی کی بحری قوت کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ ترکی امیر بحر نے مسیحی دنیا میں ایک زلزلہ ڈال دیا تھا اور یہ وہ امیر البحر ہے جس پر ترکی ہمیشہ ناز کرے گی۔ پہلا ترکی بیڑا اسپین بھیجا گیا جہاں اس کو پورے طور پر کامیابی ہوئی۔ پھر ترکی بیڑے نے وینیشن کے مقابلہ میں بہت بڑی ناموری حاصل کی۔ عیسائیوں کو بڑی بھاری

بزوقوں نے بھی اس وقت تلوار اُٹھائی جب اُن کی آنکھوں کے آگے اُن کے بچوں اور مستورات پر بیدردی سے حملے کئے گئے اور انھیں قتل کیا گیا۔ ایسی حالت میں ایک کمزور سا کمزور اور نامرد سا نامرد شخص بھی جذبہ میں آجاتا ہے اور اسے کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ بہرحال انگریزی نامہ نگاروں یا حکاموں کے بیان کردہ توضیحات کو درج کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے کیا کیا اور روسی ان سے پہلے کیا کرچکے تھے۔ ہم انگریزی اخباروں اور اعلیٰ حکام کے بیان میں ذرا بھی کاٹ چھانٹ نہیں کرنے کے جو کچھ اُنہوں نے لکھا ہے اس کا بلفظہ ترجمہ کردیں گے اور پھر اخیر میں اپنی رائے کا اظہار کریں گے چنانچہ ترکی مظالم کی نسبت جو بیانات سرکاری انگریزی کتاب یعنی بلیو بک میں ہوئے ہیں یہ ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے بھی زیادتی ہوئی لیکن آغاز روسیوں اور بلغاریوں ہی کی جانب سے ہوا تھا۔ مگر ترکی شایستہ فوج اب بھی ان الزاموں سے بری تھی اور اس نے خفیف ظلم بھی نہیں کئے تھے اسکی شہادت جنرل زمرمین جیسا اعلیٰ افسر دیتا ہے ۱۵ ر جولائی جنرل زمرمین نے بحری کمان افسر ڈرمین نے جو انگریزی جہاز ریڈ کی کمان کر رہے تھے یہ کہا اگر انصاف سے پوچھیئے تو ذاتی طور پر ترکوں نے

شکست دے کے جزیرہ اسپنیز پر قبضہ کر کے شہر لیپانٹو کو فتح کرلیا۔
جوں جوں بایزید کا زمانہ سلطنت منقضی ہوتا گیا سلطنت کے امن او ر آسائش میں خانگی جھگڑوں اور ملکی لڑائیوں سے خلل پڑتا گیا۔ بایزید نے اپنے دو بیٹوں احمد اور سلیم کو صوبوں کا گورنر بنا دیا چونکہ بایزید کی صحت بہت خراب ہو گئی تھی اور ادھر نظام سلطنت میں ابتری پیدا ہوگئی تھی اس لئے دونوں بیٹوں میں تخت کو حاصل کرنے کے لئے جھگڑا ہونے لگا ہر بیٹے نے چاہا کہ میں ہی سلطان بنجاؤں سلیم اگرچہ چھوٹا تھا لیکن بڑا ہوشیار اور بہت قابل تھا اس نے تخت حاصل کرنے کے ذرایع بھی اعلے درجہ کے حاصل کرلئے ایڈریانوپل بڑھا تاکہ یہاں سے زبردستی قسطنطنیہ میں گھس کے پائے تخت پہ قبضہ کرلے۔ بایزید اس وقت جانکندنی کی حالت میں تھا تو بھی اس نے اپنے بڑے بیٹے احمد کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ سلطانی اور سلیمی فوجوں میں جنگ ہونے کو تھی کہ رومیلیا کے ایک شخص بیلرہبے نامی نے بیچ میں پڑکے باپ بیٹے کا فیصلہ کرا دیا ورنہ بڑی خونریز جنگ مسلمانوں میں ہوتی۔ جب بایزید نے اپنے بیٹے سلیم سے یہ وعدہ کیا کہ میں احمد کو اپنا جانشین نہیں کرتا تو اس نے اپنی فوجیں پیچھے ہٹا لیں

عیسائیوں پر کبھی قتل و غارت نہیں کیا مجھے اُس کا ذاتی تجربہ ہے اور میں اس سے خوب واقف ہوں۔ اس سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ کوہ قافی اور بلغاریہ والے ترکی عورتوں اور بچوں کو برابر قتل کئے جاتے تھے اور ان ناخدا ترسوں نے نہ کبھی بوڑھی عورتوں پر رحم کھایا اور نہ معصوم بچوں پر۔ جب پانی سر سے گزر گیا اور باشی بزوقوں نے اپنی آنکھ سے بلغاریوں اور روسیوں کے یہ ظالمانہ افعال دیکھے تو اختتام جولائی پر انھیں بھی انتقام کا جوش پیدا ہوا ڈیلی نیوز کا ایک نامہ نگار جو سلیمان پاشا کی فوج کے ساتھ تھا ۲۹ جولائی کو حسب ذیل لکھتا ہے۔ سوختہ گاؤں جن میں سے اب بھی دھواں اُٹھ رہا تھا عیسائیوں کے تھے جن کو ہم سامنے سے دیکھ رہے تھے اور کل عیسائی مرد و زن یہاں سے بھاگ گھڑے ہوئے تھے جب میں قصبہ کرابونور میں پہنچا تو میں نے ترکی سپاہی کے ہاتھ میں بلغاری کا سر دیکھا اس ترکی سپاہی نے یہ بیان کیا کہ اس شخص نے بلا وجہ مجھپر گولی چلائی تھی اس گولی نے خطا کی اور میں نے اس کی خبر لیلی۔ یہ سر ایک گھاٹی میں ڈالدیا گیا اور وہ کئی روز تک وہیں پڑا رہا بالاخیر چند رحمدل آدمیوں نے اس پر مٹی ڈالدی۔ ترکوں پر سب سے شدید الزام یہ لگائے

کچھ عرصہ کے بعد پھر سلیم ایڈریانوپل میں چلا آیا اور اپنے باپ کی حفاظت کے نام سے یہاں کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیلی۔ جب بایزید کو سلیم کی یہ زیادتی معلوم ہوئی تو مجبوراً اس نے اپنے لشکر کو باغی بیٹے کی گوشمالی کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا سلیم بھی اپنی سپاہ کے ساتھ میدان جنگ میں آیا لیکن سلطانی افواج نے اس کی تمام فوجوں کو پارہ پارہ کر دیا اور سخت قتل عام کیا ناچار سلیم بڑی ترکیب سے جان بچا کے بھاگا۔ سلیم بچ کے کیفا پہنچا یہاں اُس کا خسر حکمراں تھا فوراً دوسری فوج کی ترتیب دی اور پھر تخت حاصل کرنیکے عزم بالجزم سے آگے بڑھا۔

اگرچہ سلیم سے بایزید نے تخت دینے کا وعدہ کر لیا تھا لیکن اس کی بغاوت اور جنگ سے ناخوش ہو کے اب اس نے یہ قصد کر لیا کہ احمد کو مستقل سلطان بنادوں وقت ساری یہ تھی کہ فوج کو احمد سے کچھ محبت نہ تھی جب اس نے سلطان کا یہ منشا دیکھا خود پائے تخت میں غدر کر دیا کل جاں نثاری بگڑ گئے اور ایک عام بغاوت کی آگ لگ گئی۔

جب سلیم کو یہ معلوم ہوا کہ باپ کے جانشین ہونے کے لئے مجھے چاہا گیا ہے فوراً بیس یا تیس ہزار تاتاری فوج

گئے ہیں کہ وہ زخمیوں کو میدان جنگ میں قتل کرڈالتے تھے اور پھر لوٹ لیتے تھے لیکن یہ ساری بے بنیاد باتیں ہیں اور ایسی باتیں نہیں ہیں جن کا مقابلہ روسی اور بلغاری مظالم سے کیا جائے مقام گورنا کے قتل عام پر انگریزی نامہ نگاروں نے بڑا غل مچایا کہ پندرہ سو سرکیشیوں نے کل عیسائی آبادی کو قتل کرڈالا تھا مگر اس کی اصلی حقیقت یہ ہے کہ پندرہ سو سرکیشیا والوں کی بے قاعدہ فوج گورنا میں پہنچی اور اس نے صرف ایک لاکھ پیاسترجو نو سو پونڈ کے برابر ہوتے ہیں بطور محصول کے عیسائیوں سے طلب کئے اُنہوں نے انکار کیا اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہوئے جو شخص اُن کے پاس پیغام لیکے گیا تھا اسی قتل کرڈالا غرض باقاعدہ لڑائی شروع ہوئی لیکن سرکیشیا والوں سے بر سر نہ آسکے۔ سو عیسائیوں کے قتل ہوتے ہی شہر پر سرکیشیوں کا قبضہ ہوگیا۔ پانسو عیسائی بچ کے بھاگ گئے یہاں آسٹریا کے ایک جہاز نے اُنہیں پناہ دی اور روارنا پہنچا دیا یہاں اسوقت پچاس ہزار پناہ گزین جمع ہو گئے تھے سوائے اسکے اور کوئی خبر نہیں آئی کہ سرکیشیا والوں نے شہر کو لوٹ لیا یہ کسی نامہ نگار نے نہیں بیاں کیا کہ سرکیشین نے عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کیا۔ عیسائیوں کے حامی

---

کیساتھ کریمیا سے روانہ ہوا اور جب وہ پائے تخت کے قریب پہنچا تو شاہانہ جلوس سے امرا اور وزرا اس کے استقبال کے لئے آئے۔ بعد ازاں بایزید ثانی یعنی سلیم کے باپ کا یہ اعلان شایع ہوا ئیں نے اپنے بیٹے سلیم کو اپنا جانشین مقرر کیا،، اس اعلان کو دیکھ کے فوج او راہل شہر نے خوشی کے نعرے مارے۔ سلیم محل میں آکے اپنے پدر بزرگوار کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور بپیرانہ ادب اور تعظیم سے پیش آیا سلطان بایزید نے تخت سے استعفا داخل کردیا اور چاہا کہ اپنے وطن ملوفہ میں جاکے اپنی زندگی کے باقی ماندہ روز گزار دوں لیکن افسوس وہ وطن نہ پہنچ سکا اور عام افواہ یہ ہے کہ سلیم نے اپنے باپ کو زہر دیدیا۔ کوئی تصدیق سلیم کے زہر دینے کی نہیں ہے اور نہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیم نے زہر دیا اس لئے کہ رعایا اور فوج نے سلیم کو سلطان تسلیم کیا سلیم اپنی قوت سے سلطان بنا باپ نے اپنا مستقلی اعلان سلیم کی تخت نشینی کا شایع کردیا پھر کونسی بات ایسی تھی کہ سلیم اپنے بوڑھے مریض باپ کو زہر دیتا۔ مشرقی ممالک میں کسی بوڑھے سے اور مریض سے مریض کی موت طبیعی نہیں ہوا کرتی جو رئیس یا راجہ یا نواب یا بادشاہ مرتا ہے یہی اڑایا جاتا ہے کہ کسی نے

ہر جگہ موجود تھے اور کل سلطنتیں عیسائیوں کو اپنے ہاں پناہ دے رہی تھیں مگر مسلمانوں کا اللہ بیلی تھا سوائے خدا کے اُنہیں اور کہیں پناہ نہ تھی۔ غیر سلطنت کی سرزمین تو ایک طرف رہی خود اُن ہی کے مقبوضہ ملک میں عیسائی رعایا کی وجہ سے ذرہ ذرہ اُن کا دشمن ہو گیا تھا اور جہاں سالہا سال سے وہ حکومت کر رہے تھے اُن کی محسن کش رعایا موقع پا کے اُن کے بال بچوں کو قتل کر ڈالتی تھی۔

یانی زگرا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے قتل و غارت سے نہیں بچا تھا بغیر کسی عینی شہادت اور بلا وجوہات کے صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے بلغاریا والوں کو باشی بزوقوں نے قتل کر ڈالا تھا لیکن اسبابِ قتل نامہ نگاروں نے کچھ بھی بیان نہیں کئے۔ چند روز کے بعد لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے دس لاشیں گڑھے سے کھدی ہوئی دیکھیں جن میں دو عورتیں بھی تھیں۔ نامہ نگار صاحب نے لاشیں تو دیکھ لیں لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ یہ عورتیں کیونکر مریں کس نے اِن عورتوں کو مارا اور اِن کے قتل کے اسباب کیا تھے یہاں بالکل خاموشی ہے اور عجیب گومگو کا معاملہ ہے۔ آگے چلکے نامہ نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے زیادہ مقتول عیسائیوں کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا لیکن میں اپنے خیال سے

زہر دیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا سے چونکہ سازش کا سلسلہ چلا آتا ہے اس لئے عام طور پر یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی رئیس اپنی موت سے نہیں مرتا۔ بایزید ثانی کو زہر دینے کی نسبت محض افواہ اڑی تھی مگر اسکی تصدیق نہیں ہوئی اور نہ کسی معتبر تاریخ میں اس کا مذکور ہے۔

بایزید مدت سے مریض چلا آتا تھا اس میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت سلب ہو گئی تھی اور پیغام موت آنے تک اسکی طبیعت مطلق نہ سنبھلی تھی۔ اس میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ سفر کر سکتا۔ اخیر موت کا پیغام آگیا باسٹھ برس کی عمر میں بتیس سال سلطنت کرنے کے بعد ۱۵۱۲ء میں عالم جاودانی کو سدھارا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی آغاز سلطنت اور وسط سلطنت اور اخیر سلطنت میں فوجوں کی بغاوتیں اور عام مفسدے اکثر ہوتے رہے ہیں مگر ترکی تاریخیں اسکی مدح میں بھری پڑی ہیں کہ اُس سے زیادہ علوم اور صنعت کا سرپرست اور سلطان کم ہوا ہے۔ متعدد مساجد اس کی بنائی ہوئی ہیں اور وہ عالیشان مسجدیں ہیں۔ قسطنطنیہ کی فصیلوں کو اس نے ازسرِ نو تعمیر کرایا تھا جو زلزلہ سے گر پڑی تھی جب تک سلطنت کامیابی

کہتا ہوں کہ اور بھی صدہا مارے گئے ہوں گے۔ اس اہم اور سنگین معاملہ میں اس خیال کے قربان اور اس نامہ نگاری کی صداقت پر صدقہ کہ میں خیال کرتا ہوں صدہا عیسائی مسلمانوں کی تلواروں کے شکار ہوئے۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔
مذکور نامہ نگار صاحب یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ مقتولین میں میں نے مسلمان کی لاش نہیں دیکھی۔ ایک خطرناک منظر دکھائی دے رہا تھا اور باشی بزوقوں نے ایک ستم برپا کر رکھا تھا کہ اتنے میں سلیم پاشا کی ماتحت میں ترکی باقاعدہ فوج وہاں آکے پہنچی جس نے اس تمام بدعت کا فیصلہ کر دیا اور بلغاریوں کو ایک زبردست فوجی گارڈ کی حفاظت میں ایڈریانوپل پہنچا دیا۔ اب انصاف سے سمجھنے دیکھنے کی بات ہے کہ ان بیرحیوں کی جو روسی شائستہ فوج کے ساتھ ملکے بلغاریوں نے اُن کی عورتوں اور بچوں پر کی تھیں ترکی شائستہ فوج کے ایک سپاہی نے بھی اف تک نہیں کی اور اخیر تک اپنا برتاؤ رحیمانہ رکھا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو بھی ایذا نہیں پہنچائی لندن کے کل اخباروں کے نامہ نگار اس امر میں متفق اللفظ ہیں کہ ترکی شائستہ فوج نے تو کبھی کوئی ناواجب فعل نہیں کیا لیکن ہاں باشی بزوقوں سے کی اور ہمیشہ اس بغاوت اور مفسدہ پر اسے فتحمندی ہوتی رہی۔

# دسواں باب

## سلیم اول۔ ترکی کا نواں سلطان

سلیم اول۔ اس کا طرز انداز۔ جنگ ایران۔ لشکر کی بغاوت بلندی ایشیا میں فتوحات۔ مملوکیوں سے جنگ۔ مملوکیوں کی شکست شام اور مصر کی فتح۔ مظالم۔ موت۔

اپنی طرز جہاندارانہ افعال سے سلیم نے اس بات کا ثبوت دیدیا کہ وہ نہایت ہی خطرناک سلطان ہے سب سے پہلے اس نے اپنے دو بھائیوں کو سزائے موت دی کیونکہ انہوں نے اس سے جنگ کی تھی اور خود تخت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بڑا بھائی احمد تو جنگ کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اُس نے اپنے حقوق سلطنت طلب کئے پھر بھی اسکی جان نہ بچ سکی

سے کیشی اور باقاعدہ ترکی فوج نے جدہر سے اُس کا گزر ہوا لوٹا بھی مارا بھی اور جلا بھی دیا۔ تو بھی ایک نامہ نگار ایسی شہادت نہ دے سکا کہ میں نے فلاں مسیحی عورت کے جانکندنی کے وقت اظہار لئے جبکہ اس کا مجروح شیرخوار بچہ اس کے پہلو میں تڑپ رہا تھا اور وہ کہہ رہی تھی کہ فلاں باشی بزوق نے مجھپر یہ ظلم کیا ہے۔ ایسی شہادت ایک بھی نہیں ہے۔ جو کچھ بیان ہوا ہی محض وہ واقعات بیان ہوئی ہیں جو جنگ میں ہمیشہ پیش آتے ہیں اور جن سے چارہ نہیں ہے۔

دہلی کے ۱۸۵۷ء کے غدر میں اس بات کی ہم شہادت دیتے ہیں اور اپنے یقین۔ ایمان اور مشاہدہ کر کہتے ہیں کہ جب انگریزوں نے دہلی فتح کی ہی تو عورت اور بچہ پر کبھی ہاتھ نہیں ڈالا اور وثوق سے اس بات کے بیان کرنے کا ہمیں حق حاصل ہی کہ کسی انگریزی سپاہی کی بندوق یا تلوار سے نہ کوئی عورت مجروح ہوئی اور نہ کوئی کمسن بچہ تو بھی جنگ کی تباہی اور بربادی سب پر آرہی تھی اِدہر سے اُدہر بھاگے بھاگے پھرتے تھے ہزاروں عورتیں اور بچے بھوک پیاس مرض اور پریشانی سے راہ ہی میں تڑپ تڑپ کے مرگیے وہ مستورات جن کا آنچل آفتاب کی نظر بھی مشکل سے پڑا ہو گا چٹیل میدانوں میں ÷ ✣

اور اُس نے اپنے حقوق سلطنت کے ساتھ اپنی زندگی بھی بھائی سلیم کے ہاتھ فروخت کر ڈالی۔ دوسرے بھائی نے بیٹیرا اپنے کو چھپایا لیکن ایک سرائے میں سے وہ گرفتار ہو کے قتل کر ڈالا گیا۔ احمد کے ساتھ ابتدا میں پندرہ سو ساتھی تھے لیکن اُن کی جمعیت پریشان ہوگئی اور میدان کارزار میں احمد کی گردن اُڑا دی گئی اس کے دو چھوٹے بیٹے بچ کے نکل گئے ایک ایران چلا گیا اور ایک نے مصر میں جا کے پناہ لی۔ اپنے بھائیوں کو قتل کرنے کے بعد سلیم نے جنگ ایران کی جہاں اُس کا بھتیجہ مراد خاں پناہ گزیں ہوا تھا تیاری کی آج کل یہاں شاہ اسمٰعیل حکومت کرتا تھا۔

قوم کثیر کے ساتھ دریائے فرات کے سواحل پر بڑھا لیکن یہاں کے باشندے ملک کو ویران کر کے پہلے ہی سے کافور ہو گئے تھے اس لئے ترکی فوج کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا جہاں ترکی فوجیں بڑھیں ملک کو ویران پایا اور جتنے کوئیں ملے سب کے پانی میں زہر ملا ہوا پایا۔ اِس پریشانی اور مصائب فوج میں بغاوت ✣ ✣ ✣ ✣

اور ٹوٹی ہوئی قبروں میں نظر آرہی تھیں وہ بیگمیں جو سر شام ویلنیز کے باہر وہم کے مارے قدم نہ رکھتی تھیں مُردوں کی قبروں میں اُن کی حالت برہنگی دیکھی گئی۔ صدہا معصوم بچے اپنی ماؤں سے بچھڑ گئے اور صدہا نے ماؤں کی گودی میں جان دیدی۔ یہ ہیں نتائج جنگ جو سب پر برابر آتے ہیں اور ان سے نہ اُس سپاہی کو مفر جو میدان جنگ میں لڑ رہا ہے اور نہ اُس پردہ نشین خاتون کو چارہ ہے جو بالکل بیگناہ ہے اور گھر میں چھپی بیٹھی ہے۔ رہا یہ کہ غنیم کے بزدل سپاہی عورتوں اور بچوں کو انتقام کی غرض سے قتل کر ڈالیں اور اُن کی بیگناہی اور بے بسی پر ترس نہ آئے قابل اعتراض بن سکتا ہے۔

جہاں تک خیال کیا جاتا ہے لندن ٹیمس کے نامہ نگاروں کی بہت سی باتیں ایجاد کردہ ہیں۔ اس لئے کہ ایک کا بیان دوسرے کے بالکل متضاد آکے واقع ہوا ہے لندن ٹیمس اگرچہ لندن کا سب سے معزز پرچہ ہے اور عام طور پر یہ بھی مشہور ہے کہ وہ نیم سرکاری اخبار ہے مگر اس عظمت اور وقعت پر وہ بڑی سی بڑی باتوں میں بھی روسیوں ہی کی تائید کر رہا تھا اور ہمیشہ اُن کی

---

پیدا ہوگئی کیوں کہ پائے تخت ایران تک پہنچنے سے مایوسی ہوگئی تھی۔ ایک سپاہ سالار اپنی فوج کے ساتھ بگڑ گیا اور اس نے سلیم سے صاف کہدیا کہ ہم ہرگز آگے نہیں بڑھنے کے اور اگر تو زور ڈالیگا تو ہم یہیں تجھ سے جنگ کرنے کو آمادہ ہیں۔ سلیم نے اس سپاہ سالار کی فوراً گردن ماردی اور گھوڑے کی باگیں اٹھائے ہوئے سیدھا تبریز پر پہنچا۔ یہ شہر اس زمانہ میں ایران کا پائے تخت تھا۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے پھر ایک ناراضی پیدا ہوگئی لیکن سلیم کا اثر فوج پر کچھ ایسا تھا کہ اس نے کسی افسر یا پلٹن کی ناراضی کی پروا نہ کی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب تبریز کے قریب پہنچ گیا تو ایرانی فوج نمودار ہوئی اور ایک خونریز میدان ہوا۔ اس قدر قتل اور خونریزی ہوئی کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ نتیجہ جنگ سلیم کے حق میں ہوا۔ ترکوں کو فتح تو انقطاعی ہوئی لیکن یہ فتح خریدی گئی بڑی بھاری قیمت پر۔ جیسی فتح انقطاعی ہوئی اسی طرح خونریزی نے بھی قول ہار دیا۔ ایرانی بھی خوب جانبازی سے لڑے اور انھوں نے اپنی شجاعت کی بانگی بھی دکھادی ہمارے مورخ تلوار کی لڑائی ہوتی تھی اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کس قدر کشتوں کے پشتے لگے ہونگے۔

ہوا لغت میں مضامین لکھے نامہ نگار بھی اپنے ایڈیٹر کے مذاق کا ہمیشہ بہت خیال رکھتے تھے
اور جہاں تک ان سے ممکن ہو سکتا تھا اپنے ایڈیٹر کے مذاق کو جانے نہ دیتے تھے مگر بعض نامہ نگار
اول درجہ کے ایماندار تھے انہوں نے اپنے ایڈیٹر کے مذاق کا کبھی خیال نہیں کیا اور جو کچھ لکھا
محض ایمانداری سے لکھا۔ مثلاً مقام یانی زگرا کی بابت جب لندن ٹیمس میں چھپا ہو کہ ہزارہا
عیسائی لاشوں کو دیکھا گیا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور نامہ نگار رمذکور نے اپنا چشم دید
واقعہ بیان کیا تھا تو عام طور پر خیال کر لیا گیا تھا کہ یہ بالکل صحیح ہو اور اس میں کسی طرح کا بھی
شبہہ نہیں ہے مگر جب اسی واجب التوقیر اخبار کا بحری نامہ نگار ۷ ارجولائی کو یانی زگرا پہنچا
تو اس نے لندن ٹیمس کو لکھ کر بھیجا کہ میں نے یہاں قتل و غارت کا خفیف سا نشان بھی نہیں
دیکھا ہر چند میں نے اس بات کی تلاش کی کہ کوئی برہنہ یا بے گور و کفن لاش ایسی ملجائے جس کی
میں تجہیز و تکفین کر دوں لیکن کوئی نظر نہیں آئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی طرح کا بھی قتل عام
یہاں نہیں ہوا بلکہ مجھے یقین دے کے عیسائیوں نے بیان کیا کہ یہاں تو خون کی ایک بوند بھی

---

فاتح سلطان اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ تبریز میں بڑھا۔ شاہ صفوی کے محل میں فروکش ہوا اس نے
ارادہ کیا کہ موسم سرما یہاں گزار کے موسم بہار میں آگے نوجکشی کروں لیکن فوجوں میں پھر
ناراضی پیدا ہو گئی کل جاں نثاری بگڑ گئے ناچار سلیم اپنے کل لشکر کے ساتھ اپنے وطن واپس
پھر گیا شاہ صفوی نے صلح کی شرطیں کرنے کے لئے کئی ایلچی بھیجے لیکن ہر شرط نامنظور کی گئی سلیم
کی سلطنت میں ایران اور ترکی سے برابر جنگ ہوتی رہی ترکی فوجیں ہر جنگ میں فتحمند رہیں
اور ایرانی افواج نے ہر موقع پر سخت ہزیمتیں اٹھائیں مگر سلطان سلیم کے ہاتھ ایران کی ایک
انچ زمین نہیں لگی۔ مثل تبریز کے فتح کیا اور چھوڑ کے چلے آئے۔
ایران میں فتح کے بعد ناکام ہو کے سلیم نے اپنے فتحمندانہ ہتیاروں کو مصر اور شام کی طرف اٹھایا۔
شورےٰ وزرا سے یہ قرار پایا کہ احکام قرآنی کے بموجب سب سے پہلے مصر کو اطاعت کرنے کا پیغام
بھیجا جائے کیا تو ہمارا باجگزار بنا قبول کرو ورنہ ہم حملہ کریں گے۔ دربار مصر نے صاف جواب دیا کہ آیئے
بسم اللہ کیجے ہم اطاعت نہیں کریں گے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ یہ تحریر دیکھتے ہی سلیم ایک کثیر تعداد

نہیں گری۔ اب اس سفید جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہی کہ سابق الذکر نامہ نگار نے کیا صریح دہوکا لوگوں کو دیا ہو اور لاشوں کے کتنے ڈھیر بیان کئے ہیں استغفر اللہ۔ بدبخت اُردو اخباروں کے نامہ نگار یہ تو کبھی جرأت نہیں کر سکتے کہ فرضی طور پر کوئی واقعہ ایجاد کرکے لکھ ماریں ہاں اتنا ضرور کرتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے پوری تحقیق اور دردسری سے نہیں لکھتے تو بھی ایک غل مچ جاتا ہو اور انگریزی اخبارات نہایت حقارت سے یہ بیان کرتے ہیں کہ ذلیل پرچوں میں جو کچھ چھپتا ہو محض غلط ہو اور اُن کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں مگر اس کے خلاف انگریزی زبان ایسی مقدس زبان ہو کہ جو کچھ اس میں لکھا جائے معاذ اللہ اس کو منزل من اللہ سمجھا جائے اور یہ ایسی جادو کی زبان ہو کہ جھوٹ اس میں آہی نہیں سکتا۔ اس امر کو تسلیم کرنے کے بعد بھی ہماری ذاتی رائے یہ ہو کہ انگریزی اخباروں میں مشکل سے فیصدی پانچ واقعات صحیح درج ہوتے ہونگے اور اگر زیادہ تحقیق سے کام لیا جائے گا تو شاید اوسط اس قدر بھی نہ نکلے۔

ایک ترجمان کو ساتھ لیکر اس نے پناہ گزینوں کے ہر جھگڑے کا سامان بچشم خود دیکھا اور علیحدہ علیحدہ

---

فوج کے ساتھ دشوار گزار راستہ میں ہو کے مصر پر حملہ آور ہوا۔ یہاں مملوکوں کا بادشاہ غوری حکومت کرتا تھا اور خلیفہ مصر کے نام سے مشہور تھا۔ مملوکوں کا امیر ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی فوج لیکے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ فوج کی عمدگی میں شک نہیں تہا لیکن سواروں کی تعداد بہت کم تہی شام کے میدانوں میں الیپو کے قریب آتش جنگ بھڑکی۔ ۲۴ راگست ۱۵۱۶ء میں ایک خونریز میدان ہوا ترکی توپوں نے مملوکوں کا ستراڑ کر دیا ادہر ان میں باہم کشش پیدا ہوگئی اس صورت سے باسانی سلیم کو فتح ہوگئی۔

جب مصریوں کو ایسی فاش شکست ملی تو الیپو نے اپنے دروازے سلیم کے لئے کہولدیئے سلیم معہ اپنی تمام فتحمندانہ فوج کے الیپو میں داخل ہوا۔ فوجوں کو حکم دیدیا تھا نہ کسی کو لوٹیں اور نہ کسی کو ستائیں شہر میں ایک گہر بھی نہیں لوٹا گیا اور نہ کسی باشندے کو ستایا گیا۔ سلیم کے اس رحم اور نیک نیت سے اور شہروں پر بھی بڑا اثر پڑا اور ایک عام میلان لوگوں کا ترکوں کی طرف ہونے لگا۔

دوسری جنگ مقام غزا میں ہوئی وہاں بھی اسے پہر بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اخیر بیت المقدس فتح

ہر شخص سے اُن مظالم پر جو اُن پر کئے گئے تھے جرح کے سوال کئے۔ کوئی مرد۔ عورت یا بچہ کو کسی قسم کا صدمہ نہیں معلوم ہوتا تھا صرف ایک شخص نے بیان کیا کہ میرا ایک رشتہ دار کھو گیا۔ ایک دس برس کے بچّے نے اس سے کہا کہ چند آدمی ایسے مقام پر پڑے ہیں جس کا پتہ نہیں بتا سکتا ہوں۔ نامہ نگار ڈیڑھ گھنٹے کی راہ پر اس کے ساتھ گیا مگر چونکہ چودھویں جولائی کو یہاں باشی بزوقوں اور روسیوں میں جنگ ہوئی تھی اس لئے اس بچّہ کی شہادت مردہ اجسام کے لئے کوئی قیمت نہیں رکھتی تھی۔ لندن ٹیمس کا بھی نامہ نگار چند روز پہلے اس شہر کو دیکھ چکا تھا اور ایسے بہت سے مردہ اجسام ملے تھے جن میں عورتیں بھی شامل تھیں لیکن یانی ذکرا میں جو خونریزی ہوئی اس میں بالکل بلغاریوں کی شرارت تھی۔ ترکوں کے مظالم کی نسبت جتنی خبریں آئیں وہ سب ایجاد کی گئی تھیں۔ ان کی اصل مطلق کچھ نہ تھی محض اس لئے ان بے بنیاد خبروں کو تراشا تھا کہ ترکوں کے دشمنوں میں جوش پیدا ہو۔ اگرچہ ہر جنگ میں اس قسم کی جھوٹی خبریں بنائی جاتی ہیں لیکن ترکی روسی جنگ میں یہ ایجاد حد سے تجاوز کر گئی تھی۔ ترکوں نے جہاں تک تحقیق ہوا موجودہ تمدن اور انسانیت کا ہر موقعہ پر لحاظ کیا اگرچہ بعض اوقات اُن کی بے قاعدہ فوج نے مثل

اپنے دروازے سلیم کے لئے کھولدیئے۔ یہاں بھی سلیم نے کسی کو نہیں ستایا اور اپنی فوج کے ساتھ ایک بڑے صحرا کو طے کرکے مصر کے پائے تخت القاہرہ پر آدھمکا۔ بوڑھے خلیفہ مصر کا اسی اثنا میں انتقال ہو چکا تھا اور اُس کی جگہ طومان بے نامی شخص خلیفہ مصر بن چکا تھا۔ طومان بے القاہرہ سے کچھ فاصلہ پر سلیم کی فوجوں کا منتظر کھڑا تھا۔ اخیر ترکی ہلال اڑتا ہوا نظر پڑا اور ترکی سواروں کے بھالے آفتاب کی کرنوں سے جھم جھم کرتے نظر آئے۔ رومی توپوں کی گڑگڑاہٹ مسموع ہونے لگی اور ترکی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں نے صحرا میں شور قیامت برپا کردیا۔ ملوکی اپنے پائے تخت بچانے کے جوش اور اپنے وطن پر جان نثار کرنے کے عزم میں نہایت سرخوشانہ حالت میں دو دو ہاتھ کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ ۲۲ جنوری ۱۵۱۷ء کو ایک بھاری میدان ترکوں اور ملوکیوں میں ہوا۔ ملوکی بہتیرا جان توڑ کے لڑے لیکن ترکوں کے آگے کچھ پیش نہ چلی۔ اگر دو مصری سردار اپنے سردار کو دھوکا نہ دیتے تو ترکی لشکر کو سخت چشم زخم اٹھانی پڑتی طومان بے نے یہ تجویز کی تھی کہ عقب سے حملہ کرکے اس وقت کہ جب وہ بڑھے چلے آتے ہوں ترکوں کو پریشان کردوں فی الحقیقت یہ نہایت اچھی تجویز تھی اگر ترکوں پر اس صورت سے حملہ ہوتا تو بے شک

عیسائیوں کی بے اعتدالی ضرور کی۔ ٹیمس کے جنگی نامہ نگار نے ۹ ویں جولائی کو مقام کرزان لک سے چند ناگوار واقعات کا ذکر کیا ہے جو اس نے ویسٹپکامین ۸ ویں تاریخ کے جنگ کے بعد دیکھے۔ وہ لکھتا ہے کچھ قدم آگے بڑھ کے میں نے روسی افسروں اور سپاہیوں کے دائرے میں بہت سے اجسام دیکھے جو ملاحظہ کے لئے جمع کئے گئے تھے۔ کل اجسام بے سر تھے۔ بعض کے بازو اور ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں۔ اور بعض مردہ اجسام کی اس صورت سے توہین کی گئی تھی کہ تمام دنیا کو ناگوار معلوم ہوسکتی ہے۔ یہ خبر نہیں کہ آیا یہ شرمناک اور بے رحمانہ برتاؤ زندگی میں کیا گیا یا مرنے کے بعد۔ بعض کی نسبت شبہہ ہوسکتا ہے کہ اُن سے یہ بدسلوکی زندگی میں کی گئی اور بعض کی نسبت مطلق شبہہ نہیں ہوسکتا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جسکی اُنگلی ایک ایک علیحدہ علیحدہ کاٹی گئی تھی اور اُس کے تمام جسم پر کچوکے لگے ہوئے تھے۔ دوسرا شخص اس کے پاس پڑا ہوا تھا جس کے بازو پر ریڈ کراس کی نشانی تھی۔ اسی طرح ایک شخص دست و پا بُریدہ اِن ہی مردوں میں دیکھا جس کے کئی زخموں پر پٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایک نہایت نوجوان جسیم اور قوی ہیکل شخص کو دیکھا جس کے دھڑ پر گردن نہ تھی نہ اُس کے جسم پر کوئی زخم تھا جس سے

نتیجہ جنگ بدل جاتا۔ مگر یہ بات نہوئی کمبخت طومان بے اپنے دوسرداروں کے بہکانے میں آگیا۔ مملوکیوں نے عزم بالجزم کرلیا کہ ٹھنڈے پیٹوں ہرگز پائے تخت پر قبضہ نہ دیں گے مملوکیوں نے کسی موقع پر ایسی بہادری نہیں دکھائی جیسی اس وقت اپنی اعلیٰ درجہ کی شجاعت کا اظہار کردیا۔ مگر ترکوں کے توپخانہ کے آگے اُن کی بہادری کچھ نہ چل سکی۔ اس خونریز اور انقطاعی جنگ کے بعد سلیم ہی کو فتح ہوئی فتح کے بعد ایک فوج القاہرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی گئی۔ یہ مختصر سی فوج القاہرہ میں داخل ہوئی مملوکی خاص مقامات میں چھپے ہوئے تھے وہ یکایک ترکی فوج پر آپڑے اور ایک ایک کرکے سب کو قتل کر ڈالا سلیم نے پھر ایک ڈیویژن فوج القاہرہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا لیکن اس فوج نے دیکھا کہ القاہرہ پر دشمن کی بڑی بھاری فوج مورچہ زن ہے اور اُن کی آمد کا انتظار کررہی ہے شاہراہوں میں دست بدست جنگ شروع ہوئی تین دن کامل مملوکیوں نے سلطانی فوج کے خلاف آتش جنگ برپا رکھی۔ جب تلوار کی لڑائی کو یہ طول ہوا تو سلیم نے ناچار ہوکے حکم دیا کہ القاہرہ کو آگ لگادو اب مجبوراً مملوکی پسپا ہوئے کیونکہ زیادہ عرصہ تک مقابلہ نہ کرسکتے تھے۔ شہر پر قابض

معلوم ہو سکتا کہ یہ باقاعدہ جنگ میں مارا گیا۔

ٹیمس کا جنگی نامہ نگار لفٹنٹ کرنل بریکنبری تھا اُس نے دو فرانسیسی نامہ نگاروں اور ایک سٹینڈیش امریکن اخبار کے نامہ نگار کے ساتھ اس کاغذ پر دستخط کئے جس میں ان خطرناک مظالم کا حال لکھا ہوا تھا۔ یہ کاغذ کرنل وسلی کی معرفت گورنمنٹ انگلستان کو بھیجا گیا تھا جو ۱۸۷۶ء میں لندن بھیجے پارلیمنٹ کے آگے اور دستاویزات کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اس کاغذ کی تحریر سے معلوم ہوتا تھا کہ ترک اپنی وحشت میں آکے اپنے مخالف کے ساتھ کیسا بیرحمانہ برتاؤ کرتے ہیں اسی وجہ سے انگلستانی رعایا میں ترکوں کے خلاف سخت جوش پیدا ہو گیا۔ تعجب اس بات کا ہے کہ صرف تین نامہ نگاروں کے دستخطی تحریری بیان پر اس قدر اعتبار کر لیا گیا کہ وہ کاغذ سرکاری طور سے پارلیمنٹ میں بھی پیش ہوا اور انگلستان کی عامۂ خلایق کو ترکوں پر غصہ بھی آیا مگر وہ حلفی بیانات جو انگریزی کونسلوں نے روسی مظالم کی بابت اپنی گورنمنٹ کو بھیجے تھے ان پر نہ زیادہ غصہ کا اظہار کیا گیا اور نہ روسیوں کو ڈانٹا گیا۔ اس سے زیادہ بدقسمتی ایک قوم کی کیا ہو سکتی ہے کہ قدیم دوست بھی اُس سے آنکھیں بدل لیں۔ ترکی افسروں کی نمکحرامی اور

ہونے کے بعد سلیم نے سرکش سرداروں کے نام احکام بھیجے کہ میری اطاعت قبول کر لو اور ایک فرمان رعایائے قاہرہ کو بھیجا کہ اگر ہتیار ڈالدوگے تو تمہاری حفاظت کا میں ذمّہ دار ہوں تمہارا بال بھی بیکا نہوگا اور تمہیں ہر طرح امان دی جائے گی۔ اکثر لوگوں نے ہتیار ڈالدیئے پھر وہ فوراً گرفتار کر لئے گئے اور اُن میں سے آٹھ سو نو سو مملوکی سرداروں کے سر اُڑا دیئے گئے اور عام قتل عام کا حکم دیا کہتے ہیں چالیس پچاس ہزار باشندے قتل کر ڈالے گئے۔

جب طومان بے کو قاہرہ میں کامل شکست ہوئی اور قاہرہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو اس نے ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک دفعہ پھر بھی فوج جمع کی لیکن کچھہ کامیابی نہیں ہوئی اخیر وہ گرفتار کر لیا گیا اور ۱۵۱۷ء میں سلیم کے حکم سے اس کی گردن ماردی گئی۔

اب ترکوں کا مصر پر کامل قبضہ ہو گیا تھا۔ قاہرہ کے فتح ہونے کے بعد اسکندریہ اور تمام بڑے بڑے شہروں نے سلطان کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اخیر سلطان نے قسطنطینہ واپس ہونے سے پہلے مصر اور شام میں اپنی طرف سے حکومت کرنے کے لئے گورنر مقرر کر دیئے اور اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ

باہمی نااتفاقی کی خدا کی طرف سے سزا دی گئی تھی کہ اُن کے بے بس بال بچے سنگدل بلغاریوں اور روسیوں کے ہاتھ ذبح کئے جائیں اور تمام دُنیا اسے اچھی نظروں سے دیکھے۔ خدا صرف مسلمانوں کا خدا نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کا خدا ہے۔ اس کے قوانین قدرت سب کے لئے مساوی ہیں جس قوم نے ان قوانین سے تجاوز کیا وہ اسی صورت سے برباد کر دی جاتی ہے۔ روسیوں نے دس لاکھ بے گناہ بچوں اور عورتوں کو ذبح کر ڈالا جلا دیا۔ مار ڈالا۔ قتل کر دیا۔ برباد کر دیا۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہ ہوا۔ کہ اخیر تمدن اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ کے بین الاقوامی معاہدوں کے خلاف کیوں ایسا کیا گیا مگر باشی بزوقوں کے چند گمنام بے اعتدالیوں سے شور محشر بپا ہو گیا غصّہ کی آگ بھڑکی اور مصیبت زدہ ترکوں کو سب خونی نگاہوں سے دیکھنے لگے اس میں کسی کا کچھ قصور نہیں یہ سب اپنے اعمال کی سزا ہے اس سے بھی زیادہ ترکوں کو اگر سزا دی جاتی تو ترکوں کے شایانِ حال تھی کیوں وہ باہم مخالف بنے کیوں اُنہوں نے اپنی گورنمنٹ سے نمک حرامی کی۔ کیوں نہیں اُنہوں نے قومی پاس و لحاظ رکھا اور کیوں چند پیسوں کے لئے دشمن سے مل گئے۔ حدود اللہ سے باہر کیوں قدم رکھا

---

بے انتہا مال غنیمت کے لئے اپنی عظیم سلطنت کے پایۂ تخت کی طرف روانہ ہوا۔ چند مہینے اس نے دمشق میں قیام کیا اور بعد ازاں الیپو میں۔ اور ماہ اگست ۱۵۱۸ء میں قسطنطنیہ پہنچا اب پایۂ تخت سے اپنی دو برس کی غیر حاضری میں اس نے تین قوموں یعنی عرب۔ شامی اور مصریوں کو فتح کر لیا تھا۔

ان طولانی جنگوں سے اس کا خزانہ بالکل خالی ہو گیا مگر اس نے اپنی سلطنت کے چند دولتمندوں اور اعلیٰ افسروں کا سر کاٹ کے اپنا خزانہ بھر لیا۔

سلیم کو وہ شکست یاد تھی جو اُس کے دادا کو نائٹ اف روڈس سے ملی تھی۔ اس بنا پر اس نے مصمم ارادہ کیا کہ کثیر فوج کے ساتھ نائٹ کو نیچا دکھائے۔ بڑی دھوم دھام سے جہازات بننے شروع ہوئے اور کثرت سے سامان باربرداری جمع کیا گیا۔ تھوڑے عرصہ میں بڑی جرّار فوج تیار ہو گئی اور دشمن کے ملک پر حملہ کرنے کے لئے کل کیل کانٹے سے مستعد بن گئی۔ سلطان اپنے پایہ تخت سے ایڈریانوپل روانہ ہوئے۔ رستہ میں ایک سخت مرض کا دورہ ہوا

اور شریعت غرا کے فرمان کی کیوں نافرمانی کی ان کی بداعمالی نے یہ سزا دی ہے اس میں کسی کا کچھ قصور نہیں۔ ان ہی معائب سے بڑی بڑی قدیم سلطنتیں برباد کی گئی ہیں اور اب ڈھونڈنے سے بھی اُن کا کہیں کھوج نہیں ملتا۔ نہ اس میں روسیوں کا کچھ قصور ہے اور نہ یورپ کا۔ سارا قصور ترکوں کا ہے کہ کیوں انہوں نے روسیوں اور بلغاریوں کو ان کے وحشیانہ افعال کے کرنے کا موقعہ دیا روسیوں کی وحشت ابھی تک جوں کی توں باقی ہے۔ پیٹر اعظم کے وقت سے اس وقت تک وحشیانہ خون اُن کی رگوں میں موجود ہے وہ مظالم اور شرمناک افعال جو تمدن۔ انسانیت اور مذہب کی نظر میں کفر سے بھی زیادہ زبوں تریں ثابت ہوئے ہیں وہ روسیوں میں اعلیٰ درجہ کی نیکی سمجھے جاتے ہیں۔ انسانی گرم گرم خون اُن کے لئے شیر مادر ہے۔ معصوم بچوں اور بیگناہ عورتوں کو ذبح کرنا دل لگی سمجھتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ اپنے کو مہذب اور متمدن اقوام سے گنے جاتے ہیں۔ ظلم۔ وحشت۔ سیہ کاری سنگدلی اور بے رحمی ان میں کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی ہے وہ رحم کو کمزور دماغ کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور انصاف کو دل کی کمزوری کی دلیل۔ روس ہی پر کیا منحصر ہے یورپ کے بعض مدعی تمدن

---

اور یہ وہ مقام تھا جہاں سلطان نے اپنے باپ سے جنگ کی تھی۔ مرض کی شدت اس بلا کی ہوئی کہ سلطان کو رستہ ہی میں ٹھیرنا پڑا۔ تھوڑے عرصہ میں اسی مقام پر جہاں سلطان کی باپ کی وفات ہوئی تھی ۲۲ ویں ستمبر سنہ ۱۵۲۰ء میں دنیائے فانی سے کوچ کیا۔ وفات کے وقت سلطان سلیم کی عمر ۵۴ سال کی تھی زمانہ سلطنت صرف ۸ سال شمار ہوا ہے۔

اور تہذیب سلطنتوں کی یہی یہی کیفیت ہے شہنشاہ جرمن نے جب اپنی فوج کو چین رخصت کیا کو
تو یہ فرمایا تھا کہ جو ملے اُسے قتل کر ڈالنا کسی کو پناہ نہ دینا نہ بچوں کو چھوڑنا اور نہ عورتوں کو نہ مردوں
کو۔ غرض کوئی شخص تمہاری شمشیر خارا شگاف سے بچکر نہ جائے۔ یہ ہے تمدن اور یہ ہے تہذیب جسپر
آج یورپ فخر کرتا ہے اور دوسری اقوام کو اپنے مقابل میں وحشی اور جانور سمجھتا ہے۔
ان تمام سلطنتوں کے طرز عمل کو دیکھ کے ہم بلا خوف شامد بر طن اغلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تمدن و تہذیب کے دعوی
میں کوئی قوم دنیا میں سچی ہے تو وہ انگریز اور ترک ہیں۔ سابق الذکر نے اپنے اعلیٰ تمدن اور رحم کا
غدر ۱۸۵۷ء میں پورا ثبوت دیدیا ہے۔ جہاں کسی بچے اور عورت کو انگلی تک نہیں لگائی گئی۔
اسی طرح حال کی جنگ یونان میں ترکوں کی شائستگی کا پورا ثبوت ملگیا ہے جہاں مخالف قوم کے بچے
ترکی سپاہیوں کے کندھے پر چڑھے چڑھے پھرتے تھے باقی اور دول یورپ کی سب کہانی ہے اور کل
دولتیں ایک نہ ایک دن اپنے ان مظالم کا ضرور مزہ چکھیں گی۔
اُن متعدد گاؤں میں جو ترکوں نے برباد کر دیئے ایک گاؤں کا راتلی بھی بیان کیا جاتا ہے جو ٹرنو سے

# گیارہواں باب ۱۱

سلیمان کی تخت نشینی۔ تاریخ سلطنت میں اُس کی مشہور حکمرانی۔
بلغراد کی فتح۔ رہوڈس کا محاصرہ اُس کا مفتوح ہونا۔ مفتوحہ شہر میں
سلیمان کا داخلہ۔ نائٹس کی روانگی۔ ہنگری سے جنگ۔ وائنا کا محاصرہ
باربروسہ۔ اُس کی عملی کامیابی۔ باربروسہ کا کپتان پاشا مقرر ہونا
سواحل اطالیہ اور آرچی پیلیگو کا زیر و زبر کرنا۔ جنگ اور آسٹریا کے
ساتھ عہد و پیمان۔ سلیمان کی خاندانی معاشرت۔ اس کے پیارے اور
عزیز از جان بیٹے کی وفات۔ باربروسہ کی موت۔ روزانہ ہنگری میں
مشکلات کا پیدا ہونا۔ ڈراگٹ آف کورسیر کا امیر بحر مقرر ہونا۔ مالٹا اور
طرابلس الغرب کا محاصرہ۔ خاندانی معاملات سلیمان کا حکم اپنے بڑے

سو نہ میل کے فاصلہ پر فلیپو پولس کی سیدھ میں واقع ہو اُس میں تین سو گھروں سے زیادہ بنے ہوئے تھے لیکن ۳۰ جولائی کو باشی بزوقوں نے اسے بالکل برباد کر دیا تھا۔ بہت سے لوگ تو حملہ ہونے سے پہلے ہی نکل کے چلے گئے تھے لیکن چھ سو آدمی رہ گئے تھے۔ یہ سب عورتیں اور بچے تھے جو باشی بزوقوں کے خوف سے کھیتوں اور کھوؤں میں چھپ گئے تھے۔ بعض خوش قسمتی سے نگاہ سے بچ کے نکل گئے یا حملہ آوروں کی نظر ہی نہ پڑے لیکن باقیماندہ کو باشی بزوقوں نے پکڑ لیا اور سخت بیرحمی اور خطرناک طریقہ سے قتل کر ڈالا۔ پھر اس گاؤں کو برباد کر کے آگ لگا دی اس کے بعد انگریزی اخبار کا ایک نامہ نگار اس سوختہ اور برباد شدہ گاؤں میں گیا تو اُس نے دیکھا کہ کتّے اور سؤر لاشوں کو بھنبھوڑ رہے ہیں۔ گدھے اور مویشی شتر بے مہار کی طرح بغیر مالک کے ادھر ادھر رستہ میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس سے بھی خوفناک اور بدتر حالت جیولا ہالیسی گاؤں کی ہوئی جو یاتی زگرا اور رڑنووا کی ریل کی سڑک کے قریب واقع ہے۔ ۱۷ جولائی کو ایک بڑا گروہ سرکیشین کا اس بستی میں آیا پہلے اُس نے نوجوان لڑکیوں کو ساتھ لیا۔ اور پھر مہیب طور سے باقیماندہ آبادی کو کاٹ ڈالا۔

بیٹے مصطفےٰ کے قتل پر۔ ملکی لڑائی مالٹا کا محاصرہ۔ ترکوں کا پس پا ہونا۔ سلیمان کی وفات۔

سلیم کی وفات کی وحشتناک خبر نے سلطنت میں سخت مشکلات پیدا کر دیں۔ شخصی حکومت کا ہمیشہ سے یہ خاصّہ چلا آیا ہے کہ جدید سلطان کی تخت نشینی پر اسی قسم کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ سلیمان پسر سلیم نے سب سے پہلے اپنی توجہ اس ابتری کے رفع کرنے میں مبذول کی جو قسطنطنیہ سے شام تک پھیل رہی تھی اور جس سے ایک بے انتظامی اور بدامنی پیدا ہو گئی تھی۔ وجہ صرف یہ تھی کہ صوبوں کے گورنر خود مختار رہنا چاہتے تھے۔ سب سے پہلے شام کے گورنر کی سرکوبی کے لئے سلیمان نے فوجیں روانہ کیں۔ فوج نے جاتے ہی گورنر مذکور کو چیز غتو کر لیا اور باغی صوبہ کو ایسا سبق پڑھایا کہ اور گورنروں میں بغاوت کرنے کی ہمت نہ رہی اور چاروں طرف امن امان ہو گیا۔

سلیمان اپنے باپ کے عہد سلطنت میں ایڈریانوپل پر حکومت کرتا تھا۔ اس لئے حکمرانی کے عملی اصول سے اُسے کامل مہارت ہو گئی تھی اور عام طور پر اس کی بزرگی اور محبت رعایا اور فوج کے دلوں میں پیدا

جب اُنہوں نے دیکھا کہ عورتوں اور بچّوں نے گرجوں میں پناہ لی ہے وہ انکے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ اور گرجے میں جا کر سب کو ذبح کر ڈالا۔ ۵ سو لاشیں گرجے سے باہر نکالی گئیں۔ کرنیل لیفٹننٹ اور فوجی اٹاچیوں نے اُنہیں دفن کر دیا اس کے علاوہ بہت سی لاشیں مختلف مقاموں میں پائی گئیں۔ اور ۳۳ مجروحین کی ڈاکٹروں نے مرہم پٹی کی۔ گرجے کے چشم دید واقعہ کا اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ مقتول اور دم توڑتی ہوئی عورتیں اور بچے ایک پر ایک پڑے ہوئے تھے چھوٹے چھوٹے بچے اپنی ماؤں کو دیکھکر بلک رہے تھے۔ زخمی مائیں مقتولین کی ڈھیر میں سے اپنے بچّوں کو تلاش کر رہی تھیں لیکن بیرحم تلواروں نے ان کو اس وحشت اور بیدردی سے کاٹا تھا کہ وہ اُنہیں نہ پہچان سکیں۔ متعدد عورتوں پر خوفناک مظالم توڑے گئے۔ اور بعض عورتوں کی پستانیں کاٹ ڈالی گئیں اور بہت سی عورتوں کے پہونچے کاٹ ڈالے گئے تھے۔ ایک مقتول ماں کا شیرخوار بچّہ بھوک کے مارے تڑپ رہا تھا اور اپنی ماں کے پاس دودھ پینے کے لئے دوڑ رہا تھا اور اُس کو ہلاتا تھا کہ وہ جاگ کر دودھ پلائے۔ اِدہر یہ لوگ اس بستی میں قتل و غارت کا نظارہ دیکھ رہے تھے اُدہر دوسری بستی میں

ہو گئی تھی۔ لوگ اُس کے باپ کے مظالم اور سختیوں سے پریشان اور ماندہ ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے اور بھی اُنہوں نے جدید نوجوان سلطان کے لئے خوشیاں منائیں۔

شام کی مشکلات کا فیصلہ کرنے کے بعد جہانگیری کی طرف نوجوان سلطان نے اپنی عنانِ توجہ منعطف کی اور یہیں سے اُس کی فتوحات کا پہلا باب شروع ہوا۔ اُس نے چاروں طرف سے بلغراد کو روک لیا اور بہت جلد اس کل صوبہ کا مالک بن بیٹھا۔ جب بلغراد کی فتح پوری ہو چکی تو بلغراد میں ایک زبردست ترکی قلعہ بنا کے اور اُس میں فوج متعین کر کے پائے تخت واپس چلا آیا تاکہ آئندہ سال مزید فتوحات کی تیاریاں کرے۔

اسی اثناء میں اس نے جزائر رہوڈس پر حملہ کرنے کے لئے ایک مہم روانہ کی جن پر بیت المقدس کے نائٹس آف سینٹ جان نے بہت دنوں سے قبضہ کر رکھا تھا۔ محمد ثانی کے زمانہ سے اُنہیں بے دخل کرنے کی کئی بار کوشش ہو چکی تھی لیکن انہوں نے وہاں سے جنبش نہ کی تھی۔ ستر کوچک کے گزشتہ حملہ کے بعد سے ایک جدید گرانڈ ماسٹر اف دی آرڈر ویلرس ڈی آئل آدم نامی ایک فرانسیسی نژاد

خونریزی ہو رہی تھی۔ لندن ٹیمس کے بحری نامہ نگار کی جان بھی خطرہ میں پھنسی ہوئی تھی اور اسے ڈر تھا کہ یہ لوگ پلٹ کر سر اقلیع قمع نہ کردیں۔ ایک سرکیشی نے ایک جھاڑی کے پیچھے سے اس نامہ نگار کے گولی ماری لیکن یہ بال بال بچ گیا۔ کوئی باقاعدہ فوج ابھی تک شہر میں نہیں آئی تھی اس لئے سرکیشی بہت ازادی سے شرمناک افعال کر رہے تھے۔

لندن ٹیمس کے بحری نامہ نگار کے اس بیان سے بشرطیکہ وہ صحیح ہو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ترکی شایستہ فوج کا ایک سپاہی بھی ان خطرناک جرایم کا مرتکب نہیں ہوا۔ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ اس بے قاعدہ فوج نے اس وقت یہ ناروا افعال کئے کہ جب بلغاری اور روسی سلمان عورتوں اور بچوں کے خون میں اپنے ہاتھ تر کر چکے تھے۔ کسی شہادت نے اور کسی کمزور سے کمزور بیان سے بات ذرا بھی ثابت نہیں ہوتی کہ ترکی شایستہ فوج نے کہیں بھی بے اعتدالی سے کام لیا بلکہ برخلاف اس کے اکثر ایسا ہوا کہ جہاں وہ باشی بزوقوں کے موقعہ پر پہنچ گئی ان کو قوت سے فوراً روکدیا اور کسی پر ہاتھ نہ ڈالنے دیا۔

---

شخص مقرر ہوا تھا جو بہت بڑا بہادر اور نامور تھا۔ بہت سے لوگ جو اس کے عہدہ کے مستحق تھے محروم کر دیئے گئے انہیں سخت صدمہ ہوا اور آدم کے ساتھ حسد کرنے لگے اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ رشوت لیکے اس جزیرہ اور اس کے بہادر سپاہیوں کو سلیمان کے سپرد کردیں۔

جو معاہدے سلاطین کے رہوڈس سے ہوئے تھے سلیمان نے خلاف معاہدہ نائٹس کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کے ان معاہدوں کو توڑ ڈالا۔ ایک ترکی بیڑہ جہازات چار سو جہازوں کا جن پر پچاس ہزار ترکی فوج تھی حملہ کی غرض سے روانہ ہوا اور جزیرہ میں پہنچا۔ کنارہ پر اُترتے ہی محاصرہ شروع کردیا قلعہ بندیاں خوب مضبوطی سے ہو رہی تھیں اور بڑے زبردست مورچے قایم کئے گئے تھے۔ فوج قلعہ کی تعداد پانچ ہزار تھی جس میں چھ سو نائٹس تھے علاوہ اس فوج کے کل شہر کا شہر جنگ کرنے کے لئے موجود تھا اس لئے لڑنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ تمام فوج اور شہری پورے طور پر مسلح تھے اور اخیر تک دشمن سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ تھے۔

پانچ مہینے تک جنگ رہی لیکن رہوڈس مطیع نہ ہوا۔ سلطان سے رہا نہ گیا فوراً آندھی اور مینہ کیطرح

ڈیلی نیوز کا نامہ نگار بلغاری بستیوں کی بابت مفصلۂ ذیل لکھتا ہے۔ مرد۔ عورتیں اور بچوں کی لاشیں سوختہ مکانات کی راکھ میں پڑی ہوئی تھیں۔ کسان کھیتوں میں گولی مار دیئے گئے تھے۔ ایک بلغاری کو میں نے کوئیں کے پاس نہایت شدید مجروحی حالت میں دیکھا جس کی پیشانی پر صلیب کا زخم تھا۔ مقام کسلدیو میں بھی اسی طرح کی مہیب صورتیں نظر پڑیں۔ اس قصبہ پر پہلے روسی ڈراگوں کی ایک رجمنٹ نے کرنل بلڈرلنگ کی ماتحتی میں قبضہ کر لیا تھا۔ اسی اثنا میں ترکوں کی ایک رجمنٹ آئی اور اس نے روسیوں کو مار کر نکالدیا اور اب ترکوں کا اس بستی پر قبضہ ہو گیا یہ رجمنٹ ترکی بے قاعدہ فوج کی تھی۔ یہی باشندے گرجوں میں جا کے بند ہو گئے لیکن ترکی افسر کے حکم سے گرجے کے دروازے توڑ ڈالے گئے اور سب پناہ گزینوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جب کرنل بلڈرلنگ شب کو واپس آیا تو اس نے بستی کو برباد دیکھا اور گرجے میں خون بہا ہوا نظر کیا۔ چند آدمی قریب کے باغوں میں چھپ گئے تھے۔ وہ روسیوں کو دیکھ کے ان کے پاس آئے اور سب رام کہانی سنائی۔

---

بذاتِ خود فوج کی کمان کرنے کے لئے روانہ ہوا ایک انجنیر سلطان کے ساتھ تھا جو قلعجات میں سُرنگ کھودنا خوب جانتا تھا۔ سلطان موقع پر پہنچا اور قلعوں کے نیچے سُرنگیں کھودی گئیں جب ان سرنگوں میں آگ دی گئی ہے اور قلعے اُڑنے ہیں الحفیظ الاماں بہت بڑا اثر ہوا اور رہوڈس پر خطرناک حالت طاری ہو گئی۔ ہزاروں آدمی مر گئے لیکن اُن کی شجاعت پر آفریں کرنے کو جی چاہتا ہے کہ وہاں سے اُنہوں نے جنبش نہ کی۔ روز بروز دہڑا دہڑ گڑھیاں اُڑ رہی تھیں اور سخت خطرناک صورت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ قلعہ کی فصیلوں میں دراڑیں پڑنے لگیں اور بربادی آنکھوں کے سامنے عیاں ہونے لگی۔

نائٹس کا توپخانہ ترکوں کی نسبت بہت بڑا تھا لیکن بدقسمتی سے گولہ بارود ختم ہو چکا تھا۔ مخبروں کے ذریعہ سے سلطان کو یہ خبر لگ گئی کہ گولہ بارود نہیں رہا اور اب نائٹس کی جان پر بن گئی ہے ڈماریل نامی چینسلر رہوڈس کی نسبت یہ شبہہ ہوا کہ اس نے ترکوں کو یہ خبر پہنچائی ہے فوراً اُس کا کورٹ مارشیل کیا گیا اور اُس کی گردن اڑا دی گئی۔

اِس سے بھی زیادہ قصائی پنے کے افعال مقام اسکینرگرا کے گرد واقع ہوئے۔ ۲۹ سے ۳۱ جولائی تک روسی رسالے اور ترکی فوج میں پہلے انقطاعی اور خونریز جنگ ہوئی۔ روسی رسالہ پارہ پارہ کردیا گیا اور روسیوں کے ہزیمت خوردہ سوار کافور ہوگئے اس ترکی غیر شایستہ فوج نے اس مقام پر قبضہ کرکے عام قتل عام شروع کیا۔ تمام عیسائی مرد۔ عورتیں اور بچے گھر سے نکلتے ہی گولی مار دیئے گئے۔ اور جو لوگ گھر سے باہر نہ نکلے ان کو گھروں ہی میں زندہ جلا دیا۔ بہت سے ترکی تاجروں نے اِن بے رحمانہ افعال میں حصہ لیا۔ اُنہوں نے بکثرت باشی بزوق جمع کئے اور شریان کے آس پاس عیسائیوں کو قتل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساٹھ گاؤں اور قصبے جلا دیئے گئے اور تیس گرجوں سے زیادہ منہدم کردیئے گئے اور بہت سے آدمی مار ڈالے گئے۔ بارہ پندرہ ہزار مقتولین کی تعداد بیاں ہوئی ہو لیکن اس تعداد میں بہت ہی مبالغہ سے کام لیا گیا ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ جو عیسائی مرد۔ عورتیں اور بچے قتل کئے گئے اُن کی تعداد کچھ کم نہ تھی۔ مگر ہاں اس تعداد کا اگر وہ بارہ پندرہ ہزار ہی قبول کرلی جائے اُس تعداد سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی جو بلغاریوں اور روسیوں نے

---

نائٹس بہت عرصہ تک دول یورپ کی امداد کے امیدوار رہے کہ شہنشاہانِ یورپ آکے ترکوں کی آفت سے نجات دیں گے لیکن چارلس پنجم اور فرانسیس اول خود ہی مُصیبت میں پھنسے ہوئے تھے اُنہیں رہوڈس کی زیادہ پرواہ نہ ہوئی ان کے علاوہ اور مسیحی شہنشاہ معہ پوپ معصوم کے ترکوں کے خلاف اس جنگ میں دست اندازی نہ کرسکتے تھے۔ رہوڈس کیا تو خداوند مسیح کی نگرانی میں تھے اور کیا نائٹس کی شجاعت پر اور کوئی اُن کا ممد و معاون نہ تھا۔

ترکی سپاہ سالاروں نے اخیر شہر کے اُڑانے میں زیادہ جانوں کا کھلیان پسند نہیں کیا اُنہیں اپنے توپخانہ اور اپنی سرنگوں پر کامل بھروسہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ ہم رہوڈس کو فتح بھی کرلیں گے اور اُس کو برباد بھی کردیں گے۔ ساعت بہ ساعت نئی دراڑیں پیدا ہوتی جاتی تھیں اور جنگ آور قدم بقدم جنگ کرتے جاتے تھے۔ نری شجاعت کام نہیں دیسکتی نائٹس کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ شہر اب کسی صورت سے نہیں بچ سکتا۔

سلیمان خوب سمجھتا تھا کہ رہوڈس نہیں بچ سکتا اور چونکہ محض شجاعت کی وجہ سے وہ نائٹس کو

مسلمان عورتوں اور بچوں کی قتل کی تھی۔
یہی کیفیت ایشیا میں ہوئی۔ جب جنرل ترگوکسف وسط جون میں مقام دیلی بابا کے حوالی میں جنگ کر رہا تھا تو بائیس ہزار کردوں نے مقام وآن سے بڑھ کے شہر بایزید پر قبضہ کر لیا اور روسی فوج قلعہ کو مار کے فصیلوں اور گرگجوں میں بند کر دیا۔ دو دن کے محاصرہ کے بعد روسی فوج قلعہ نے اطاعت کی شرطیں پیش کیں۔ اس فوج میں بارہ سو کوہ قافی بھی تھے ایک حصّہ فوج نے ہتیار ڈالدیئے اور غیر مسلح کردوں کی حفاظت میں گرگجوں کے باہر نکلے۔ کردیکایک ان غیر مسلح روسی سپاہیوں پر لوٹ پڑے اور سب کو تہ تیغ کر دیا۔ باقی ماندہ روسی فوج قلعہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو فصیلوں کے دروازے بند کر دیئے اور صاف انکار کر دیا کہ ہم ہتیار نہیں ڈالیں گے۔ ۱۰ر جولائی کو جیسا کہ ہم پہلے کسی باب میں بیان کر آئے ہیں روسی سپاہ سالار ترگوکسف نے آکے خلاصی دلوائی۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ کردوں نے اس پھرتی سے قتل عام کیا کہ ترکی باقاعدہ فوج اُن کے اس ناشایستہ فعل میں دست اندازی نہ کر سکی۔ جب مختار پاشا سپاہ سالار افواج عثمانیہ نے اس واقعہ کو سُنا تو

---

عزیز رکھتا تھا اس لئے یہ تجویز کی کہ عزّت کے ساتھ رہوڈس اطاعت قبول کرے اور کسی قسم کی ان شجیع لوگوں کی بے عزتی نہ ہو۔ مگر اہل شہر کی ناراضگی سے اول تو گرانڈ ماسٹر راضی نہ ہوا لیکن جب لاطینی اور یونانی لشپوں نے انسانیت اور عیسائیت کا واسطہ دے کے کہا کہ تو ترکوں کی شرطوں کو مان لے اس اصرار اور قسما قسمی پر ناچار گرانڈ ماسٹر نے حکم دیا کہ امن طلبی کا جھنڈا گرجوں پر اڑا دیا جائے۔ ترکوں نے فوراً اس جھنڈے کا جواب دیا اور دونوں طرف سے توپوں کے فیر بند ہو گئے۔ دوسرے روز عہد و پیمان شروع ہو گئے اور بڑی کشمکش اور ردّ و بدل کے بعد اخیر ۲۲ دسمبر ۱۵۲۲ء میں عہد نامہ پر دستخط ہو گئے اور رہوڈس کی کنجیاں سلطان کے قدموں پر ڈالدی گئیں۔
عین بڑے دن سلطان سلیمان شہر میں داخل ہوا۔ نائٹس نے چھ مہینے کے بعد ایک ایسی حکومت کو چھوڑا جو دو سو بیس سال سے اُن کے قبضہ میں تھی اس عرصہ میں جو نمایاں ترقی تجارت اور تمدن میں ہوئی تھی جس سے تمام مسیحی دنیا مالا مال ہو گئی تھی ہمیشہ یادگار رہے گی اور ایسا بڑا دن کہ دو سو بیس سال کی سلطنت گئی ہمیشہ نقش کالحجر رہے گا۔

آپ بہت افروختہ ہوئے اور حکم دیا کہ جن کردوں نے ایسا کیا ہو وہ گولی مار دیئے جائیں۔ یہ ہیں ترکی شائستہ فوج کے کمان افسروں کی تہذیب جس سے بہتر شائستہ اور قانون کے پابند افسر یورپ میں بھی کم نظر آتے ہیں۔

یورپین ترکی کی حالت اس سے کم خراب نہ تھی لندن کے نامہ نگار نے ۲۸ جولائی کو یہ لکھا تھا "ہر جگہ میں نے یہی حکایتیں سُنیں کہ روسیوں نے ترکوں کو مار ڈالا اور ترکوں نے روسیوں کو قتل کر ڈالا۔ میں پے در پے کئی سو گاؤں میں ہو کے گزرا میں نے تو سب کو ہی خالی پایا۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے گھر برباد دیکھے اور سوائے کُتّوں۔ بطوں اور مرغیوں کے آدمیوں کا کہیں نشان نہ پایا۔ جب روسی فوجیں آگئیں تو کل بلغاری یکایک پیدا ہو گئے اور ریل و تار ڈاک وغیرہ کے برباد کرنے اور مسلمانوں کو قتل کرنے میں روسیوں کا خوب ہاتھ بٹایا۔ جہاں جہاں روسی فوجیں گئیں عثمانی رعایا ترکوں سے باغی ہو گئی اور اس نے ترکوں پر حملہ کرنا شروع کیا۔ جہاں تک روسیوں سے ہو سکتا تھا ہر ممکن طریقہ سے عیسائیوں کو فساد پر آمادہ کرتے تھے اس کہنے کی ضرورت نہیں کہ

---

سلیمان نے بہادر مفتوحین سے بڑی اولوالعزمی اور فیاضی کا برتاؤ کیا انہیں عہد نامہ کے مطابق بارہ روز کی مہلت دی کہ وہ اس عرصہ میں شہر سے نکل سکتے ہیں۔ کسی سے اُف تک نہ کی اور کسی کو ہاتھ لگایا نہ شہر میں لوٹ مچی۔ شہریوں کو اجازت دیدی گئی کہ وہ بازادی اپنے مذہبی ارکان ادا کریں۔ اُن کے گرجوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ کوئی بچہ اس کے والدین سے نہیں لیا گیا یہاں تک کہ کل جزیرہ کو پانچ سال تک خراج معاف کر دیا۔

سلیمان گرانڈ ماسٹر سے بہت ہی مہربانی کے ساتھ پیش آیا۔ پہلی ملاقات میں سلطان نے گرانڈ ماسٹر کی بہادری کی بہت تعریف کی اور چاہا کہ گرانڈ ماسٹر میری ملازمت قبول کرلے۔ ڈی آدم گرانڈ ماسٹر نے جواب دیا اگر میں آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں تو سمجھ لیجے کہ آپ کی ملازمت کے ہرگز قابل نہ ہوں گا۔ فتح کے بعد مفتوح شہر پر جو کچھ بیتا پڑتی ہو اور سخت احتیاط کے بعد بھی جو خرابی واقع ہوتی ہو اس سے رہوڈس بالکل محفوظ تھا۔ نوجوان سلیمان کے اس شاہانہ فعل کی دھاک تمام یورپ میں بیٹھ گئی اور سب کی نظریں ترکوں کی اس شائستگی کی طرف تعجب سے اُٹھنے لگیں فی الحقیقت

روسیوں کو اس بغاوت پیدا کرا دینے سے کس قدر فائدہ ہوتا تھا۔
آہ اے مذہبی تعصب آہ تونے دنیا میں سخت سخت بیرحمیاں کی ہیں آہ ای مذہبی تعصب آہ تونے صدہا آباد شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور لاکھوں معصوم بچوں اور بیگناہ عورتوں کو بکروں کی طرح ذبح کرڈالا۔ اس ستعار زندگی کے لئے انسان کیسی کیسی بیرحمیاں کرتا ہی اور کچھ ایسا غفلت کا پردہ اُس پر پڑا ہوا ہی کہ اپنے افعال کا اُسے ذرا بھی درد نہیں آتا۔ دنیا کا ایک عجیب راز ہی جو کسی سے نہ کھل سکا دم زدن کا کسے یا را ہی کون جان سکتا ہی کہ پردہ کے پیچھے کیا ہی۔
عیسائیوں کے اُن بے شمار قصبوں میں جن کو باشی بزوقوں نے برباد کردیا ایک قصبہ کارا تلی تھا جس میں تین سو گھر تھے لیکن ۳۰ رجولائی باشی بزوقوں نے اُس قصبہ کو بالکل برباد کردیا تھا۔ بہت سے قصباتی تو حملہ سے پہلے ہی نکل کے چلدیئے تھے لیکن پھر بھی چھ سو کے قریب موجود تھے اور یہ سب عورتیں اور بچّے تھے باحمیت عیسائی اپنی عورتوں اور بچّوں کو چھوڑ کے چلدیئے تھے جب ان عورتوں اور بچّوں نے حملہ کی خبر سُنی تو سب کے سب قریب کے کھیتوں اور جنگلوں میں

---

یہ بے نظیر کام اُس زمانہ میں اچھوتا تھا۔
جزیرہ سے نائٹس کے چلے جانے کے بعد سلیمان اعظم قسطنطنیہ واپس چلا آیا۔ اور یہاں سلطنت کے اندرونی معاملات کو ترقی دینے میں مصروف ہوا لیکن ممکن نہ تھا کہ سلیمان آرام سے بیٹھتا کیونکہ اس کی خونخوار جاں نثاری فوج بغیر جنگ کے چند روز بھی آرام نہ لیسکتی تھی۔ باہم کٹا چھنی ہونے لگی اور بہ مشکل سلیمان نے اس فساد کو رفع دفع کیا سلیمان سمجھ گیا کہ ان کی فطرت میں جنگجوئی ہی جب تک انہیں جنگ میں مبتلا نہ رکھا جائے گا ملک میں کبھی امن نہیں ہوسکتا۔
ہنگیری سے زیادہ اور کوئی میدان اُس کی حوصلہ مندی کے نکالنے کا نہ تھا کیونکہ جب سے بلغراد فتح ہوا تھا سلیمان کی نظریں ہنگیری کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ لوئیس ثانی شاہ ہنگری کی عمر اسوقت ۲۲ سال کی تھی۔ یہ نہایت پُرجوش بادشاہ تھا اور اس کی اولوالعزمی کا شہرہ بہت کچھ تھا۔ اگرچہ یہ بیان کیا گیا ہی کہ وہ زیادہ تجربہ کار نہ تھا۔
غرض بڑی تیاری کے بعد ۱۵۲۶ء میں سلیمان نے فوج کثیر کے ساتھ ہنگیری پر حملہ کیا ہنگیری

جا کے چھپ گئے۔ ان میں سے بعض ایسے خوش قسمت تھے کہ اُن پر باشی بزوقوں کی نظر ہی نہ پڑی لیکن ان میں کی اکثر عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے اور باشی بزوقوں نے سخت بیرحمی سے مار ڈالا۔ پھر یہ قصبہ لوٹ لیا اور برباد کر دیا گیا۔ اس بربادی کے بعد ہی انگریزی نامہ نگار اس گاؤں میں پہنچا تو کتے اور سوروں کو دیکھا کہ لاشوں کو بھبوڑ رہے ہیں اور مویشی۔ گدہے شتر بے مہار کی طرح سڑکوں پر اِدہر اُدہر بھٹکتے پھرتے ہیں۔

مگر اس سے بھی زیادہ خطرناک مظالم قصبہ جیولاتھالسی میں ہوئے جو بٹر لوما اور یانی زگرا کے بیچ میں واقع تھا۔ ۲۷ر جولائی اس قصبہ میں بکثرت سرکیشین گھس آئے اور تمام نوجوان لڑکیوں کو پکڑ کے لیگئے اور پھر باقیماندہ لوگوں کو قتل کرنے کے لئے واپس آئے انہوں نے آکے دیکھا کہ عورتیں اور بچے گرجہ میں جا کے پناہ گزیں ہوئے ہیں۔ سرکیشیا والے گرجہ میں گھس آئے اور سبکو قتل کر ڈالا۔ کرنیل ناکس وغیرہ نے ایک سو چہتر مردہ اجسام کو گرجہ سے نکال کے باہر دفن کیا۔ بہت سی لاشوں کا مختلف مضافات میں پتہ لگا۔ چھتیس مجروحین ملے جن کی مرہم پٹی کال طوبہ

---

فوج بھی جنگ کے لئے میدان میں آئی لیکن دو ہی گھنٹے میں ہنگیری کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا تمام ہنگیری فوج پارہ پارہ کر دی گئی اور میدان جنگ کو اس بہادر مسیحی فوج کی لاشوں نے پاٹ دیا۔ نوجوان شاہ اپنے لشکر کی خود کمان کر رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ جان نثاری مارتے مارتے قلب لشکر میں آ گئے اور صفوں کی صفوں کو پارہ پارہ کر دیا تو وہ بیچارہ جان بچا کے بھاگا مگر میدان جنگ کے قریب ایک ندی میں ڈوب کے مر گیا۔ اس انقطاعی فتح کے بعد فاتح فوج ڈینوب کے ساحل ساحل روانہ ہوئی اور ۱۰ ستمبر ۱۵۲۶ء میں شہر بودا۔ پیشن اور پائے تخت نے اُن کے قدموں پر کنجیاں رکھدیں۔ کہتے ہیں پائے تخت لوٹا گیا اور یہاں جان نثاریوں نے بڑی زیادتی کی۔ کثرت سے مال غنیمت لیکے فاتح سپاہی اپنے وطن واپس پھرے۔ لاکھوں کروڑوں روپے کا سامان اُن کے جانوران باربرداری پر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہزاروں مرد عورتیں اور بچے بطور لونڈی غلاموں کے اُن کے ساتھ تھے جو قسطنطنیں کے بازار غلاماں میں لاکے فروخت کئے گئے۔ یکایک ہنگیری میں مشکلات پیدا ہو گئیں۔ لوئیس ثانی کے مرتے ہی ملکی جنگ کا آغاز ہوا۔

کی گئی جس شخص نے گرجہ کو اندر سے جا کے دیکھا وہ یہ بیان کرتا ہی "لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا
ان میں سے بعض سسک رہی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے اتاں اتاں کہکے بلک رہے اور لاشوں
میں دبے ہوئے تھے مجروح مائیں اس خوفناک ڈھیر میں سے اپنے بچوں کو تلاش کر رہی تھیں لیکن
اپنے بچوں کو پہچان نہ سکتی تھیں کیونکہ تلواروں سے اُن کے اجسام پاش پاش ہوگئے تھے اور
اُن کے سر کی کئی پھانکیں بن گئی تھیں۔

یہ ہیں بیانات جو باشی بزوقوں کے مظالم کی بابتہ انگریزی اخبارات لندن میں شائع ہوئے ممکن
ہے کہ یہ کل بیانات صحیح ہوں لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ کل بیانات میں آہنگی اس بلا کی
ہے کہ ایک بات بھی ٹھیک نہیں معلوم ہوتی مظالم کے الفاظ کل نامہ نگاروں کے ایک ہی ہیں
واقعات بھی ایک ہی پھر لطف یہ ہی کہ بیان کرتے وقت ممکن الوقوع اور ناممکن الوقوع باتوں
کا مطلق خیال نہیں کیا گیا ہی۔ دشمن اور اس کے ساتھ غصہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہی۔ ایک جگہ
تو یہ لکھا ہی کہ بچے بلک رہے تھے اور لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور دوسری جگہ قلم فرسائی

---

آرچ ڈیوک فرڈیننڈ آسٹریا برادر چارلس پنجم نے بہ حیثیت برادر نسبتی لوئیس کے تخت کا
دعویٰ کیا مگر اُس کی جان زپولی ایک زبردست امیر سلطنت نے مخالفت کی۔ دونوں کے
ہمراہی بہت کثرت سے تھے۔
فرڈیننڈ زبردست فوج کے ساتھ اپنے مخالف پر حملہ آور ہوا اور ٹوکے کے میدان میں سخت
خونریز جنگ ہوئی۔ زپولی کو بڑے نقصان کے ساتھ شکست ہوئی اور وہ اپنے نسبتی بھائی
شاہ سجمند کے ساتھ پولینڈ میں جا کے پناہ گزیں ہوا اور شاہ پولینڈ سے کہا تو میری امداد کر
لیکن اس نے اس جھگڑے میں پڑنے سے صاف انکار کیا جب زپولی نے صاف جواب
پایا تو سیدھا آکے سلیمان کے قدموں پر گر پڑا۔
سلطان نے زپولی کو اپنے ہاں پناہ دی اور بلغراد کی لشکر گاہ کے قریب سلطنت ترکی کی
طرف سے اُس کا استقبال ہوا سلیمان بہت مہربانی سے پیش آیا اور کہا تو غم نہ کھا تجھے ہنگیری
کا تخت دلوا دوں گا۔ سلطان سمجھتا تھا کہ تاج ہنگیری میرا ہی دوسرا شخص اُس کا مدعی کیونکر

کی گئی ہے کہ زخمی مائیں اپنے بچوں کو لاشوں میں سے تلاش کر رہی تھیں اور اُن کی صورت نہ پہچانی جاتی تھی۔ اسی قسم کے بیانات گزشتہ صفحوں میں بھی ناظرین نے ملاحظہ کئے ہوں گے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد کی مثل ہے۔ یہ طفلانہ اور بے سر و پا بیان ہیں جو باشی بزوقوں کے سر چپکے گئے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہے کہ باشی بزوقوں نے ضرور زیادتیاں کی ہوں گی لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بات دیکھنے کی ہے جس کا اشارہ ہم اوپر کر آئے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا روسی مظالم کے بعد کیا اور ایسی حالت میں جب اُنہوں نے اپنی مستورات اور اپنے معصوم بچوں کی لاشوں کو دیکھا تو اُنہیں جوش آگیا اور اُن کا یہ جوش قابل معذوری تھا۔

## محمد علی پاشا اور سلیمان پاشا کا طرز و انداز
## پلونا پر عظیم حملہ کی تیاریاں اور بعض واقعات

جب روسیہ کا بلغاریہ پر پورا قبضہ ہوگیا تو اُنہوں نے اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ذرا بھی پس و پیش نہ کیا۔ ماہ جولائی کے ختم ہونے سے پہلے روسیہ نے ایک اعلان جاری کیا کہ وہ

ہو سکتا ہے اور کیوں زیپولی کو مار کے نکالا گیا ہے سلیمان نے صاف الفاظ میں کہا۔ زیپولی تو مطمئن رہ میں تیرا دوست ہوں۔ بماہ مئی ۱۵۲۹ء میں دو لاکھ پچاس ہزار فوج کے ساتھ سلطان سلیمان پائے تخت سے باہر نکلا علاوہ جاں نثاریوں کے سب قسم کی فوج تھی۔ اِدھر فوج کو کوچ کا حکم ہوا اور اُدھر بارش شروع ہوئی بارش نے فوج کو سخت پریشان کردیا اور اُس سے راستہ نہ چلا گیا اور وہ سخت ماندہ ہو ہو گئی۔ چار مہینے سے زیادہ سفر کرتے ہوئے گزر گئے تھے پھر کہیں جاکے دشمن سے مقابلہ کی ٹھہری۔ رستوں کی مشکلات برسات کی وجہ سے بہ مشکل قدم کا اُٹھنا اور پھر توپوں اور سامان بار برداری کا لیجانا یہ ایسی مشکلات تھیں کہ انہیں طے کرنیکے بعد فوج بالکل تھک گئی تھی۔ اخیر خدا خدا کر کے دشمن کی فوجوں کے پرے دکھائی دیئے سلطانی فوج خوش ہوئی کہ اللہ نے مراد دی کہ منزلِ مقصود نظر آنے لگی۔ سلیمان نے ایک دن کا بھی اس تکان اور ماندگی سے آرام نہیں لیا اور فوراً دشمن کے آگے نقّارہ جنگ بجانے کا حکم دیا۔ بہادر مسیحی سپاہ جو بالکل تازہ دم تھی اور بہت عرصہ سے سلیمان کی فوج کے انتظار میں پڑی ہوئی تھی

قانون جس سے عیسائی فوج میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے ٹیکس ادا کرتے تھے منسوخ کر دیا گیا۔ وہ یکی کا قانون یکم جنوری ۱۸۵۹ء سے جاتا ہی رہا تھا۔ ہاں بجائے اس کے نقد ٹیکس لیا جاتا تھا۔ سال رواں میں تو ترکی قانون کے مطابق دہ یکی روسی افواج نے لی تھی کیونکہ انہیں غلہ وغیرہ کی ضرورت تھی اس کے مقابلہ میں روپیہ کی چنداں حاجت نہ تھی۔ ترکی نوٹ بالکل برباد کر دیئے گئے اور حکم دیدیا گیا کہ کوئی ترکی نوٹ کا روپیہ نہ دے۔ روسی کاغذ چلنے لگے شہنشاہ روس نے براہ راست اپنی حکومت مفتوحہ صوبہ پر قایم کر لی اور چھوٹے چھوٹے عہدے بلغاریوں کے لئے چھوڑ دیئے۔ ضلع ماچن واقع ڈبروڈشا میں رومینی خاندان آباد ہو گئے تھے لیکن انہیں بلغاریوں نے ستا مارا تھا اخیر سب نے واویلا مچایا کہ بلغاری ہمیں کھائے چلے جاتے ہیں ہم کل قسم کے ٹیکس ادا کر چکے ہیں پھر بھی بلغاری کوڑے سے ہماری خبر لیتے ہیں اور ہم سے بیجا ٹیکس مانگتے ہیں۔ یہ وقت تھا کہ رومینی ترکوں کے چلے جانے کا افسوس کرتے تھے اور ہاتھ سے ہاتھ ملتے تھے کہ ہم نے ترکوں کی کیوں مخالفت کی ان کے چلا جانے سے ہم پر یہ بپتا پڑی ہے۔

آگے بڑھی اور اب طرفین کے دلوں کے حوصلے نکلنے شروع ہوئے توپوں کی آوازوں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ میدان جنگ محشر بن گیا چھ روز تک کامل جنگ ہوتی رہی بڑے بڑے بہادر خاک وخون میں لوٹے اور تمام میدان نے خونی لباس زیب تن کر لیا۔ ترک برابر بڑھے چلے جاتے تھے اخیر سینہ بسینہ جنگ ہوئی۔ دست بدست لڑائی بہت جلدی جنگ عظیم کا فیصلہ کر دیتی ہے چنانچہ عیسائی لشکر کاٹ ڈالا گیا۔ تلواروں کے منہ پر چورنگ اڑایا گیا اور سیمی شجاع کھیرے اور ککڑی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گئے۔ کل بقیۃ السیف فوجیں بھاگیں اور ترکوں نے بجائے چند روز آرام لینے کے اپنی باگیں وانا پائے تخت آسٹریا کی طرف اٹھائیں۔

فرڈیننڈ نے جب دیکھا کہ دشمن بہت قریب آ گیا ہے بیس ہزار زبردست فوج قلعہ میں چھوڑی اور چاروں طرف سے مورچہ بندی کر لی اور اس کثرت سے سامان خورد و نوش جمع کر دیا یہ کہ مدت تک محاصرہ میں فوج کو کافی ہو۔ فصیلوں پر برج بنے ہوئے تھے ایک ایک برج پر سو سو توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ فرڈیننڈ نے کوئی پہلو تیاری جنگ کا اٹھا نہیں رکھا۔ اور اپنے خطرناک

بلغاری اپنے بھائی رومیوں کو دن دیوے لوٹ رہے تھے اور کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔
اس کے بعد روسیہ نے فوجداری کے قوانین کا اجرا کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی میں سات بلغاری ممبر معہ میر مجلس اور تین ترک داخل کئے تاکہ عام طور پر یہ غل مچ جائے کہ روسیہ کے ہاں کس قدر آزادی ہے کہ معاملات انتظامیہ میں مسلمانوں کو بھی شریک کرلیا حالانکہ یہ نری دھوکا دہی اور دغابازی تھی اکیلا چنا بھاڑ کو کب پھوڑ سکتا ہے۔ یہ اور اس جیسی ساری باتیں برائے نام کی جاتی تھیں گیارہ ممبروں کے آگے بیچارے تین مسلمان ممبروں کی کسی صورت سے بھی دال نہ گل سکتی تھی کمیٹی کے ہر جلسہ میں کیا تو مسلمانوں کو اپنی طبیعت کے خلاف ہاں میں ہاں ملانی پڑتی تھی اور اگر کبھی بولتے بھی تھے تو سوائے منہ کے کھانے کے اور انہیں کچھ حاصل نہ ہوتا تھا۔ ایک اور غضب جو ان ممبروں کی جان پر توڑا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ جہاں کوئی مسلمان گرفتار ہو کے آیا اور کمیٹی نے اُسے مجرم گردانا اُس کی سزا دہی کے لئے ان بیچارے مسلمانوں کو احکام نافذ کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ غرض یہ بھی ایک قسم کی روحانی سزا تھی جو ممبر ہونے کے بعد ان ترکوں کو

---

دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے انتظار کرنے لگا اخیر ایک دن عثمانی جھنڈا ہوا میں فرّائے بھرتا ہوا نظر پڑا فوراً توپوں کے منہ پر بتّی پڑی میدان کارزار گرم ہوا اور طرفین نے اپنے اپنے فنون جنگ اور شجاعت کا نمونہ دکھانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔
ترک جان توڑ توڑ کے شہر پر حملے کر رہے تھے لیکن ہر بار ہزاروں توپوں کی بھرمار سے اُنہیں پس پا ہونا پڑتا تھا۔ اب بھی ترکوں کے وہی دم خم باقی تھے اور حملے کرنے کے جوش کی وہی کیفیت تھی فنون جنگ اور شجاعت جہاں تک رستہ دے سکی ترکوں نے ایک مہینہ تک جنگ کی اور کسی پہلو سے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اس خونریز جنگ میں سلیمان کے چالیس ہزار سپاہی کام آئے اور محصورین کے اکیس ہزار۔
پے در پے کی ناکامیوں سے ترکی فوج میں بغاوت پھیل گئی۔ ادھر سامان خورونوش کی کمی اور پھر شدید موسم کی سختی نے سلیمان کو مجبور کیا کہ وہ محاصرہ اُٹھا کے اپنے وطن واپس پھر جائے۔ بڑی بات بغاوت کی تھی اور وہ سلیمان فرو نہ کرسکتا تھا۔ اخیر یہ قرار دیا گیا کہ ۱۴ اکتوبر ۱۵۲۹ء

دیجاتی تھی۔ ۲۳ ؍جولائی کو دو مسلمان سگے بھائی گرفتار ہو کے آئے اور اُن پر عیسائیوں کے قتل کا جرم ناحق لگایا گیا کل ممبروں نے متفق اللفظ اُن کے لئے سزائے موت تجویز کی پھر مسلمان ممبروں کی باری آئی اُنھوں نے بھی جبراً قہراً یہ کہا کہ مجرم کے لئے کسی قوم اور مذہب کی قید نہیں ہے چونکہ اُنھوں نے جرم کیا ہے اس لئے اُنہیں سزائے موت ملنی چاہئے اگر ایسے موقع پر عیسائی ہوتے تو وہ بھی پھانسی دیئے جاتے چنانچہ فوراً ان دونوں بیگناہ مسلمان بھائیوں کو سزائے موت دی گئی۔ اگر فی الحقیقت یہ لوگ مجرم ہوتے تو اُنہیں سزا دینا کوئی بات نہ تھی مگر مشکل یہ تھی کہ مسلمانوں سے انتقام لیا جاتا تھا اور ایک شخص کو پھانسی دینے کے لئے یہی جرم کافی ہوتا تھا کہ وہ مسلمان ہے شہنشاہِ روسیہ بذاتِ خود اس بات پر تُلا ہوا تھا کہ اُن مسلمانوں کو سزائے موت دے جو ۱۸۷۶ء کے قتل عام میں شریک ہوئے تھے۔ اُس وقت گیلی اور سوکھی سب جل رہی تھیں مسلمانوں کو برباد کرنے کا یہ صرف ایک بہانہ تھا ورنہ جن لوگوں نے بلغاریوں کو قتل کیا تھا بشرطیکہ ایسا قتلِ عام صحیح بھی ہو اُن میں سے ایک بھی نہ رہا تھا وہ سب چلے گئے تھے یہ صرف تجارت پیشہ

---

محاصرہ اُٹھالیا جائے۔ جنگ ہنگیری۔ جنگ وائنا اور شدائدِ سفر۔ امراض اور زخموں سے سلیمان کے قسطنطنیہ پہنچتے پہنچتے اسّی ہزار آدمی کام آچکے تھے۔

محاصرہ اُٹھادیا گیا اور سلطان نے اپنے پائے تخت کی طرف باگیں اُٹھائیں۔ سفر کی سختی برداشت کرتا ہوا قسطنطنیہ پہنچا۔ کچھ عرصہ کے بعد شہزادہ مالڈیویا حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ کل سلطنت حضور کے قدموں پر نثار کرتا ہوں۔ اپنے ہاتھ سے مجھے تاج پہنایئے میں حضور کا خراجگزار خوشی سے بننا چاہتا ہوں۔

چار سال کے بعد سلطان اور فرڈنینڈ والئے آسٹریا میں صلح ہوگئی۔ عہد نامہ کی یہ شرط تھی کہ سلطنت ہنگیری فرڈنینڈ اور شاہ جان معروف بہ زپولی میں تقسیم کی جائے گی۔ اس طرح یہ خونریز جھگڑا رفع دفع ہوا اور کل لوگ رضامند ہوگئے۔ اور ادھر کا معاملہ بالکل ٹھنڈا پڑ گیا جب یورپ کی جنگ سے فراغت پائی اور کسی قدر سکون ملا تو اب سلیمان کی نگاہیں ایران پر اُٹھنے لگیں کیونکہ نہ اُس سے نچلا بیٹھا جاتا تھا نہ اُس کی فوج سے اُسے کوئی نہ کوئی شغل چاہیئے تھا

مسلمان رہ گئے تھے جنہیں نامرد روسیہ فتح کرنے کے بعد اس اس صورت سے ستا رہا تھا۔ یہ تھا انصاف اور تمدن اس قوم کا جو بنی نوع کی ہمدردی میں شہرۂ آفاق ہے اور جس نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے محض انسانیت کی حمایت میں تلوار اُٹھائی تھی۔

یہ ابھی تک تحقیق نہ تھا آیا جس صوبہ کو روسیہ نے فتح کیا ہے وہ ہمیشہ تک اُس کے قبضہ میں بھی رہے گا یا نہیں۔ جس وقت محمد علی پاشا یورپ کی ترکی افواج کے سپاہ سالار اور سلیمان پاشا بلقانی ترکی افواج کے جنرل مقرر ہوئے تو ترکوں میں نئی طرح سے جوش پیدا ہو گیا تھا محمد علی پاشا یہ عہدہ قبول ہی نہ کرتا تھا اس نے صاف لکھ کے بھیج دیا تھا کہ مجھے اس عہدہ سے معذور رکھا جائے لیکن اس پر جبر کیا گیا تو اس نے بادل غمگین اس عہدہ کو قبول کر لیا۔ اور وزیر اعظم کو لکھ کے بھیجا کہ "میں افسوس کے ساتھ آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ شملہ کی فوج کی بابت اُس کی رائے ٹھیک نہ تھی اور ساتھ ہی سپاہ میں بھی وہ ہر دلعزیز گنا جاتا تھا۔ ۱۸۵۳ء میں جب مکتب حربیہ سے پاس ہو کے نکلا تو محمد علی پاشا کا تقرر عمر پاشا کے عملہ میں لیفٹننٹ کے عہدہ پر

اور وہ بغیر اُس کے آرام نہ پا سکتا تھا۔ سلطان نے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران پر حملہ کر دیا اور ایرانی خوب جانتے تھے کہ ایسے ایسے بے آب و گیاہ صحرائے لق و دق رستہ میں پڑتے ہیں کہ ترکی فوجیں ان صحراؤں کو عبور نہ کر سکیں گی ہماری قدرتی محافظت ان صحراؤں سے کافی ہے۔ ایرانیوں کا خیال بہت صحیح تھا۔ ترکی فوجیں ان خشک صحراؤں میں سفر کرتے کرتے تھک گئیں اور سخت پریشان ہو گئیں۔ شاہ ایران نے پہلے پائے تخت کو خالی کر دیا جب ترکی فوجیں وہاں داخل ہو گئیں چونکہ سخت تھکی ہوئی اور بھوکی تھیں شاہ ایران چاروں طرف سے حملہ آور ہوا بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی اخیر ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ سلیمان نے پھر اپنی پراگندہ فوجوں کو جمع کر کے کئی کئی بار حملے کئے لیکن ہر حملہ میں ناکامی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کامل بیس سال تک جنگ رہی اور اس عرصہ میں آرمینیا۔ عراق۔ عرب۔ معہ شہروان۔ موصل اور بغداد کے ایرانیوں کے قبضہ سے نکل کے ترکوں کے قبضہ میں آ گئے جو ابھی تک اُن ہی کے پاس ہیں۔ کیا خدا کی شان ہے کہ ادھر ایشیا میں سلطان شہروں پر شہر اور صوبوں پر صوبے فتح کر رہا تھا۔

ہوا تھا اور آغاز جنگ میں ماتحتی کی حالت میں بہت سی خدمات انجام دے چکا تھا چونکہ وہ یورپ کی کل زبانیں جانتا تھا اس لئے اس نے ترکی گورنمنٹ اور اپنے اعلیٰ افسروں کی بڑی خدمات انجام دیں۔ جنگ ڈینیوب اور کریمیا میں بہت بڑا نام پا چکا تھا۔ ۱۸۶۶ء میں میجر جنرل کے عہدے پر پہنچ گیا اس وقت اس کی عمر ۳۹ سال کی تھی۔ علی پاشا اپنے مربی کے فوت ہونے پر محمد علی فیلڈ مارشل کے عہدہ پر کر دیا گیا۔ ۱۸۷۵ء کے آغاز میں ترقی پا کے اخیر تمام یورپی افواج کا سپہ سالار بنا دیا گیا اب تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں وہ آنے والی جنگ کے مقابلہ میں بے حقیقت معلوم ہوتی تھیں۔ جنگ کا دروازہ اب آ کے بند ھنے والا تھا اور روسیوں کو بھی معلوم ہونے کو تھا کہ ترکی کیا چیز ہے اور آیا ترک مثل خرگوشوں کے اُن کے آگے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں یا اب وہ اُن ہی خرگوشوں کے ہاتھوں کتّے کی موت مارے جائیں گے اور فتح بڑی گراں قیمت سے خریدنی پڑے گی۔ طرفین نے بڑی خونریز جنگ لڑنے کے لئے فوجوں کو جمع کیا۔ ہر طرف لشکر کے دل بادل چھا گئے اور قواعد کے لگلوں نے میدان کارزار کو سر پر اُٹھا لیا۔ روسی امداد برابر چلی آتی تھی رومینیا کا دوسرا ڈیوٹیرن فوج ڈینیوب سے پار ہو کے

اور ادھر افریقہ میں سلیمان کے عاقل اور زبردست بحری افسر بڑے بڑے شہر فتح کر رہے تھے جب افریقہ کی فتوحات کی خبریں پہنچیں تو سلطان کو کچھ اچنبا سا ہو گیا کہ اتنی جلدی میرے افسروں نے اتنے بڑے مُلک کو زیر و زبر کر ڈالا۔

بحر متوسط اور بحر احمر کے سواحل کے کل بندر اور بحر ہند میں دُور تک اکثر جزیرے سلطان کے باجگزار بنا دیئے گئے۔ سلطان کے کل افسروں میں سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ تجربہ کار ایک افسر تھا جو بار بروسہ کے نام سے مشہور تھا۔ سلیم اور بایزید کی حکومت میں بار بروسہ اپنے بھائی کے ساتھ تجارت اور بحری ڈاکہ زنی کیا کرتا تھا۔

یہ دونوں بھائی نہایت جری اور قابل تھے اُنہوں نے اسپین اور اطالیہ کے سواحل پر تاخت و تاراج کرتے کرتے الجزائر پر قبضہ کر لیا تھا۔ باربروسہ کے بھائی اروش نے یہاں اپنی حکومت قایم کر لی اور اب وہ بمنزلہ ایک حکمراں کے گنا جاتا تھا۔

جب اُن دونوں بھائیوں کے کارنامے اور اولوالعزمی کے حالات سلطان کے کان تک پہنچے تو اُس کا ایک

نکوپولس پہنچ گیا تھا۔ سرویا جو ابھی تک خاموش تھی پُرپُرزے جھاڑ کے ترکوں کے مقابلہ کیلئے آمادہ پرخاش ہوگئی تھی اور بغیر بڑے پس وپیش کے بعد وہ اپنی کل فوجوں سے میدانِ جنگ میں ترکوں کے مقابل ٹوٹ آئی تھی۔ مدوینیا کے دوسرے ڈویژن روانہ کرنے سے آسٹریا چونکا اگرچہ اس نے ڈینیوب سے پار ہوتے وقت کوئی اعتراض نہ کیا تھا پھر بھی اس خیال سے مبادا اس خطرناک جنگ کی آگ بڑھتے بڑھتے میری سرحدات کو نہ جلادے فوجوں کی تیاری کا حکم دیا اور ایک بڑی تعداد فوج کی سرحدات پر بھیجدی اور تمام جنگی حلقوں میں تیاری جنگ کے احکام صادر ہوگئے۔ چاروں طرف فوجوں کی نقل و حرکت نے ایک نیا انتشار آسٹریا میں پیدا کردیا۔ اگرچہ روسیے نے بذریعہ تحریری معاہدہ کے آسٹریا سے یہ وعدہ کرلیا تھا کہ روسی فوجیں ادہر کا رُخ نہیں کرینگیں اور اختتام جنگ پر فتوحات میں سے کچھ آپ کے بھی نذر کیا جائے گا مگر معاملات سیاسی بعض اوقات معاہدوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ دنیا میں کسی قوم نے بغیر تلوار کے کسی معاہدے کی شرط پر عمل نہیں کیا تلوار ضامن ہے ان کی تلوار ضامن ہے راست گفتاری اور وفاداری کی اگر ایک قوم تلوار کو ہاتھ سے

---

سلیمان کی مہربانی کی توجہ ان کی طرف مائل ہوئی۔ سلطان نے باربروسہ کو کپتان پاشا یا جہازوں کے جنگی بیڑے کا کمان افسر مقرر کیا۔ جب باربروسہ کو ایسا اعلیٰ درجہ کا عہدہ ملگیا تو اب اور بھی اسکی قابلیتوں نے نمایاں ترقی کرنی شروع کی۔ چونکہ یہ صرف بحری قزاق تھا اس لئے جنگ کے عام معاملات کا اسے تجربہ نہیں تھا سلطان ایسے سنگین معاملات میں بذاتِ خود مشورہ دیتا تھا۔ اور تمام بحری یا برّی جنگی امور میں ہمیشہ اس کی رہنمائی کیا کرتا تھا۔ دوریا امیر بحر جو ابھی تک سمندروں میں تاخت وتاراج کر رہا تھا باربروسہ سے مقابل ہوا بڑی بھاری بحری جنگ ہوئی باربروسہ نے اس کے جہازوں کو توڑ ڈالا اور اُسے نقصان کثیر کے ساتھ بھگادیا۔ اس نمایاں فتح پر قانع نہ رہ کر بروسہ آگے بڑھا چلا گیا اور جینوزیمی کے تمام سواحل کو برباد کردیا اور تلوار اور آگ سے اپنی فتح کی تکمیل کی۔

پھر یہ بہادر ترکی امیر بحر اطالیہ کے ساحل پر حملہ آور ہوا کلیسریا میں متعدد شہروں کو فتح کرلیا اور نیپلز میں اپنے رعب سے زلزلہ ڈالدیا خود روسۃ الکبریٰ بھی ان ترکی فتوحات سے کانپ

ڈھیلا پکڑے ہوئے ہی تو نہ اُس کی کچھ عزت ہی اور نہ اُن معاہدوں کی کوئی وقعت ہی جو اُس سے کئے گئے ہیں۔ آسٹریا روسیہ کی حکمت عملی کو خوب جانتا تھا وہ رومینی ڈویژن کے عبور ڈینیوب سے اس لئے چونک پڑا کہ روسیہ کا تو کوئی اعتبار نہیں ہی اور اس وقت اُس کا ہتھا چڑھا ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ دوستی کا دم بھرتے بھرتے سرحدات آسٹریا کو زیروزبر کر ڈالے۔ بیچارے نے اپنی بساط کے موافق فوجوں کے دلبادل سرحدات پر پاٹ دیئے کہ اگر رومینی فوجیں روسیہ کے اشارہ سے ادہر کا رُخ کریں تو اُن کی نہایت سرگرمی سے دعوت کی جائے۔

وائنا کے جلسہ وزرا نے صاف طور پر یہ بیان کر دیا تھا کہ ڈینیوب کی کل ریاستیں بجائے خود محض ذلیل اور بے حقیقت ہیں ہم اُن کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں مگر یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ بغیر روسی سرپرستی کے وہ کان نہیں ہلا سکتیں اور جو کچھ جوش و خروش دکھایا جا رہا ہی محض روسیہ کے اشارہ سے ہے۔

وائنا کی گورنمنٹ بالکل آمادہ تھی کہ اگر بوسینا کو روسیہ رومینیا کے ساتھ ملحق کر دے گا تو قطعی اعتراض کیا جائے گا اور یہ اعتراض جب تک انفراق نہ ہو جائے گا قایم رہے گا۔

---

اُٹھا تھا۔ یکایک اُسنے افریقہ کا رُخ کیا اور بہت جلد ٹیونس کو فتح کر کے ترکی عملداری میں شامل کر دیا۔ چارلس پنجم جو عثمانی فتوحات کو حاسدانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ یورپ کے جنوبی ساحل کی آفت ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔ تمام مسیحی شاہوں سے اُس نے ترکوں کے خلاف اتفاق کر لیا اور ۱۵۳۵ء میں جہازوں کے کثیر التعداد بیڑے کا امیر بحر بنکر ساحل افریقہ کی طرف روانہ ہوا ٹیونس میں پہنچکر شہنشاہ نے قلعہ گولیتا کو خلاصی دلوائی اور اپنی فوجوں کو خشکی میں اُتار کر باربروسہ کے لشکر سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے قدم بڑھایا۔ باربروسہ بڑی لڑائی میں زیادہ تجربہ کار نہ تھا شہنشاہ چارلس نے اُسے سخت شکست دی اور ٹیونس میں داخل ہو گیا باشندوں کو اس دردناک بیرحمی سے قتل کیا جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

پھر چارلس نے الجیریہ کی طرف رُخ کیا اور اُس کا محاصرہ کر لیا لیکن یہاں اُس کی بہادر فوج موسم کی شکار ہو گئی اور اُس کے چالیس جہاز بربری ساحل کے طوفان میں آ کے بیکار ہو گئے ناچار محاصرہ اُٹھا لیا اور اپنی فوجوں کو کارآمد جہازوں میں بٹھا کے پایہ تخت کی طرف روانہ کیا۔

ہنگیری میں عام طور پر روسیہ کے خلاف جوش پھیل رہا تھا اور کل ہنگیرین آمادہ تھے کہ دولت علیہ عثمانیہ کو برباد ہونے سے بچائیں۔ پورے دو سو ہنگیری شہروں میں ترکوں کی تائید میں پرجوش جلسے ہوئے صرف مقام کردیتیا میں جہاں روسی نسل کے لوگ آباد ہیں ترکوں کے خلاف ایک جلسہ ہوا اس میں بارہ سو آدمی شریک تھے ۵ راگست بمقام اگرام اس کا انعقاد ہوا اور بڑے بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ مشرقی یورپ میں عیسائیوں کی مصیبت کا جب تک خاتمہ نہ ہوگا کہ ترک صفحہ ہستی سے مٹادیئے جائیں کم سے کم یہ تو ضرور ہونا چاہئے کہ یورپ سے ترکوں کو بالکل خارج کردیا جائے اور اگر ترک یورپ سے خارج نہ ہوئے تو ظلم کا سلسلہ کبھی موقوف ہونے والا نہیں یہ جلسہ اُن قوموں سے دلی ہمدردی کرتا ہے جو اپنی آزادی کے لئے لڑ رہی ہیں اور اسی طرح روسیہ آسٹریا ہنگیری کے دوست سے ہمدردی رکھتا ہے اخیر میں جلسہ آسٹریا و ہنگیری سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ترکی کو ہرگز امداد نہ دے لیکن خلاف اس کے فوراً بوسینا اور ہرزیگوینا پر قبضہ کرلے۔

آسٹریا میں اس وقت دو قومیں تھیں ایک روسیہ کی ہمدردی کا غل مچا رہی تھی اور دوسری ترکوں کی

سلیمان نے اپنی تمام بحری فوج کو جو باربروسہ کے ماتحت تھی جمع کرکے وینس کی جمہوری سلطنت کی طرف بادبان اٹھائیں آرکیپیلیگو کو زیر و زبر کرکے بہت سے جزائر پر قبضہ کرلیا۔ یہاں اسپینی اطالیہ اور وینس کے مشترکہ بیڑے سے سلیمان کا مقابلہ ہوا۔ مقام پریویسہ پر بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ سلیمان اپنے جہازوں کی کمان کر رہا تھا۔ تینوں سلطنتوں کے مشترکہ بیڑوں کو پارہ پارہ کردیا اور وینشین ریپبلک کو مجبور کیا گیا کہ وہ صلح کے لئے درخواست کرے۔

حین یوم الفتح شاہ ہنگیری کا انتقال ہوگیا۔ ایک سال کی عمر کا ایک بچہ شاہ ہنگیری نے چھوڑا جو اپنی ماں اسبیلا کی سرپرستی میں پرورش پا رہا تھا۔ شاہ آسٹریا نے جب میدان خالی پایا تو ہنگیری فتح کرنے کے لئے مقام بوڈا پر کثیر تعداد فوج کے ساتھ بڑھا بلغراد کے پاشا نے شہنشاہ آسٹریا کی کل فوجوں کو کاٹ ڈالا اور آسانی سے اس شہر پر قبضہ کرلیا۔

سلطان نے اس شیرخوار بچے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا اور برائے نام ٹرانسلوینیا کا گورنر نامزد کردیا جہاں وہ اپنی ماں کے ساتھ چند روز تک سکونت پذیر رہا۔ فرڈنینڈ نے نہایت متوحش نظروں سے

ہمدردی کا راگ گا رہی تھی مگر سلطنت کے فیصلہ پر اس غل وشور کا اثر کچھ نہ پڑ سکتا تھا اور نہ اُن معاملات سیاسی کو جوشیلے عوام نہیں سمجھ سکتے۔ آسٹریا کو نہ صرف روسیہ بلکہ یورپ کی طرف سے اطمینان دیدیا گیا تھا کہ تجھے خوف نہ کرنا چاہئے کچھ نہ کچھ تجھے ضرور ہی اس خاموشی کا صلہ مل جائے گا۔ اور پھر دوران جنگ میں بھی دول یورپ کی طرف سے برابر اُسے اطمینان دیا جا رہا تھا۔ آسٹریا کا مضمون سگ برادر شغال کا تھا چور کا بھائی گٹھ کٹ بھلا وہ ترکی کو اپنے مسیحی دوست روسیہ کے خلاف کیوں امداد دینے لگا تھا۔ صرف اُسے اپنی ٹوپی سنبھالنی تھی وہ اسکو بہت ہوشیاری سے سنبھالے ہوئے تھا اس وقت زار کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی وہ جوش اور نشۂ فتح کا خمار جو پہلے پہل اُن کی آنکھوں میں پیدا ہوا تھا اب کافور ہو گیا تھا عثمان پاشا نے زار کی آنکھوں کو کھول دیا تھا اور اب وہ اپنی قسمت کو پلٹا ہوا دیکھ کے رو رہا تھا۔ زار سمجھ گئے تھے کہ ترک ٹھنڈے پیٹوں ملک دینے والے نہیں ہیں۔ ابھی بہت سی کٹھن راہیں طے کرنی ہیں اور ابھی ایڑی چوٹی کا زور لگانا باقی ہے۔

---

دیکھا کہ ہنگیری کا سب سے بہتر حصہ اس وقت ترکوں کے قبضہ میں ہے۔ اس خیال سے کہ ترکوں کے پنجہ سے چھڑا لوں ایک کثیر تعداد فوج جمع کی آندھی اور سیلاب کی طرح ترکوں پر گر پڑا۔ ترکی فوج مقابلہ میں آئی اور مسیحی شہنشاہ کو حوصلہ دینے کے لئے توپوں سے تلواروں تک نوبت آگئی۔ اخیر بیچارہ مسیحی شہنشاہ اپنے حوصلوں کو میدانِ جنگ کی نذر کرکے اور اپنی تمام بہادر فوج کے خون سے کارزار کی زمین سینچ کے بھاگ کھڑا ہوا۔

اسی اثناء میں فرانسیس اول شاہ فرانس نے سلیمان کی خدمت میں اپنا ایلچی بھیجا اور التجا کی کہ حضور چارلس پنجم کے مقابلہ میں مدد دیں۔ ایک بڑی لجاجتانہ عرضی شاہ فرانس نے اپنے ہاتھ سے سلیمان کی خدمت میں لکھی۔ جس کا یہ مضمون تھا کہ اگر حضور اپنی سرپرستی کا ہاتھ مجھ پر رکھ دیں گے تو میری نجات ہو جائے گی۔ اس کا جواب سلیمان اعظم کی طرف سے یہ گیا کہ اے شاہ فرانس تیری عرضی حضور عالی جاہ کی نظر فیض اثر سے گزری اور تیری عرضی اُس مقام پر ڈال دی گئی ہے جہاں اکثر دادخواہوں کی عرضیاں پڑی رہتی ہیں تو اپنے صعب ترین دشمن سے پریشان نہ ہو حضور

جب جنرل گرڈونز متعدد بار پلونا پر عثمان پاشا سے بیعزتی کی شکستیں کھا چکا تو زار نے سٹ پٹا کے شہزادہ چاسفسکی ۱۱ کور کے کمان افسر کو لکھا کہ وہ انفنٹری بریگیڈ عثمان بازار میں چھوڑ کے سیدھا پلونا کی طرف بڑھے اور ہرگز دیر نہ کرے مبادا ساری کی کرائی محنت سٹ جائے۔ چوتھی کور کے تیرھویں ڈویژن کو بھی ایسے ہی تعجیلی احکام پہنچے۔ ایک دن میں تیرہ میل روسی فوجیں چلتی تھیں۔ اخیر ان ٹڈی دل روسی فوجوں کے پرے ۲۸ جولائی شام کے وقت ایک گاؤں میں آکے پہنچے جو پلونا سے جانب شرق بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ شہزادہ چاسفسکی ان کل فوجوں کی کمان کر رہا تھا اس نے شب کو جاسوس روانہ کئے تا کہ ترکی فوج اور مورچوں کا رنگ دیکھیں ان جاسوسوں نے جاکے خبریں لگائیں اور یہ بات دریافت کی کہ عثمان پاشا پلونا پر ۲۵ سے ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ مورچہ بند ہیں۔ صوفیہ سے اُس کی امداد چلی آرہی ہو اور اس نے چند ضروری قصبوں پر قبضہ کر لیا ہو اس کا ایک بازو ئے فوج پلونا کے مغرب میں دریائے وِڈ پر متعینہ ہے بڑے بڑے زبردست مورچے باندھ لئے ہیں اور ترک اخیر دم تک جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں

---

عالی جاہ تیری مدد کریں گے۔ شاہ فرانس نے یہ بھی لکھا تھا کہ حضور کا بیڑۂ جہازات اگر سواحل فرانس پر آئیگا تو اُس کی کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

فرانس کی طرف سے ولنیٹن سے بھی درخواست کی گئی تھی کہ تو بھی ہمارے ساتھ ہو کے آسٹریا کو زیروزبر کر ڈال مگر اُس نے یہ جواب دیا کہ بس مجھ پر مہربانی کیجیے میں خواہ مخواہ ایک جدید جنگ میں پھنس کے اپنے کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ شکست ہوئی تو نقصان عظیم ہے اور اگر فتح ہوئی تو میرا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ چونکہ سلطان نے فرانس کو مدد دینے کا حتمی وعدہ کر لیا تھا اس لئے سنہ ۱۵۴۳ء میں ترکی بیڑۂ جہازات کپتان پاشا باربروسہ کی ماتحتی میں روانہ ہوا۔

یہ خطرناک ترکی امیر البحر اپنے کل بیڑے کے ساتھ ساحل سسیلیا پر نمودار ہوا۔ ریگیو کو فتح کر لیا۔ آسٹریا کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ اور پھر نے سرے سے روم تہ الکبریٰ میں زلزلہ ڈال دیا۔ پوپ معصوم نے ہزارہا آدمیوں کے مجمع میں فرانسیس والئے فرانس کو جس نے کافروں یعنی ترکوں سے مدد طلب کی تھی ہزارہا صلواتیں سنائیں بڑی لعنت ملامت کی۔ گالیاں دیں اور لعنتی کہا۔

یہ خبریں پاکے روسی فوجوں کی چاروں طرف سے جانب پلونا نقل وحرکت شروع ہوئی اور عام طور پر یہ خیال تھا کہ محض ایک حملہ عثمان پاشا کو پلونا سے بے دخل کر دے گا۔

۲۸ جولائی کی شب کو نوجوان جنرل اسکوبلوف شہزادہ کی فوجوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ نوجوان جنرل آفت کا پرکالہ تھا اور روسی اسے طوفان اور بجلی کہکے پکارتے تھے جہاں کہیں خطرناک جنگ ہوتی تھی اسکوبلوف کا وہاں ہونا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ تمام کوہ قافی برگیڈوں کی کمان کر رہا تھا۔ جو فوج روسیہ میں زیادہ ناموری اور ان کا مقولہ ہے کہ اس سے زیادہ خطرناک فوج دنیا میں نہیں نکل سکتی۔

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے اسکوبلوف کے خال وخط کا نقشہ یہ کھینچا ہے "لمبا قد خوبصورت سڈول جسم۔ روشن گردش کناں آنکھیں۔ صورت پر انتہا درجہ پھرتی اور تیزی ہر شخص اسکوبلوف کو دیکھتے ہی یہ کہدیگا کہ یہ شخص غضب کا پتلا ہے اس کی عمر کل ۳۴ سال کی تھی اور اس سے کم عمر کا ایک سپاہ سالار بھی روسیہ کی فوجوں میں نہ تھا۔ کوہ قند کی جنگ میں بہت بڑا نام پیدا

---

ترکی جنگی بیڑہ شکستی کو زیروزبر کرتا ہوا مارسلز پہنچا اور یہاں فرانسیسی بیڑۂ جہازات سے آکے ملگیا۔ دونوں بیڑوں نے نائیس کا محاصرہ کر لیا جو ڈیوک آف سیوائے کا ملک تھا چونکہ یہ شہنشاہ آسٹریا کا دوست تھا اس لئے سب سے پہلے اسی کی خبر لینی مناسب سمجھی گئی۔ ایک سنگین محاصرہ کے بعد قتل وغارت سے بچنے کے لئے نائیس نے چند شرطوں پر اطاعت قبول کی لیکن ترکوں نے قبضہ کرنیکے بعد شہر کو لوٹ لیا اور تمام مال ومتاع لیکے قسطنطنیہ چلدیئے۔

ان فتوحات کے زمانہ میں لیکایک سلیمان پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا یعنی اس کا چاہیتا بیٹا جو سب بیٹوں میں زیادہ عزیز تھا راہیٔ عالم بقا ہوا۔ اپنے مرحوم بیٹے کی یادگار میں سلطان نے بڑی مسجد کئی مدرسے اور شفاخانے تعمیر کئے۔ ابھی اس جانگزا غم سے سر نہ اٹھایا تھا کہ کپتان پاشا باربروسا کا ۱۵۴۶ء میں انتقال ہو گیا جسکے نام سے تمام بحیرۂ روم کانپا کرتا تھا اس کی زندگی کے آخری دنوں میں جب اسے کسی ملک پر حملہ کرنے کا اتفاق نہ ہوتا تھا تو وہ سلیمان کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ سلیمان اپنے بوڑھے کپتان کے مشوروں کا بڑا لحاظ کرتا تھا۔ جو شان اور عظمت

کر چکا تھا اسی نوجوان افسر کی دلیری اور اولوالعزمی سے صوبہ کوہ قند فتح ہوا تھا مگر اس کے اہل ملک اسے پُر خوف نظروں سے دیکھتے تھے کیونکہ جب وہ حملہ آور ہوتا تھا نہ اپنی جان کی پرواکرتا تھا اور نہ اپنی فوج کی وہ بڑی سے بڑی فوج میں بے دھڑک دلیری سے گھُسا چلا جاتا تھا اور اُسے مطلق پرواہ ہوتی تھی۔ اپنی اسی بے نظیر شجاعت کی وجہ سے وسط ایشیا میں اسے نمایاں فتح ہو چکی تھی اور میدانِ کارزار میں اسکوبلوف کا نام رستم و اسفندیار کا کام کرتا تھا۔ اس بہادر سپاہ سالار کو حکم ملا تھا کہ لوفچیا پر باگیں اُٹھائے۔ ۲۹ر کی صبح کو یکایک تمام روسی لشکرگاہ میں نقل و حرکت شروع ہوگئی اور روسی خونخوار سپاہ پلونا کی طرف باگیں اُٹھا کے روانہ ہوئی۔ مقام گربوبکا تک دشمن کا پتہ نہ لگا لیکن لوفچیا کی سیدھ میں جانب جنوب توپوں کی گونج مسموع ہونے لگی۔ روسی شہزادہ نے مصلحتاً مقابل میں ایک پیادہ برگیڈ نصب کر کے رستہ ہی میں مقام پورادم پر قیام کیا۔ روسی سپاہ سالار نے یہ عزم بالجزم کر لیا کہ یہاں سے براہ راست پلونا پر حملہ کیا جائے اور رسالہ کے برگیڈ سے دو طرف سے بھیج کے ترکوں کو پیس ڈالا جائے

ترکی سلطنت کی سلیمان اعظم کے زمانہ میں بڑھی اور جس جبروت سے اُسنے حکمرانی کی ہو اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ افسوس ہو کہ اخیر میں سلیمان کے دل کو بیٹے اور کپتان پاشا کے غموں نے مسوس لیا تھا۔ اس کی شکستہ خاطری نے فتوحات کی لین ڈوری کو آگے نہ بڑھنے دیا اور کچھ ایسی مایوسی چھائی کہ ہمیشہ کے لئے جنگ و جدل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ چارلس پنجم اور فرڈی ننڈ سے اس نے ایک معاہدہ کیا اور کئی سال تک بالکل گوشہ نشینی اختیار کی۔
فرڈی ننڈ شاہ رومنس نے شاہزادی اسابیلا کو اُبھارا کہ مجھے ٹرانسلوینیا دیدو اور سینٹ اسٹیپ ہنڈ کا واجب الاحترام تاج میرے سر پر رکھ دے سلیمان اگرچہ بالکل شکستہ خاطر تھا اور اپنی طرف سے جنگ کرنا نہ چاہتا تھا لیکن پھر بھی فرڈی ننڈ کی یہ کتر بیونت دیکھ کے ناچار فوجوں کو روانہ کیا اخیر تمام ہنگیری کو مطیع کر لیا گیا اور کسی کی جرأت نہ پڑی کہ ترکوں سے دو بدو ہو کر میدان کارزار میں لڑتا۔
ہاربروسہ کی جگہ اس کا شاگرد ڈراگٹ نامی مقرر ہوا سلیمان نے اُسے آگے بڑھنے کا حکم دیا یہ

پوراادم پلونا سے سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ روسی فوج ہراول کی دشمن سے مقامات ریدیسودا
تیوسیپنا۔ بوگات اور سلاطینہ پر مقابلہ کی ٹھیم گئی تھی۔ نوبران اسکوبلوف شب کو لوفچیا پر حملہ
کرنے کی غرض سے روانہ ہوا تھا لیکن جب اُسے یہ خبر لگی کہ یہاں پانچ بٹالن ترکی پیادہ فوج کی
مقیم ہیں اور قریب کے رستوں میں سرکیشئن اور باشی بزوق پڑے ہوئے ہیں واپس چلا آیا۔ یہ
بھی سنا گیا کہ ترکی فوجوں کی برابر امداد آرہی ہے تو بھی روسی سپاہ سالاروں نے یہ سمجھ لیا کہ پلونا کو
قبضہ میں کر لینا بہت ہی ضروری ہے۔ ۳۰ تاریخ تک پلونا پر انقطاعی جنگ لڑنے اور فتح کر لینے کی دہوم
دہام سے تیاری ہونے لگی۔ اس تاریخ سہ پہر کو ایک جنگی کونسل پوراادم میں کی گئی۔ بیرن کرودنر۔
شاہیفسکی اور بڑے بڑے فوجی افسر موجود تھے۔ بڑے طولانی شورہ کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ کل پانچ بجے
صبح کُل فوج کے ساتھ پلونا پر حملہ بولدیا جائے۔ شہزادہ کثیر تعداد فوج ساتھ لیکے چار ہی بجے سے آگے
روانہ ہوگیا اور گرانڈ ڈیوک نکولس کے ایڈیکانگ مختلف سمتوں میں فوجوں کے ساتھ روانہ کردیئے
گئے۔ تاکہ جنگ کے متعلق کل خبریں ٹرلنودا بھیجتے رہیں۔

---

نوجوان ترکی امیر بحر اطالیہ۔سسلی اور اسپین کے سواحل کو ہڑپ کرتا ہوا طرابلس میں جا دھمکا اور شہر کا
محاصرہ کرلیا اور کچھ جہاز لیکر مالٹا کی طرف بڑہا یہاں بیت المقدس کے نائٹس حکومت کرتے تھے جنہوں نے
روڈس کے بچانے میں اپنی شجاعت کی بانگی دکھادی تھی۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ مالٹا پر عنقریب
ترکوں کا قبضہ ہوجائے گا تو یہ جھوٹی خبر اڑادی کہ ہماری مدد کو ایک بہت بڑا بیڑہ جہازات آرہا ہے
ڈراگٹ چونکہ پورا تجربہ کار نتھا اس خبر سے گھبراگیا اور سیدھا طرابلس کو روانہ ہوا یہاں بھی اس نوجوان
امیر بحر کو کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے نائٹس اوف سینٹ جان سے جو شہنشاہ چارلس پنجم کی فوجوں کے
ساتھ ہوکے بڑی دلیری سے جنگ مدافعت لڑرہے تھے باربروسہ کے شاگرد کو ہر حملہ میں پس پا ہونا
پڑا اور اخیر مجبوراً محاصرہ اُٹھاکر چلا آیا۔
سلیمان کی حرم سرا میں خورم نامی ایک نہایت خوبصورت روسی لڑکی تھی جس نے اپنے بلاخیز حسن سے
سلیمان کا دل اپنی مٹھی میں کر لیا اور اخیر میں اُس نے کوشش کی تھی کہ سلیمان مجھ سے شادی کرلے۔
مصطفےٰ سلیمان کا بڑا بیٹا اس شادی کی تحریک سے چونکا اس کا خیال صحیح تھا کہ اگر یہ روسی لڑکی حرم

عجیب وغریب تیزی اور اولوالعزمی سے جنگ کی تیاری شروع ہوئی روسیوں نے اپنی موروثی ہیجگیری اور چستی کو اس تیاری پر تمام کردیا تھا۔ روسی سپاہی کا بچہ بچہ بڑے جوش اور اُمنگ کے ساتھ آگے بڑھنے اور عثمان پاشا کو پلونا سے بے دخل کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا اور ہر روسی سپاہی کو یہ یقین تھا کہ جس طرح ہم کامیابی پر کامیابی حاصل کرتے چلے آئے ہیں اسی طرح بلونا پر بھی ہمیں فوری کامیابی ہو جائے گی۔ اتفاق سے شب کو بڑی شدید بارش ہوگئی اس کے علاوہ اور بھی اسباب ایسے پیدا ہوگئے جن سے لشکر کی روانگی میں کسی قدر دیر ہوگئی۔ چار بجے گجردم روانگی کے احکام جاری ہو چکے تھے مگر دو گھنٹے کے بعد فوجیں روانہ ہوئیں۔ روسی پیادہ فوج کی تعداد تینتیس ہزار تھی۔ ایک سو ساٹھ میدانی توپیں اور تین برگیڈ رسالہ کے۔ جانب راست بیرن کرڈنر کمان کر رہا تھا اور جانب چپ شاہسکی اور ایک برگیڈ بطور فوج محفوظ کے پیلی سٹ میں مقیم تھا روسی نقشہ جنگ یہ تھا کہ ترکی بازوئے چپ پر بیرن کرڈنر حملہ کرے اور شاہسکی جانب راست پر حملہ آور ہو۔ ان دونوں عظیم سپاہ سالاروں کو حکم دیدیا گیا تھا کہ تم بجائے خود مختار ہو اور اپنی رائے سے جنگ کے متعلق ہر کام

---

باپ کے ساتحت میں آگئی تو یہ سلطانہ بن جائے گی اور تمام امور پر اسی کا اقتدار تسلیم کیا جائے گا اس وقت سلیمان اپنے اندرونی معاملات میں بہت ہی رجوع تھا اور اُسے جدید فتوحات کے حاصل کرنے کا مطلق خیال نہ رہا تھا۔ سلیمان کے چار بیٹے تھے جن میں سب سے بڑے بیٹے کا نام مصطفٰی تھا تمام فوج اور رعایا اس پر بھروسہ کرتی تھی۔ کل وزرا اور اُمرا کی خواہش تھی کہ مصطفٰی تخت نشین کیا جاوے۔

خورم کی جادو بھری نظروں نے سلیمان کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اور اخیر سلیمان نے اُس سے شادی کرلی۔ اُس کے بطن سے تین بیٹے ہوئے سلیم۔ بایزید۔ اور جہانگیر لیکن سلیمان اپنے بڑے بیٹے مصطفٰی ہی سے زیادہ محبت کرتا تھا اس لئے کہ بڑے بڑے اہم معاملات میں مصطفٰی کی اعلٰی تدبیر اور شجاعت اور روشن ضمیری کا پے درپے ثبوت مل چکا تھا بڑی بڑی خونریز جنگوں میں اس نے اپنے باپ کو کارنمایاں دکھلائے تھے اور ثابت کردیا تھا کہ باپ کی جانشینی کے واسطے مصطفٰی ہی زیادہ موزوں ہے۔ عظیم الشان فتوحات اُس کی تلوار پر نثار ہو چکی تھیں اور اس کی شجاعت کی دھاک یورپ کے

انجام دے سکتے ہو۔ ترک بھی اس تیاری سے غافل نہ تھے اور انہوں نے بھی اچھی طرح مورچہ بندی کرلی تھی۔ صبح زیادہ صاف اور روشن نہ تھی لیکن روسی سپاہیوں میں جنگ کا جوش بھرا ہوا تھا اور اُن کی تلواریں میان سے نکلی پڑتی تھیں۔ رومی رسالہ کا برگیڈ حملہ میں آگے آگے تھا۔ اسکوبلوف اپنی کوہ قافی فوجوں کے ساتھ لوفچیا کے رستہ کی نگرانی کر رہا تھا سکرف دو کیولری رجمنٹوں کے ساتھ گرونر کی جانب راست کی نگرانی کرتا تھا۔ شاچنکی کا کالم راست پلیسٹ پر بڑھا یہ مقام پلونا سے صرف چار میل کے فاصلہ پر ہے اور کالم چپ مقام ریڈیسو وا پر بڑھا جو جانب جنوب پلونا سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ ساڑھے نو بجے آغاز جنگ ہوئی گرونر نے توپوں پر بتی پڑنے کا حکم دیا فوراً توپوں کی گرج مسموع ہونے لگی اور گولے مقام گریویکا پر پڑنے لگے۔ ترک روسی توپوں کا جواب آہستہ آہستہ دے رہے تھے۔ پلونا ایک پہاڑی کے دامن میں واقع ہے جو جنوب اور شمال کی طرف چلی گئی ہے۔ ہر مقام سے زمین ٹوٹی ہوئی ہے ترکوں نے جگہ جگہ پر مورچے بنا لئے تھے۔

گرونر کی امداد کو شاکفسکی آگیا اور اب دونوں فوجوں نے ملکے بہت جوش سے گریویکا پر حملہ کیا۔

جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اعلیٰ درجہ کا سپاہ سالار تھا اور فوج کو اس عمدہ طور پر لڑاتا تھا کہ اُس کے فنونِ جنگ کی مہارت دشمن کے دلوں پر رعب بٹھا دیتی تھی۔

اس محبت کو جو سلیمان اپنے بیٹے مصطفےٰ سے کرتا تھا۔ خورم یعنی روسی شاہزادی سے نہایت حاسدانہ نظروں سے دیکھتی تھی وہ اس کوشش میں جان لڑا رہی تھی کہ کسی طرح سلیمان اپنے بیٹے سے پھر جائے۔ اُس نے سب سے پہلے رستم وزیر اعظم ترکی کو گانٹھا اور سلیمان سے کہا کہ تمہارا بیٹا چاہتا ہے کہ تمہیں زہر دیدے اور آپ خود مختار بن جائے اُس نے شاہ فارس سے ساز باز کرلی ہے۔ اور وہ تمہیں تخت سے اُتارنا چاہتا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ سلیمان ایران سے دوسری جنگ کی تیاری کر رہا ہے۔ سُنتے سُنتے اُسے اس بات کا خیال پیدا ہونے لگا کہ مبادا مصطفےٰ مجھے زہر نہ دیدے کیونکہ یہ بھی اُس کے کان میں پڑ چکا تھا کہ شاہ ایران سے مصطفےٰ ساز باز رکھتا ہے اور ایران پر چڑھائی کا حکم ہو چکا تھا اس لئے یہ مناسب سمجھا کہ مصطفےٰ کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔

شہزادہ کے ایک حصّہ فوج نے بعدازاں ریڈیسوا پر دھاوا مارا جو ایک تنگ اور نشیب میں گھاٹی کے واقع ہے اور جہاں ترکی فوج کا جنوبی پشتہ بندھا ہوا تھا۔ اپنی توپوں کے زیرسایہ روسی پیادہ فوجیں گھاٹی کے اندر اُتر گئیں اور خفیف جنگ کے بعد ریڈیسوا پر روسیوں نے قبضہ کرلیا یہاں تھوڑے سے باشی بزوق مورچہ زن تھے اور ترکوں نے اس مقام کو مضبوطی سے آراستہ ہی نہیں کیا تھا۔ یہ موقع روسی فوجوں کے ہاتھ بہت اچھا لگ گیا اُنہوں نے بلندی کے مورچہ پر گولہ باری شروع کی اور کچھ عرصہ میں اس پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس بلندی پر قبضہ ہونے کے بعد روسی فوجوں نے آسانی سے پہاڑی کو عبور کیا اور اب اُس مقام پر آگئیں جہاں ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی۔ روسیوں نے ریڈیسوا کے پرے ایک پشتہ پر پانچ توپخانے نصب کئے اور اُن توپخانوں سے بڑی شدّت کے ساتھ گولہ باری شروع ہوئی۔ ہزارہا گولے ترکی گاؤں میں پڑرہے تھے لیکن خدا کی شان ہے کہ کسی شخص کے ذرا بھی ضرب نہ آئی۔ لیکن ترکی توپوں نے روسی توپخانہ کی فوجوں کا ستراؤ کردیا۔ اس عمدگی سے ترک توپیں ماررہے تھے اور نشانہ ایسا سچا لگ رہا تھا کہ چاروںطرف سے

---

سلیمان نے اپنے وزیر اعظم کو فوج کا سپاہ سالار بناکے شام روانہ کیا۔ یہاں مصطفےٰ مقیم تھا وزیر نے بہت کوشش کی کہ مصطفےٰ اُس کے کمپ میں چلا آئے لیکن اُس نے منظور نہیں کیا۔ اخیر سلیمان بذاتِ خود کمپ میں چلا آیا اور جب لشکر مقام ارگلی پر پہنچا اپنے بیٹے سے کہا کہ میرے پاس کمپ میں چلا آ اور تمام شبہے میری طرف سے جاتے رہے۔

نوجوان شاہزادہ وزیر اعظم کے دھوکے سے تو بچ گیا تھا لیکن اپنے باپ کی نافرمانی نہ کرسکا وہ نہایت خلوص سے اپنے مصاحبین کو ساتھ لیکے شہنشاہی خیمہ کی طرف روانہ ہوا چونکہ وہ اپنے ملازمین کے آگے آگے تھا جوں ہی خیمہ کے دروازہ میں اپنا پہلا قدم رکھا قاتل کا ایک تیر اُس کی گردن پر پڑا وہ چاہتا تھا کہ غل مچا کے اپنے افسروں کو مدد کے لئے بلائے لیکن پہلو کی ایک تلوار اُس کی گردن کو دھڑ سے الگ کردیا اور یہ قاتل نوجوان بہادر شاہزادہ اپنے باپ کے آستانہ پر خاک و خوں میں لوٹا۔ اتّفاق سے جہانگیر مصطفےٰ کا سوتیلا بھائی جو روسی شاہزادی کا بیٹا تھا عین موقعہ وا... ات پر آگیا اور اس نے دیکھا کہ میرے سوتیلے بھائی کی لاش خاک و خون میں آلودہ آستانہ شاہی پر پڑی ہوئی ہے

مرحبا و صد مرحبا کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ بہت سے گولوں سے روسی توپیں اُلٹ دی گئیں اور گولندازوں نے ہر روسی توپچی کو اُڑا دیا جو سامنے آ کے کھڑا ہوا کہ دن کا ایک بج چکا تھا۔ جنگ توپوں ہی میں محدود تھی اور گرڈونر نے ابھی تک کوئی کارنمایاں نہیں کیا تھا روسی شہزادہ جو دوسرے حصہ فوج کی کمان کر رہا تھا جنگ کے شوق میں بےچین ہو رہا تھا اور اب وہ زیادہ دیر اپنی فوجوں کو بیکار نہ رکھ سکتا تھا فوراً ایک عام حملہ بولدیا۔ ترکی بھی شہزادہ کی فوجوں کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار تھے اور بہت آمادگی سے انتظار کر رہے تھے۔ ٹھیک ڈھائی بجے سہ پہر روسی شہزادہ اپنے فوجی عملہ کے ساتھ پشتہ دیکھنے کے لئے آیا یہاں روسی توپخانہ نصب تھا۔ مقصد یہ تھا کہ آیا یہ توپخانہ پیادہ فوجوں کے لئے آگے راستہ صاف کر سکتا ہی یا نہیں۔ روسی شہزادہ معہ اپنے فوجی عملہ کے بال بال بچگیا ترکی توپوں کے تُلے ہوئے گولے پڑ رہے تھے۔ ایک گولہ بہت قریب سے نکل گیا دوسرا پھٹنے پایا ہی تھا کہ شہزادہ صاحب نیچے اُتر آئے اور باہم یہ مشورہ ہوا کہ توپوں کی لڑائی سے کام نہیں چلنے کا بہتر ہے کہ سنگینوں کی نوکوں پر ترکی مورچوں کو فتح کریں اور دست بدست کی جنگ سے عثمانیوں کو

---

اگرچہ مصطفےٰ اُس کا سوتیلا بھائی تھا مگر ایسی مظلومانہ حالت میں اُسے دیکھ کے آپے سے باہر ہو گیا اُس نے تلوار میان سے نکال لی اور سیدھا اپنے باپ کے پاس آیا اور عین دربار میں للکار کے کہا کہ سُن او بیرحم باپ میری مرحوم ماں اور تجھ ظالم باپ کے قابل ہم جیسی اولاد ہرگز نہیں۔ یہ کہکر فوراً اپنے ہاتھ سے پیش قبض اپنے کلیجہ میں بھونک لیا اور مصطفےٰ کی لاش پر گر گیا۔ دونوں شاہزادوں کی خون آلود لاشیں ایک پر ایک پڑی ہوئی کس قدر دردناک منظر آنکھوں کے آگے کھینچتی تھیں۔

یہ اس بیرحمانہ قتل اور جاں نثاری کی خبریں تمام لشکر میں آگ کی طرح پھیل گئیں جاں نثاریوں کی فوج غصہ میں بھر گئی اور اُسے وزیر اعظم رستم کا مطالبہ کیا سپاہیوں نے باآواز بلند کہا کہ ہم تمام سلطنت کو خاک سیاہ کر دیں گے ورنہ انتقام لینے کے واسطے رستم ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔ اب سلیمان پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہئے۔ اُس نے نہایت ہوشیاری سے وزیر کو بھیس بدلوا کے کسی دوسرے مقام پر بھجوا دیا۔

مصطفےٰ کا ایک بیٹا بھی تھا اور وہ مظلوم بچہ بھی اُسی شاہزادہ کے اشارے سے قتل کر دیا گیا۔ بس

ایک اچھا سبق پڑھا دیں۔ اس وقت شہزادہ کے پاس تین برگیڈ فوج تھی۔ افسروں اور سپاہیوں کو اپنی شجاعت پر بڑا گھمنڈ تھا اور وہ ترکوں کو کچھ مال نہ سمجھتے تھے۔
اخیر کل تجویزیں آگے بڑھنے کی طے ہو گئیں شہزادہ نے اپنی پیادہ فوج کی اُن بٹالینوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جو ریڈ یسوا گھاٹی کے نیچے چھپی ہوئی پڑی تھیں۔ حکم ہوتے ہی یہ بٹالینیں اُٹھیں اور پشتہ کی طرف بندوقوں کو چھپائے ہوئے قدم اُٹھایا۔ روسی فوجوں کی اولوالعزمی اور جوش اُن کی خوشی کے نعروں سے معلوم ہوتا تھا قدم قدم پر چیز ز ہو رہے تھے اور کرہ بادمیں ہُرّے کی صدائیں گونج رہی تھیں ان کے ساتھ ساتھ ایک ایک زبردست آگ برساتا ہوا توپخانہ جارہا تھا۔ جب ترکی فوجوں کی زد پر روسی لشکر آگیا تو ترکوں نے توپوں پر بتّی دی اور اب عثمانی گولے پڑنے لگے کالم کے کالم غائب ہوئے چلے جاتے تھے اور روسی جوشیلے سپاہی چیل کوّوں کی طرح آسمان پر اُڑ رہے تھے جو دستہ فوج آگے بڑھا فوراً اڑا دیا گیا تاہم روسی شجاع اور جوشیلی فوج آگے بڑھی چلی جاتی تھی۔
ابھی تک ترتیب فنونِ حرب روسی فوجوں میں باقی تھی لیکن اخیر میں گڑبڑ مچ گئی اور قانونِ جنگ کے

---

روسی عورت کی وفات سے پہلے سلیمان کو معلوم ہو گیا کہ میرے ساتھ چال کی گئی اور میرا بیٹا بالکل بیگناہ تھا۔ جب اس عورت کی طرف سے سلیمان کی نظریں پھرنے لگیں تو اُس کے بیٹے بایزید نے سلیمان سے بغاوت کی اور ایک فوج کثیر لیکے سلیمان پر چڑھ آیا بڑی بھاری لڑائی ہوئی باغی شاہزادہ کی فوج پارہ پارہ کردی گئی شاہزادہ بھاگا مگر رستہ میں گرفتار ہو گیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ شاہزادہ کے کل بال بچے اُس کے قتل کے بعد ذبح کر ڈالے گئے۔ مالٹا کے نائٹس نے جب سلیمان کی اندرونی پیچیدگیاں دیکھیں تو اُس کو ترکی سواحل پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی طرابلس کا انتقام لینے کے لئے اُس نے ترکی بنادر پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو قید کر کے لیگیا۔ جوں ہی سلیمان کو یہ خبر پہنچی اُس نے مالٹا کے محاصرہ کے لئے ایک مرتبہ اور تیاری کی۔ نائٹس اچھی طرح جانتے تھے کہ کس خطرناک لشکر سے اُنہیں مقابلہ کرنا پڑے گا کیونکہ ایک دفعہ وہ زک اُٹھا چکے تھے اُنھوں نے مالٹا کی حفاظت کی بڑی بھاری تیاری کی تمام مسیحی شہنشاہوں کے نام اُنہوں نے خط لکھے کہ یہ وقت مدد کا ہے اور اسپین کو لکھا کہ اگر تو ایک بیڑہ جہاز ہماری مدد کو بھیجے گا تو سسلی اور دوسرے

دائرہ سے نکل کے وہ غول کے غول وحشیوں کی طرح چلے کرنے لگے ۔ کشتوں کے پشتے لگتے جاتے تھے اور روسی فوجیں برابر بڑھی چلی جاتی تھیں ۔ روسی فوجیں بڑھتے بڑھتے ترکی موروچوں کے قریب پہنچ گئی اور اب آکے جنگ تُل ہی خوب گئی یعنی جنگ کا یہ شباب قابل دید تھا سامانِ حرب کی گاڑیاں توپخانوں میں اِدھر اُدھر دوڑی دوڑی پھرتی تھیں اور توپوں کی خوراک بہم پہنچا رہی تھیں ۔ گھوڑوں کی ڈور۔ توپوں کی گڑگڑاہٹ اور گرج ۔ سپاہیوں کا غل وشور ایک آفت بپا کر رہا تھا ۔ بازار کشت و خون خوب گرم ہو رہا تھا ۔ صدہا مجروحین الگ الگ پڑے ہوئے زخموں سے اررا رہے تھے ملک الموت کو دوبارہ پھرتی دکھانے کی ضرورت پڑ گئی تھی کسی کا سر غائب ہی تو کسی کی ٹانگ اُڑ گئی ہے کوئی وست و پا بریدہ تڑپ رہا ہی کسی کی پیٹھ پر بھباقہ ہو گیا ہی کسی کا پہلو چاک ہی کسی کی ناف میں گولی لگی ہی اور کلیجے سے چیر کے نکل گئی ہی ۔ گولہ کے ٹکڑے سے کسی کی ٹانگ اُڑ گئی ہی کسی کا نصف دھڑ ہی باقی ہی ۔ کوئی تو تڑا ہی پڑا ہوا ہی ۔ خون کُل قسم کے مجروحین سے بھر رہا ہی مگر بہادر سپاہیوں کے جوش میں اپنے ساتھیوں کی یہ خطرناک حالت دیکھ کے اور بھی جوش پیدا ہو رہا ہی

مقامات تجھے دیدیں گے ۔

وہ اپنے فصیلوں اور اپنے سامان حرب اور اپنی شجاعت پر بہت بڑا بھروسہ کرتے تھے اور اپنے گرانڈ ماسٹر جان ڈیلا ویلیٹا کی اعلیٰ تدبیر پر بہت بھروسہ تھا اب ایک خطرناک جنگ کا سامنا ہوا وہ خطرناک جنگ جو مشرق کو مغرب سے ٹکرا دے گی ۔

اتفاقات ایسے واقعہ ہوئے تھے کہ رسیمی فوجوں کو کامیابی ہوتی اور ترکوں کی اولوالعزمی سخت مایوسی کے ساتھ تبدیل ہو جاتی ۔

عثمانی جنگی بیڑہ ۱۹ ار مئی ۱۵۶۵ء میں یکایک مالٹا کے آگے نمودار ہوا بیڑہ کے پہنچنے کے دوسرے دن ترکی فوج خشکی میں اتری اور سینٹ المو پر حملہ کیا بڑی بیجگری سے ترکوں نے اپنی موروثی شجاعت کی بانگی دکھلائی ۔ ایک ماہ کے بعد ڈراگٹ کثیر تعداد جنگی جہازوں کی لیکے موقعہ جنگ پر پہنچ گیا ۔ چالیس ہزار خونخوار سپاہ اُس کے ساتھ تھی ۔ اُس کے جنگی جہازوں نے جزیرہ کا محاصرہ کر لیا اور ایک سخت جنگ کے بعد سینٹ المو کو فتح کر لیا ۔ شہر نے اپنے دروازہ کسی فاتحین کے

اور ہر سپاہی آپے کے باہر ہوا جاتا ہے۔

مسٹر آرچی بلڈ فوربس اس خطرناک جنگ میں موجود تھے وہ لکھتے ہیں کہ "ترکی توپوں کے گولے مینہ کی طرح برس رہے تھے اور گولیوں کی بوچھاڑ بھی اُس کے ساتھ نہایت شدت سے ہو رہی تھی لمحہ بلمحہ توپوں کی گرج میں شدت ہوتی جاتی تھی اور جنگ کا رنگ چڑھتا جاتا تھا۔ ہوائیں خون میں ڈوبی ہوئیں آ رہی تھیں اور مجروحین کی دلگداز صدائیں کلیجہ چاک کئے ڈالتی تھیں۔ روسی امدادی فوج جو گھاٹی کے نشیب میں چھپی ہوئی تھی یلغار کرتی ہوئی برابر بڑھی چلی آ رہی تھی جوں ہی وہ قریب آ گئی جنگ میں اور بھی جان پڑ گئی اور اب نئے سرے سے بازار کشت و خون گرم ہوا میں نے ایک ڈھلوان زمین پر ہزاروں روسی مجروحین کو تڑپتے دیکھا جو رینگ رینگ کے نیچے اُتر رہے تھے اور اپنے کو پشتہ پشتے سے پھینک پھینک دیتے تھے زندہ جنگجو سپاہیوں کی صفیں مثل سمندر کی موجوں کے بڑھتی چلی جاتی تھیں۔ جب ترکی مورچے سو گز کے فاصلہ پر رہ گئے تو روسی کمان افسروں نے تلواریں نکالنے کا حکم دیا اور للکار کے کہا بہادرو یہ اخیر موقع شجاعت دکھانے کا ہے اب دیکھیں تلوار کی جنگ میں تم

واسطے کھول دے اور ترکی لشکر فتح کا باجہ بجاتا ہوا سینٹ المو میں داخل ہوا لیکن پایۂ تخت ابھی تک ہزار حملوں کی مدافعات کر رہا تھا۔ چند ماہ تک جنگ ہوتی رہی اور ترک ہزار فتح پر فتح پاتے رہے اخیر ماہ ستمبر بہت دنوں کے بعد یہ خبر پہنچی کہ سسلی کا وائسرائے ایک بہت بڑے جنگی بیڑہ کے ساتھ نائٹس کی مدد کو آ رہا ہے ترک محاصرہ کرتے کرتے اور لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اُنہوں نے جنگی بیڑہ کے پہنچنے سے پہلے سینٹ المو کو چھوڑ دیا اور ۱۷ ستمبر کو کل مالٹا کا محاصرہ اُٹھا لیا اور سیدھے قسطنطنیہ روانہ ہو گئے جوں ہی سلطان نے اپنے جنگی بیڑہ کی ناکامی کی خبر سُنی مارے غصہ کی آگ ہو گیا اور اُس نے دوسرے حملہ کی تیاری شروع کی پہلے اُس نے چاہا کہ آسٹریا کو زیر و زبر کر ڈالے اس وقت سلیمان کی ۷۲ برس کی عمر تھی لیکن دم خم وہی باقی تھا اُس نے اپنی کثیر فوج کا سرگروہ بنکر ہنگیری کے ایک شہر سیغتہ نامی کا محاصرہ کر لیا۔ اور کئی حملوں کے بعد اس شہر کو فتح کر کے تمام عیسائیوں کو قید کر لیا مگر یکایک اُس پر فالج گرا اور شہر کے فتح ہونے کے چند ساعت بعد ۵ اگست ۱۵۶۶ء میں ۴۶ برس سلطنت کر کے راہی ملک بقا ہوا۔

کیا نمایاں کام دکھاتے ہو۔ ترک اسی شدت سے برابر فیر کئے جاتے تھے اور اپنی جگہ ثابت قدم تھے حالانکہ چند گز کا فاصلہ رہگیا تھا لیکن ترکوں میں ذرا بھی انتشار پیدا نہ ہوا تھا اور وہ اسی مستعدی اور اولوالعزمی سے اپنے زبردست جنگی فرائض کی انجام دہی کر رہے تھے۔

جس شخص نے قریب کی ایک پہاڑی پر چڑھکے یہ خطرناک نظارہ دیکھا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی عمر میں اس بلا کی خونریزی نہیں دیکھی۔ روسیوں کی صفوں کی صفیں لوٹی جاتی تھیں اور کل فوجوں اور سپاہیوں کی مہیب صورتیں دل دہلائے دیتی تھیں۔ اس پر بھی روسیوں کے جوش میں کچھ فرق نہیں آیا تھا اور وہ اپنے کرنیل کا جو ترکی گولے سے اڑگیا تھا انتقام لینے کے لئے آگے بڑھے چلے جاتے تھے۔ دیکھتے دیکھتے روسی سپاہی ترکوں کے مورچوں میں معلوم ہوئے۔ اب گویا دست بدست کی جنگ شروع ہوئی بندوقوں کے کندوں سنگینوں۔ برچھیوں اور تلواروں کی لڑائی آپڑی تھی یہ گویا پہلی لڑائی تھی جو ترک ایمانداری اور اپنی موروثی شجاعت سے لڑرہے تھے نامہ نگار لکھتا ہے خدا ایسا خونی منظر پھر کبھی نہ دکھائے اتنی جلدی ہزاروں آدمیوں کا کھیت

---

وزیر اعظم نے اس وحشتناک خبر کو چھپایا اور پوشیدہ طور پر سلیم سے کہلا بھیجا کہ تو بہت جلد تخت پر قبضہ کرلے۔

سلیمان کی سلطنت جس کو ترکی سکندر کہتے ہیں عثمانی خاندان کے لئے ایک باعظمت سلطنت ثابت ہوئی تھی سلیمان اعظم اگرچہ ایک جنگجو شہنشاہ تھا لیکن علوم و فنون کا بڑا سرپرست اور عالموں کی بہت بڑی قدر کرتا تھا اس میں شک نہیں کہ اگر اخیر میں وہ روسی لڑکی کے دام فریب میں نہ آجاتا تو اس کا قابل بیٹا مصطفےٰ اس عظیم الشان ترکی سلطنت کی فتوحات میں جدید باب کا اضافہ کرتا۔

پڑ گیا کہ خیال میں بھی نہ آسکتا تھا عثمانی تلوار نے اپنے پورے جوہر دکھا دیئے۔ بہادروں کو اپنی بیجگری کا پورا مزا آ گیا۔ تلوار اُٹھنے کی دیر تھی کہ مقابل کا سر قدموں میں پڑا ہوا ہو۔ خون کے فی الواقع فوارے بہ رہے تھے اور ساتھ ہی دست و پا بریدہ سپاہیوں کا درد سے کراہنا غضب ہر پا کر رہا تھا۔ یہ عجیب بات تھی اور اس پر سب کو تعجب ہوگا کہ روسی ترکی مورچوں میں گھس آئے تھے لیکن ترکوں نے اپنی جگہ سے قدم نہ ہٹایا تھا ورنہ ہم نے کسی جنگجو فوج کا حال کسی تاریخ میں نہیں دیکھا کہ دشمن اُس کے گھر میں بھی آجائے اور وہ لڑے جائے اور ایک قدم پیچھے نہ ہٹائے ورنہ گھر میں گھس آنے کے بعد جنگ نہیں ہوسکتی۔ واہ شیر دلوں تمہاری ماؤں نے تم ہی کو جنا ہو کیوں نہ ہو شجاعت نے تمہاری ہی رکاب کو بوسہ دیا ہو اور تمہارے خون میں مردانگی ملی ہوئی ہو۔ کیونکہ شجاع عثمان کی اولاد میں سے ہو اس جنگ میں تم نے عثمانی تلوار کا ایک نمونہ دکھا دیا۔ تمہاری خارا شگاف تلوار کے جوہر معلوم ہوگئے تمہاری خونخواری اور نڈرپن نے ثابت کردیا کہ تم سے بہتر سپاہی دنیا میں مشکل سے نکلیگا واہ معزز بہادریو تم نے عثمانی شجاعت کا بول بالا کردیا۔

# بارھواں باب ۱۲

## سلیم ثانی۔ ترکی کا گیارھواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۵۶۶ء سے ۱۵۷۴ء تک

سلیمان کی وفات پر سلیم کا تخت نشین ہونا۔ جان نثاریوں کی بغاوت۔ وینٹین سے اعلان جنگ۔ جزیرہ سائپرس میں ترکی فوجوں کا اُترنا۔ مقامات نکوسیا اور فرماگستا کی فتح۔ خلیج لیپنٹو میں بڑی بھاری بحری جنگ۔ ترکوں کے نقصانات۔ وینس سے صلح۔ تونس کی فتح۔ سلیمان کی وفات۔

سلیمان اعظم کے کل بچوں میں صرف سلیم زندہ بچا تھا۔ جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر پہنچی ہو فوراً قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ یہاں پہنچکے وہ سیدھا لشکر گاہ میں آیا ہوا۔ سوائے اس کے

روسیوں کی آنکھیں کھلیں کہ ہم ترکوں کو کیا سمجھے بیٹھے تھے اور یہ نکلے کیا۔ کاش اسی ایمانداری سے اور بھی افسر جنگ کرتے تو بس روسیہ کو چھٹی کا کھایا یاد آجاتا۔ یہ جنگ بھی عجیب خونریز جنگ تھی۔ اُف جس نے ہزاروں بہادروں کو دم بھر میں خاک و خون میں لوٹتا ہوا دیکھا ہو وہ کبھی نہ بھولیگا۔ انسانی کرب و بلا کی صدائیں۔ زخمیوں کا کراہنا۔ دم توڑتی ہوئی ہچکیاں اور جانکندنیوں کے خراٹے اور پھر پیروں میں خون کا بہنا یہ ایسا عجیب منظر تھا کہ خدا پھر نہ دکھلائے۔ اری جادو بھری دُنیا تو نے اپنے پر فریفتہ کرکے انسان کو کیسا پاگل بنادیا ہو وہ ایک فانی چیز پر کس طرح دوڑتا ہو اور کیا کیا تکلیفیں اُٹھا کے اخیر اپنی جان کھو دیتا ہو۔ ایک نوجوان سپاہی کو دیکھو جو کئی گہرے زخم کھاکے خاک و خون میں لوٹ رہا ہو اور سانس قیمت نہ مذہب کا خیال ہو نہ ملک و قوم کا نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم دُنیا اس کی آنکھوں میں اندھیری ہو رہی ہو اور یہ وہ دنیا ہو جس کمبخت نے ہتیار دیکے ابنائے جنس کے خون بہانے کے لئے اُسے روانہ کیا تھا اس وقت سوائے جانکندنیوں کے اور کوئی اُس کا ساتھی نہیں ہو۔ نہ اولوالعزمی ہو نہ جوش فتح ہو اور نہ خیال انتقام ہو اگر اس نوجوان کی گزشتہ زندگی پر خیال کیا جائے گا تو اور بھی تعجب ہو گا

کوئی وارث تاج و تخت نہ تھا اس لئے تخت نشینی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا اور سب نے برضا و رغبت اُس کی سلطنت قبول کرلی مگر یکم جنوری ۱۵۱۶ء تک تاج پوشی کی کوئی سرکاری رسم ادا نہیں ہوئی۔

جدید سلطان نے علاوہ جاں نثاریوں کے نئی فوج بھرتی کی اور اُسے اپنا باڈی گارڈ بنایا اس پر جاں نثاریوں کو بہت غصہ آیا کہ ہمارے مقابلہ میں نئی فوج اور لوگوں کی کیوں بھرتی کی گئی اور جو انعامات اور زر نقد ہمیں ملتا رہا ہو اس میں کیوں فرق آیا۔ غصہ بڑھتے بڑھتے بغاوت کی صورت میں بدل گیا اور اب جاں نثاریوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا۔ سلیم نے جاں نثاریوں کے مطالبات کو پورا کرکے نہایت دانائی سے اس خوفناک فوج کو ٹھنڈا کیا اور دل میں یہ سمجھ گیا کہ جب تک کہیں جنگ نہ چھیڑی جائے گی جاں نثاری نچلے نہیں بیٹھنے کے۔ سلیم کا ۱۵۰۳ء ہو میں شہنشاہ میلز بیلیش سے معاہدہ ہوچکا تھا اور اس کی بڑی شرطیں یہ تھیں کہ جو مقامات قبضہ میں ہیں وہ دونوں سلطنتیں اُن پر قائم رہیں اور اُن سے ایک انچ آگے نہ بڑھیں۔ ہیپبرگ

کن منتوں مرادوں سے پیدا ہوا ہوگا اور کس خبر گیری اور مصیبتوں سے کمبخت ماں نے اسے پالا ہوگا آج اسی بچہ نے جوان ہو کے اور تعلیم پا کے صرف چند روپوں پر اپنی لاکھوں روپے کی جان قربان کردی اور اب جان نکلتے وقت کی تکلیف سے تڑپ رہا ہے۔ اس پر بھی اے دنیا تیرا عجب جادو ہے کہ دوسرے اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ رہے ہیں لیکن انہیں عبرت نہیں ہوتی بلکہ آگے بڑھنے کا اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس راز کو کوئی نہیں پا سکتا کوشش بہتیری کی گئی لیکن اس کا پتہ کہیں نہ لگا۔ "کہ کس نکشود نکشاید بہ حکمت ایں معمارا"

روسیوں کی بہادری اور پرخطر دلیری کی بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہا جاتا جو شیر کی طرح سے گرتے پڑتے آگے بڑھے چلے آتے تھے اور انہیں دشمن کے گولہ باری کی مطلق پروا نہ ہوتی تھی۔ جس وقت وہ اپنے افسر کے حکم سے پہاڑی پر چڑھے اور ان کی صفیں یکے بادیگرے حرکت میں آئی ہیں تو عجیب پُر رعب سماں نظر آرہا تھا اور یہ وہ سماں تھا کہ جس کی کیفیت ایک سپاہی کا دل بخوبی لے سکتا ہے جس وقت روسی صفیں آگے بڑھتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گھٹا پر گھٹا اٹھ رہی ہے اور ایک دوسرے پر

اور عثمانی خاندان میں برسوں تک اس معاہدہ پر عملدرآمد ہوتا رہا۔

اس کے بعد سلیم کی نظریں سلطنت روسیہ کی طرف اٹھیں یہ پہلا سلطان ہے جس کے وقت میں سب سے اول روسیہ پر حملہ کیا گیا اور گویا سلیم ہی کے وقت سے روسی جنگ کا آغاز ہوا ہے۔ سلطان نے بحر ازوف اور وان پر ایک بیڑا جہازات روانہ کیا۔ مطلب یہ تھا کہ جب نہر دینپر وان اور وولگا سے ملا دی جائے گی تو عثمانی تجارت اور امور سیاسیہ کو بہت بڑی ترقی ہوگی۔ بحر اندروا پر اس وقت ترکوں کی حکومت تھی لیکن نہر کا بڑا مقصد حاصل کرنے کے لئے یہ ضرور ہوا کہ استرخوان پر قبضہ کر لیا جائے۔ جس زبردست فوج نے استرخوان کا محاصرہ کر لیا تھا اسے مطلق کامیابی نہیں ہوئی اور بے نیل و مرام واپس چلی آئی۔

سلیم نے اس ناکامی کے بعد وینیشین کو اعلان جنگ دیا۔ وزیر اعظم کی یہ رائے نہ تھی کہ اس سلطنت جمہوری سے جنگ کی جائے وہ کہتا تھا کہ سب سے پہلے اس ناکامی کا عوض روسیہ سے لیا جائے لیکن سلطان نے نہ مانا اور جنگی بیڑے کو روانہ ہونے کا حکم دیدیا۔ سب سے پہلے ترکی بیڑا جزیرہ

چھپائی جاتی ہے۔ ادھر ترکی توپوں کی گرج اور گولوں کی بوچھاڑ صحن قیامت کا نمونہ دکھا رہی تھی ترکوں کو اپنے مورچوں میں ان بڑھتی ہوئی صفوں کی مطلق پروا نہ تھی وہ اپنا کام اپنی جگہ پر اسی مستعدی اور نڈر پنے سے کر رہے تھے اور انہیں ذرا بھی خیال نہ تھا کہ فوج کی روئیں کس طرف آ رہی ہیں اور یہ کالی گھٹائیں کس پہاڑی پر چھا جائیں گی۔ اس وقت دل دہل جاتا تھا جب آگے والی صفیں روئی کی طرح دھنکی جا رہی تھیں۔ ایک صف کیا تو ہڑے ہڑے پکارتی ہوئی آگے بڑھتی دکھائی دی اور کیا دو قدم بڑھ کے سب کی سب چیل کوؤں کی طرح آسمان پر اڑ گئی۔ صفوں کی صفیں برابر الٹ پلٹ ہو رہی تھیں لیکن روسیوں کا بہادر سپاہ سالار انہیں آگے بڑھنے کا حکم دے رہا تھا۔ بڑھتے بڑھتے جب وہ ترکی مورچوں کے لگ بھگ پہنچ گئیں تو اب اُن کی ڈھارس بندھی کہ مورچوں کو آسانی سے فتح کر لیں گے مگر یہ خیال اُن کا غلط نکلا روسی فوجوں کے مورچوں کے قریب پہنچتے ہی ترکوں نے توپوں اور بندوقوں سے ہاتھ اُٹھا لیا اور اب اپنے قوی اور زبردست دشمن سے دست بدست کی ٹھہرا دی۔ شمشیر عثمانی کو میان سے باہر نکالا اور زخمی شیر کی طرح روسیوں پر

---

سائپرس میں پہنچا۔ اس جزیرہ کے باشندوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا اور ترکی لشکر بلا مزاحمت خشکی میں اُتار دیا گیا۔ جزیرہ سائپرس کے باشندے وینیشین کی جمہوری سلطنت سے پریشان ہو گئے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ہم ان کی حکومت سے سبکدوش ہو جائیں۔

شہر نکوسیا اور فرماگستا کا محاصرہ کر لیا گیا۔ آخر الذکر شہر کا گورنر ڈنڈولہ نامی وینس۔ اطالیہ اور وینس سے امداد کا خواہاں ہوا۔ ان تینوں سلطنتوں نے جنگی بیڑے روانہ کئے لیکن وہ اتنی دیر میں پہنچے کہ یہاں فیصلہ ہی ہو گیا ترکوں نے اس شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب ان تین سلطنتوں کے مشترکہ بیڑے نے دیکھا کہ نکوسیا ہاتھ سے نکل چکا ہے وہ اپنے اپنے ملک واپس چلے گئے۔ ترکوں نے اس کے فتح کرنے کے بعد فرماگستا کا محاصرہ کر لیا ہر چند اس شہر نے داد مردانگی خوب دی لیکن ترکوں نے اپنے دھواں دھار حملوں سے ۱۵ اگست ۱۵۷۱ء سے بھی زیر نگیں کر لیا۔

جزیرہ کے باقیماندہ حصہ کی بھی یہی قسمت ہوئی اور کل زرخیز جزیرہ اتنی خونریز جنگوں کے بعد

نوٹ بٹ سے اس بلا کی تلوار چلی ہو کہ الحفیظ والاماں۔ غٹ پٹ ایسے ہوئے کہ پھر کوئی تمیز نہ رہا کہ ان میں رومی کونسے ہیں اور روسی کونسے ہیں۔ ادہر تلوار لگی اور اُدہر خون کا فوارہ اُچھلا ابھی ایک افسر بولی بولکے فوج کو آگے بڑہا رہا ہے اور ابھی دیکھا کہ گھوڑا اس کی لاش لئے ہوئے بے اوسان بھاگا چلا جا تا ہی۔ بہادر روسیوں نے دست بدست کی جنگ میں ایک مورچہ فتح کر لیا مگر دوسرے مورچے تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ جان کے لینے کے دینے پڑ گئے اور اب انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ ترکوں کا جوش لحہ بہ لحہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ یکایک اُن میں ایک تازہ روح پھک گئی اور وہ چکچا کے روسیوں پرگر پڑے ان کے حملہ ترکوں کی طرف سے تھا اور یہ بہت ہی خوفناک تھا ایسا خوفناک کہ دید نہ شنید تلوار بڑی خوفناکی سے چلی اور اب کے روسیوں کے قدم اُکھڑے۔ کیا تو روسی صفیں آگے بڑھ رہی تھیں یا اب انہیں پیچھے ہٹنا پڑا اعدہوتے ہوتے یہاں تک کیفیت ہوئی کہ مفتوحہ مورچہ بھی روسیوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ کچھ دیر تک تو ان میں قاعدہ کی پابندی رہی لیکن بعد ازاں بے ترتیبی پیدا ہو گئی اور اب وہ گھبرا کے ادہر اُدہر پناہ ڈھونڈہ نے لگے۔ ادہر ان کا قدم اُکھڑ نا تھا کہ دوسرے

---

ترکوں کے قبضہ میں آ گیا۔

جب سائپرس فتح ہو گیا تو ترکوں نے بڑی دہوم دہام سے بحری تیاری کرنی شروع کی اور جہازوں پر جہاز تعمیر ہونے شروع ہوئے۔ سائپرس کے فتح ہونے اور ترکوں کی اس تیاری نے نہ صرف وینس میں بلکہ بحیرۂ متوسط کے سواحل کی سیحی سلطنتوں میں ہلچل ڈالدی سب خوفناک نظروں سے ترکوں کی طرف دیکھنے لگے۔

کل مسیحی سلطنتوں میں بحری معاہدہ ہوا اور اس انجمن کے ممبر جس کے ذریعہ سے کل سلطنتیں ترکوں کے خلاف متحد کر دی گئی تھیں بالخصوص اسپینی۔ وینیشنس اور نائٹس آف مالٹا تھے اور اس کا میر مجلس ڈان جان آف آسٹریا مقرر کیا گیا تھا اور بعد ازاں متحدہ بیڑے کا کمنڈر انچیف بھی شخص مذکور بنایا گیا۔

ان سیحی سلطنتوں کے متحدہ بیڑہ نے ارادہ کر لیا کہ ترکوں سے دو دو ہاتھ کرے اور ان کی بڑہتی ہوئی فتوحات کو روک دے۔ اس متحدہ بیڑے میں تین سو جنگی جہاز تھے۔ یہ کل عظیم اور خوفناک

مورچہ سے ترکی گولے برسنے شروع ہوئے جنہوں نے تو چنوں کی طرح سے بھون دیا اور صفوں کی صفوں کا ستھراؤ کردیا روسی سپہ سالاروں نے یہ نقشہ دیکھ کے اور تازہ امداد روانہ کی اور روسی فوجوں کا ٹڈی دل اس ہزیمت خوردہ فوج کو ساتھ لیکے پھر آگے بڑھا۔ ترکوں نے پہلے مورچہ کو بغیر ایک گولی چلائے خالی کردیا۔ اس مورچہ کا خالی کرنا بہت بڑی حکمت تھی دوسرے مورچہ کے عقب میں ترکی توپخانہ نصب تھا اور ترکیب یہ تھی کہ اگر دوسرے مورچہ پر روسی آگئے اس توپخانہ سے انہیں اڑا دیا جائے گا۔ ایک اونچی پہاڑی پر یہ توپخانہ نصب تھا اور وہ پہاڑی ناقابل گزار تھی اب روسی شہزادہ کی نظریں اس پہاڑی پر اٹھیں اور اس نے چاہا کہ کسی صورت سے اس پر قبضہ کرلیا جائے اس نے اپنی کل فوجوں کو اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ یہ آخری کوشش ہے ایک دفعہ اور بھی آگے بڑھو کسی صورت سے یہ پہاڑی قبضہ میں آجائے۔ فوج کے دلبادل تو جمع ہوگئے لیکن اب ان کی ہمتیں پست ہوگئی تھیں اور ترکوں کا رعب ان کے دلوں میں بیٹھ چکا تھا وہ سخت شکستہ خاطری کی حالت میں بڑھے لیکن نہایت سست۔

بیڑا خلیج لپنٹو میں داخل ہوا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسے تنگ مقام میں کیونکر یہ عظیم بحری جنگ چھیڑی گئی بہت سے وسیع سمندر پڑے ہوئے تھے جہاں جنگجوؤں کو پوری کیفیت آسکتی۔ ترکوں کے پاس اتنے جہازات نہ تھے نہ انہیں یہ معلوم تھا کہ اتنی سلطنتوں نے پوشیدہ اتفاق کرلیا ہے پھر بھی ترک بڑی بیجگری سے اپنے سے سہ گنی قوت والے دشمن سے لڑے مگر سخت نقصان کے بعد انہیں پسپا ہونا پڑا۔ بہت سے جہازات اور کثیر تعداد فوج ان کی غارت ہوگئی۔

اس شکست کی خبر سنکے سلیم کو بہت غصہ آیا اس نے حکم دیا کہ قسطنطنیہ کے کل عیسائی قتل کر ڈالے جائیں مگر وزیر اعظم محمد نے اس شدید حکم کی تعمیل میں پس وپیش کیا اور سلطان سے جاکے کہا کہ انصاف اور رحم سے یہ امر بعید ہے۔ چنانچہ اس نے وینشین کے سفیر باربارو نامی کو بلاکے کہا "ہم نے سلطنت جمہوری سے سائپرس لیکے اس کا ایک بازو کاٹ ڈالا اس بنا پر اس نے کل مسیحی دول سے اتفاق کرکے ہمارے جہازات اور سپاہ کو برباد کردیا مگر ہمیں اس کی مطلق پروا نہیں جہازوں اور سپاہ کا برباد ہونا ہمارے لئے مثل ڈاڑھی کے ہے کہ جتنا اس کو ترشواؤ اسی قدر

دیر سے فوج نے کھایا بھی نہ تھا اور اس کثرت سے نقصان کثیر دیکھ دیکھ کے اُس کا دل بیٹھا جاتا تھا۔ ان کی عجیب کیفیت تھی ایک قدم آگے پڑتا تھا اور ایک پیچھے تو نہ چاہتا تھا کہ ترکوں کی طرف کا رُخ بھی کریں مگر حکم حاکم مرگ مفاجات کا حکم رکھتا ہے اس لئے مجبوراً گرتے پڑتے آگے بڑھے چلے جاتے تھے۔ جب چاپنسکی نے یہ دیکھا کہ فوج دل ہارے جاتی ہے فوراً اپنا محفوظ برگیڈ آگے بڑھایا اور حکم دیا کہ پہاڑی پر قبضہ کرلے یہ برگیڈ ابھی تازہ ہی دم تھا آندھی اور مینہ کی طرح ترکوں پر گر پڑا اُدھر اس شکستہ دل فوج کی بھی ہمت بندھ گئی اور وہ برگیڈ کے ساتھ ہمت کرکے بڑھنے لگی۔ اس تازہ دم برگیڈ نے بڑی بہادری سے پہلا مورچہ فتح کرلیا اور اپنے سرے سے پھر جنگ شروع ہوئی اس بلا کی تلوار چلی ہے کہ ابھی تو بہ طرفین کو نظر آگیا۔ ترک پھر بڑے اور روسیوں پر ٹوٹ پڑا اور کے لکڑی اور کھیرے کی طرح دشمن کو کاٹ ڈالا یہ تازہ دم برگیڈ غائب ہو گیا اور ترک حملہ آور فوج کے بڑے حصّہ کو کھا گئے۔ ایک بہت بڑی تعداد روسی پیادہ فوج کی ترکوں کا شکار ہوگئی بڑے بڑے بہادروں کے حوصلے پست ہوگئے اور تمام دنیا نے ترکی شجاعت کے نمونے دیکھ لئے ترکوں کی بہادری کا غل تمام یورپ میں مچ گیا تھا اور اب سرگوشیاں ہونے لگی تھیں کہ ترک جیسا کہ سمجھا جاتا تھا وہ نہ نکلے بلکہ ترکی ابھی تک ایک زبردست جنگی قوت ہے۔

گھنڈار نکلتی ہے" سلطان اپنے وزیر کے مشورہ سے ایڈریانوپل چلا گیا اُسے خوف ہوا ساداینہ مشتملہ بیڑہ جہازات قسطنطنیہ کا رُخ نہ کرے مگر یہ صرف سلطان کا خیال ہی خیال تھا اس فتح کے بعد بھی اس مسیحی بیڑہ میں یہ جرأت نہ تھی کہ قسطنطنیہ کو نظر اُٹھا کے دیکھ سکتا۔ یہ مشتملہ بیڑہ اس فتح کے بعد پریشان ہوگیا تھا اور کل دول نے اپنے اپنے جہازات واپس بلا لئے تھے۔

ترکوں کو اس شکست کا بہت بڑا صدمہ تھا وہ شکستہ خاطر نہ ہوئے بلکہ انہوں نے اوقاف کے روپے سے فوراً ایک عظیم بیڑۂ جہازات تیار کیا اور فوراً سرکیو پر حملہ کردیا۔ یہاں وینیشین کو شکست ملی اور آخیر میں باہم ایک معاہدہ پر دستخط ہوگئے۔

سلیم کے زمانہ میں بھی فتوحات کا دروازہ بند نہ ہوا اگرچہ بیڑے کے برباد ہونے کا صدمہ اُسے کھا گیا لیکن اس نے کم جاہ وجلال سے حکومت نہیں کی۔ کل آٹھ سال اُس نے سلطنت کی سلطان کو بخار آنے لگا اور اُس کے بخار سے اُسے نجات نہ ملی۔ ۸ ستمبر ۱۵۷۴ء میں اُس کا انتقال ہوگیا بوقت وفات عمر ۵۲ سال کی تھی۔ وزیر اعظم نے سلیم کی موت کا اظہار جبتک اُس کا بیٹا مراد خاں آ گیا عام لوگ کو خبر نہ ہونے دیا۔

جب معاملہ تنت پر پہنچا تو شاہفسکی کی فوج کے دوسرے حصہ میں نقل و حرکت شروع ہوئی اور یہ تازہ دم فوج آندھی اور مینہ کی طرح خلاص پلونا پر بڑھی۔ یہ خونخوار روسی فوج آنکھ بند کرکے پلونا پر حملہ آور ہوئی ترکوں نے حملہ کا معقول جواب دیا اور اپنے صعب تریں دشمن کا مُنہ پھیر دیا۔ روسی فوج پس پا ہوئی لیکن پھر اُس میں جوش آگیا اور اس نے دوبارہ حملہ کیا اب کے بھی مُنہ کی کھائی سہ بارہ حملہ کیا اس کا بھی وُہی نتیجہ ہوا پھر چوتھی دفعہ حملہ کیا اور اب کے خوب جان توڑ کے لڑی لیکن وُہی ڈھاک کے تین پات بے اوسان ہو کے بھاگی اور سمجھ گئی کہ پلونا سے ترکوں کا بے دخل کرنا مُنہ کا نوالہ نہیں ہے۔ روسی فوجوں کی شجاعت میں ہرگز کوئی کلام نہیں شہزادہ نے جب اپنی شایستہ فوج کی یہ کیفیت دیکھی تو اس کی امداد کے لئے اور فوج روانہ کی لیکن اُس کا بھی وُہی حشر ہوا جو پہلے والی فوج کا ہو چکا تھا لیکن مرحبا ہے اس روسی فوج پر کہ اس نے قدم پیچھے نہیں ہٹایا اور جہاں کھڑی تھی وہیں جان دے دی۔ روسی فوجوں کے دل ٹوٹ گئے تھے اور اب وہ مایوس ہوگئی تھیں اُن کے

# تیرہواں باب ۱۳

## مراد خاں ثالث۔ ترکی کا بارہواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۵۷۴ء سے ۱۵۹۵ء تک

مراد خاں ثالث کی تخت نشینی۔ پانچ بھائیوں کا قتل۔ ایران سے جنگ۔ لشکر کی بربادی۔ فرہاد باورچی کا وزیر اعظم نامزد ہونا۔ آسٹریا سے جنگ۔ وفات

میگنیسیا میں مراد خاں ثالث کو اطلاع بھیجی گئی کہ تم فوراً آؤ اور تخت نشین ہو۔ یہ خبر سنتے ہی مراد خاں قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ جب دردانیال میں داخل ہوا ہے تو سمندر میں بہت بڑا طوفان برپا تھا لیکن اُس نے اپنی جلدی میں طوفان کی پروا نہ کی اور نہایت خطرہ کی حالت میں قسطنطنیہ کی طرف رُخ کیا۔ طوفان میں بال بال ڈوبنے سے بچا۔

حواس باختہ تھے اور ہاتھوں کے طوطے اُڑ چکے تھے وہ پریشان نظروں سے اِدہر اُدہر تکتی تھیں لیکن اُن کی دال نہ گلتی تھی وہ چھکڑے جن میں اُن کا سامان خورونوش بھرا ہوا تھا بہت پیچھے رہگئے تھے گولہ باروت کا سامان بھی کم ہوگیا تھا اور اب ان بیچاروں کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑگئے تھے۔ پیادہ فوج کی دو پلٹنوں نے بڑی بیجگری سے حملہ کیا اور ترکی بازوئے چپ کو چیرتی ہوئیں پلونا کی شاہراہوں میں چلی گئیں لیکن اُن کا یہاں پہنچنا اُن کے حق میں زہر ہوگیا۔ وہ پلونا کی شاہراہوں میں اس طرح گئیں جیسے کوئی اژدہا کے مُنہ میں چلا جاتا ہے ایک سپاہی کا بھی پتہ نہ لگا کہ کہاں گیا۔

مسٹر فورس لکھتا ہے کہ یہ دونوں پلٹنیں پلونا میں گُھستے ہی جہنّم واصل ہوگئیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کو توپوں کے دھوئیں نے بالکل ڈھانک لیا تھا اور اس تھوڑے غبار میں سے توپوں کی گرج اور گولونکی گونجیں مسموع ہو رہی تھیں۔ یہ گونجیں اور گرجیں زبانِ حال سے ترکونکی فتحمندی کی شہادت دے رہی تھیں۔ جب حملہ آور روسی فوجوں کا بھرتا ہوگیا تو بقیۃ السیف بے اوسان

---

غرض بہزار دقّت و پریشانی ۲۱ ر دسمبر ۱۵۷۴ء کی شب کو قسطنطنیہ پہنچا۔ فوراً وزیر کو طلب کیا اور تخت نشینی کے تمام معاملات طے کرلئے اُس کی ماں سلطانہ ولیدہ بھی اپنے بیٹے کے پاس آئی اور اُس کی تخت نشینی پر اُسے مبارکباد دی۔ علی الصباح یعنی ۲۲ ر دسمبر ۱۵۷۴ء کو یہ اعلان دیا گیا کہ سلیم کی وفات ہوگئی ہے اور اُس کی جگہ مراد خاں اُس کا بیٹا تخت نشین کیا گیا ہے۔ مراد خاں کی تخت نشینی کو رعایا اور فوج نے قبول کرلیا مگر پہلا بے رحمانہ کام جو مراد خاں نے کیا وہ یہ تھا کہ اپنے پانچ سوتیلے بھائیوں کو اُن کی ماؤں کے آگے قتل کروا ڈالا اور اُن کے علاوہ دو بیٹے حرم کے پیٹ سے بھی تھے وہ بھی اسی سنگدلی سے قتل کئے گئے۔

مراد خاں کچھ ابتدا ہی سے سلطنت کرنے کے قابل نہ تھا۔ کل قوت وزیر کے ہاتھ میں تھی اور سارے سیاہ سفید کرنے کے اختیارات اُسی کو حاصل تھے۔ اگرچہ وہ اپنے وزرا کو کئی بار بدل بھی چکا تھا لیکن بطور خود معاملات سلطنت سے بالکل مستغنی رہتا تھا وزیروں کو اختیار تھا کہ جو چاہے جو کچھ کریں کبھی نہ پوچھتا تھا کہ تم نے یہ بات کیوں کی۔

ہو کے بھاگیں اور ایسی بے اوسان ہو کے بھاگیں کہ ایک کو دوسرے کی سدھ بدھ نہیں رہی۔
روسی شہزادہ کے کُل ارادوں پر خاک پڑ گئی اور اس کی شائستہ فوج کا بہت بڑا حصّہ عثمان
پاشا کی تیغِ برّاں کی نذر ہوا۔ ہر طرف سے اُسے شکست ملی اور یہ ایسی شکست تھی جس سے
اُسے چھٹی کا لکھا یاد آگیا۔

اخیر اس فانی جانکندنیوں کے میدان پر شب نے اپنا برقع ڈال دیا اور اب چاروں طرف سے
روسی فوج نے بھاگنا شروع کیا اور یہ شکستہ فوج اس مقام پر پہنچی جہاں سے سہ پہر حملہ آور
ہوئی تھی۔ اب شہزادہ میں یہ قوّت نہ تھی کہ اپنے عقب کی حفاظت کرتا ترکوں نے اس حرماں
نصیب فوج کا تعاقب کیا اور یکے بعد دیگرے کُل مقامات پر قبضہ کر لیا مقام لوفچا سے بھی روسی
نکال دیئے گئے۔ غرض جو مقامات اُنہوں نے لئے تھے ایک پر بھی اُن کا قبضہ نہ رہا۔ اُس وقت
قصبۂ رڈیسوو کی عجیب خطرناک حالت تھی روسی مجروحین اس قصبہ میں پٹے پڑے تھے۔ کچھ
سسک رہے تھے کچھ دم توڑ رہے تھے کچھ ادموئے تھے اور کچھ آنکھیں پھاڑے ہوئے اپنی

---

ایک دن بھیس بدل کے سلطان شہر کا گشت لگا رہا تھا۔ کل سلاطین عثمانی نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے
کہ بھیس بدل بدلکے شب کو شہر میں پھرا کرتے تھے۔ اسی طرح سلطان مراد خاں ثالث گشت لگاتا ہوا
ایک نان بائی کی دوکان پر سے گزرا جو بہت سختی سے وزیر سلطنت کی بے انتظامی کی شکایت اپنی
ایک دوست سے کر رہا تھا کہ کمبخت ایسا بے ہوش ہے کہ اُسے خاک خبر نہیں کہ غلّہ اور سامان
خورو نوش کی شہر میں بہت قلّت ہو گئی ہے اس کے منگانے کا کہیں سے بھی انتظام نہیں کیا جاتا سلطان
نے کان لگاکے اُس کی باتوں کو سُنا اس کی مُدلّل تقریر سلطان کے دل میں گھر کر گئی اور سلطان
سمجھ گیا کہ یہ شخص بڑا قابل ہے۔ اس وقت تو چلا آیا دوسرے روز اُسے بُلا بھیجا۔ اور حکم دیا کہ تو ہمارے
پاس رہا کر۔ اس نان بائی کا نام فرہاد تھا بتدریج فرہاد نے سلطنت میں بھی اقتدار حاصل کر لیا
اور کل اندرونی اور خارجی معاملات اُس کے ہاتھ میں آگئے۔

یورپ میں امن قایم کرنے کے بعد مراد خاں نے ایران پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس فتح کی تکمیل
کی جائے جو اس کے پیش رو ادھوری چھوڑ گئے ہیں۔ وزرا کی رائے ہرگز نہ تھی کہ ایران پر حملہ

خون آلود حالت دیکھ رہے تھے اُن کی المناک صدائیں اور درد سے کراہنا ایک آفت برپا کر رہا تھا۔ اس بلا کی نالہ و واویلہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی اور اُن کی جگر خراش آوازیں سُن سُن کے دل دہلا جاتا تھا ان تمام بلاؤں پر یہ غضب تھا کہ ترکی توپوں کے گولے دھڑا دھڑ ان مجروحین پر پڑ رہے تھے اور چاروں طرف جہنّم کا مزا آرہا تھا اور روسی افسر اپنی پُرنم آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ روسی مجروحین کا کیمپ زبانِ حال سے یہ گویا تھا۔

منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمّید ناامیدی اُس کی دیکھا چاہئے

ابھی رات زیادہ نہیں آئی تھی کہ باشی بزوقوں نے روسی شکست یاب فوج پر حملہ کیا اور اُنھیں مارتے ہوئے ریڈیسودا میں چلے آئے خوب ہی تلوار چلی باشی بزوقوں نے اپنا انتقام لیلیا۔ صحیح اور مجروح دونوں نہیں بچے اور نیم جان روسی سپاہیوں کو بہت جلد کرب وبلا سے نجات مل گئی۔ خوش قسمت روسی سپاہی یعنی وہ سپاہی جو ابھی تک مجروح نہیں ہوئے تھے

---

کیا جائے مگر ضدّی سلطان نے نہ مانا اور ایک لاکھ پچاس ہزار فوج ایران کو زیر وزبر کرنے کے لئے روانہ کی۔ ترکی لشکر نے حملہ کرکے جارجیا کو فتح کرلیا اور داغستان تک گھُسے چلے گئے اور اپنی لین ڈوری کیسپئن سی کے سواحل تک پہنچادی۔ اگرچہ فوج کا بڑا حصّہ بھوک پیاس اور تلوار کی لڑائی میں ضائع ہو گیا لیکن سلطان کے ہاتھ اس میں شبہہ نہیں کہ مُلک بہت بڑا لگ گیا۔ مراد خاں ثالث کی سلطنت کی یادگار یہ ایک ہی فتح کافی ہو۔ اخیر سنہ ۱۵۹۰ء میں ایران اور روم میں صلح کا عہدنامہ ہوا اس عہدنامہ کی رو سے ترکوں کے ہاتھ بہت کچھ مُلک لگا۔ خزانہ کی حالت خراب ہو گئی تھی ناچار ٹیکس بڑھایا گیا کہ کمی پوری ہو۔ ادہر جاں نثاریوں کی علی التواتر بغاوتوں نے سلطان کو ایسا خائف بنادیا تھا کہ وہ محل سے باہر نہ نکلتے تھے اور مثل قیدیوں کے محل میں بند رہا کرتے تھے۔

فرہاد روز بروز ترقی کرتے کرتے اخیر وزیر کے عہدہ پر پہنچ گیا ایک دن سلطان نے فرہاد سے مشورہ لیا کہ روپیہ کیوں کر وصول کیا جائے تو اُس نے یہ بتایا کہ حضور نے عیسائی تاجروں کو اتنی بڑی

اپنے ساتھیوں کو اٹھا اٹھا کے لیجانے لگے مگر باشی بزوقوں نے انہیں سانس نہیں لینے دیا اور رستہ ہی میں سب کو چیر چٹو کر لیا۔ ابھی تک تاریک شب تھی اور ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا اسی اندھیرے میں بندوقیں اور تلواریں چل رہی تھیں الاماں والحفیظ۔ خدا خدا کر کے چاند نکلا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم پہاڑ کی بلند چوٹی پر کھڑے ہوئے تھے چاند نے اپنا نورانی چہرہ پہاڑوں میں سے ہمیں دکھایا۔ اس کی روشن شعاعوں میں سے اب بھی جانکندنی کی صدائیں اور دم توڑتی ہوئی آوازیں جو رحم کی طلبگار تھیں برابر کانوں میں آرہی تھیں یہ ایسا وقت تھا کہ ایک سنگدل سا سنگدل بھی رو دے۔ ترکی توپوں کی روشنی سے تمام پہاڑیاں چراغاں ہو رہی تھیں اور جس وقت گولے پھٹتے تھے تو عجیب دلربا سماں دکھائی دیتا تھا۔ روسی فوجوں کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی ریڈلیسووا کے پیچھے والے پشتہ سے یہ شکست یاب فوج گزر رہی تھی لیکن باشی بزوقوں کے خوف کے مارے کانپی جاتی تھی جو اب بھی بڑی سرگرمی سے اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ روسی شہزادہ نے مع اپنے عملہ کے میدانِ کارزار میں کچھ دیر آرام لیا لیکن باشی بزوقوں کے

---

آزادی دے رکھی ہے اور ہر طرح سے ان کی حفاظت سلطنت کی طرف سے کی جاتی ہے پھر ان سے ٹیکس کیوں نہیں وصول کیا جاتا اسی طرح یہودیوں سے ٹیکس لیا جائے جو ہماری سلطنت میں لاکھوں روپیہ کما رہے ہیں۔ فرہاد کی یہ معقول رائے سلطان کو بھلی لگی فوراً اس رائے پر عمل کیا گیا اور ایک زرکثیر جمع ہو گیا۔ پھر سلطان نے روڈلف شہنشاہ جرمنی کے پاس پیغام بھیجا کہ زمانہ مدید سے تیری جانب سے بابِ عالی کی خدمت میں تحائف اور نذرانہ نہیں پہنچا ہے تیری سعادتمندی اور نجات اسی میں ہے کہ تو فوراً نذرانہ بھیج کے ہماری خوشنودی حاصل کر۔ شہنشاہ جرمنی نے اس کے جواب میں سرحد پر ایک فوج روانہ کی اس نے بغیر اعلان جنگ ترکی سرحد پر حملہ کر کے مقام سزیجتھ پر قبضہ کر لیا۔ یہ سنتے ہی سلطان آگ بگولہ ہو گیا اور چاہا کہ اس حملہ کا مزا شہنشاہ جرمنی کو چکھا دوں۔ سلطان نے جرمنی فوج پر حملہ کیا ایک ہی دن کی جنگ میں جرمنی فوج پارہ پارہ کر دی گئی۔ سپاہ سالار آرچ ڈیوک میتھیاس گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد سلیک۔ نودہی گریڈ اور گروم شہروں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر الذکر شہر کا محمد نز جو فوج کی کمان کر رہا تھا ترکوں کی شمشیر آبدار کی آغاز جنگ ہی

خوف سے وہ یک لخت اُٹھ کے بھاگے اور ایسا بے اوسان ہو کے بھاگے کہ انہیں اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نہ اپنی فوج کی خبر رہی۔ وہ کمبخت شہزادہ یہ سمجھا کہ غنیم مجھ پر آپڑا اب اس کے حواس اور بھی باختہ ہوئے۔ بے اوسانی میں راستہ بھول گیا اچھی میں اُس کی خیر ہو گئی اگر وہ ریڈ لیسو وا جاتا تو وہاں اُسے بھی اپنے سپاہیوں کی خونی قسمت کا حصہ لینا پڑتا۔ کیونکہ اس قصبہ پر باشی بزوق آپڑے تھے اور انہوں نے بقیۃ السیف کا فیصلہ کر دیا تھا۔

شکست بڑی ہی انقطاعی شکست تھی اور یہ ایسی شکست تھی جو صدیوں تک روسی نہیں بھولیں گے۔ یہ لڑائی تھی جو ترک اپنی سوروثی شجاعت اور قومی محبت سے لڑے تھے کاش وہ گزشتہ لڑائیاں بھی اسی جوش اور ایمانداری سے لڑتے تو روسیوں کو سوائے سینٹ پیٹرسبرگ کے اور کہیں پناہ نہ ملتی۔ رجمٹیں کی رجمٹیں غارت ہو گئی تھیں اور ان کا پتہ نہ تھا کہ کہاں گئیں اور انہیں کون کھا گیا۔ صرف شہزادہ روسیہ کی فوجوں میں پندرہ ہزار کا نقصان اندازہ کیا گیا ہے۔ جنرل گردنر کی فوجوں کا نقصان بھی اتنا ہی خیال کرنا چاہئے اسی طرح جنرل

میں نذر ہو چکا تھا مگر فوج قلعہ برابر قدم جمائے ہوئے جنگ کر رہی تھی یہاں تک کہ اس کی امداد بھی آ گئی لیکن پھر بھی ترکوں کے پنجہ سے نجات نہ مل سکی۔ مسیحی فوجیں بہت پھرتی سے کاٹ ڈالی گئیں اور انہیں فاش شکست ملی۔ بقیۃ السیف کردنیا بھاگ گئی ترک آگے بڑھے اور انہوں نے ہنگیری کے ایک مشہور زبردست قلعہ راب کا محاصرہ کر لیا اور کئی سخت حملوں کے بعد ۷ اردسمبر ۱۵۹۴ء میں اس قلعہ کو بھی ترکوں نے فتح کر لیا۔

ترکوں کے فتحمند لشکر نے اس بڑی فتح ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ اُن کا ہلالی جھنڈا آگے بڑھا۔ اب شہنشاہِ جرمنی کے حواس باختہ ہوئے کہ یہ کیا غضب ہوا اس نے فوراً ٹرانسلوینیا۔ مالڈیویا اور ولاچیا کے امیروں کو بلا لیا جو حملہ آور وں سے پہلے ہی بغاوت کر چکے تھے اور ترکوں کی زیر سرپرستی رہنا انہیں ناگوار گزرتا تھا ترکی سپاہ سالار نے سلطان مراد خاں کو لکھا کہ اگر حضور بذات خود فوج کا سرکردہ بنکے ان باغی صوبوں کی سرکوبی کے لئے میدان جنگ میں نکلیں تو بہت ہی مناسب ہے اور جو حضور مناسب نہ خیال کریں تو اپنے صاحبزادہ کو بھیجدیں تا کہ وہ فوج کی

اُسکو بلونا کی فوجوں کا بھی یوں ہی ستیاناس ہوا۔ دن کو جنرل گُرونر نے شہزادہ روسیہ کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھ میں تو ترکوں سے جنگ کرنے کا اب دم نہیں رہا میں اپنی اور اپنی فوج کی نجات بھاگ جانے میں سمجھتا ہوں۔ گُرونر کی یہ تجویز نہایت عاقلانہ تھی مگر اس کے دل چلے افسروں نے سخت لعنت ملامت کی اور کہا جب تیری بُزدلی کی یہ کیفیت ہے تو گھر سے لڑنے کیوں نکلا تھا۔ دوسرا روسی سپاہ سالار کچھ ایسا حواس باختہ ہوا اور ترکوں کا اُس پر کچھ ایسا رُعب بیٹھا کہ آغاز جنگ ہی میں اپنی فوج سے نکل کے میدان کارزار سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر چلا گیا اور پھر اس بہادر سپاہ سالار کو کسی نے میدان جنگ میں نہیں دیکھا۔ یہ سپاہ سالار ایک بوڑھا شخص تھا اور اُسے تجربہ جنگ بھی بہت تھا وہ اپنے تجربہ سے پہچان چکا تھا کہ یہاں کُل فوجوں کا کھیت رہیگا اور عثمان پاشا سے ہمارے سپاہ سالار برسرنہ آئیں گے یہی مناسب سمجھا کہ میدان جنگ سے مُنہ چُھپا کے بھاگ جاے اخیر اُس کے اعلیٰ افسروں نے اس شخص کو سینٹ پیٹرسبرگ بھجوادیا۔ اس انقطاعی جنگ کے بعد لندن ٹیمس کا خاص نامہ نگار بلونا میں گیا دیکھا کہ بلونا کے سامنے

---

کمان کرکے باغیوں پر حملہ آور ہو اس کا نتیجہ حسب دلخواہ نکل آئے گا۔ سپاہ سالار نے جس شہزادہ کو طلب کیا تھا اس کی عمر بیس سال کی تھی سلطان نے جوں ہی اپنے سپاہ سالار کی یہ درخواست دیکھی فوراً حکم بھیجدیا کہ آیندہ جنگ میں میں بذاتِ خود فوجوں کی کمان کروں گا۔ سلطان باغی ریاستوں کی سرکوبی کی غرض سے قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل آیا اور وہاں سے جہاز میں سوار ہو کے روانہ ہوا کہ رستہ میں اس بلا کا طوفان آیا کہ سلطان کی طبیعت ناساز ہو گئی مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ ناچار بیچارے کو واپس آنا پڑا۔ بخار سے نجات نہ ہوئی اور سلطان مراد خان ثالث بیس سال سلطنت کرکے پچاس برس کی عمر میں ۱۷ جنوری ۱۵۹۵ء عالم جاودانی کو سدھار گیا "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔
افسوس ہے کہ اُس کے زمانۂ سلطنت میں فوج راضی نہیں رہی۔ اگرچہ اس کی سلطنت فتوحات کے لحاظ سے ہیٹی نہیں ہے پھر بھی فرہاد جیسے نان بائی کا وزیر اعظم کرنا یہ عام طور پر بُری نظروں سے دیکھا گیا۔

روسی کشتوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اُسی ڈھیر میں ایک روسی افسر کو تڑپتے ہوئے دیکھا نامہ نگار اُس کے پاس گیا اور اُسے پائی پلا کے حملہ اور جنگ کی بابت دریافت کیا اس نے جواب دیا "کہ اُف ترک بڑے لڑاکو ہیں ہمارے افسر اندھے بن کے گر پڑے اور انہیں آگے پیچھے کا کچھ خیال نہ رہا وہ ترکوں کو نوالہ خام سمجھتے تھے اسی حماقت نے اُنہیں دھوکا دیا میں نہیں کہہ سکتا کہ ہماری فوجیں کتنی کاٹ ڈالی گئیں۔ میرا اندازہ ہے کہ ایک ہی میدان میں دس ہزار فوج سے کم نہ مری ہوگی"۔ جنرل اسکوبلوف نائب سپاہ سالار کی بڑی تعریف ہوئی کہ وہ اپنے کل مجروحین کو اُٹھا کے صاف نکل آیا لیکن یہ سُن کے افسوس ہوگا کہ اپنی بقیۃ السیف فوج کا نصف حصّہ زخمیوں کے اُٹھانے میں میدانِ جنگ کے نذر کر گیا۔ اس پر بھی جب وہ شہنشاہ روسیہ کے ڈیرہ میں پہنچا ہے تو زار بہت خوش ہوئے اور اپنے نوجوان سپاہ سالار کی تعریف کرنے لگے۔

۲ اگست شہزادہ روسیہ کا لشکرگاہ قصبہ پوراڈم کی بلندیوں پر تھا اور جنرل گرودنر مقام ٹرلیسٹنک پر سود چہ زن تھا کل روسی فوجیں ترکوں کی زد سے نکل آئی تھیں اور اب اُنہیں

# چودھواں باب

## محمد ثالث ترکی کا تیرھواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۵۹۵ء سے ۱۶۰۳ء تک

محمد ثالث کا اپنے کل بھائیوں کو قتل کر ڈالنا۔ پائے تخت میں سخت بے انتظامی۔ مالڈیویا اور رولاچیا میں بغاوت لشکر کی تباہی۔ قسطنطنیہ میں طاعون۔ محمد کا اپنی ماں کو سلطنت سونپ دینا۔ حرسرائے میں پیچیدگی۔ فساد کا فرو ہونا۔ سرغناؤں کا قتل۔ قحط اور وبا قسطنطنیہ میں۔ محمد کی وفات۔

۲۷ سلطان مراد خاں مرحوم کے سو بچوں سے زیادہ اولاد ہوئی تھی جن میں سے بیس لڑکے اور ستائیس لڑکیاں اُس کی وفات کے وقت تک زندہ تھیں۔ سلطان مراد خاں کی آنکھیں بند ہوتے ہی

ہر قسم کا اطمینان ہو گیا تھا خوب زور شور سے قواعد ہوتی تھی اور افسروں کو یقین تھا کہ اگر ہماری کافی امداد آگئی تو ہم پلونا سے عثمان پاشا کو بے دخل کر دیں گے۔ اسی اثنار میں بڑی تعداد روسی تازہ دم فوجوں کی گرونر کی فوج کے ساتھ آکے مل گئی اور روسی فوجوں کی راہ آمد و رفت بھی خطرہ سے نکل چکی تھی تو بھی ایک بڑی امداد فوج کی ضرورت تھی جو سردست میسّر نہ آسکتی تھی شکست سے پہلے جتنی فوج یہاں موجود تھی روسی اسی کو قسطنطنیہ پہنچنے تک کافی سمجھتے تھے مگر جب ایک ہی جنگ میں سب کا قلع قمع ہو گیا تو اب امید کے خلاف مزید فوج کی ضرورت پڑی جو یکایک بہم نہ پہنچ سکتی تھی۔ جب روسی فوج کو پلونا پر شکست ملی تھی اُس کی حالت اب بہت سنبھل گئی تھی اور وہ اچھی طرح مضبوط ہو گئی۔ جو خوف ترکی حملہ کا سب روسیوں کے دل میں تھا وہ اب بالکل جاتا رہا تھا ہاں یہ بات صحیح ہے کہ اگر ترک نہایت جوش سے شکست یاب روسی فوج پر حملہ کرتے تو کوئی کلام نہیں پھر اتنی جلدی روسیوں کو میدان جنگ میں آنا نصیب نہ ہوتا لیکن کیا کیا جائے کہ ترکوں نے فتح کا کچھ بھی ثمرہ نہیں اُٹھایا اس کی وجہ بہت بڑی یہ تھی کہ عثمان پاشا اس وقت تنہا کام کرنیوالا تھا

---

اس کا بڑا بیٹا محمد الثانی کو جنگ سے بلایا گیا۔ محمد کا کچھ برتاؤ ایسا تھا کہ اُس کا جس سے معاملہ پڑا وہی ناراض ہو گیا اس سبب سے عام طور پر اس سے نفرت کا اظہار کیا جاتا تھا۔ اُس کی عادت تھی کہ معمولی جرائم کی نہایت شدید سزائیں دیا کرتا تھا اور معمولی باتوں پر قتل کر ڈالنا اُس کے آگے کوئی بڑی بات نہ تھی۔

ابھی عثمانی تلوار اپنی کمر پیٹی میں نہ باندھی تھی کہ فوراً اپنے اُنیس بھائیوں کو بلا کے سب کی گردنیں اپنے سامنے اُڑوا دیں مظالم کی ابتدا یہ ہے اور یہیں سے ترکی گورنمنٹ کی کمزوری شروع ہوتی ہے دس حرمیں جن کی اولاد سلطنت کی وارث بن سکتی تھی قتل کرا کے باس فورس میں پھینک دی گئیں۔ کوئی قوم ہو خدا کو اس کے مظالم پسند نہیں ہیں جب تک ترکی میں یہ بدعات نہ ہوئی تھیں روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی ادہر ان بدعات کا آغاز ہوا اور اُدہر تنزل اور ضعف کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ محمد ثالث کی ۲۹ سال کی عمر تھی جب وہ تخت نشین ہوا ہے۔ اس کا زمانہ تخت نشینی بہت ہی پُر آشوب تھا انتظام سلطنت درہم برہم تھا۔ فوجوں میں بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ لوگ فساد برپا کر رہے تھے۔ خاص

اور جو مورچے جنگ میں خراب ہو گئے تھے سب سے پہلے اُنہیں درست کرنا تھا اور جیتنے مقامات لگے تھے ان پر نہایت مضبوطی سے مورچہ بندی کر لی تھی۔ اِدھر سلطانِ حرب اور سامانِ رسد کا بہم پہنچانا تھا۔ فرار شدہ روسیوں پر حملہ ضرور ہو سکتا تھا مگر جب حالت ہی اس کے مناسب نہ ہو تو حملہ کی کیا صورت نکل سکتی۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر حملہ کیا جاتا تو بہت آسانی سے روسی جیتِ عنقا ہو سکتے تھے اور اُن کی فوجی قوت کی کمر ٹوٹ جاتی مگر فوج کے ناکافی ہونے کی وجہ سے ترک اپنی نمایاں فتح کا ثمرہ نہ حاصل کر سکے۔

اس ذلّت کی شکست سے روسی افسروں کی بڑی کرکری ہوئی اور چاروں طرف سے اُن پر تبرّے بازی شروع ہو گئی۔ جنرل شلڈنر شولڈنر جنگی پہرہ میں سینٹ پیٹرسبرگ بھیجدیا گیا تاکہ اُسکا کورٹ مارشل کیا جائے کہ کیوں اس نے پلونا پر شکست کھائی اور کیا وجہ کہ ایک ہی حملہ میں پلونا کو فتح کر لیا۔ کرنل ایکپسی جنرل کرودنر کے عملہ کے سردار کی بھی یہی گت بنی۔ اس کے بعد جنرل کرودنر پر بھی بلا نازل ہوئی وہ اپنے عہدہ سے برخاست کر دیا گیا اور اس کی جگہ جنرل زدلنف کا تقرر ہوا۔ ۸ اسمائی طرف

سلطنت کے جگر یعنی قسطنطنیہ میں وبا اور قحط موجود تھے۔ کہ اسی پریشان حالت میں تھیسلو بینا اور مالڈیویا جرمنی کی حمایت میں ترکوں کے مقابلہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کو ہر مقام پر ناکامی ہوئی اور کئی صوبے اُن کے ہاتھ سے نکل گئے۔ فرہاد نے ولاچیا پر دوبارہ قبضہ کرنے کی بہتیری کوشش کی لیکن اس نان بائی کی دال نہیں گلی۔

پھر یہ نان بائی نکرو پولس فوج کا سرکردہ بنا کے بھیجا گیا یہاں بھی شکست کھائی اور یہ مشہور اور ضروری مقام بھی چھنوا دیا۔ جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اُسے اپنے وزیر پر بہت غصّہ آیا فوراً قسطنطنیہ واپس آنے کے احکام جاری ہو گئے وہ کمبخت حاضرِ دربار ہوا اس سے شکستوں کے اسباب دریافت کئے گئے ہرچند اس نے اپنے خیال میں معقول وجوہات بیان کیں لیکن ایک نہ پذیرانہ ہوئی اور بسرِ دربار اس کی گردن اُڑا دی گئی۔ اب ترکی سپہ سالاروں کو خوف معلوم ہوا کہ جو شخص اس کی جگہ ہو گا اس کی اخیر یہی خونی قسمت لکھی ہو سب نے انکار کر کے سلطان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ حضور بذاتِ خود لشکر کی کمان کریں۔

جو فوج پس پا ہو رہی تھی اُس کا ترکوں نے راستہ کاٹ دیا اخیر اُس نے مجبور ہوکے پلونا کے سامنے مورچہ بندی کرلی۔ اصل میں یکہا جائے تو سب سے زیادہ روسی کمانڈر انجیف کا قصور تھا نہ کہ اُس کے ماتحتوں کا اور کمنڈر انجیف سے بھی زیادہ وان فتوحات کی خطا تھی جو اب تک روسیوں کو ترکوں پر حاصل ہو رہی تھیں اور روسی ترکوں کو کچھ مال نہ سمجھتے تھے اُن کا خیال تھا کہ جس طرح ترکوں نے دریائے ڈینیوب پر مقابلہ کیا ہے اسی طرح پلونا پر بھی مقابلہ کریں گے اور ہم اُنہیں یہاں بھی بآسانی غت ربود کرلیں گے اسی خیال نے اُنہیں پلونا پر حملہ کرنے کی جرأت دی اور وہ آنکھیں بند کرکے ترکوں پر گر پڑے مگر یہاں عثمان پاشا کمان کر رہے تھے جو فنون جنگ میں اعلیٰ درجہ کا ماہر اور قومی محبت کے نشہ میں چور تھا۔ اُس نے اس سرگرمی سے روسیوں کی دعوت کی کہ اُنہیں چھٹی کا کھایا یاد آگیا۔ اور وہ سمجھ گئے کہ ترکوں میں اب بھی جنگی روح باقی ہے اور ترک آسانی سے قبضہ میں آنے والے نہیں ہیں۔

ایک زبردست انگریزی مؤرخ ایڈمنڈ اولر لکھتا ہے "قصہ مختصر یہ کہ تمام روسی کیمپ کی حالت اس انقطاعی شکست نے ابتر کردی یہ بات روسیوں کے ذہن نشین ہوگئی تھی کہ جیسا ترکوں نے ہر مقام پر

---

سلطان نے اس بات کو منظور کرلیا اور خود بڑے جاہ و جلال سے بماہ ستمبر ۱۸۹۷ء دو لاکھ فوج کا سرگردہ بن کے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا اور اپنی اس کثیر تعداد فوج کو مختلف برگیڈوں میں تقسیم کردیا سلطان خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو تو بھی اس میں عثمانی خون تھا جب فوجوں کا خود سپاہ سالار رہا تو سپاہیوں میں ایک جوش پیدا ہوا گویا اُن کی شجاعت میں جان پڑگئی اور اب اُن کی خونخواری بہت بڑھی ہوئی تھی یا سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا" یعنی حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک جھنڈا فوجوں کے بیچ میں کھولا گیا یہ پہلی دفعہ جھنڈا کھلا تھا بچہ بچہ میں اس قدر جوش پیدا ہوا کہ بیان سے باہر ہے اس جوش اور شوق میں سلطان کی سرکردگی میں فوج آگے بڑھی اور اس نے آرچ ڈیوک کی آنکھوں کے آگے مقام ارلاؤ پر قبضہ کرلیا۔

مسیحی فوجوں کی کمان بھی مشہور ہنرمند سپاہ سالار آرچ ڈیوک کر رہا تھا جس کی ہنرمندی کی دھاک تمام یورپ پر بیٹھی ہوئی تھی اور فی الواقع فنون جنگ کے لحاظ سے اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اسی اثنا میں اس کی امداد کے لئے ٹرانسلوینین فوجیں آگئیں۔ دونوں اسلامی اور مسیحی فوجیں ایک

خفیف مقابلہ کیا ہی پلونا پر بھی یہی کیفیت ہو گی اس لئے وہ اندھے بنکے گڑھے میں گر پڑے۔ ابتدائی ہفتوں میں عثمانیوں کی مردہ دلی نے روسیوں کو اندھا دھند آگے بڑھنے کا لالچ دیا۔ وہ سرخوشانہ حالت میں عثمانی سرزمین میں بڑھے چلے آئے بلقان کے پرے تک گھسے چلے گئے اور تمام شمالی صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ عقب میں ایک زبردست فوج قلعبندی کئے ہوئے موجود تھی۔ جانب راست کثیر تعداد فوج نے ان کی کمر کو مضبوط کر دیا تھا اور جانب چپ ٹڈی دل فوج کے دلبادل پڑے پڑے تھے انہیں اپنی اس جمعیت پر پورا گھمنڈ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہی فوج قسطنطنیہ تک ترکوں کو زیر وزبر کرنے کے لئے کافی ہو گی چونکہ وہ اپنی تعداد پر پھولے ہوئے تھے انہوں نے بڑے جوش سے ایک مورچہ بند ترکی مقام پر حملہ کیا مگر ۳۱ جولائی کی آفت نے اُن کے سارے پنجر ڈھیلے کر دیئے اور اب انہیں جنگ ایک آفت دکھائی دینے لگی۔"

چونکہ پلونا میں روسیوں کی گت بنی تھی اس سے رومینیا میں سخت ہل چل پڑ گئی۔ کیا تو یہ لوگ روسیوں کی فتح کی خوشیاں منا رہے تھے یا اب اُن کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور وہ حواس باختہ ادہر اُدہر

دوسرے کے مقابلہ میں سرسٹش کے میدانوں میں مورچہ زن ہوئیں اور اب ایک ایسی خطرناک جنگ کا آغاز ہوا کہ ترکی روز پیدائش سے ایسی پُرخطر اور مسلسل جنگ نہ لڑی تھی۔ کامل تین روز تک خوب جنگ ہوتی رہی ہنگیریا والوں نے اپنے فنون جنگ اور شجاعت کا نمونہ دکھا دیا۔ اور انہیں ترکوں پر ایک بار خاصہ غلبہ ہو گیا۔ سلطان میدانِ جنگ میں سب سے آگے خود جنگ کر رہا تھا۔ ہنگیریوں نے سلطانی باڈی گارڈ کو کاٹ ڈالا اس سے سلطان کی حالت بہت ہی خوفناک ہو گئی۔

ترک بھی خوب ہی بہادری سے لڑے لیکن ایک بڑی حکمت سے انہوں نے عین موقع جنگ پر قدم پیچھے ہٹایا مسیحی فوجیں یہ سمجھیں کہ ترکوں کے پیر اُکھڑ گئے اور اب یہ شکستہ خاطر ہو کے بھاگنا چاہتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کے تازہ دم مسیحی فوجیں ترکی لشکرگاہ میں گھس آئیں اور ترکی مال و دولت کو لوٹنا شروع کیا۔ لایق مسیحی سپاہ سالار سمجھتا تھا کہ اس طرح میدان جنگ سے بھاگنا ضرور کچھ دال میں کالا کالا ہے اس نے اپنے ماتحت سپاہ سالاروں کو ترکی لشکرگاہ میں گھس جانے سے روکا مگر ایک نہ سنی گئی اور کل مسیحی فوجیں لوٹ میں پڑ گئیں۔ جب یہ بہادر نصاریٰ ترکی لشکرگاہ کو لوٹ رہے تھے تو

لگے۔ انہیں خوف معلوم ہوا کہ روسیوں کی عنقریب کمر ٹوٹ جائے گی اور تمام روسی بلغاری فوجوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔ اس میں تو ہرگز کلام نہیں کہ روسیوں کی حالت ہی نازک ہو گئی تھی اگر عثمان پاشا جیسے اور دو تین سپاہ سالار ہوتے تو بلاشک روسیوں کی یہی قسمت ہوتی۔ عثمان پاشا تنہا کیا کر سکتا تھا اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا اس لئے روسیوں کی موجودہ حالت بالکلیہ بربادی کی پیشین گوئی بمشکل سے کر سکتی تھی۔

روسیوں کو معلوم ہوا کہ رومینی توپخانہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے اور اس سے بہت کام نکل سکتا ہے۔ مگر خالی توپخانہ بلا فوج کیا کر سکتا تھا۔ روسیوں کی جب بالکل آس ٹوٹ گئی تو افسران فوج کی طرف سے سینٹ پیٹرسبرگ لکھا گیا کہ فوراً امداد روانہ کی جائے مگر یہاں سوائے شہنشاہی گارڈ کے اور رکھا ہی کیا تھا ناچار شہنشاہی گارڈ کے رسالہ کی متعدد رجمنٹیں وسط اگست میں سینٹ پیٹرسبرگ سے جانب جنوب روانہ ہوئیں۔ سب سے پہلے جو رجمنٹ روانہ ہوئی وہ ہوزارس تھی اس کے بعد ۱۵ اگست لانسرز کی

ترکی بے قاعدہ رسالہ جو بطور فوج محفوظ کے ایک مقام پر کھڑا ہوا تھا اپنا موقع دیکھ کے آگے بڑھا اور ان جوانمرد مسیحی سپاہیوں پر بلائے بے درماں کی طرح آپڑا۔ خوب ہی تلوار چلی مسیحی فوجیں بہت آسانی سے کاٹ ڈالی گئیں۔ ہزارہا سپاہیوں کی کھٹاسی گردنیں اڑا دی گئیں بازار قتل اس قدر گرم ہوا کہ الحفیظ والاماں۔ مسیحی فوجوں میں کھلبلی پڑ گئی اور وہ بے اوسان ہو کے ادہر اُدہر بھاگیں مگر ترکوں نے انہیں چاروں طرف سے روک لیا تھا جس طرف مسیحی بریگیڈ گئے سب کے سب کاٹ ڈالے گئے۔ خود بہادر مسیحی سپاہ سالار آرچ ڈیوک اور اس کے ماتحت جنرلوں کی جان خطرہ میں پڑ گئی۔

کمبخت بمشکل اپنی جان بچا کے بھاگے لیکن اُن کے بھاگنے میں بے اوسانی اور بدحواسی ملی ہوئی تھی اور اب وہ نہ اپنی شجاعت سے کچھ کام لے سکتے تھے اور نہ اپنے فنون جنگ سے۔ جان کے لینے کے دینے پڑ گئے تھے بڑے بڑے بہادر لڑاکو کونوں میں چھپتے پھرتے تھے۔ عیسائیوں کی کل توپیں سارا خزانہ اور کل سامانِ حرب غرض سب کا سب سامان ترکوں کے ہاتھ لگا۔ عثمانی تاریخ میں یہ مال غنیمت اور ایسی انقطاعی فتح اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اتنی دولت ترکی لشکر کے ہاتھ لگی جو پہلے

رجمنٹ روانہ ہوئی ۱۶ ار کو جو ہینڈ ٹرلس۔ اس پر بس نہیں ہوا بلکہ لینڈ وٹر درجہ اول بھی طلب کر لی گئی اس فوج کی تعداد دو لاکھ تھی۔

میدان جنگ میں روسی فوجیں علی التواتر پہنچ رہی تھیں لیکن ترکی امدادی فوج کا آنا روز بروز کم ہوتا جاتا تھا اور ترکی فوجی پہلو برابر کمزور ہوتا چلا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عثمان پاشا کی نمایاں کامیابی سے اُن کے بہتر افسروں میں آتش حسد پیدا ہوئی اور وہ انگاروں پر لوٹنے لگے کہ عثمان پاشا کا اتنا نام کیوں ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ عثمان پاشا کی مدد کے لئے وقت پر نہ پہنچ سکے اور نہ اُنہوں نے آمد و رفت کے راستوں کی حفاظت کی۔ اگر یہ بدنصیب افسر ذرا بھی خیال کرتے کہ قوم میں ایک شخص کی ناموری تمام قوم کی ناموری ہے اور ایک شخص کی ذلت تمام قوم کو نیچا دکھا دیتی ہے تو وہ اپنی اس بربادکن حماقت سے کیوں کام لیتے اور آج کو یہ روزِ بد کیوں دیکھتے۔ خدا کی مرضی میں چارہ نہیں یہی ٹھیر چکا تھا کہ یوں ہی ہو ویسا ہی ہو کے رہا۔

روسیوں کی قوت میں امدادی فوج کے آنے سے جان پڑ گئی لیکن اس تازہ دم شہنشاہی گارڈ نے چند

---

کسی جنگ میں نہ لگی تھی اور مسیحی سپاہ بھی اتنی قتل ہوئی تھی جو اور لڑائیوں میں شاید اتنی کام نہ آئی ہو عثمانی تاریخ میں محمد ثالث کا عہد محض اس بڑی فتح اور مال غنیمت کی وجہ سے نامور ہے۔

اس عظیم اور نمایاں کامیابی کے بعد سلطان کروڑہا پونڈ کا مال غنیمت لیکے قسطنطنیہ واپس آیا لیکن بدقسمتی سے سلطان کے پہنچتے ہی طاعون پھیل گیا اور ایسا طاعون پھیلا جو قسطنطنیہ میں اس شدت سے کبھی نہ پھیلا تھا۔ ایک ہی روز میں سترہ شہزادے اور شہزادیاں طاعون کی شکار بن گئیں۔ خود سلطان بھی اس مرض میں مبتلا ہوئے لیکن بہت جلد افاقہ ہو گیا۔ مری کا بازار گرم ہوا۔ اور عجیب تراطبرطبی مچ گئی۔ ناچار سلطان نے سلطنت کی باگیں اپنی والدہ سلطانہ ولیدہ کے ہاتھ میں دے کے اور کل معاملات سیاسی سمجھا کے قسطنطنیہ کو الوداع کہا۔

سلطانہ سے اچھی طرح سلطنت نہ ہو سکی۔ خواجہ سرا اور قلماقیوں کا سلطانہ پر پورا قابو تھا اور اُن ہی کی رائے سے صوبوں کے گورنروں کے پاس احکام بھیجے جاتے تھے۔ جو احکام بہت ہی نا ملایم اور اٹکل پچو ہوتے تھے۔

ہفتے تک تو اُن نقصانات کی دُرستی کی جو شکست سے پیدا ہو گئے تھے اور ترکوں پر حملہ کرنے کے آہستہ آہستہ سامان کرتا رہا۔ مصیبت یہ تھی کہ روسی سپاہ جو میدان جنگ میں کام آئی تھی اسی قدر بیماری سے مر گئی تھی اور ایک تعداد کثیر تکان اور بھوک سے ایسی پژمردہ ہو گئی تھی کہ اُس میں مہینوں تک سنبھلنے کا دم نہ تھا۔ دن کی گرمی۔ رات کی اوس اور پھر طولانی سفر اور اس پر فاش شکست نے روسی افواج کو ادھموا کر دیا تھا۔ شہنشاہ روسیہ کو اپنی فوجوں کی کیفیت پوری معلوم تھی اُس نے خوفزدہ ہو کے اپنی رعایا سے اپیل کی کہ خداوند مسیح کے واسطے میری مدد کرو ورنہ تمام ممالک پر بجائے خداوندی صلیب کے ہلال اُڑنے لگے گا۔ دیکھنا صداقت کی روشنی دُھندلی نہ پڑ جائے۔ روسی سپاہ مقیم ڈوبریڈجا میں سب سے زیادہ بیماری پھیل گئی کیونکہ یہاں کا موسم گرما ہمیشہ خطرناک ہوا کرتا ہے۔ اگست کے شروع ہوتے ہی روسیوں کی یلغار میں فرق آ گیا اور اس صوبہ میں اُن کی تمام جنگی کارروائیاں رُک گئیں اور اس وقت کسی کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نواح میں فوجوں کو کیوں معطل ڈال رکھا ہے۔

تمام ترکی صوبہ جات میں سخت پریشانی چھا گئی اور طوائف الملوکی کا رنگ پیدا ہونے لگا۔ یہ صورت دیکھ کے فرانسیسی سفیر ایم سیوری ڈی بریویس نے سلطانہ سے اپنے ملک اور قوم کے لئے کچھ فوائد حاصل کرنے چاہے اور وہ ایسے فوائد تھے جو ابھی تک کسی یورپین سلطنت کو نہ ملے تھے۔ ایک نئی بات خواجہ سراؤں کو گانٹھ کے اس نے یہ پیش کی کہ سلطانہ اپنا سفیر شاہ فرانس ہنری چہارم کے دربار میں بھیجیں اور مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا جھنڈا اپنے سفارت خانہ پر نصب کر دوں۔ ملک کی یہ حالت دیکھ کے صوفیہ بگڑ گئے اور ایک عورت کی سلطنت سے وہ سخت ناراض ہو کے اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ اگر خواجہ سرا حرمسرا کے دروازے نہ کھولیں تو اُس میں آگ لگا دی جائے جب یہاں تک نوبت پہنچی تو اب سلطان خوابِ غفلت سے چونکے اور مفدوں کے سرغناؤں کو اپنے سامنے طلب کیا اُنہوں نے سلطان کے حضور حاضر ہو کے تمام مصائب بیان کئے کہ سلطنت ان خواجہ سراؤں نے سخت متنزل حالت میں کر دی ہے۔ فرانس جیسی ذلیل اور ادنےٰ ریاست میں ترکی سفیر بھیجا جاتا ہے دولت علیہ عثمانیہ کے لئے اس سے زیادہ ننگ ہو نہیں سکتا۔ فرانس

لنڈن ٹیس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہ روسی فوج اس مقام پر قبضہ کئے پڑی تھی یہ مقام کچھ بھی حملہ آوروں کے لئے زیادہ قیمتی نہ تھا ہاں جب تک بحر اسود میں وہ با آزادی نہ آ جا سکیں اس مقام پر قبضہ کرنا محض فضول تھا۔ جنرل زمرمین کے پاس ڈوبریڈشا میں چودہویں کور تھی اور دوسری کور کا ایک ڈیویژن بھی اس کے علاوہ موجود تھا یہ بڈی دل فوج مقام چرناوودا سے آٹھ میل کے فاصلہ پر مورچہ زن تھی۔ اس عظیم فوج نے اب تک صرف یہی کیا تھا کہ ہر روز کوہ قافیوں کے دستے مخبری کے لئے چاروں طرف دوڑا دیئے اور انہوں نے آ کے خبریں سنا دیں کبھی کبھی ان بے قاعدہ کوہ قافیوں کا مقابلہ سرکیشیا والوں سے رستہ میں ہو جایا کرتا تھا۔ مقام ہرسودا کو ترکوں نے بالکلیہ خالی کر دیا تھا۔ خالی کرتے وقت کل سامان جس کو وہ لیجا سکے اپنے ساتھ لے گئے ہاں ترکوں کے کتے پیچھے رہ گئے تھے اور ان کی تعداد اتنی بڑی تھی کہ مجبوراً روسیوں نے انہیں گولی مار دی۔ کرنیل سٹیکی انگریزی کونسل متعنیہ کسٹنجی نے ایک انگریزی نامہ نگار سے کہا جب سے روسی دوبریڈشا میں داخل ہوئے ہیں

---

ہمارے کسی صوبہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا ان بدبخت دشمن ملت خواجہ سراؤں نے رشوت لیکے اُسے یہ جرأت دی کہ وہ اپنے مکان پر جھنڈا نصب کرنا چاہتا ہے۔ اے سلطان تمام صوبے سخت پریشان ہیں کہ ناواجب التعمیل احکام کی کیوں کر پیروی کریں۔ ہم ہرگز فساد موقوف نہ کریں گے جب تک خواجہ سرا ہمارے حوالہ نہ کر دیئے جائیں گے۔ ناچار سلطان نے کل خواجہ سراؤں کو مفسدوں کے حوالہ کر دیا اور فوراً سر بازار اُن کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

سلطان کو خود اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے تھے اس میں جرأت نہ تھی کہ خونخوار لوگوں کے مطالبات سے انکار کرتا۔ چنانچہ مجرمین گرفتار کر لئے گئے اور عام طور پر کل افسران ملکی و جنگی کے سامنے اُن کی گردنیں مار دی گئیں۔ فوج اب مطمئن ہو کے اپنے اپنے گھر چلی گئی اور فساد رفع ہو گیا۔

اب سلطان کے اوسان بھی درست ہو گئے تھے لیکن اُسے خوف تھا مبادا کوئی دوسرا جھگڑا نہ کھڑا ہو جائے۔ اُس نے حفظ ما تقدم کے لئے ان جاں نثاریوں کا جائزہ لیا جو فساد میں

ہیں نے ان کی نسبت کوئی شکایت نہیں سُنی ہاں بلغاریوں اور رومینیوں نے بہت سی بدعات کیں جس سے انتقام کی آگ بھڑکی رہی فوجوں کے پہنچنے تک یہ لوگ سخت نقصان پہنچا چکے تھے۔

مسیحی دُکانداروں نے روسیوں کی خوشامد میں انگریزی اخباروں کے نامہ نگاروں سے یہ بیان کیا کہ جب ترکی فوج یہاں مقیم تھی تو ہمیں کھائے چلی جاتی تھی جب اُن کا جی چاہتا دُکان سے زبردستی چیز چھین کے لیجاتی لیکن جب سے کوہ قافی فوج آئی ہے یہ بغیر قیمت دیئے چیز کو ہاتھ نہیں لگاتی یہ عجیب بات ہے کہ جو جو جنگ بڑھتی گئی روسی اور ترک ایک دوسرے کو عزت کی نظر سے دیکھنے لگے اور باہم ایک دوسرے کی بہادری کی تعریف کرتے تھے مگر بدنصیب بلغاریوں کو دونوں جنگجو قومیں حقارت کی نظر سے دیکھتی تھیں اور اُنہیں چمار سے بھی بدتر سمجھتی تھیں۔

لندن ٹیمس کا نامہ نگار لکھتا ہے میں نے ترکی قیدیوں کو روسی فوج میں خوش و خرم دیکھا ہے اور عموماً ان کی زبان پر یہ کلمہ سُنتا ہے "روسی سپاہی آدمی ہیں ہم سے نہایت مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں

شریک نہ ہوئے تھے اور حکم دیا کہ مفسد سپاہیوں کی گوشمالی کریں۔ مفتی کو جو مفسدوں کے ساتھ تھا عہدہ سے موقوف کر دیا۔ نئے مفتی نے یہ فتوے دیا کہ جن سپاہیوں نے غدر کیا تھا وہ سلطان کے باغی اس وقت تک شمار کئے جائیں گے جب تک اپنے ہتیار نہ ڈالدیں گے۔

یہ اعلان شہر میں چسپاں کر دیا گیا اور شہر کے دروازے بند ہو گئے۔ بہت سے سپاہیوں نے جب فتوے کو دیکھا فوراً گھوڑوں پر سے اُتر آے فتوے پر بوسہ دیا اور اپنے سرغناؤں کو فوراً حوالہ کر دیا جن کی سعاگردنیں اُڑادی گئیں اور دوسرے افسر اُنکی جگہ مقرر ہوئے۔

اس واقعہ نے رسالہ کے غرور کا نیچا کر دیا اور اُس کی طبیعت میں جاں نثاریوں کی طرف سے ایک نفرت سی پیدا ہو گئی۔ جب کبھی ان کا آمنا سامنا شاہراہوں میں ہو جاتا بس وہیں تلوار چلنے لگتی طرفین کے دلوں میں عداوت کا بیج پڑ گیا اور اب ایک دوسرے کو خون کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

سلطان نے جب یہ دیکھا کہ روزمرہ کی خونریزی کا خاتمہ ہی نہیں ہوتا فوراً یہ تدبیر کی کہ

میں نے قیدیوں کو نہایت دوستانہ حالت میں دیکھا ہے ایک دوسرے کا مددو معاون اور ایک دوسرے پر جان دینے والا ورنہ اور قوموں میں قیدیوں کی کبھی بنتی نہیں دیکھی ہمیشہ لڑائی جھگڑے ہوتے دیکھے ہیں مگر میں نے صرف ترکوں ہی کو پایا کہ قید میں مثل سگے بھائیوں کے رہتے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو جھگڑا کرتے ہی نہیں دیکھا ایک بھائی دوسرے بھائی کا قرض بخندہ پیشانی ادا کر دیتا ہے۔

جنگ جب اپنی پوری اُٹھان پر پہنچی اور خطرناک حالت کی انتہا ہوگئی تو ہر طرف سے خیرات کا دروازہ کھل گیا۔ ہزاروں پناہ گیر ایڈریانوپل میں جمع ہوئے جہاں مسٹر بلنٹ انگریزی کونسل مسٹر بلیک ڈائریکٹر عثمانی بنک اور چند دیگر شرفا نصیحتاً اُن سے ہوسکا ان مظلومین کی مدد دینے میں کوتاہی نہیں کی۔ یہ تو اجنبی اشخاص کی ہمدردی کی کیفیت ہے لیکن ترکوں میں بڑا جوش پھیلا ہوا تھا ہر ترک کے مکان میں چار یا پانچ پناہ گزیں فروکش تھے ادھر یہودی اپنے ہم قوموں کی خبر گیری کر رہے تھے۔ مسٹر بلنٹ نے گورنر ایڈریانوپل سے اجازت لیکے روٹی کی بھری ہوئی گاڑیاں

سپاہ کے کثیر تعداد حصہ کو حکم دیا کہ ایران پر حملہ آور ہو کیونکہ یہاں شاہِ ایران نے بغیر اعلان جنگ دیئے ترکی سرحدات پر حملہ کرنا اور کھوئے ہوئے صوبوں کو واپس لینا شروع کر دیا تھا شاہ ایران نے سمجھ لیا تھا کہ ترکی کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ کیا تماشہ کی بات ہے کہ ترکی فوج کا بڑا حصہ تو جنگ ایران میں مشغول ہے۔ ادھر ایشیا میں باغی ستم برپا کر رہے ہیں ادھر جرمینوں نے بے عزتی کی شکست کے بعد پر پرزے درست کر کے ترکی سرحدات پر حملہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور سلطان اپنے عیش و نشاط میں حرمسرائے میں بند پڑے ہیں اور کسی مہ جبیں کے زانو پر سر رکھے ہوئے اُن کی زبانِ حال سے یہ نکل رہا ہے۔

کبھی دیر میں جاتے تھے برہنہ پا۔ کبھی کعبہ میں کرتے تھے جا کے دُعا
ترے در پہ جو آئے تو خوب ہوا۔ کہ کشاکشِ دیر و حرم سے چھٹے

سلطنت وزیر اعظم اور دوسرے وزرا کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے جو کچھ سیاہ و سفید کریں کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔

اُن مصیبت زدائوں کو پہنچائیں اور اس نیک نہاد انگریز نے مدد دینے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ مجروح عورتیں اور بچے ارابوں میں سوار کراکے شفاخانوں میں پہنچا دیئے گئے اور جہاں تک ہوا نہایت ہوشیاری سے اُن کا علاج کیا گیا۔ ایک چھوٹے سے شفاخانہ کی ایک عورت نگراں تھی اگرچہ یہ لڑکی تھی تو ترکی ہی کی پیدائش لیکن اس کا باپ انگریز تھا یہ کل ترکی مجروح عورتوں کو اپنے شفاخانہ میں اُتار کے اُن کا علاج کرتی تھی اور اپنے پاس سے اُنہیں کھلاتی تھی۔ گورنمنٹ عثمانیہ سے بھی اسے سامان خورد ونوش کی امداد ملتی تھی مگر اپنے پاس سے بھی جو کچھ بن پڑتا تھا دینے میں دریغ نہ کرتی تھی۔

پناہ گزیں ۸ اگست تک تیرہ ہزار پانسو تک ایڈریانوپل میں آگئے تھے جن میں گیارہ ہزار بلغاری تھے ایک ہی میدان میں تین ہزار ارابے تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار مجروح سپاہی بھی ایڈریانوپل میں موجود تھے ان میں سے کچھ سپاہی تو جنگی اسپتالوں میں بھجوا دیئے گئے تھے اور کچھ سول شفاخانوں میں اور باقی ماندہ ان مکانوں میں جو بطور شفاخانہ بنا لئے گئے تھے۔

---

بماہ جون ۱۸۰۸ء میں سلطان نے اپنے بڑے بیٹے محمود کو بیگناہ قتل کرڈالا۔ شہزادہ نہایت قابل اور ہوشیار تھا اگر کمبخت سنگدل باپ اُسے قتل نہ کراتا تو امید غالب تھی کہ یہ شہزادہ پھر ترکی رُعب کو از سر نو یورپ اور ایشیا میں قایم کردے گا مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا۔

محمود نے اپنے باپ سے التجا کی تھی کہ مجھے فوجوں کا کمان افسر بنا کے ایشیا کے سرکشوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جائے سلطان اس درخواست سے کھٹکا مبادا یہ ایشیا کو نہ دبا بیٹھے اس نے حکم دیا کہ محمود گرفتار کرلیا جائے اور گرفتار ہوتے ہی اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ محمود کی ماں اور اس کے کل رشتہ دار فوراً قید کرلئے گئے اور ایک مہینہ کے عرصہ میں سب کو قتل کر ڈالا۔

سلطان کی یہ بے رحمانہ کارروائیاں ہی سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا رہی تھیں بلکہ آسمانی بلاؤں سے بھی ملک برباد ہوا جاتا تھا۔ قحط نے اپنا منحوس چہرہ دکھایا اور کئی سال تک ترکی کا صفایا کرتا رہا۔ پھر قحط کے بعد وبا پھیلی جس نے رہی سہی اور بھی جھاڑو پھیر دی۔ ہزاروں جانیں کمبخت وبا کی شکار بن گئیں۔ یہاں تک کہ اس وبا نے سلطان پر بھی دست درازی کی سینئیں

سب سے بڑا کام اس جنگ میں ریڈ کریسنٹ سوسائٹی نے کیا۔ ہر میدانِ جنگ میں اسکی موجودگی اور عین معرکہ میں سے مجروح سپاہیوں کو اٹھا کے لانا اور ان کی مرہم پٹی کرنا اور انہیں اچھی طرح رکھنا اسی سوسائٹی ہی کا کام تھا۔ یہ اصل میں قومی عثمانی سوسائٹی تھی جو سلطان المعظم کی سرپرستی میں قایم ہوئی تھی سلطان نے پہلے ہی دو ہزار پانسو پونڈ بطور چندہ کر کے اس میں دیئے تھے اور مراحم خسروانہ سے اپنے ہی محل میں اس سوسائٹی کے ممبروں کی بود و باش کے لئے بڑے بڑے کمرے دے رکھے تھے۔ اس کا دار الصدر قسطنطنیہ میں تھا اور اس کی سب کمیٹیاں ہر شہر اور ہر قصبہ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ لاکھوں روپے کا چندہ اس سوسائٹی کے لئے چلا آتا تھا بالخصوص مسلمانانِ ہند نے اس سوسائٹی میں بہت چندہ دیا ہے۔ دوسری سوسائٹی انگریزی تھی جس کا نام دی برٹش نیشنل سوسائٹی فار ایڈ ٹو دی سِک اینڈ وونڈیڈ یعنی مجروحین اور مریضوں کی امدادی انگریزی انجمن۔ اسکے علاوہ خاص قسطنطنیہ میں چند بیگموں کی کمیٹیاں بھی تھیں جو پٹیاں مجروحین کے بستر۔ لباس تیار کر کے میدانِ جنگ میں بھیجتی تھیں۔ انگریزی لیڈیوں نے ان کمیٹیوں کو بڑی مدد دی اور ہزاروں روپیہ لندن سے چندہ کا جمع کرا کے یہاں خرچ کیا۔

سال ہی کی عمر میں اس کی جسمانی قوت میں اضمحلال شروع ہو گیا تھا اخیر نو برس کی سلطنت کر کے یہ بیخبر سلطان ۲۱ دسمبر ۱۶۰۳ء عالمِ ارواح کو سدھارا۔

# پندرہواں باب ۱۵

## سلطان احمد خاں اول ترکی کا چودھواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۶۰۳ء سے ۱۶۱۷ء تک

سلطان احمد خاں اول۔ آغاز سلطنت۔ بغاوت۔ باغیوں کا دمشق اور طرابلس وغیرہ مقامات پر قابض ہونا۔ سلطانی افواج کی شکست۔ معاہدہ واتنا پر دستخط ہونے۔ ہیپوڈروم میں ایک عالیشان مسجد کی تعمیر۔ طاعون کا قسطنطنیہ میں پھیلنا۔ ایران کے ساتھ ناکام جنگیں۔ وفات۔

# تیسرا باب ۳

## روسیوں کی خطرناک حالت ۔ درّہ شپکا اور بعض دیگر واقعات

بلاشک آغاز اگست میں روسیوں کی حالت بہت ہی نازک ہوگئی تھی ۔ گورکو جنوب بلقان سے مجبوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس کی فوجوں کی بڑھتی ہوئی رَو یکایک پیچھے ہٹتی چلی گئی اور جنرل کرڈنر ترکوں کو پلونا سے بے دخل کرنے میں پے درپے ناکام ہوچکا تھا عثمانی افواج اُن اغلاط کی اصلاح کر رہی تھیں جو اُنہیں ابتدائی جنگوں میں نقصان رساں ثابت ہوچکی تھیں اور جن سے اُن کی عظمت اور موروثی شجاعت میں فرق آگیا تھا ۔ ڈینیوب کا رستہ تو بے شک ہاتھ سے نکل چکا تھا لیکن شیردل عثمان پاشا ایک صعب ترین دشمن کے مقابلہ بہادری سے مورچہ زن تھا اور اس نے اپنی بے نظیر شجاعت اور بے مثال فن حرب سے دشمن کی فتوحات کی لین ڈوری کو آگے بڑھنے سے بالکل روک دیا تھا ۔ یہ روسی سپاہ سالاروں کی غلطی تھی کہ بغیر پلونا پر قبضہ کئے

---

سلطان احمد خاں کی کُل عمر چودہ سال کی عمر تھی جب وہ تخت نشین ہوا ہے ۔ سلطان اتنا بے رحم تو نہیں تھا لیکن خود رائی اور خودسر حکومت کی بُو اس میں بہت تھی ۔ اس کا بھائی مصطفےٰ تخت نشینی پر بھاگ چلا گیا تھا ۔ اور حسب قواعد ملکی گرفتار ہوکے قتل کر ڈالا گیا ہوتا لیکن احمد نے اُسے مارا نہیں عمری قیدی بنا کے قید خانہ بھیج دیا ۔

آغاز سلطنت میں اس نے بڑی جُرأت اور تندہی سے امور سیاسیہ کی انجام دہی کرنی شروع کی جس سے یہ امید ہوتی تھی کہ سلطنت کی حالت بہت سنبھل جائے گی اور یہ پریشانی اور بے انتظامی جو اس وقت ہو رہی ہے بالکل جاتی رہے گی ابھی تخت پر بیٹھے ہوئے صرف چھ مہینے ہی ہوئے تھے کہ یکایک اس نوعمر سلطان نے اپنی باگیں باس فورس کے ایشیائی صوبوں کی طرف اٹھائیں اور سکوترا میں فوجیں جمع ہونے لگیں تاکہ سلطان براہ راست ایران کے مقابلہ میں اپنی فوجوں کی خود کمان کرے ۔ اعلان جنگ سے پہلے وزرا کا ایک جلسہ ہوا جس میں اس بات پر بحث ہوئی کہ خزانہ میں سامان خورونوش مُہیا کرنے کے لئے اور سپاہیوں کو تنخواہ دینے کے لئے ایک پیسہ

وہ پرنوواپر بڑھ گئے اور دروں میں آنکھ بند کئے گھسے چلے گئے جب کہ اُن کے بازوئے راست پر لوفچا اب تک ترکوں کے قبضہ میں موجود تھا۔ یہ خبر گرم ہو رہی تھی کہ صوفیہ میں ترکوں کی کثیر التعداد فوج مقیم ہے اور ساتھ ہی سرویا کی حد مد پر نش میں بھی اُن کی فوجوں کے دلبادل چھائے ہوئے ہیں ڈینیوب پر ودن میں اور جانب شرق شملہ میں بھی کم تعداد ترکی فوج کی نہیں ہے ان شہروں کی سڑکوں پر لوفچا اور پلونا پر قبضہ کرنے سے قابو ہو سکتا تھا روسیوں نے ان دونوں ضروری مقامات کی طرف ابھی تک خیال ہی نہیں کیا تھا اور اب میدان جنگ کا نقشہ یہ آپڑا تھا کہ ترک عقب اور مقابلہ میں روسی فوجوں کے آگے تھے۔

روسی محکمہ جنگ کی طرف سے تو یہ احکام جنرل کرُوڈنر کو آگئے تھے کہ جوں ہی دریائے ڈینیوب کو عبور کریں سب سے پہلے پلونا پر قبضہ کر لیجو مگر جنرل کرُوڈنر نے نہایت حقارت سے محکمہ جنگ کے اس حکم کو دیکھا اور اس کی ذرا بھی پروانہ کی اور اس کے خلاف رسالہ کو حکم دیا کہ نکوپولس پر قبضہ کرلے۔ اس کے حکم کی تعمیل ہوئی اور فوراً نکوپولس ترکوں سے لیلیا گیا۔ اس فتح کا نقشہ

نہیں ہے پھر کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ایران پر کامیابی سے حملہ نہو سکیگا۔ سلطان کی جیب خاص اب بھی بھری ہوئی تھی لیکن وہ روپے دینے سے انکار کرتے تھے اور ساتھ اب اس نوجوان بچہ نے فوجوں کی کمان کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ مگر ساتھ ہی اصرار اس پر تھا کہ فوج ضرور روانہ کی جائے ناچار وزرا نے بغیر روپیہ اور سامان باربرداری اور سامان رسد کے فرہاد پاشا کو فوج کے ایک حصہ کے ساتھ روانہ کر دیا یہ قدرتی بات تھی کہ فوج رستہ میں ضرور بغاوت کرتی چنانچہ یہی ہوا فوج نے بغاوت کی اور ایشیائے کوچک میں چلی گئی۔ دوسری فوج کپتان پاشا کی ماتحتی میں باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی تھی یہاں ایرانی فوجوں نے باغیوں کو مدد دیکے اور قوی بنا دیا تھا۔ باغیوں کا سردار کیلینڈرنامی دمشق اور طرابلس کو دبا بیٹھا اور اعلان دیدیا کہ میں شاہ شام ہوں۔ کپتان پاشا کو بحری جنگ کا بہت بڑا تجربہ تھا اس بیچارے نے کبھی خشکی کی لڑائی نہ لڑی تھی دوسرے فوج کے پاس کھانے تک کو نہیں تھا باغی سردار سے سخت شکست کھائی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک باغی اسکواڈرن ملکوں کو غارت کرتا ہوا بہ [illegible]

جنرل کرڈ ونر کو ایسا پڑا تاکہ اس نے اس دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی آیا ترک پلونا کے قریب پہنچ گئے یا نہیں اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ غازی عثمان پاشا کا یہاں قبضہ ہو گیا اور جب جنرل کرڈ ونر نے اس غازی کو پلونا سے بے دخل کرنا چاہا تو ایک ہی جنگ میں کئی ہزار بہادر روسی سپاہیوں کی جانیں بطور تحفہ عثمان پاشا کی نذر کر کے چلا آیا۔

زیادہ خرابی جو روسی فوجوں میں پھیلی ہوئی تھی یہ تھی کہ عظیم لشکر کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا تھا اور یہ ٹکریاں ملک کے دور و دراز حصص میں پھیلی ہوئی تھیں۔ نقصان یہ تھا کہ جب کبھی ترکوں سے مقابلہ ہو جاتا تھا تو ان سب کا ایک جگہ جمع ہونا محالات سے تھا۔ لیکن بایں ہمہ عجیب بات یہ تھی کہ روسی فوجوں کے لئے بعض یورپی پایۂ تختوں سے ہر قسم کی امداد چلی آتی تھی آسٹریا اور جرمنی نے اتنی امداد دی کہ اگر یہ مدد ترکوں کو ملتی تو وہ مزا چکھاتے۔ ساتھ ہی بڑی بات یہ تھی کہ ہر مقام پر روسی فوجوں کی تعداد ترکی فوجوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی اس میں کلام نہیں کہ جنرل کرڈ ونر نے خوب سوچ سمجھ کے پلونا پر حملہ کیا تھا۔ اور اپنی اعلیٰ جنگی قابلیت

---

قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔

عثمانی امیر بحر کو حکم دیا گیا کہ دربار میں آ کے اپنی اصلی اصلی حالت سے اطلاع دے مگر بیچارا ابھی دربار میں نہ داخل ہونے پایا تھا کہ باہر ہی اس کی گردن اڑا دی گئی اور اس کا کل مال و دولت چھین لیا گیا۔

ان شکستوں سے سلطان اس بات پر مجبور ہوا کہ شہنشاہ روڈلف سے صلح کرلے رنام و پیام کے بعد صلح ہو گئی اور ۹ نومبر ۱۶۰۶ء وائنا میں ایک معاہدہ کی ترتیب ہوئی اور اس پر طرفین نے دستخط کئے۔ اس اثنار میں وہ باغی سردار جس نے شام فتح کر لیا تھا اپنی حدود کو آگے بڑھانے لگا۔

دوبارہ ایک فوج وزیر اعظم ترکی کی ماتحتی میں قسطنطنیہ سے اس دلیر باغی کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی۔ یہ فوج ساز و سامان سے کسی قدر درست تھی اور وزیر اعظم ایک تجربہ کار سپاہ سالار تھا۔ آندھی اور مینہ کی طرح یلغار کرتی ہوئی ایشیا کے ساحل پر پہنچی اور سب سے پہلے باغی کی بڑھتی ہوئی فتوحات کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر آگے بڑھی اور ارض روم پر باغی فوجوں سے ایک

سے کام لینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ کئی دفعہ تک تدبیر کرتا رہا اور کل سپاہ سالاروں سے مشورہ کرکے اس نے پلونا کی طرف قدم اٹھایا تھا۔ جوش کی یہ کیفیت تھی کہ اس نے اپنی تمام فوجوں کو حکم دیا کہ وہ پلونا میں گھسی چلی جائیں۔ ادھر سپاہیوں کی تلواریں میان سے نکلی پڑتی تھیں اور ان کے جوش کی کیفیت اپنے سپاہ سالار سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ روسی سپاہی عام طور پر یہ کہتے تھے کہ ترکوں کو خرگوشوں کی طرح مار لیں گے اُن کی حقیقت ہی کیا ہے مگر جب یہ کل بہادر جوشیلی فوج پلونا کے آگے کاٹ ڈالی گئی تو اس وقت آنکھیں کھلیں۔

پس از مردن چو شمع کشتہ روشن شد حریفاں را ❁ کہ در ہر دیدۂ بیدار پنہاں بود حال ما

پلونا کے حملہ میں اگر کوئی حیرت انگیز بات دیکھنے کے قابل تھی تو وہ صرف یہ تھی کہ روسی فوج کا جوش حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا اور وہ جوش دیکھنے کے قابل تھا مگر حیا ہے ترکوں کی شجاعت پر کہ انہوں نے ایسی ایسی جوشیلی اور بہادر فوج کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالا اور یہ شہ زور جوانمرد چیل کوؤں کی طرح آسمان پر اڑتے ہوئے معلوم ہوئے۔

---

زبردست میدان لڑ کے کیلینڈر کو شکست دی۔ وہ اپنا خزانہ لیکے ایران بھاگ گیا۔
وزیر نہایت ہی عقلمند اور ہوشیار تھا اس فتح کے بعد کیلینڈر کو ایک خط بھیجا اور لکھا کہ تجھ جیسا بہادر بہت کم دیکھنے میں آیا ہے میں تجھے جان دیتا ہوں تو میرے پاس چلا آ اور میرے ساتھ قسطنطنیہ چل دربار میں سلطان تیری بڑی قدر کرے گا۔ اور تو کسی طرح کا اندیشہ دل میں نہ لا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیرا قصور سلطان سے معاف کرا دوں گا۔
اس فتح کے بعد سے ایشیا کے کل باغی صوبے مطیع ہو گئے اور کیلینڈر فراخ دلی سے وزیر کے پاس چلا آیا وہ اُسے قسطنطنیہ لیکے روانہ ہوا اور بڑی عزت سے سلطان کے آگے پیش کیا۔
کیلینڈر نے پیش ہوتے ہی بڑے ادب اور تعظیم سے اپنے قصوروں کا اعتراف کرکے سلطان سے معافی مانگی سلطان نے خانانہ ظرف سے اُسے معافی بخشی اور اس سے نہایت مہربانی اور خندہ پیشانی سے پیش آیا اور مراحم خسروانہ کرکے ہنگیری میں مقام تسوار کا گورنر بنا کے بھیجا کیلینڈر نے اس صوبہ کی دو سال تک گورنری کی لیکن یہاں اس نے پھر بے ایمانی کی اور محاصل سرکاری کا

اسکوبلوف نے چاہا کہ پڈ ہی دل فوجوں کا سرکردہ بنکے ترکوں پر حملہ آور ہو لیکن اُس کے اعلی افسروں نے اسکوبلوف سے اس معاملہ میں اتفاق نہیں کیا۔ مہینہ کی تیسری تاریخ اسکوبلوف نے گرانڈ ڈیوک نکولوس کے لشکرگاہ چھوڑ دیا اپنے ساتھ تین بٹالن پیادہ فوج اپنا رسالہ کا برگیڈ اور دو توپخانے گھوڑوں کے لیکے آگے بڑھا اور راہ سلوا پر پہنچا جو مقام لوفچا سے نصف دوری پر واقع ہوا اور یہاں سے اُس نے چند قصبوں پر جو پلونا کی سیدھ میں تھے قبضہ کر لیا۔
چھٹی تاریخ لوفچا کی پہاڑی پر قبضہ کرنے کے لئے توپخانہ روانہ کیا اور اس کو نہایت سہولت سے گھیر لیا۔ لوفچا کی پہاڑی سے ترکوں کی فوجی قوت کا معائنہ کیا گیا اور اندازہ لگایا گیا کہ ترک اندرون بلدہ اور بیرون بارہ پندرہ ہزار سے بیس ہزار تک ہیں اور قرب وجوار کی نشیبی پہاڑیوں پر مضبوطی سے مورچہ بندی کر لی ہے۔ اسکوبلوف نے بلند پہاڑی پر سے گولہ باری شروع کی ترکوں نے بڑی زندہ دلی اور جوش سے جواب دیا۔ اسکوبلوف کو ایک جگہ قرار نہ تھا اور یہ آفت کا پرکالہ سپاہ سالار دور کی لڑائی کو اچھی نظروں سے نہ دیکھتا تھا دشمن کی فوجیں

کل روپیہ خرد برد کر دیا آخیر سلطان کا حکم جاری ہوا کہ فوجوں کی پریڈ کر کے سب کے سامنے کیلینڈر کو قتل کر ڈالا جائے۔ حکم سلطانی کی فوراً تعمیل ہوئی اور وہ اپنے محل کے آگے فوجوں کے بیچ میں گردن مار دیا گیا۔
اس اثناء میں وزیر اعظم کو ایشیا میں باغیوں کی سرکوبی اور امن وانتظام قایم کرنے میں بڑی کامیابی ہوئی۔
وزیر اعظم کو مخبروں کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ پایۂ تخت میں میری طرف سے سلطان کی خدمت میں لگائی بجھائی شروع ہو گئی ہے اور دربار کا ایک بڑا گروہ میری تخریب کے درپے ہے۔ یہ سنتے ہی لشکر کو اپنے سپاہ سالاروں کے سپرد کر کے وزیر قسطنطنیہ روانہ ہوا اور بھاگوں بھاگ قسطنطنیہ میں داخل ہوا یہاں اُسے پتہ چلگیا کہ کیا کیا الزام اُس کے سر چپکے گئے ہیں فوراً سلطان کے پاس گیا اور بطرز احسن اپنے کو بری الذمہ ثابت کر دیا۔ مخالفین کی مجال نہیں ہوئی جو اس کے مقابلہ میں دم مار سکتے سلطان بالکل صاف ہو گیا اور اب کسی قسم کا شبہہ

گھس جانا اسے بھلا معلوم ہوتا تھا اور دست بدست جنگ کرنا اس کا خاص مذاق تھا بہت دور کی شائیں شوں کو اس نے پسند نہ کیا اور اپنی پیادہ فوج کو حکم دیا کہ آگے بڑھو اور پلٹنا میں گھس جاؤ یہ جو شیلی فوج باقاعدہ طور پر پہاڑی کے نیچے بڑھی اور ایک اچھے موقعہ پر پہنچ کے اس کے دستے دستے علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور پھر بندوقوں کے فیر ترکوں پر شروع کر دیئے۔ اسکوبلوف کا جوش و خروش یہاں ٹھنڈا ہو گیا اور اُس کی فوج بہت آسانی سے کاٹ ڈالی گئی۔ اُس کے اعلیٰ افسروں نے منع ضرور کیا تھا کہ اس قسم کا حملہ جائز نہیں ہے لیکن اسکوبلوف کا یہ مقولہ تھا کہ میں ترکوں کو کچھ مال نہیں سمجھتا آناً فاناً میں اُن کی کثیر تعداد فوج کو چٹ غٹ کر لوں گا یہاں وہ خود ہی غت ربود ہو گیا اور اُسے ایسا سبق ملا کہ چھٹی کا کھا یا یاد آ گیا۔ جب ترکی گولوں اور گولیوں کی بھرمار ہوئی تو اسکوبلوف مقابل میں چلا آیا اور چاہا کہ اپنی فوج کو واپس پھیر کے لیجاؤں۔ سفید گھوڑے پر سوار تھا اور سفید لباس پہنے ہوئے تھا چھ کوہ قافی سردار اُس کے گھوڑے کے گرد تھے کہ ایک ترکی سپاہی نے گولی ماری۔ گولی گھوڑے کا پیٹ چیرتی ہوئی نکل گئی اور وہ دلیر جانور وہیں

---

لا ایمز وزیر کی طرف نہ رہا۔ جب ہر قسم کا اطمینان ہو گیا۔ تو وزیر اپنے لشکر گاہ میں واپس چلا آیا اور اس عناد کی چنگاری کو جو ابھی تک چمک رہی تھی بالکل بجھا دینا چاہا۔ وزیر اپنی اعلیٰ تدبیری اور فوجی قوت سے کامیاب ہو گیا اور بغاوت کی آگ کو بالکل ٹھنڈا کر دیا۔

شہنشاہ روڈلف والئے ہنگیری کے زمانہ حیات میں اُس کا بھائی ڈیوک میتھیاس حکمران ہنگیری بن گیا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے عہدنامہ کی تجدید کی اور اب کے بڑے اصول اتحاد پر معاہدہ ہو گیا۔ اس صورت سے گویا یورپ کی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا۔ ترکی نے ایک بار اور بھی ایران پر حملہ کیا لیکن اس حملہ کے واقعات کچھ ایسے مشہور نہیں ہیں کہ انہیں تحریر میں لایا جائے۔

سلطان کو کامل فرصت مل گئی تھی نہ کہیں بغاوت تھی اور نہ کسی ملک سے جنگ نہایت فارغ بالی سے سلطان نے ایا صوفیہ کے پاس مسجد بنانی شروع کی اور کثرت سے روپیہ لگا کے ایک شاندار اور یادگار عمارت بنا دی۔

ٹھنڈا ہو کے گر پڑا جو افسر جو اُس کو گھیرے ہوئے کھڑے تھے سخت مجروح ہوئے - اس بہادر اور من چلے سپاہ سالار نے اس کی بھی مطلق پروا نہ کی - دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے بجلی کی طرح کڑک کے گھر پڑیں ماریں اور غل مچا کے کہا بڑھے چلو بہادروں بڑھے چلو - ہمت نہ ہارنا بس ایک ہی حملہ کے ترک اور ہیں عنقریب پلونا پر قبضہ ہوا جاتا ہے عجیب تماشہ کی بات تھی کہ اسکو بلوف حلق پھاڑ پھاڑ کے یہ غل مچا رہا تھا اور وہاں کھلبلی پڑ رہی تھی۔ بجارہا تھا کہ بھاگو بھاگو - بہادر جنرل کے اب بھی وہی جوش و خروش باقی تھے اور آگے بڑھا چلا جاتا تھا چند قدم گیا تھا کہ پھر اُس کے گھوڑے کے گولی لگی اور اب کے یہ بہادر بال بال بچ گیا -

اب بہادر کے اوسان باختہ ہوئے اور اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے صرف دو افسران فوج کے ساتھ یہ شیر دل روسی افسر بھاگ کے پہاڑ پر آیا - کل فوج ترکوں کی تیغ براں کی نذر ہو گئی اور اب روسی افسر کو معلوم ہوا کہ ترکوں سے اس بے جگری سے جنگ کرنا ٹیڑھی کھیر ہے -

---

مفتی کے ایک فتوے سے کسی قدر گھر میں پیچیدگی پیدا ہو گئی - فتوے کا یہ مضمون تھا کہ تماکو میں چونکہ نشہ ہے اس لئے تماکو کا استعمال حرام ہے اور اس زمانہ میں تماکو کا قسطنطنیہ میں بہت رواج ہو گیا تھا - فتوے کی دال نہ گلی اور مفتی صاحب منہ تکتے کے تکتے رہ گئے پھر ایک بار اور بھی شہر میں طاعون پھوٹ پڑا - اطبا نے رائے دی کہ کتوں کی کثرت کی وجہ سے طاعون پھیلا ہے باب عالی کا حکم ہوا کہ کتوں کو مار ڈالا جائے لیکن اُن ہی مفتی صاحب نے جنہوں نے تماکو کے خلاف فتویٰ دیا تھا کتوں کے نہ مارے جانے پر بہت زور کا فتویٰ دیا اس معاملہ میں مفتی صاحب سے زیادہ مخالفت نہیں کی گئی اور صلاح یہ ٹھیری کہ اُن سب کو جمع کر کے جلاوطن کر دیا جائے چنانچہ شہر کے کتے جمع کر کے ایک غیر آباد مقام پر بھیج دیئے گئے -

دو سال تک ترکی میں امن و امان رہا اور ترکی تاریخ میں یہ پہلا زمانہ تھا کہ دو سال اس خاموشی اور آرام سے گزر جائیں کہ یکایک مالڈیویا میں بے چینی سی پیدا ہو گئی - گورنر صوبہ نے محصول سرکاری دینے سے انکار کر دیا اور چاہا کہ میں اس صوبہ کا خود مختار بادشاہ بن جاؤں -

بڑی بہادر شائستہ اور شیر دل فوج برباد ہو چکی تھی اور بہادر سپاہ سالار گردن نیچی کئے ہوئے اسی سوچ میں ساری رات پہاڑی پر بیٹھا رہا علی الصباح اسے معلوم ہوا کہ میرے لئے یہ مقام بھی خطرناک ہے جہاں تک ہو سکے مجھے یہاں سے بھاگنا چاہئے ورنہ ترک آجائیں گے اور پھر بقیۃ السیف یہیں ڈھیر ہو کے رہ جائیں گے۔ اخیر بیچارہ اپنی باقی ماندہ فوج کو ساتھ لیکے بھاگا اور ایسا بھاگا کہ پھر کے نہیں دیکھا۔

پلونا کی اس ذلیل شکست کے بعد روسیوں نے فی الحال حملہ آور ہونے کا خیال چھوڑ دیا اور اب وہ جنگ مدافعت کی تیاری کرنے لگے۔ امدادی فوجیں برابر آرہی تھیں۔ روسیوں کا خیال تھا کہ جب تک اتنی فوج نہ ہو جائے کہ عثمان پاشا کی تعداد فوج سے ایک لاکھ بڑھ جائے کبھی پلونا پر حملہ نہیں کرنے کے۔ اگست کے دوسرے ہفتہ میں گرانڈ ڈیوک مقام بلگرامی میں خیمہ زن تھا جو پلونا کی پشت پر واقع ہے اور شہزادہ مرسکی کے ڈیویژن کا ایک حصّہ ترنوو ۱۱ اور لوفچا کے درمیان پڑا ہوا تھا تاکہ ترکوں کے بڑھنے کی خبر دے۔ اس حصّہ فوج نے روسیہ کے

عثمانی فوجوں میں جو دو سال سے بیکار پڑی ہوئی تھیں حرکت شروع ہوی اور ترکوں کا ٹڈی دل لشکر بالڑیویا کی طرف روانہ ہوا۔ بھلا گورنر کی کیا مجال تھی جو ترکی فوجوں کا مقابلہ کر سکتا خفیف جنگ کے بعد گرفتار ہو گیا اور پھر فوج کے سامنے اس کی گردن ماردی گئی۔ اور اب ٹرانسلوینیا میں کسی قسم کی پیچیدگی باقی نہیں رہی۔

جو عہد نامہ ایران کے ساتھ ہوا تھا وہ ایرانیوں کی نظروں میں کھٹکتا تھا ایرانی موقع کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شاہ عبّاس جیسا بہادر شاہ ان کے ہاں پیدا ہو گیا۔ شاہ عبّاس کو قدرتی طور پر جنگ سے دلچسپی تھی اس نے کثیر تعداد فوج جمع کرکے ترکوں پر حملہ کیا اور بصرہ میں شکست دیکے کل مقامات پر جو ترکوں نے لیلئے تھے قبضہ کر لیا۔ اسی اثناء میں بحرِاسود کے جنوبی سواحل پر کوہ قافیوں نے حملہ کرکے شہر سینوپ کو زیروزبر کر ڈالا اور اس دولتمند شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

سلطان کو سخت شرم آئی کہ ایشیا میں صوبوں پر صوبے چھنے جاتے ہیں اور یہاں محل سے

بازوئے ریاست کی حفاظت کر رہی تھی اور جو ٹڈی دل فوج ڈینیوب سے بلقان تک پھیلی ہوئی تھی اس میں دو کور فوج کے علاوہ خاندان کے بیٹے کی کل فوج شریک تھی اور گیارہویں کور کا ایک ڈیویژن بھی یہیں مقیم تھا۔ ساٹھ ہزار فوج ایک بڑے رستہ میں پھیلا رکھی تھی کہ اگر ترک حملہ کریں تو اُن کی سدِ راہ ہو۔ لیکن اس ساٹھ ہزار فوج کی حالت بھی خطرہ سے خالی نہ تھی امید نہ تھی کہ اگر ترکوں نے حملہ کیا تو اس فوج کو شکست نہ ملے گی۔ ایک ہی فتح سے ترکوں کا ایسا رُعب چھایا تھا کہ دل دہلا جاتا تھا اور اس کثیر تعداد پر روسی افسر یہ سمجھتے تھے کہ اب خیر نہیں ہے۔ سپاہ سالار زمرمین تیس ہزار فوج لئے ہوئے فصیل تراخان کے قریب پڑا ہوا تھا جو ڈوبرڈشا کے جانب جنوب واقع ہے۔ بیچارہ خوف کے مارے کانپا جاتا تھا کہ اگر میں نے یہاں سے جنبش کی مبادا شملہ اور وارنا کے قلعوں سے ترک آپڑیں اور سب کا بھرتا بنا دیں۔

ادھر روسی افسروں میں یہ مشورہ تھا کہ رسلک کا محاصرہ اُٹھا دینا چاہئے آغاز جنگ سے جنبش نہیں ہوتی مناسب یہی ہے کہ ایرانیوں کے مقابلہ میں خود اپنی فوجوں کا سپاہ سالار بنکے میدان جنگ میں نکلے۔ لیکن روانہ ہونے سے پہلے ایک سخت مرض میں گرفتار ہو گیا اور یہ مرض پیغام اجل کی صورت میں آیا تھا جس نے جنبش کرنے کا بھی یارا نہ دیا آخر ۵ ار نومبر ۱۵۶۶ء تیس برس کی عمر میں چودہ سال سلطنت کرنے کے بعد عالم ارواح کو سدھارے۔

شہزادہ نے کبھی ایسے بے رحمانہ کام نہیں کئے جو اُس کے پیشرو کر گئے تھے اور وزرا جس قدر تھے سب قابل اور چیدہ۔ بغیر فتوحات اور جنگ کے اس نے بڑی شان پیدا کر لی تھی۔ اعلیٰ درجہ کا مقننِ قوانین اور انصاف پسند سلطان تھا قانون میں سب کی مساوات برابر کر رکھی تھی مجرموں کو خواہ وہ کسی درجہ اور مرتبہ کے ہوں ضرور سزا دی جاتی تھی۔ سلطان یہ خوب سمجھتا تھا کہ رعایا کی بہبودی پر سلطنت کی قوت کا دارومدار ہے۔

اس نوجوان سلطان کی حرمیں تو بہت تھیں لیکن کسی حرم کی یہ مجال نہ ہوئی کہ کسی خلاف قانون امر کے لئے سلطان کو آمادہ کرتی نہ سلطان نے اپنے زمانہ حکومت میں کسی حرم سے معاملات

روسی فوجیں محاصرہ کئے پڑی تھیں لیکن ترکوں کو زیادہ نقصان نہ پہنچا سکیں بہتیرے گولے مارے ترکوں کو کوئی بیّن نقصان نہیں پہنچا۔ رشطک کو فوج دریائے لَم کے مغربی ساحل پر بڑی دشواری کے بعد پہنچ گئی تھی۔ بارہویں کور کا ہیڈ کوارٹر مقام ٹرلیس ٹنگ اور کدیکوئی کے بیچ میں واقع تھا۔ رشطک کی اب بھی خطرناک حالت تھی لیکن سابق کا سا خوف اب اسے نہ رہا تھا۔ وسط اگست میں بہت شدّت کی بارش ہوئی اور ایسا برسا کہ آنکھ ہی نہیں کھولتا تھا۔ رومینیا کے تمام راستے آب برد ہو گئے اس سبب سے فوجوں کے آگے بڑھنے میں ڈھیل ہو گئی۔ لاکھوں من غلّہ اور روٹیاں جو چھکڑوں میں بھری ہوئی جا رہی تھیں دریا سب کو بہا کے لیگیا۔ یہ فی الحقیقت روسی فوج پر آسمانی بلا نازل تھی چھوٹی چھوٹی چھولداریوں میں روسی سپاہ پڑی ہوئی تھی لیکن اس سے زیادہ حفاظت نہ ہو سکتی تھی کوہ قافی فوج کا بہت سا حصّہ تو بالکل میدان میں کھڑا ہوا تھا اور جسے ذرا بھی پناہ نہ تھی۔ بارش ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مرض پھیل گیا جو ہمیشہ ایسی حالت میں پھیل جایا کرتا ہے پیچش اور دستوں کا عارضہ شروع ہوا۔ فوجی اسپتال لبالب مریضوں سے بھر گئے اور اب

---

سلطنت میں شورہ لیا۔

سلطان اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا بہت شایق تھا۔ بہت سی صنعتیں آتی تھیں۔ سینگ کی انگوٹھیاں ایسی خوبصورت بناتا تھا کہ آدمی دیکھا ہی کرے۔ اکثر درباری اُن انگوٹھیوں کے بہت شایق تھے۔ قیمت دے دے کے خرید تے تھے اگرچہ ایسی انگوٹھیوں کا انہوں نے کبھی استعمال نہیں کیا۔

# سولھواں باب ۱۶

## مصطفٰے اول۔ پندرہواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۶۱۷ء

## عثمان ثانی۔ سولھواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۶۱۸ء سے ۱۶۲۲ء تک

عام طور پر کل فوجی افسروں کا یہ خیال ہونے لگا کہ وطن واپس چلیں سلام ہے ایسی قومی محبت اور ملک گیری کو جس میں کتے کی موت مرا جاتا ہے بارش ہی سے مرض نہیں پھیلا تھا بلکہ فوج کے خورد و نوش کا انتظام بھی ٹھیک نہ تھا حالانکہ یورپ کی بعض دول نے ہر قسم کی امداد روسیوں کو دی تھی مگر اس عظیم جنگ میں بالکل ایسی امداد پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بے اوسانی ایسی چھاگئی تھی کہ روسی فوجیں مرے ہوئے گھوڑوں اور بیلوں کو دفن بھی تو نہ کرتی تھیں اُن کے مُردہ اجسام سڑ رہے تھے اور اس سے تمام میدان متعفن ہو رہا تھا۔ سینہ برس کے جو آفتاب نکلا اور گرمی پڑی اس تعفن میں زہریلا مادّہ مل گیا۔ لطف یہ ہے کہ اس پر بھی ڈاکٹروں نے صفائی کا کوئی انتظام نہ کیا۔ مقام بیلا میں سڑے ہوئے جانوروں کی بدبو سے ہوا بھری ہوئی تھی اور کہیں ناک نہ دی جاتی تھی۔ دماغ پھٹا جاتا تھا۔ اس بدبو سے نہ سپاہی بچا نہ افسر۔ شہنشاہ روسیہ کے بہت سے درباری بخار میں مبتلا ہو گئے اچھے تو بہت مشکل سے سو میں دس دکھائی دیتے تھے جو بیچارے اپنے دوستوں کی تیمار داری میں

---

مصطفیٰ اسلطان احمد کے بھائی کی تخت نشینی۔ اس کی نا قابلیت۔ سلطنت چند ماہ کے بعد اس کی معزولی۔ عثمان اول کی تخت نشینی۔ ایران میں ترکی لشکر کی کامیابی۔ پولینڈ کو اعلانِ جنگ۔ ترکی شکست صلح۔ جاں نثاریوں کی بغاوت۔ حرمسرائے پر حملہ۔ مصطفیٰ کا دوبارہ تخت نشین ہونا۔ عثمان کا مارا جانا۔ مصطفیٰ کی مختصر سلطنت۔ دوبارہ معزولی۔

سلطان مرحوم کے سات بچے تھے جن میں سے تین یکے بعد دیگرے اپنے اپنے موقع پر تخت نشین ہوتے رہے لیکن احمد کے بعد سب سے اول مصطفیٰ تخت نشین ہوا ابھی تک تو یہ صورت تھی کہ باپ کے بعد بیٹا وارثِ تاج و تخت ہوتا تھا لیکن چودہ نسلوں کے بعد سے یہ قاعدہ بدل گیا۔ محمد ثالث کے زمانہ سلطنت میں مرحوم سلطان احمد اور اس کا بھائی مصطفیٰ ایک تنگ زندان میں قید تھے۔ اسی قید خانہ میں احمد نے مصطفیٰ سے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر میں سلطان ہو گیا تو مرنے سے پہلے تجھے بادشاہ بنا جاؤں گا چنانچہ سلطان نے اپنے وعدہ کو ایفا کیا بیٹے ہونے پر بھی اس نے

مشغول تھے۔

سبسٹوا کے ترکی حصّہ میں اسپتال ہی اسپتال نظر آرہے تھے۔ خالی مکانات کو صاف کرکے شفاخانے بنالئے تھے اور اُن میں ہر قسم کا ضروری سامان مہیّا کیا گیا تھا مگر یہ کل شفاخانے پلونا کے مجروحین سے پُر ہوگئے تھے اور ان میں سے ایک میں بھی تِل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔

اس وقت شہنشاہ روسیہ کا ہیڈکوارٹر مقام گورنی اسٹڈن میں تھا جہاں ہز مجسٹی قصبہ سے باہر ایک خوبصورت مکان میں مقیم تھے جس مکان کے اردگرد اُن کے مصاحبوں کے ڈیرے خیمے اور چھولداریاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ۷ اگست خود شہنشاہ نے گرانڈ ڈیوک نکولس کے ساتھ چوتھی ریفل بریگیڈ کا جو پلونا جاتی تھی معائنہ کیا۔ امدادی فوجوں کے دل بادل اُمڈ رہے تھے۔ علاوہ اور فوجوں کے جو پلونا کی شکست یاب فوج کی امداد کو آرہی تھی اس وقت صرف ایک لاکھ اسی ہزار تازہ دم فوج کو پلونا پر بڑھنے کا حکم ہوا تھا جو روانہ ہوچکی تھی۔ اور پلونا کے آگے روسی ٹڈی دل فوجیں نظر آنے لگی تھیں۔

---

کل لشکر کو جمع کیا اور کہا کہ میں اپنے اب وجد کے طریقہ تخت نشینی میں تجدید کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر سلطان کی وفات پر خاندان شاہی کا وہ شخص تخت نشین ہو جو زیادہ عمر کا ہو۔ وزرا نے اس پسندیدہ رائے کو منظور کرلیا اِدھر احمد کی آنکھیں بند ہوئیں اور اُدھر مصطفےٰ تخت نشین کیا گیا۔ مگر افسوس ہے کہ مصطفےٰ کے دماغ میں خلل نکلا چونکہ وہ دو سال سے قید تھا اس کے دماغ میں فرق آگیا تھا اور وہ ہر وقت بہکی بہکی ہوئی باتیں کیا کرتا تھا۔

دماغ کی یہ کیفیت تھی کہ اندھا دھند ایسے لوگوں کو خزانہ سے روپیہ دینا شروع کیا جو کسی صورت سے بھی اس کے لایق نہ تھے اور نہایت کم بینی اور حماقت سے اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر ایسے ذلیل اشخاص کا تقرّر کیا جو عام طور پر نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور کوئی شریف اُن سے بات نہ کرتا تھا۔ یہ بے عنوانی یہاں تک بڑھی کہ اس نے اپنے دو خدمتگاروں کے چھوٹے چھوٹے چھوکروں کو جو ابھی بالغ بھی نہ ہوئے تھے دمشق اور مصر کی گورنریوں پر نامزد کرکے روانہ کردیا۔ عورتوں سے اس سلطان کو بالطبع نفرت تھی

چوتھا کیولری ڈیویژن اس غرض سے روانہ کیا گیا تاکہ درۂ آرخینا کو بند کرکے ترکوں کی آمد و رفت صوفیہ سے روک دے۔ ترک ابھی تک جنگ مدافعت کے سامان کرنے میں سرگرم تھے لیکن وقتاً فوقتاً اُن کے رسالے آگے بڑھنے کے لئے روانہ کئے جاتے تھے ۱۵ اراگست مقام توسینکا پر بلونا کے جنوب مشرق میں ایک خفیف جنگ ہوئی کہ اسی اثنا میں روسی ہڈیول فوجیں مقام مذکور پر آگئیں اور ۱۶ کو روسی فوجوں کے بازوئے چپ کو حرکت ہوئی۔ جنگ تو کچھ نمود کی نہیں ہوئی لیکن روسیوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ترک حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ اسی روز سلیمان پاشا کی فوج کا ایک کالم وادئ تنجا سے آگے بڑھا اور چاہا کہ درۂ منکوئی کو چیرتا ہوا آگے نکل جائے۔ اس ترکی کالم کا مقابلہ روسی توپخانہ اور نویں ڈیویژن کی ایک رجمنٹ سے ہوا کئی گھنٹے کی لڑائی کے بعد ترکی کالم پیچھے قدموں ہٹ گیا۔ اسی عرصہ میں اور متعدد مقامات پر بھی جنگ ہوئی لوفچا کے قریب اسکوبلوف کے لشکرگاہ پر ترکوں نے حملہ کیا اور اُس کی تمام کوہ قافی فوج کو خرگوشوں کی طرح بھگا بھگا کے مار ڈالا۔

---

صرف سلطانہ ولید کی تو مانی جاتی تھی باقی حرم سرائے کی کل بیگمیں کس مپرسی کی حالت میں تھیں اس بنا پر بیگمیں سلطانہ ولید سے حسد کرنے لگیں۔

قانونی پیچیدگی نہایت سختی کے ساتھ پیدا ہو گئی اور ایسے سلطان کی سلطنت میں یہ بات کچھ زیادہ تعجب انگیز بھی نہیں تھی۔ وزیر اعظم اپنے آقا کی کاہلی اور سستی سے سخت پریشان ہو گیا تھا کہ یکایک ایم ڈی سینیسی سفیر فرانس کے ساتھ ایک کشش پیدا ہو گئی۔ بات یہ ہوئی کہ سفیر فرانس کے ترجمان اور سکتر نے سازش کر کے شہزادہ مالڈیوا کو قسطنطنیہ سے بھگا دیا۔ جوں ہی اس راز کا افشا ہوا یہ دونوں فرانسیسی افسر گرفتار کر لئے گئے اور ان پر عقوبتیں ہونی شروع ہوئیں سفیر بھی ہاتھ پڑنے کو تھا کہ وہ بھاگ کے مفتی کے قدموں پر جا پڑا اور ایک گرانقدر نذرانہ پیش کرنیکے بعد التجا کی کہ مجھے اس آفت سے نجات دی جائے۔ مفتی نے اُس کی سرپرستی قبول کی اور وزیر سے سفارش کر کے جان بچا دی۔ پہلے ترکی میں یہ دستور تھا کہ اگر کسی سلطنت کے سفیر سے کوئی ناراضی ہو جاتی تھی تو اُسے مثل ترکی رعایا کے سزا دی جاتی اور وہ قید کر دیا جاتا سلطنت کی مجال

آغاز اگست میں سلیمان پاشا کی نقل وحرکت وادی تنجا سے شروع ہوئی۔ لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے لکھا کہ سلیمان کی فوج قصبۂ اتکئی تک جو درۂ فروش سے ہیں لغاز تک جانب شرق تین میل کے فاصلہ پر پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں وادئ تنجا کہیں سے نصف کہیں سے ایک اور کہیں سے ڈیڑھ میل چوڑی ہے۔ بلقان کی پست پہاڑیوں کے نیچے واقع ہے اور یہ پہاڑیاں پندرہ سوسے دو ہزار فیٹ تک بلند ہیں اور متوازی خط میں چلی گئی ہیں۔

سلیمان پاشا کے ساتھ اس وقت تیس ہزار فوج تھی مگر چھکڑوں اور سامان باربرداری کی کثرت نے اسے سات میل تک پھیلا رکھا تھا۔ فوج کے آگے کا حصہ مطلق نظر نہ آتا تھا۔ اس لئے کہ سات آٹھ میل دوری پر وادی میں فوج مشکل سے دکھائی دیتی ہے۔ بیلوں کے چھکڑے پورے تین ہزار تھے۔ اور یہ یکے بادیگرے جارہے تھے خیال ہوسکتا ہے کہ صرف ان چھکڑوں کی قطار کتنی دور تک پہنچی ہوگی۔ شب کو جہاں خیمہ ہوتا تھا عجیب کیفیت نظر آتی تھی میلوں فوج ہی فوج نظر آرہی تھی۔ کبھی کبھی کیمپ کی روشنی اس پریشان فوج اور سامان کی خبر دیتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا

---

نہوتی کہ وہ اپنے سفیر کی حمایت میں کچھ بھی چون وچرا کرسکتی۔ تین مہینے کے بعد وزرا کا جلسہ ہوا اور انہوں نے باہم مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ سلطان محض نالائق ہے اسے تخت سے اُتار دینا چاہئے سوا اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ جاں نثاریوں کو بغاوت پر آمادہ کردیا۔ وہ آمادۂ فساد ہوئے اور اعلان دیا کہ ہم سلطان مصطفےٰ کی معزولی چاہتے ہیں۔ اور ہماری خواہش ہے کہ سلطان احمد خان کا بڑا بیٹا عثمان تخت نشین کردیا جائے۔

مصطفےٰ کی زندگی کا گویا یہیں خاتمہ سمجھنا چاہئے۔ ۱۷ مارچ ۱۶۱۸ء وہ محلسرائے کے ایک برج میں قید کردیا گیا اور عثمان جس کی عمر اس وقت چودہ سال کی تھی فوج اور رعایا کے سامنے پیش ہوا سب نے اُسے اپنا سلطان تسلیم کرلیا۔ فوراً تخت نشینی کی کل تقریبات ادا ہوگئیں۔ یہ نوجوان سلطان تو برائے نام تخت نشین کیا گیا سلطنت کی باگ وزرا نے اپنے ہاتھ میں لیلی اور اب باقاعدہ امور جہانداری طے ہونے لگے۔ وزیر اعظم ترکی طرح خونخوار فوج کا سپاہ سالار تھا۔ جو فوج مدت سے ایک اعلیٰ افسر کی منتظر تھی اور بے چین تھی کہ کیا کوئی سرکردہ ہو جو ایران سے

کہ زمین میں سے چیونٹیاں نکل آئی ہیں۔ ادہر بگلوں کا بجنا اور پھر گھوڑوں کا ہنہنانا تمام صحرا میں آبادی کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔

فوج کے بیکار رہنے کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور اب ایک خطرناک جنگ کا رنگ جمتا جاتا تھا۔ یعنے ترک درۂ شپکا کو عبور کرنا چاہتے تھے یقین کامل تھا کہ ایک خطرناک جنگ ہوگی اور پھر نئے سرے سے خون کے دریا بہیں گے۔ اس وقت درۂ شپکا پر کثیر تعداد روسی فوجوں کی نہ تھی صرف بیس کمپنیاں جنرل اسکوبلوف کی سرکردگی میں وہاں مقیم تھیں اور ان بیس کمپنیوں میں بھی ایک حصہ اُن پٹے ہوئے بلغاریوں کا تھا جو مقام اسکی زگرا پر ترکوں سے مار کھا چکے تھے۔ عام طور پر یقین کر لیا گیا تھا کہ سلیمان پاشا کے ماتحت چالیس بٹالن فوج ہے اور وہ درۂ شپکا پر بڑہی چلی آتی ہے۔ یہ سُنکے روسیوں کی بھی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے ارادہ کیا درۂ شپکا پر کثیر تعداد فوجیں بھیجنی چاہئیں مبادا یہ درہ ہاتھ سے نکل جائے چنانچہ فوراً چند بریگیڈوں کو درہ پر بڑہنے کا حکم ہوا۔ اور کل سپہ سالاروں نے ایک جلسہ کیا کہ شپکا کے بچانے کی کیا تدابیر کی جائیں۔

---

انتقام لیلے۔ عثمان ایک عیار اور لالچی شخص کی نگرانی میں چھوڑ دیا گیا۔ اس شخص نے اس بچہ کو جاں نثاریوں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا اور کہا آپ اپنی رعایا سے شیر و شکر ہو جائیں اور دیکھیں کہ جاں نثاریوں کا اثر شہر پر کتنا ہے اور انہوں نے اپنا سکّہ کیا بٹھا رکھّا ہے۔

نوجوان سلطان کو جوش آگیا اور اُس نے چاہا کہ قوانین شریعۃ کا عملدرآمد سارے ملک میں ہو جائے۔ اب وہ جاں نثاریوں پر گرنے لگا اور بعض کو گرفتار کرا کے معمولی جرائم میں سخت سخت سزائیں دیں۔

اسی اثنا میں وزیر اعظم کو ایرانی سرزمین میں نمایاں کامیابی ہوگئی جتنے شہر ہاتھ سے نکل گئے تھے وہ پھر ترکی قبضہ میں آگئے۔ شاہ ایران کو مجبور کر دیا کہ وہ سابق کے عہدنامہ کو قبول کرے۔ شاہ نے دق ہو کے کل گزشتہ شروط کو پھر قبول کر لیا اور جو کچھ فاتحوں نے مانگا اُس کے پیش کرنے میں ذرا بھی چون وچرا نہ کی۔

نوجوان سلطان ایسا موقع ڈہونڈھ رہا تھا کہ کسی صورت سے بھی اپنے سلف کی طرح نمود پیدا

دو روسینی ڈیویژن پیادہ فوج اور کئی رومینی توپخانے اس وقت پلونا کے آگے خیمہ زن تھے اور عجیب شان سے یہ فوج پڑی ہوئی تھی۔ اگست کے تیسرے ہفتہ میں روسیوں کو اور بھی امداد کی ضرورت محسوس ہوئی اس کثیر تعدادی پر بھی اُنہیں خوف ہوا کہ اگر ہم پر حملہ کیا گیا تو ترکوں کے ہاتھ سے بچنا محال ہو جائے گا۔ جدید رجمنٹیں درۂ شپکا کی حفاظت کے لئے روانہ کی گئیں۔ دو دن اور دو شب یہ جدید امدادی فوج برابر راستہ طے کئے گئی نہ سوئی نہ کھانا کھایا۔ سامان باربرداری اُن کے ساتھ مطلق نہ تھا اور ساتھ نہ لانیکی وجہ یہ تھی کہ کہیں سامان کی وجہ سے راستہ میں دیر ہو جائے۔ اس میں کلام نہیں کہ اُن کی موجودگی کی شپکا میں اشد ضرورت تھی کیونکہ عنقریب ترکی حملہ ہونے والا تھا۔ ۱۹ اگست سلیمان پاشا نے قصبۂ شپکا پر قبضہ کر لیا اور اب خطرناک حملہ کی تیاری شروع ہوئی۔ مسٹر آرچی بولڈ فوربس نے درۂ شپکا کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مقام درہ کے نام سے مشہور ہو گیا لیکن اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ اس کو درہ کہہ سکیں۔ یہ اصل میں بلقان کا ایک حصّہ ہے جہاں تھوڑی تھوڑی بلندی کے پہاڑ ہیں اور یہاں جو راستے ہیں

---

کر دیں اس کی تقدیر سے ایک موقع اُس کے ہاتھ لگ گیا یعنی دیوو ڈ والئے ٹرانسلوینیا پولینڈ والے سے ملکے آسٹریا کو نیچا دکھانا چاہتا تھا خود اُس کو جرأت نہ ہوئی اس نے سلطان کو آمادہ کیا کہ وائنا کا محاصرہ کر لیا جائے۔ وائنا پر فوج کشی کرنے کے لئے سلطان کا جی تو بہت للچایا لیکن دِقت یہ تھی کہ شاہ آسٹریا سے معاہدہ ہو چکا تھا اور سلطان نے اپنی شان کے خلاف سمجھا کہ وہ عہد شکنی کرے صلاح یہ ٹھیری کہ پولینڈ پر حملہ آور ہوا اور شاہ سجمنڈ سے دو دو ہاتھ کرے فوجوں کی آراستگی کے احکام جاری ہو گئے اور چند روز کے بعد تین لاکھ جرار لشکر سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا اس کثیر تعداد فوج کے ساتھ نوجوان سلطان پولینڈ پر حملہ آور ہوا۔ پولینڈ والے قلعہ بند ہو کے لڑے اور ہر حملہ میں سلطانی فوجوں کو ناکامی ہوئی۔ ناکامی کی بڑی وجہ اچھے سپاہ سالار کی عدم موجودگی تھی۔ اخیر معمولی شروط پر صلح ہو گئی اور سلطان کسی قدر تاوان جنگ لیکے واپس چلا آیا۔

جب زمانہ جنگ ختم ہو گیا تو سلطان نے اندر ہی اندر اس بات کی کوشش کرنی شروع کی کہ کسی طرح

وہ خاص قابل گزر ہیں شپکا کا راستہ ایک پشتہ پر سے جاتا ہے اور اس کے دونوں طرف غار ہی غار ہیں۔ ادہر اُدہر کے پہاڑ حملہ کرنے کی جان تھے اور حملہ آور کے لئے بہ نسبت جنگ مدافعت لڑنے والے کے یہ مقام نہایت مناسب تھا۔

۱۲ راگست کی صبح کو عثمانی حملہ شروع ہوا اور ترکوں نے اپنا راستہ اُن گڑھوں میں سے ہو کے کیا۔ بلندیوں پر روسی تین ہزار فوج مورچہ زن تھی۔ اس کے پاس چالیس توپیں تھیں لیکن قریب ترین مقام ٹرنووا سے جو چالیس میل کے فاصلہ پر تھا اس کی امداد آسکتی تھی۔ ترکوں کا حملہ بڑا ہی خونخوار تھا چالیس توپوں کے فیر ہو رہے تھے اور روسیوں نے اس وقت بڑی ستعدی دکھائی تھی لیکن پھر بھی ترکوں نے پہاڑوں پر چڑھ کے شام ہوتے ہوتے فتح کر لئے۔ ماؤنٹ سینٹ نکولس کے نیچے ڈھلوان زمین پر یہ مورچے بنے ہوئے تھے۔ شپکا کے چاروں طرف معدنیات تھیں جن سے روسیوں کو بڑی امداد ملی۔ حملہ آور ترک کالموں کے پھٹنے سے اُڑے چلے جاتے تھے لیکن گولوں کا پڑنا معدنیات کا پھٹنا اُن کی کچھ بھی مزاحمت نہ کر سکا اور چند مورچوں پر

---

جاں نثاریوں کا قلع وقمع کر دینا چاہئے کہ پھر کوئی جھگڑا ہی نہ رہے۔ مگر سلطان اپنے اس خونی ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا کیونکہ جاں نثاریوں کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی اور وہ دو سو سال سے سلطنت پر حکومت کر رہے تھے۔

اسی اثناء میں سلطان کو ایک اور خبط سوجھا کہ اس نے تمام وزرا اور شیخ الاسلام کے خلاف محمد ثالث کی بہن سے جو اس وقت ایک پاشا کی بیوی تھی نکاح کرنا چاہا۔ تمام قسطنطینہ میں سلطان کے اس ارادہ سے سخت برہمی پیدا ہو گئی۔ شیخ الاسلام کے تن بدن میں غصہ کے مارے مرچیں لگ گئیں اس نے فوراً ایک فتویٰ شائع کیا کہ سلطان کا یہ ارادہ شریعۃ غرّا کے بالکل خلاف ہے اور سلطان کی یہ مجال نہیں ہے کہ وہ ایک خلاف شریعۃ فعل کی یوں مبادرت کر سکے۔ شیخ کے اس فتوے سے سلطان ٹھنڈے پڑ گئے اور وہ خبط جاتا رہا۔

سنہ ۱۶۲۲ء کے موسم بہار میں سلطان نے اعلان دیا کہ اب کے میں حج بیت اللہ کرنے جاؤں گا حج بیت اللہ سے سلطان کی یہ غرض تھی کہ مکہ سے دمشق چلا جائے اور وہاں ایک زبردست

قابض ہو ہی گئے۔ ۲۲ اگست ترکی فوج کا بازوئے راست روسی فوج کے جانب جپ روانہ ہوا تمام دن جنگ ہوتی رہی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ۲۳ کو پھر جنگ ہوئی اور اب چاروں طرف سے ایسا مارا کہ روسی اِدہر اُدہر پہاڑوں میں چھپتے پڑے پھرے کہ اسی اثناء میں جنرل داوزنسکی کی ماتحتی میں ایک کثیر تعداد فوج کی امداد روسیوں کو آگئی۔ ترک روسی فوج کو گھیرے ہوئے پڑے تھے اور چاروں طرف سے پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے۔ ظاہری صورت تو ایسی واقع ہوگئی تھی کہ روسی دونوں طرف سے پِس کے مار ڈالے گئے ترک جانتے تھے کہ روسیوں کی امداد آگئی ہے لیکن اُن کے جوش اور حوصلے میں کچھہ فرق نہ آیا تھا وہ پہاڑ پر برابر چڑہے چلے جاتے تھے۔ اوپر سے گولوں اور گولیوں کی بارش ہو رہی تھی اور عثمانی بہادر پے در پے جام شہادت پی رہے تھے لیکن چاروں طرف سے یہی آوازیں آرہی تھیں بڑہے چلو بہادرو بڑہے چلو۔ روسی سپاہ سالار نے شہنشاہ روسیہ کو تار بھیجا جہاں تک جلد ممکن ہو مدد بھیجی جائے اور یہ حضور کو اطمینان دیا جاتا ہے کہ مدد آنے تک ہم اپنا قدم

---

فوج بھرتی کرکے قسطنطنیہ پر بڑہے اور پھر جاں نثاریوں کا قلع قمع کردے۔ سلطان کے اس باطنی ارادہ کی خبر جاں نثاریوں کو پہنچی وہ بھڑک اُٹھے اور اُنہوں نے صاف کہدیا کہ سلطان حج بیت اللہ کے لئے نہیں جاسکتا۔ اس کے بعد وزرا کا مطالبہ کیا۔ بھلا سلطان کے پاس فوج کہاں رکھی تھی جو جاں نثاریوں سے دو بدو ہوتا نہ ایسا رعایا میں کچھہ عزیز تھا کہ اُسے جاں نثاریوں کے خلاف آمادہ کرتا۔ بیچارہ دیکھتا کا دیکھتا رہگیا۔

باغی فوج نے محلسرائے سلطانی کو گھیر لیا۔ وزیر اعظم اور دوسرے وزرا کو پکڑ کے قتل کر ڈالا اور چاہا کہ عثمان کا چچا سلطان مصطفےٰ اول پھر تخت نشین کردیا جائے۔ قیدخانہ توڑ ڈالا اور بدقسمت سلطان مصطفےٰ کو باہر نکال لیا اور وہ پھر دوبارہ تخت نشین کیا گیا۔

یہ سانحہ دیکھ کے عثمان کے ہوش و حواس پَراں ہوگئے اور اولوالعزمیاں سر پر گئیں اب سلطان نے منت سماجت سے کام نکالنا چاہا مگر کچھہ بات نہ بن سکی۔ ناچار سلطان اپنے چند مصاحبوں کے ہمراہ حرمسرائے سے باہر نکلا۔ جاں نثاریوں نے عثمان کو تو ہاتھہ نہ لگا لیکن سب مصاحبوں کے

پیچھے نہیں ہٹائیں گے اور اگر جان پر آبنی تو بے روح جسم تو مورچوں سے سرکیگا مگر زندگی میں ہم اپنے مورچوں کو نہیں چھوڑنے کے۔

شام کے چھ بج چکے تھے جنگ ابتدائی جوش وخروش سے ہو رہی تھی۔ روسی فوج تھک کے چُور ہوگئی تھی اِدہر بھوک پیاس اور شدّت کی گرمی نے اُس کے اوسان باختہ کردیئے تھے۔ اِدہر ترکوں کے ریفل کی آگ نے جو سلسلہ وار اُن پر برس رہی تھی روسیوں کو اور بھی پراگندہ کردیا تھا۔ مگر وہ روسی سپاہ جو تازہ دم تھی برابر قدم جمائے ہوئے جنگ کر رہی تھی۔ ترک چڑہتے چڑہتے بہت ہی قریب پہنچ گئے۔ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں پہاڑوں کو اللہ اکبر کے دل ہلا دینے والے نعروں نے گونجا دیا۔ ترکوں نے اپنی شجاعت کے اظہار میں کوئی کسر نہ رکھی تھی اور اگر آفتاب ایک گھنٹہ کے بعد غروب ہوتا تو پالا جیت لیا تھا بدقسمتی سے جب ترک بلند مورچوں سے تھوڑی ہی دور کے فاصلہ پر رہگئے آفتاب غروب ہوگیا اور فوراً جنگ موقوف ہوگئی۔ روسیوں کی جان میں جان آگئی اور اب اُنہوں نے خوشی کے نعرے مارے اسکوبلوف نے کہا خدا کا شکر ہے کہ

---

ٹکڑے ٹکڑے اڑادیئے۔ عثمان نے چاہا کہ میں اس غول سے نکل کے کسی طرف چلا جاؤں لیکن فوج اُسے ایک مسجد میں لیگئی اور یہ وہ مسجد تھی جہاں مصطفیٰ موجود تھا اور اُس کی کمر میں بطور علامت سلطانی عثمانی تلوار لگائی جارہی تھی۔ مصطفیٰ نے جوں ہی عثمان کو دیکھا کہ چند جاں نثار سپاہ سالاروں کے ساتھ آرہا ہے بدنصیب یہ سمجھا کہ شاید پھر عثمان ہی کو بادشاہ بنادیا گیا کمبخت یہ سمجھ کے عثمان کے قدموں پر گر پڑا اور رو کے التجا کی مجھپر رحم کیجو میرا کچھ قصور نہیں ہے مجھے تو تیری سپاہ نے زنداں سے نکالا ہے۔ اے سلطان میں بالکل بیگناہ ہوں۔ عثمان نے طنز آمیز تبسم سے فوج کی طرف خطاب کرکے یہ کہا "کیا یہی ہے میرا آقا جس کی مجھے اطاعت کرنی پڑے گی بڑی شرم کی بات ہے کہ تم لوگ ایک دیوانہ کو اپنا سلطان بناتے ہو" عثمان کے اس قول کا کچھ بھی اثر نہوا سب نے باوازبلند کہا "عثمان تیری حکومت کا خاتمہ ہوچکا۔ اس کے بعد سلطان ہفت برجہ میں قید کردیا گیا اور ۲۰ مئی ۱۶۲۲ء نہایت بیرحمی سے قتل کرڈالا گیا۔ کل جدید وزرا پھر منتخب ہوئے اور بڑے بڑے عہدہ داروں کا نئے طور پر تقرر کیا گیا۔

تاریکی نے ترکوں کے ہاتھ سے ہماری جان بچادی۔ اِدھر دوسری خوش قسمتی یہ ہوئی کہ نئی تازہ دم فوج آپہنچی۔ یہ فوج رئیفل برگیڈ تھی اور کوہ قافی یابوؤں پر سوار تھی اور باقی فوج پیچھے آرہی تھی جو زیادہ دور نہ تھی۔ یہ وہ برگیڈ تھا جو جنرل گور کو کی ماتحتی میں چند ہفتے ہوئے کام کر رہا تھا۔ فوج نے آتے ہی اپنی توپوں کا منہ ترکی بازوئے چپ کی طرف پھیرا اور بندوقچی تمام چٹانوں۔ ٹیلوں اور پہاڑوں پر پراگندہ ہوگئے۔ رئیفل برگیڈ کی کمان جنرل ریڈ زکی کے ہاتھ میں تھی جو ڈہلواں راستہ سے مردِ ترکی فوجی قطاروں میں سے آگے اپنے دوسرے بھائی سپاہ سالاروں سے ملگیا۔ یہ سب سے بڑے درجہ کا افسر تھا اس لئے کل فوجوں کی کمان اُسی کے سپرد کردی گئی مگر تعریف کے قابل جنرل اسکوبلوف تھا جس کی بے جگری اور شجاعت کا زمانہ معترف ہے یہ شخص دلیر ہی نہ تھا بلکہ اس میں سپاہیانہ صفات کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھیں۔

صبح ہوتے ہی روسی متحملہ افواج نے اس بات کی کوشش کی کہ ترکی جانب راست کو غتر بود کردیا جائے۔ ترکی جانب راست لکڑی کے پشتہ پر قایم تھی اور یہ ایسا مقام تھا جہاں سے

---

بدقسمت نوجوان سلطان پر جو کچھہ آفت آئی محض اس کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اور ساتھ ہی اس کے مشیروں کے بڑھاوے چڑھاوے سے جس سے سلطان کے دل میں یہ سماگئی تھی کہ اگر میں چاہوں گا تو کل جاں نثاری برباد کردیئے جائیں گے۔ اس سلطان کی اولوالعزمی اور سپاہ گری میں کوئی کلام نہ تھا اگر کمبخت نادان مشیروں کے داؤں میں نہ آتا اور استقلال و صبر سے کام لیتا تو بہت کچھہ سلطنت کی عظمت بڑھ جاتی۔ مگر منظور حضرت احدیت ہی نہ تھا۔ جو لکھا جاچکا تھا وہ ہوکے رہا اور اس میں کسی کو چارہ نہیں۔

مصطفیٰ اول کی دوبارہ تخت نشینی

سنہ ۱۶۲۲ء سے سنہ ۱۶۲۳ء تک

چار برس کے بعد مصطفیٰ پھر تخت نشین کیا گیا لیکن اُس میں اب بھی وہی بُرائیاں موجود تھیں جن سے وہ تخت سے اُتارا گیا تھا۔

اس وقت وزیر اعظم اور سلطانۂ ولید کے ہاتھ میں حکومت تھی۔ وزیر اعظم نے چاہا کہ شہید عثمان کے

روسی لشکر گاہ پر قابو ہو سکتا تھا روسی تدبیر بہت ہی اعلیٰ درجہ کی تھی اگر اس مقام پر قبضہ ہوگیا تو پھر کسی قسم کا خوف نہیں رہنے کا۔ ترکی یلغار کی فوراً مزاحمت کی گئی روسی فوج کی جانب چپ بالکل محفوظ ہوگئی لیکن بازوئے راست اب بھی خطرہ میں تھا۔ صبح کے نو بجے ۲۴ر تاریخ جنرل وڈراگو میرف دو رجمنٹوں اور دوسرے برگیڈ کے ساتھ جو اسی کے ڈیویژن کا تھا آگے بڑھا لیکن بلندی پر چڑھتے ہی اس کی بہت سی سپاہ کا کھلیان ہوگیا۔ وادی کے گڑھوں میں تمام دن سخت خطرناکی سے جنگ ہوتی رہی میدان جنگ اونچی نیچی اور لوٹی ہوئی زمین پر گرم تھا۔ ترکوں نے ایک بار اور بھی کوشش کی کہ اپنے دشمن کے عقب کو چیرتے ہوئے نکل جائیں لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس شدت کی جنگ ہوئی کہ الامان الحفیظ روسی کئی کئی بار اپنے مقامات سے نکال دیئے گئے لیکن اخیر پھر وہیں آ گئے۔

غرض انہوں نے اپنی حالت میں کچھ زیادہ ترقی نہیں کی اور ٹھیک دوپہر کو ترکوں کی مدد روانہ ہوئی۔ روسیوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ترکی پشتہ کے بازوے راست پر حملہ کر کے اُسے

---

بھائیوں کو قتل کر ڈالوں مگر عام حرم سرائے میں اس سے مخالفت کی گئی اخیر وزیر اعظم ملک چھوڑ کہیں چل دیئے۔

مصطفیٰ اس دوبارہ تخت نشینی پر صرف ایک سال سے کچھ کم زمانہ برائے نام حکومت کرتا رہا۔ سلطنت کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی تھی۔ ایرانیوں نے حملہ کر کے بصرہ اور بغداد کو پھر فتح کر لیا تھا۔ ایشیائے کوچک میں بغاوتوں کی آگ مشتعل ہو چکی تھی صوبوں کے گورنر سلطنت کے جگر میں یہ بے انتظامی دیکھ کے خودمختار بن بیٹھے تھے غرض چاروں طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ ہو رہا تھا۔ اور ایک عجیب بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ جب پانی سر سے گزر گیا تو وزرا نے جمع ہو کے یہ مشورہ کیا کہ کسی جدید سلطان کا انتخاب کیا جائے کہ وہ اس خرابی کو مٹائے اور سلطنت کا حسب دلخواہ انتظام ہو۔ مشورہ یہ ٹھیرا کہ احمد خاں کے بچوں میں سے کسی کو سلطان بنایا جائے قرعۂ فال مراد خاں کے نام نکلا جس کی عمر اس وقت ۱۳ سال کی تھی اس بچہ نے پہلے سلطان بننے سے انکار کیا لیکن کل فوج نے محلسرائے سلطانی کو گھیر کے یہ نعرے مارے۔

تہ و بالا کردیں اور پھر ایک عام حملہ کل روسی فوج کا نشیب سے کیا جائے جیٹومر رجمنٹ کی بٹالینیں سطح سرزمین سے عبور کرکے وادی کے قریب پہنچیں۔ سامنے سے ترکی پہاڑی توپوں نے انکا بہت سرگرمی سے استقبال کیا۔ ادہر ترکی پیادہ فوج نے اپنے رفلوں سے فیروں کی بھرمار کردی۔ روسیوں کی بڑھتی ہوئی فوج زبردست توپخانے کے سایہ میں قدم اٹھا رہی تھی جوں ہی پیادہ فوج جنگل میں پہنچی اس کی ضرورت داعی ہوئی کہ توپوں کے فیر بند کردیئے جائیں مبادا گولے اپنی ہی فوج کے لگ جائیں گھنٹہ بھر تک لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسیوں کے قدم جھکنے۔ ترکوں نے اپنے توپخانے دونوں طرف سے ہٹالئے۔ اگرچہ وسطی پشتے پر اب بھی وہ قدم جمائے کھڑے تھے۔ روسی سپاہ سالار ریڈسکی کو یقین تھا کہ میری پیادہ فوج کی امداد عقب کی پلٹنیں کریں گی۔ اس بناپر وہ جیٹومر بٹالینوں کی ایک کمپنی کا سرگردہ بن کے آگے بڑھا اور اسی وقت رجمنٹ کے کرنیل نے بھی قدم آگے اٹھایا۔ اصل میں ریڈسکی کی بڑی غرض یہہ تھی کہ جب میں اس طرح سے ایسے نازک وقت میں آگے بڑھ جاؤں گا تو میری تقلید اور سپاہ بھی

"خدا جہاں پناہ کو سلامت رکھے"۔ ناچار سلطان محلسرا سے نکل کے دیوان میں گیا اور وہاں تخت نشین کیا گیا تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے وزرا کے نام احکام جاری کئے کہ اس بے انتظامی کو مٹایا جائے اور سلطنت میں امن وامان پھیلایا جائے۔

مجنون مصطفے دوبارہ ۱۰ ستمبر ۱۶۲۳ء قید خانہ میں بھیجدیا گیا۔

## سترہواں باب

### مراد خاں رابع سترہواں شہنشاہ یا سلطان

### ۱۶۲۳ء سے ۱۶۴۰ء تک

مراد خاں رابع کی تخت نشینی۔ کریمیا کی تاتاروں سے ناکامیاب جنگ جاں نثاریوں کی بغاوت۔ ایران کی مشکلات۔ حافظ علی وزیر اعظم پایۂ تخت میں انتظام اور امن۔ لبنان میں گرسوں سے جنگ

اسی جوش و خروش سے گریگی اور آجکا پالا میرے نام رہے گا اس کا خیال بالکل ٹھیک تھا۔
فوج چیرمن دیتی ہوئی اور غل مچاتی ہوئی وادی کو عبور کرنے لگی اور دشمن کے قلب لشکر میں گھس گئی
یہاں تک کہ دست بدست کی لڑائی شروع ہوئی۔ کچھ دیر لڑائی ہونے کے بعد ترک صرف اس
غرض سے پیچھے ہٹے کہ تیار ہو کے ایک اور زبردست حملہ کریں گے۔ چنانچہ ایک خطرناک کوشش
اس مقام کے لینے کے لئے کی گئی۔ دوسری لڑائی ایک گھنٹہ تک رہی جس نے پہاڑ کے ڈھلواں
حصہ کو خون سے رنگ دیا۔ تین بجے سہ پہر ترکوں نے مزید کوشش سے ہاتھ اٹھا لیا اور
روسی فوجوں نے مفتوحہ پہاڑی کی چوٹیوں پر فتح کا باجا بجایا۔
اس فتح پر مطمئن ہو کے ریڈسکی اپنے خاص مقام پر واپس چلا آیا۔ جہاں سپاہ سالار ڈریگومیرف
ٹانگ کے زخم سے کراہ رہا تھا۔ سابق الذکر سپاہ سالار نے یہ ارادہ کیا کہ شپکا کے بیرونی مقامات
پر فوراً فوج روانہ کی جائے۔ شپکا کے یہ دو مقامات تھے جسے ترکوں نے پہلی دفعہ فتح کر لئے
تھے۔ ارادہ کرتے ہی پولوڈکسی رجمنٹ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ایک بھاری

---

پایۂ تخت میں ملکی جنگ۔ فرانسیسی ایلچی کی مشکلات۔ مراد خاں کی
درشتی اور بے رحمی۔ بغداد کا دوبارہ فتح ہونا۔ وفات۔

مراد خاں اپنے زمانۂ تخت نشینی میں جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے صرف ۱۳ سال کا تھا اس
بچپن میں اس کی اولوالعزمی اور استقلال مزاج کا رنگ اُس کے افعال سے پایا جاتا تھا۔
نوجوان سلطان اپنی سلطنت کے پہلے سال میں اپنی ماں سلطانہ ولیدہ کی ہدایتوں پر چلتا تھا
جو خوش قسمتی سے ایک نہایت ہوشیار اور باخبر عورت تھی یہ دونوں اس خطرہ سے جو پے در پے
حکمرانوں پر پڑ رہے تھے چوکنے تھے اور بہت سوچ سمجھ کے سلطانہ ولیدہ کام کرتی تھی۔
سلطنت کے دور و دراز حصص سے بغاوت قتل اور سرکشی کی خبریں برابر مسموع ہو رہی تھیں
لبنان کی قومیں کھلم کھلا فساد پر اُتر آئی تھیں مصر اور دوسرے صوبوں کے گورنر کسی اچھے موقعہ
کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ یک لخت ترکی حکومت کے جوئے کو اپنے کندھے سے اُتار دیں ایرانیوں نے
بغیر اعلان جنگ ترکی سرحدات پر حملہ کر کے فتوحات حاصل کر لی تھیں۔

توپخانہ تھا۔ جنگ ہوئی اور یہ فوج کامیابی سے اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئی۔
روسیوں کی حالت روز بروز بہتر ہوتی جاتی تھی اس لئے کہ امدادی فوجیں برابر پہنچ رہی تھیں تو بھی انقطاعِ جنگ ابھی لڑائی باقی تھی۔ عثمانی فوج جو چار روز تک شپکا پر لڑی کل شائستہ فوج تھی اور جس شجاعت اور بہادری سے روسی ٹڈی دل فوج کا مقابلہ کیا تمام یورپ نے اس کی تعریف کی۔ نقصان تو طرفین کا زیادہ ہوا لیکن ترکوں کی نسبت روسی فوج کا کھلیان ہو گیا۔ مسٹر فاربس نے ان تمام جنگوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ روسی ڈاکٹرونکی پھرتی اور دلیری کی بہت تعریف کرتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہر خطرناک موقعہ پر روسی ڈاکٹر پہنچ جاتے تھے اور یہ محض ناممکن تھا کہ کسی مقام پر کوئی پناہ کی جگہ مل سکتی۔ ترکی گولیاں اس بلا کی بھرپور اور تیزی سے پڑ رہی تھیں کہ روسی ڈاکٹر ابھی ایک سپاہی کی مرہم پٹی کر رہا ہے کہ گرہ باندھتے باندھتے اُسی سپاہی کی دوسری ٹانگ اڑ گئی۔ بلغاری لڑکے میدان جنگ میں روسیوں کی بڑی دلیری سے خدمت کر رہے تھے۔ اس قیامت خیز موقعہ پر کہ موت کا بازار گرم ہو رہا تھا

---

کریمیا کے تاتاروں کے دماغ میں بھی آزادی کی ہوا سماگئی اور اُنہوں نے بھی مستقل ارادہ کر لیا۔ کہ ترکی حکومت سے سبکدوش ہو جائیں ناچار اسی ابتری اور تنزل کی حالت میں ترکوں نے کپتان پاشا کی ماتحتی میں تاتاروں کو زیروزبر کرنے کے لئے ایک جنگی بیڑہ روانہ کیا اسی اثناء میں وزیر اعظم کی ماتحتی میں ایک جرار فوج اباز اباغی کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی جو ایشیائے کوچک کے بہت سے صوبوں پر قبضہ کر چکا تھا۔
سابق الذکر بیڑہ جہازات ساحل کریمیا پر پہنچا کپتان پاشا نے نہایت کامیابی سے اپنی فوج کو قافا پایۂ تخت پر اُتار دیا۔ اس کی فوج ابھی آگے بڑھنے کی تیاری ہی کر رہی تھی کہ یکایک دشمن آن پڑا اور اس نے فوج کے بڑے حصّہ کو کاٹ ڈالا۔ بقیۃ السیف بھاگ کر جہازوں میں سوار ہو گئے اور قسطنطینیہ کی طرف چلے آئے تاتاروں نے اپنی اس فتح سے فائدہ اُٹھا کے جنگی جہاز جمع کئے اور اُن میں کثیر تعداد فوج بھر کے قسطنطینیہ کو زیروزبر کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ بحر اسود کے سواحل کو برباد کرتے ہوئے سیدھے بلا مزاحمت باسفورس میں چلے آئے اور گردونواح کی

چھوٹے چھوٹے لڑکے جست کی صراحیاں لئے ہوئے زخمی سپاہیوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے۔
یہ تھی دلیری یا ہمدردی جو تمام باغی ریاستوں نے روسیوں کے ساتھ کی تھی ایک تو روس ہی بجائے خود کمزور سلطنت نہیں تھی اور پھر یورپی ریاستوں کا اس کے ساتھ مل جانا اور بچہ بچہ کا اس کی مدد پر آمادہ ہو جانا ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ روس کی یہ کامیابی محض بے ایمانی کی تھی۔ ایک فاضل اور منصف مزاج انگریز نے صحیح لکھتا ہے کہ سو برس سے ترکوں کو ایمانداری کی شکست نہیں دی گئی۔
اثنار جنگ میں ترکوں نے روسیوں کے عقب اور مقابلہ پر سخت حملہ کیا لیکن بڑی دیر کی جنگ کے بعد وہ پیچھے ہٹتے چلے آئے۔ حالانکہ اتنی سخت لڑائیاں ہو چکی تھیں لیکن طرفین کے جنگجو سپاہی اب بھی نہ تھکے تھے اُن میں وہی جوش و خروش باقی تھا اور وہ چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو بہت جلد قسمت کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔
چھبیس ۲۶ اور ستائیس ۲۷ تاریخ کو پھر جنگ شروع ہوئی مگر طرفین کے جنگی مقامات میں کوئی تبدیلی

---

تمام آبادیوں کو جلا کے خاکستر کردیا جس سے قسطنطنیہ میں ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا۔
سلطنت کی اس ابتری اور سلطانوں کی اس فوری تغیر و تبدّل سے ترک اد ھموئے ہوگئے تھے لیکن اب بھی اُن میں جان باقی تھی وہ فوراً شاخ زرّیں کے دروازہ پر مورچہ بند ہوئے اور دشمن کو روک دیا اتنے میں کپتان پاشا کا بیڑہ جہازات پہنچ گیا بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی حملہ آور پارہ پارہ کردیئے گئے۔
قسطنطنیہ کی عجیب خطرناک حالت تھی خزانہ خالی۔ رعایا بھوکی اور عام پریشانی چھائی ہوئی اور اس پر طرّہ یہ کہ جاں نثاریوں نے بغاوت کرکے وزیر اعظم کو مار ڈالا۔ اسی خوں آگ ابتری تزلزل اور پریشانی میں ہو کے یہ خبریں آئیں کہ ایرانیوں نے عثمانی سرحدات کو متعدد اطراف میں تہ و بالا کردیا ہے۔ دیار بکر۔ فلسطین اور عرب کو زیر و زبر کرکے اس پر قبضہ کرلیا اور آج خود مدینہ پر اُن کا جھنڈا اُڑ رہا ہے۔ اور اب اُن کی ظفر موج فوجیں ترابزون کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

نہیں واقع ہوئی روسی پشتہ پر قایم تھے ادہر ترک ان کے سامنے قدم جمائے کھڑے ہوئے تھے۔ اصل میں اب تک طرفین میں سے کسی کو بھی اصل فتح نہیں حاصل ہوئی تھی۔ روسیوں کی مضبوطی اور پے در پے حملہ کرنے نے اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ روسی بڑے بہادر ہیں ادہر ترکوں نے اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ ہم مورچوں ہی کے پیچھے لڑنا نہیں جانتے بلکہ ہمیں حملہ کرنا بھی آتا ہے چنانچہ انہوں نے پے در پے کے حملوں سے اس بات کا ثبوت دیدیا کہ وہ "آفنسیو وار" لڑائی اچھی جانتے ہیں۔ انہوں نے اپنے پے در پے کے حملوں سے روسیوں کا اتنا نقصان کیا کہ روسی اپنے حملوں سے ان کا اتنا نقصان نہ کر سکے۔

اگر عثمانی اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاتے یعنی درہ شپکا سے عبور کر لیتے تو بلاشبہہ روسیونکی حالت بہت ہی نازک ہو جاتی روسی فوجیں بلقان اور ڈینیوب کے بیچ میں کچل دی جاتیں اور تمام قلعے جن پر ابھی تک اُن کا قبضہ ہوا تھا سب یکے بعد دیگرے اُن سے لیلئے جاتے اور ہر مقام پر اُن کا کچومر نکل جاتا۔ یہ سارا انحصار سلیمان پاشا پر تھا اگر اس مقام پر محمد علی

---

ان مصیبت ناک حالتوں میں مراد خاں کو خوش قسمتی سے ایک بہت لایق اور پُربھروسہ وزیر مل گیا جس کا نام حافظ علی تھا جس نے وزیر ہوتے ہی پایۂ تخت کے تمام جھگڑوں کو رفع کر دیا۔ اور سلطنت کے محکموں کی ابتری کو مٹا دیا اُس نے سلطان سے کہا کہ آپ کا محل میں بند رہنا ٹھیک نہیں ہے آپ عام طور پر شہر میں آیا جایا کیجے تاکہ آپ کی محبت رعایا کے دل میں ترقی کرے۔ سلطان نے اپنے ناصح مشفق وزیر کی ہدایتوں پر عمل کیا اور نہایت سادگی سے فوج کی ورزش اور قواعد میں شریک ہونے لگا یہ حکمت عملی وزیر کی بہت ہی کارگر ہوئی اور اب فوج اور رعایا کی نگاہیں سلطان پر اچھی پڑنے لگیں۔

سلطان کو یہ بھی مشورہ دیا گیا کہ آپ ایران سے صلح کر لیں تاکہ آپ کو سرکش پاشاؤں کی سرکوبی کا موقعہ ملے جنہوں نے ایشیائے کوچک میں ایک آفت برپا کر رکھی ہے اس ہدایت کے مطابق فوراً ایشیا میں ایلچی بھیجے گئے جہاں وہ اباذا سے جا کے ملے اور اُس سے یہ کہا کہ ہمارے آقا نامدار نے بوسینیا کی حکومت تجھے بخشتی ہے تو قسطنطنیہ چل تاکہ تجھے اس [illegible]مت کی خلعت مل جائے۔

یا عثمان پاشا ہوتا تو فی الواقع بہت آسانی سے ہو سکتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ سلیمان کی فوج نے اپنی بے نظیر شجاعت کی بانگی دکھادی اور یورپ پر اس بات کو ثابت کر دیا کہ دنیا میں عثمانی شائستہ فوج سے بہتر لڑاکو اور کسی سلطنت کی فوج نہیں ہے۔ مگر افسر کی قابلیت فن حرب کو وہ نہیں بدل سکتی تھی اس نے اپنی طرف سے تو کوئی کسر نہیں رکھی۔ ایسی کٹ کٹ کے لڑی اور اس طرح کلہ بکلہ روسی حملوں کا جواب دیا کہ ماہرینِ فن حرب اور شجاعانِ دہر کو مزا آگیا۔

ابھی تک جتنی ناکامیابیاں ہو چکی تھیں اور درۂ شپکا کے عبور کرنے میں عثمانی بہادر فوج ناکام رہی تھی پھر بھی سلیمان کے وہی دم خم باقی تھے اور وہ اپنے دل میں سمجھا بیٹھا تھا کہ روسیوں کا مار لینا کچھ مشکل نہیں ہے چنانچہ ۲۷ اگست اُس نے مزید مدد کی طلبی کے لئے تار دیا حالانکہ سلیمان کو مناسب یہی تھا کہ تھوڑی فوج روسیوں کے مقابلہ میں چھوڑ کے وہاں سے ہٹ جاتا۔ پہلے تو اُس نے ایسا کیا نہیں لیکن چند روز کے بعد اُسے معلوم ہو گیا کہ ایسا کرنا لازمی ہے

---

آباز ایلچیوں کے اس وعدہ پر قسطنطنیہ چلا آیا سلطان کو دیکھ کے سجدہ میں گر پڑا اور اپنی گزشتہ غلط کاریوں کا اعتراف کر کے معافی کا خواستگار ہوا۔ سلطان نے اُس پر مہربانی کی اور ایک خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا۔

ان معاملات کی اُدھیڑ بن میں شاہ عباس کا ۱۷۳۲ء میں انتقال ہو گیا ایران کی سلطنت ایک ایسے بچہ کے ہاتھ میں آئی جو حکومت کرنے کے بالکل ناقابل تھا۔ عثمانیوں کو اب اُمید ہوئی کہ حکومت کی یہ تبدیلی ایران کی وہ حالت قایم نہیں رکھنے کی اس بنا پر انہوں نے شاہ ایران کو اعلان جنگ دیدیا حسب دستور وزیر اعظم ترکی فوج لیکے روانہ ہوا اور موصل کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔

حافظ علی نے ایرانی میدان جنگ میں جو کچھ اپنے آقا کی خدمات انجام دیں اس میں شک نہیں کہ وہ تعریف کے قابل ہیں لیکن اس سے زیادہ پایۂ تخت میں اسکی موجودگی کی ضرورت تھی اس لئے کہ سلطان کم عمری کی وجہ سے تنہا حکومت کرنے کے قابل نہ تھا تو بھی سلطان اُن مجرموں سے

اس نے درہ کے آس پاس سے اپنی فوج کا بہت سا حصّہ ہٹا لیا۔ چند سمری بٹالن پیچھے چھوڑدی گئیں۔ اور کچھ فوج قصبہ شپکا میں مقیم رہی۔ چند ترکی توپیں پہاڑ کی چوٹیوں پر ابھی تک نصب تھیں فوج کا بڑا حصّہ وہاں سے چلا آیا تھا سلیمان پاشا اپنی تمام اولوالعزمی اور قابلیت حرب کے بالکل ناکام رہا۔ عثمانی فوج کے اُٹھنے سے روسی اس قدر مطمئن ہوگئے تھے کہ اُنھوں نے بھی اپنی امدادی فوج کو واپس کردیا اور ادھر ریڈٹزکی نے شہنشاہ روسیہ کو یہ لکھ کے بھیج دیا کہ حضور مطمئن رہیں خواہ کیسی ہی زبردست عثمانی فوج آجائے تو بھی درہ سے نہیں گزر سکتی ہم نے مضبوطی سے اس پر قبضہ کرلیا ہے۔

سات دن کی جنگ میں ترکوں نے سو حملے درہ سے عبور کرنے کے لئے روسیوں پر کئے تھے اُنھیں بہت سے حملوں میں کامیابی بھی ہوگئی تھی لیکن اخیر اس کامیابی کو چڑیاں چُگ گئیں۔ پانچہزار ترکی فوج شپکا اور ماؤنٹ سینٹ نکولس کے درمیان مقتول ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں روسیوں کے گیارہ ہزار سپاہی کام آئے جن کی لاشیں ہنوز بے گور وکفن پڑی ہوئی تھیں

---

کہ جو بہت ہی چیرہ دست ہوگئے تھے چشم پوشی نہ کرسکتا تھا اُس نے اپنی آنکھوں کے آگے سخت سخت سزائیں دینی شروع کیں اس نے اعلان دیدیا کہ تماکو اور افیون کا کوئی استعمال نہ کرے شراب سے اتنی نفرت ظاہر نہیں کی اگرچہ وہ جانتا تھا کہ وہ حرام ہے لیکن ابتدا سے اُسے عادت پڑگئی تھی۔ ایران کی جنگ میں مختلف پہلوؤں سے ترکوں ہی کو کامیابی حاصل ہوئی اور اخیر اس خطرناک خونریزی کا اختتام صلح کے عہدنامہ نے کردیا۔ اس وقت مراد خاں کو نو برس سلطنت کرتے ہوئے گزرے تھے کہ ایک خطرناک بغاوت سلطنت میں پیدا ہوگئی۔ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ اُن بددل سپاہیوں کی ایک کثیر تعداد جنہیں ایرانی سرزمین میں افسروں کی ناتجربہ کاری سے شکست کی ذلت اُٹھانی پڑی تھی بگڑ کے قسطنطنیہ چلی آئی اور وہ شہر کے اُن سپاہیوں سے مل گئی جو حکومت کے خلاف پہلے ہی سے سرگوشی کررہے تھے اُن سب کا آپس میں مشورہ ہنوز ہوا کہ یکایک بغاوت کی آگ قسطنطنیہ میں مشتعل ہوگئی۔ اس باقی فوج کا سرگردہ رجیب پاشا بنا جس کمبخت کا اصلی منشا یہ تھا کہ خیرخواہ ملک بہادر وزیر اعظم حافظ علی کو برباد کردے اور اس کے مکان میں گدھوں کے ہل چلوائے۔

اور اس قطعہ زمین کا کرّہ بادلاشوں کی بدبو سے سٹر رہا تھا۔
دروہ شپکا پر روسیوں کو کامیابی تو ہوگئی تھی تو بھی کوئی انقطاعی فیصلہ نہیں ہوا تھا اور جنگ ابر کی طرح تُلی ہوئی سر پر موجود تھی۔ روسیوں کی حالت اب بھی کچھ بہتر نہ تھی بجائے حملہ آور ہونے کے اُنہیں جنگ مدافعت کی پڑی ہوئی تھی اور کوئی روسی سپاہ سالار اس عظیم جنگ کا نتیجہ یقینی طور پر اپنے حق میں نہیں سمجھتا تھا۔
بلغاریہ میں روسیہ کی یہ حالت تھی جو انتہا درجہ تردد اور فکر کی محتاج تھی۔ خود روسیہ میں عام طور پر جنگ کا اوّل اوّل جوش تو اُٹھا تھا لیکن اخیر میں روسیہ کا اکثر حصّہ جنگ کو بُری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ لوگ اس بوجھ سے دبے جاتے تھے جو جنگ کی وجہ سے اُن پر ڈالا گیا تھا اور دہ دل سے چاہتے تھے کہ کسی طرح جنگ کی آفت ٹلے اور بہت جلد ہم پر سے یہ بار دُور ہو۔
اگست کے اختتام سے پہلے روپیہ کی ضرورت نے روسیہ کو پریشان کردیا تھا اور اب اسکی

---

یہ کل باغی محل کے آگے جمع ہوگئے اور اُنہوں نے وزیر اعظم حافظ علی اور مفتی یحییٰ اور ایسے ہی سترہ وُزرا کے سر طلب کئے۔
شہر کی تمام دُکانیں اور کارخانے بند ہوگئے۔ رعایا پر سخت خوف طاری ہوا سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے تھے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ باغی شاہی محل کے دروازہ پر پہنچ گئے ناچار ان سے وعدہ کیا گیا کہ ان سترہ آدمیوں کو کل انہیں گرفتار کرکے دیدیا جائیگا۔ تیسرے روز محل کا بیرونی حصّہ باغیوں سے لبالب بھر گیا۔ اسی اثنا میں وزیر اعظم درباری لباس زیب تن کئے ہوئے دیوان میں آرہا تھا کہ اُسے ایک دوست کا پوشیدہ خط پہنچا جس کا یہ مضمون تھا کہ باغی فوج تمہارے قتل کے لئے دربار عام میں جمع ہے تم ابھی اپنے کو کسی جگہ چھپا سکتے ہو جب تک یہ لوگ پریشان ہوکے نہ چلے جائیں تم نہ نکلو۔
حافظ نے مسکرا کے جواب دیا کہ میں اپنی اس پھوٹی قسمت کا حال ایک خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ "واللہ مجھے موت سے کوئی خوف نہیں" وہ گھوڑے پر اُسی طنطنہ سے سوار ہوا اور نہایت

ضرورت ہوئی کہ روبل نوٹوں کو ایک کروڑ تک اور بڑھا دیا جائے۔ آغاز جنگ میں روسیہ نے دو قسم کا قرضہ لیا تھا جس کی مقدار تیس کروڑ روبل تھی اور جس کا سالانہ ایک کروڑ بتیس لاکھ روبل قرار پایا تھا۔ جب جدید طور پر نوٹ چلایا گیا تو سابق کے قرضہ میں آٹھ کروڑ ستر سٹھ لاکھ روبل اور شریک ہوگئے۔ اس آخرالذکر قرضہ سے سلطنت پر بہت بڑا بار پڑا اور تجارت کی بنیادیں ہل گئیں۔

نشنی نوو گورڈ کا میلہ بہت ہی سست ہوا اول تو تاجر بہ نسبت سابق کے اس میں بہت کم شریک ہوئے اور دوسرے وہ اپنے قرضخواہوں کا قرض ادا نہ کرسکے۔ اسی اثناء میں شہنشاہ روسیہ نے اسٹیٹ بنک کو حکم دیا کہ غلّہ کی ساٹھ فیصدی قیمت اور بڑھادے۔ اور ایک کمیشن مقرر کی کہ جتنے مسافر ریلوں پر سوار ہوں اور جس قدر تجارتی سامان ریل گاڑیوں میں بار کیا جائے سب کا کرایہ اشرفیاں لی جائیں روپیہ کسی سے نہ لیا جائے۔ رنگروٹوں کی بڑی سختی اور شدّت سے بھرتی شروع ہوگئی اور تمام کسانوں اور کاشتکاروں کو احکام پہنچے

---

بشاش محل سرائے سلطانی کی طرف اپنے صبا رفتار گھوڑے کی باگیں اُٹھائیں جب اُس کا گھوڑا اُن لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں پہنچا تو لوگوں نے بحیثیت اس کے کہ وہ وزیراعظم تھا راستہ صاف کردیا مگر پیچھے سے اُسے پتھر مارے خوش قسمتی سے وہ بچگیا مگر اُس کے گھوڑے کے سر پر ایک پتھر پڑا اور اُس غازی جانور نے سر جھکا کے جان دیدی۔ اُس کا ایک ملازم اُسے محل کے اندرونی حصّہ میں لے آیا۔ اُس کا ایک ساتھی مارا بھی گیا اور دوسرا شدید مجروح ہوا سلطان نے حافظ سے کہا جس طرح ہوسکے تو بہت جلد بچ کے نکل جا اخیر وزیراعظم اُس جہاز پر سوار ہوا جو محل سرا کے دروازہ کے آگے کھڑا ہوا تھا اور سیدھا سکوتری میں چل دیا۔

اسی درمیان میں باغی فوج محل سرا کے دوسرے حصّہ میں چلی آئی جہاں ہمیشہ سلطان دربار کیا کرتا تھا اور غل مچایا کہ سلطان باہر نکل اور ہم میں بیٹھ کے دربار کر۔ سلطان فوراً باہر چلا آیا اور اپنی اُسی سلطانی جبروت اور عظمت سے یہ گویا ہوا "تم کیا چاہتے ہو اے میرے ملازمو" اُنھوں نے نہایت ہی تند آمیز جواب دیا "ستر آدمیوں کے سر" اور کہا اُن ستر کو

کہ فوج میں آکے شریک ہوں۔ اب جہادی جوش غارت ہو چکا تھا اور صلیب کی عزت برقرار رکھنے کے خیال کو چڑیاں چگ گئی تھیں۔ رعایا پر جب اس نامعقول طریقہ سے جبر کیا گیا تو عام ناراضگی پھیل گئی اور چاروں طرف سرگوشیاں ہونے لگیں۔ سازشوں کا بازار گرم ہوا پولس بیچاری مصیبت میں پھنس گئی کس کس کو گرفتار کرے اور کس کس کو مجرم قرار دے وہاں تو ملک کے ملک کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ شہنشاہ کے ساتھ ہمدردی کرنے والے بہت ہی کم رہ گئے اور عام رعایا سخت نالاں تھی۔

رومینیا میں لوگ روسیہ سے آنکھیں بدلتے ہوئے دکھائی دینے لگے اور جو محبت ترکوں کے مقابلہ میں روسیہ سے کی جاتی تھی اب اس میں کمی آنے لگی۔ گورنمنٹ رومینیا نے روسیہ سے جنگی معاہدہ کرنا چاہا لیکن شہنشاہِ روسیہ نے صاف کہدیا کہ ہم تجھ سے کسی قسم کا بھی معاہدہ نہیں کرنا چاہتے رومینی وزیراعظم براٹیانو اور رومینی اسٹاف کا افسر اعلیٰ شہنشاہ روسیہ سے اس کے لشکرگاہ میں ملنے گیا اس امید سے کہ کوئی معاہدہ ہو جائے۔ لیکن گرانڈ ڈیوک نکولس نے بیان کیا کہ بلغاریہ

زندہ گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر کہ ہم ابھی اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور اگر ہماری خواہش کی تکمیل نہ کرے گا تو تیرے لئے اچھا نہ ہو گا۔

وہ شہنشاہ کے بہت قریب آگئے اور نہایت درشتی سے اس پر ہاتھ ڈالنے کو ہوئے۔ شہنشاہ نے کہا "تم میری بات تو سنتے ہی نہیں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر مطلق توجہ نہیں کرتے۔ آخر کس مطلب کے لئے تم نے مجھے یہاں بلایا ہے" یہ کہکے شہنشاہ معہ اپنے مصاحبین کے محل کے تیسرے حصہ میں چلا گیا۔ یہاں بھی مفسدوں نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور مثل بحرِ مواج کے اس پر جھپٹے خوش قسمتی سے خدام آگے آگئے اور محل میں شور محشر برپا ہوا۔ مفسدوں نے غل مچا کے کہا "سترہ سر وزرا کے چاہتے ہیں اور کچھ نہیں"

راجیت پاشا جو اس تمام فساد کا بانی مبانی تھا اپنے نوجوان شہنشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ "اب بلا تامل ان سترہ آدمیوں کو دیدیجیے اور شہنشاہ کو سمجھایا کہ یہ ہمیشہ سے دستور چلا آتا ہے کہ جب فوج بگڑ کے وزرا کو طلب کرتی ہے تو انہیں فوراً دیدیا جاتا ہے۔ آخر بیچارہ مراد خان

میں رومینی فوجوں سے ہیں بہت کچھ امداد ملی ہے تو بھی جو کام ہم نے سوچا تھا وہ اس سے نہ نکل سکا۔ انصاف سے پوچھئے تو شہزادہ نکولس کی یہ احسان فراموشی تھی اگر رومینی فوجیں نہ ہوتیں تو روسیہ بلغاریہ کے مقامات کو نہیں بچا سکتا تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ رومینی اور بلغاری فوجیں مل کے کام کرنے کے قابل نہ تھیں جہاں ان کی مٹ بھیڑ ہوئی وہیں جنگ ہونے لگی۔ نکوپولس میں بھی دونوں فوجوں کی خوب تلوار چلی تھی اگر روسی افسر بیچ میں نہ کود پڑتے تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ پھر ایک اور شگوفہ اٹھا کہ نکوپولس ہی میں ایک روسی کمان افسر نے کسی رومینی سپاہی کو جُرم پر کوڑے مارے۔ یہ دیکھ کے نکوپولس کی تمام رومینی آبادی بھڑک اٹھی اور آنکھیں لال کرکے روسی کمان افسر کو دیکھنے لگی۔ اس معاملہ کو بہت طول ہوا۔ شہزادہ چارلس رئیس رومینیا تک نوبت پہنچی اس نے روسی لشکر گاہ سے براہ راست اس معاملہ میں خط کتابت کی اور چاہا کہ کمان افسر کو سزا دی جائے۔ روسی لشکر گاہ سے کچھ حسب دلخواہ جواب نہ ملا۔ یہاں سے صاف لکھ دیا گیا کہ جو کچھ ہوا قانون جنگ کے مطابق ہوا۔ کمان افسر

---

مجبور ہو گیا اس نے حافظ پاشا کے پاس آدمی دوڑایا کہ تو جلدی چلا آ۔ بغیر تیرے آئے کام نہیں بننے کا۔ پانی سر سے گزر گیا ہے اور میری جان خطرہ میں پڑ چکی ہے۔ وزیر سنتے ہی بلا تامل واپس چلا آیا اور سلطان سے سمندر کے کنارہ پر ملا۔ دربار کے اندر کے کمرہ کا دروازہ کھلا۔ سلطان تخت سلطنت پر بیٹھا اور مفسدوں کے وکلا میں سے دو سپاہی و جان نثاری اس کے پاس آئے۔ شہنشاہ نے کہا تمہیں کم سے کم خلافت کی حرمت تو ضرور کرنی چاہئے۔ میں عثمانی شہنشاہ ہوں اور یہ عثمانی تخت ہے جس پر میں بیٹھا ہوں۔ اس تخت و تاج کی عزت کرنی تمہارا فرض ہے مگر وکلاء مفسدین نے ایک نہ سنی اور اسی پر زور دیا کہ اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے تو سترہ وزرا کو ہمارے سپرد کر دے۔ اسی اثناء میں حافظ پاشا نے وضو کیا اور شہید ہونے کے لئے بالکل آمادہ ہو گیا۔ بڑی دلیری سے مراد کے پاس آیا اور کہا "اے میرے بادشاہ۔ حافظ جیسے ہزار غلام تجھ پر نثار ہو جائیں۔ صرف میری یہ التجا ہے کہ تو مجھے خود اپنے ہاتھ سے قتل نہ کر بلکہ مجھے ان مفسدوں کے حوالے کر دے تاکہ میں شہید ہوں اور میرا

شہر کے انتظام کا ذمہ دار تھا اس لئے اُسے واجب تھا کہ ایسے جرم پر بھی سزا رومینی کو دیتا۔ یہ سخت جواب سنکے شہزادہ چارلس بہت ہی آزردہ خاطر ہوا اور اس نے صاف کہدیا کہ یا تو کوئی جنگی معاہدہ ہو ورنہ میں ساتھ دینے سے دست بردار ہوتا ہوں اب شہنشاہ روسیہ کی آنکھیں کھلیں اور وہ بغلیں جھانکنے لگا۔ بھینس کھونٹے کے بل کودرہی تھی یہاں کھونٹا ہی اکھڑ چلا ناچار دبکے شہنشاہ روسیہ نے جنگی عہد نامہ منظور کرلیا۔ معاہدہ ہوا جس کی شرطوں کا خلاصہ یہ تھا کہ آیندہ سے خود شہزادہ چارلس اپنی فوجوں کی کمان میدانِ جنگ میں کرے گا۔ کسی روسی افسر کے ماتحت رومینی فوجیں نہیں رہنے کیں۔

۲۴ اگست کی شب کو رومینی پیادہ فوج کا ایک برگیڈ سمنیٹزا کے پل سے اتر گیا اور رسالہ کی رجمنٹوں نے ٹرنا گوریلی کے قریب ڈینیوب کو عبور کرلیا۔ چھ ہزار ترکی فوج سدِ راہ ہونیکے لئے مقام واردات پر پہنچی لیکن یہاں عبور ہوچکا تھا اور اسے آنے میں بہت دیر ہوگئی تھی اس لئے وہ رومینی ٹڈی دل فوج کا کچھ نہ کرسکی اور اسے پس پا ہونا پڑا۔ کاش یہ چھ ہزار ترکی فوج

---

بیگناہ خون ان کی گردنوں پر ابدالآباد تک رہے۔ اتنی وصیت اور کرتا ہوں کہ مجھے سکوتری میں دفن کیا جائے۔ اس کے بعد حافظ نے خدائے توانا و بزرگ کے حضور میں سجدہ کیا اور کہا "اے خالق کون و مکاں تجھ ہی کو بادشاہی سزاوار ہے سب ایک دن تیرے حضور حاضر ہوں گے" یہ کہہ کے نہایت شجاعانہ طور پر اس خونی دربار میں آکے کھڑا ہوا۔ اسے دیکھتے ہی مفسد اُس کی طرف جھپٹ پڑے۔ اس نے یہ مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ میں ایک بہادر اور شہید کی موت مروں گا۔ مفسدوں کو اپنی طرف جھپٹتا ہوا دیکھ کے حافظ نے فوراً تیغ آبدار نکال لی اور وہ گوہر درج شجاعت ٹڈی دل مفسدوں کے مقابل میں اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھانے لگا۔ اس نے کئی مفسدوں کو تہ تیغ کیا۔ دربار کی زمین خون سے رنگ گئی۔ صدہا مفسد اس پر جھپٹ پڑے اخیر یہ شیر سترہ گہرے زخم کھاکے زمین پر گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی ایک جان نثار نے جھپٹا اور اس کی چھاتی پر گھٹنے ٹیک کے اُس کا سر اُتار لیا۔ جب یہ خونِ ناحق ہوچکا اور حافظ شربتِ شہادت پی چکا تو خدام سلطان آئے اور اُنھوں نے اُس کی لاش پر

وقت سے یہاں پہنچ جاتی تو رومینی بریگیڈ اور رسالے بھی نہ اُتر سکتے۔ خدا معلوم ترکی افسر کس سوچ میں رہ گیا کہ وہ وقت پر نہ پہنچ سکا۔ اور وہاں بغیر خون کی بوند گرے کل رومینی فوجیں دھڑا دھڑ کرتی ہوئیں ڈینیوب سے پار ہوتی چلی آئیں۔

جو عہد نامہ شہنشاہ روسیہ اور شہزادہ چارلس رئیس رومینی میں ہوا تھا اس پر خود شہزادہ تو رضامند تھا لیکن رومینی رعایا روسیوں سے خوش نہ تھی۔ رعایا کا خیال تھا کہ ہم نے جو روسیہ کی امداد کی ہے اس کا صلہ ہمیں بہت کچھ ملے گا اور وہاں ڈھاک کے تین پات رکھے تھے سوائے برباد ہونے اور مارے جانے کے اور رکھا ہی کیا تھا۔ لندن ٹیمس کا نامہ نگار رومینی افسر سے ملا اس نے بیان کیا کہ اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے ہمیں لازم یہ تھا کہ ہم جنگ مدافعت لڑتے نہ کہ میدان میں نکل کے اپنی سپاہ اور روپے کا نقصان کرتے۔ خزانہ بالکل خالی ہو گیا ہے اور اب ہماری آیندہ حالت خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ دیکھئے موجودہ آزادی بھی قایم رہتی ہے یا اس سے بدتر حال ہونے والا ہے۔ ہمیں یہ اُمید دی گئی تھی کہ گورنمنٹ روسیہ ہمارے

---

چادر ڈالدی۔ سلطان نے نہایت دلیری سے ان مفسدوں سے مخاطب ہو کے یہ کہا۔ "اے مفسدو یاد رکھنا کہ ایک دن اس خونِ ناحق کا انتقام لیا جائے گا۔ تم وہ لوگ ہو جنہیں نہ خدا کا ڈر اور نہ پیغمبر معصوم کی شرم"۔

دو مہینے کے بعد نئی طرح سے بازار قتل و غارت گرم ہوا۔ یعنی ان باغی سپاہیوں کی بارگوں میں کھلم کھلا اس بات پر بحث ہونے لگی کہ نوجوان سلطان کو تخت سے اُتار دیا جائے۔ یہہ خبر سُنکے مراد خاں سمجھ گیا کہ بغیر خونریزی کے ان جاں نثاریوں کے پنجے سے نہیں بچ سکتا اس نے اپنی تھوڑی سی فوج کو جو اس پر جان نثار کرتی تھی جمع کیا کہ اگر ضرورت ہو تو وہ اس کے لئے سینہ سپر ہو جائے۔ بڑی جمیت یہ تھی کہ خود باغیوں میں کشش پیدا ہو گئی تھی اور سپاہیوں اور جاں نثاریوں میں خوب چھن رہی تھی سلطان نے بڑی ترکیب سے سب سے پہلے رجیت پاشا کو جو مفسدوں کا سرغنا تھا قتل کر ڈالا اور پھر اُس نے چاہا کہ مفسدوں کو اپنا مطیع بناؤں اور یہی کام حقیقت میں بہت دشوار تھا۔

خزانہ کو مالا مال کر دے گی لیکن ابھی تک تو ایک پھوٹی کوڑی بھی اس نے نہیں دکھائی۔ جن کسانوں اور زمینداروں کو رنگروٹ بنا کے حکام روسیہ میدان جنگ میں لائے تھے یہ لوگ جنگ کے قابل تو تھے نہیں ان سے صرف یہ کام لیا جاتا تھا کہ وہ چھکڑوں اور گھوڑوں وغیرہ کی حفاظت کریں۔ بیچارے اس اہم کام میں دِق ہو ہو جاتے تھے کہ مزے میں بیٹھے ہوئے زمینداری اور کاشتکاری کرتے تھے یہاں کس مصیبت میں آ پھنسے "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" عجب کشمکش میں مبتلا تھے اور بعض اوقات تو رو رو اٹھتے تھے۔ ملک کی حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی کاشتکار اور مزدور پیشہ ایک نہ رہا۔ کام سب بند ہو گئے اور ایک آفت چاروں طرف برپا ہو گئی۔ دوسرا غضب یہ ہوا کہ روسیہ جو کچھ اہلِ ملک سے خرید تا تھا قیمت میں نقد روپیہ نہ دیا جاتا تھا بلکہ تین مہینے کے وعدہ کی ایک دستاویز لکھدی جاتی تھی۔ رومینی ڈرے مبادا ہم سے بھی یہی برتاؤ کیا جائے۔ پندرہ سال پہلے رومینی روسیوں سے اس معاملہ میں داغ کھا چکے تھے کہ ان سے قرض لینے کے بعد صاف طوطے کی طرح سے آنکھیں بدل لیں

اخیر ۲۹ مئی ۱۶۳۲ء کو سلطان نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل کرنی چاہی تا کہ ہمیشہ کے لئے اسے ایک مہیب آفت سے نجات مل جائے۔ اس دن مراد نے ایک دیوان منعقد کیا۔ آپ تخت پر بیٹھا۔ تمام وزرا۔ قاضی۔ مفتی اور جنگی افسر دست بستہ اس کے گرد کھڑے ہوئے تھے چند رسالے کے اسکارڈن حاضر تھے جن کی خیر خواہی پر بھروسہ ہو سکتا تھا۔
اب سلطان نے حکم دیا کہ جاں نثاریوں اور سپاہیوں کا ڈیپوٹیشن حاضر ہو۔ سلطان نے نہایت عقلمندی سے جاں نثاریوں کو اپنا دوست اور وفادار بیان کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جاں نثاری سپاہیوں کے جانی دشمن ہیں۔ جاں نثاریوں نے اس کے جواب میں غل مچا کے کہا تو ہمارا بادشاہ ہے۔ تیرے دشمن ہمارے دشمن اور بیان کیا کہ ہم ہر وقت اپنی وفاداری اور اپنی جاں نثاری کی قسم کھانے کو موجود ہیں۔ یہ سنتے ہی قرآن مجید فوراً پیش کیا گیا انہوں نے اس پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ ہم خدا کے کلام کو ضامن دیتے ہیں کہ ہم تجھسے کبھی روگردانی نہیں کرنے کے۔ ان کی قسم فوراً لکھ لی گئی اور ان کے دستخط کرا لئے گئے۔ پھر سلطان سپاہیوں کے

اور سنتویں تین روپے پر مشکل ادا کئے۔ وہ رنگ اب پھر ہوتا چلا تھا۔ روسی نہایت وحشی اور بے ایمان قوم ہے۔ حالانکہ اس کی اتنی بڑی زبردست سلطنت ہے لیکن یورپی مہاجن ایک حبہ دینے کے بھی روادار نہیں ہیں جب تک خود مہاجنوں کی گورنمنٹ ضمانت نہ کرلے یورپی مہاجن قرضہ کی بابت روس سے بات چیت ہی نہیں کرتے۔

ولاچیا اور بالڈیویا کے باشندے ترکوں کی طرف دیکھنے لگے تھے اور اُن کی دلی خواہش ہوگئی تھی کہ پھر ترکوں کی ہی سرپرستی قبول کرلی جائے اگر اس وقت ترکی میں چند روشن دماغ خیر خواہ ملک وملت حکام ہوتے تو ضرور ان باغی صوبوں کی طرف خیال رکھتے اور ایسی حالت میں کہ وہ ترکوں کی گودی میں آنا خود منظور کرتے ہیں ان سے مل جاتے اور پھر آسانی سے یہ کام بن جاتا مگر ان باتوں کی کسے پروا تھی اور کون قومی ہمدردی میں مبتلا تھا" لاحول ولاقوۃ"۔ جو کچھ کیا ہم نے کیا جو کچھ دیکھا اپنی بداعمالی کا نتیجہ دیکھا۔ کسی کی شکایت کرنی بالکل خلاف ہے جو کچھ ہم پر بپتا پڑی وہ ہماری سزا تھی۔ ہم تو اپنی بداعمالی سے اس سے بھی زیادہ

---

وکلاء کی طرف مخاطب ہوا اور کہا بڑے شرم کی بات ہے کہ تم نے ہمیشہ مجھسے مخالفت کی اور تم نے قانون سلطنت کو اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالا۔ انھوں نے نہایت عاجزانہ طور پر جواب دیا۔ بادشاہ سلامت جو کچھ فرماتے ہیں وہ بالکل درست ہے لیکن اب ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم حضور کے ہمیشہ فرمانبردار غلام بنے رہیں گے اور ہم سے خلاف وفاداری کوئی امر سرزد نہیں ہوگا۔

مراد نے کہا اگر فی الواقع یہی بات ہے کہ تم آیندہ میرے خیر خواہ اور وفادار بنے رہو گے تو جس طرح جاں نثاریوں نے اپنی وفاداری کی قسم کھائی ہے تم بھی کھاؤ اور اپنے کل سرغناؤں کو میرے حوالے کردو۔ جنھوں نے میرے خلاف بارہا بغاوت کی ہے۔ اس بات کو انھوں نے منظور کرلیا اور کہا ہم اپنے سرغنا حضور کے حوالے کردیں گے۔ اس کے بعد بادشاہ قاضیوں کی طرف مخاطب ہوا اور یہ کہا کہ تم وہ لوگ ہو جنھوں نے اپنے فیصلے روپیہ پر بیچے ہیں اور میری مظلوم رعایا کا حق مارا ہے اب تم بتاؤ کہ اس کا کیا جواب رکھتے ہو۔

سزا کے قابل تھے خدا نے ہم پر رحم کیا کہ خفیف سزا دیکے چھوڑ دیا۔

ادھر درۂ شپکا پر روسی اور ترکی فوجیں دست و گریباں ہو رہی تھیں اور ادھر دوسری جانب محمد علی عثمانی کمانڈر انچیف روسیوں سے جنگ کر رہا تھا۔ مقام اسکی جا جو شملہ کے جانب غرب بیس میل کے فاصلہ پر ہے پاشائے موصوف کا لشکرگاہ تھا اور لشکرگاہ رسگراد اور عثمان بازار کے بیچ میں آکے واقع ہوا تھا۔ مقابلہ میں شہنشاہ روسیہ کا لڑکا تھا۔ کئی بار جنگ ہو چکی تھی لیکن اخیر میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا محمد علی بڑا بہادر سپاہ سالار تھا اس نے زار روس کے لڑکے کا قافیہ تنگ کر دیا تھا اور ایک دفعہ تو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ایسا گھیرا تھا کہ شہزادہ روس بغیر ہتیار ڈالے کبھی نہ نکل سکتا تھا لیکن بدقسمتی ترکوں سے وعدہ کر چکی تھی کہ میں کبھی اختتام جنگ تک تمہارا پیچھا نہ چھوڑوں گی وہ کمبخت سر سبز کیوں کر ہوتے جب یہاں یہ کیفیت تھی اور محمد علی نے زار زچ کو ناک چنے چبوا رکھے تھے وہاں قسطنطنیہ میں یہ شورہ ہوا کہ محمد علی کو واپس بلا لیا جائے خدا معلوم یہ شورہ کیوں ہوا اور مدحت پاشا جیسے مدبر اعلیٰ خیر خواہ

انہوں نے کہا خدا ہمارا شاہد ہے ہم نے کبھی ناانصافی نہیں کی اور نہ اپنے فیصلوں کو قیمتاً فروخت کیا اور نہ غربا پر ظلم کیا۔ مگر دقت یہ تھی کہ ہمیں کسی طرح کی آزادی اور خود مختاری حاصل نہیں تھی۔ اگر ہم تیری رعایا کو بچانے کی کوشش کرتے تو تیرے مفسد سپاہی اور ٹیکس وصول کرنے والے ہمیں قتل کر ڈالتے اور ہمارا گھر لوٹ لیتے۔ سلطان نے کہا۔ میں ان سب باتوں کو سن چکا ہوں پھر دربار میں ایشیا کا ایک جج جو عربی النسل تھا اُٹھا اور اس نے اپنی تلوار میان سے نکال کے یہ کہا "اے میرے بادشاہ ان بے انتظامیوں کا فیصلہ صرف یہ تلوار کر سکتی ہے۔ اس پر سب نے اتفاق کیا۔ تمام وزرا۔ امرا اور حکام نے اس پر دستخط کر دیئے جس کا مطلب یہ تھا کہ جس صورت سے ہو ان خلاف شریعت امور کو مٹا دینا چاہیے تاکہ ہم خدا اور اس کے معصوم نبی کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

مراد خاں نے اس تجویز کو عملی صورت میں دکھانا چاہا۔ پُرجوش اور قابل بھروسہ جنگ جو قسطنطنیہ میں بھیجے گئے تاکہ مفسدوں کے سرغناؤں کو قتل کریں اور ان میں سے کسی شخص کو

سلطنت کی موجودگی میں کیوں ایسی رائے پیش کی گئی۔ غرض یہ کہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ بلا لینا چاہیے چنانچہ ایک تعجیلی حکم اس کے نام روانہ ہوا اور وہ بہادر سپاہ سالار سخت مایوس ہو کے واپس چلا آیا۔

محمد علی کے مقابلہ میں صرف ایک مقام پر زاروچ آٹھ ہزار فوج۔ رسالے کے چھ اسکوارڈن اور پندرہ توپیں لئے پڑا تھا اور یہ کل فوج ٹرنووا اور شملہ کے بیچ میں مورچہ زن تھی۔ ۲۰ راگست کو یہ کل فوج روانہ ہو کے مقام الگسلر میں داخل ہوئی اور پھر وادیٔ نیکوی میں ہو کے گزری یہاں ترکی سپاہ موجود تھی۔ اس مقام کے ترکی کمان افسر کو روسیوں کے آنے کی مطلق خبر نہ ہوئی اور یکایک روسی فوجیں بے خبر ترکوں پر آ پڑیں خوب جنگ ہوئی لیکن ترکوں کو اپنے مورچوں سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ پھر روسیوں نے ترکی بازوئے راست پر مقام حیدر کوہی میں حملہ کیا۔ یہاں ترکوں نے خوب قدم جما کے جنگ کی اگرچہ ان کی تعداد بہت کم تھی لیکن پھر بھی شام تک ترکوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی۔ شام ہوتے ہوتے صالح پاشا اور باقر پاشا فوج لیکے ان کی امداد کو

باقی نہ چھوڑیں۔ ترکی صوبہ جات میں بھی یہی عمل درآمد شروع ہو گیا اور چھینوں تلوار مفسدوں کا لہو چاٹتی رہی۔ خود سلطنت کے جگر یعنی پایۂ تخت میں مراد خاں کی آنکھوں کے سامنے حافظ پاشا کے قاتلوں سے اچھی طرح انتقام لیا گیا اور باسفورس کا پانی دنوں تک باغیوں کے خون سے رنگا جاتا رہا۔ ہر صبح باسفورس میں لاشیں پھینکی جاتی تھیں اور ان لاشوں کی کوئی گنتی نہیں تھی۔ اخیر ایک دفعہ اور بھی پایۂ تخت میں امن و امان قائم ہو گیا۔

ٹرانسلوینیا کے پولوں میں باہم جھگڑا ہوا لیکن فی الفور مٹا دیا گیا اور فساد کے کل خیالات جاتے رہے۔ اس وقت مراد خاں کی عمر صرف ۲۲ سال کی تھی اس نوجوان سلطان نے اپنی اعلیٰ دماغی اور اعلیٰ تدبیری سے نہ صرف پائے تخت میں امن امان قائم کر دیا بلکہ تمام ملک میں اب کسی کا کھٹکا نہ رہا تھا۔ وہ فوج جس سے وہ ڈرتا اور خائف رہتا تھا اب اس کا سر گروہ بن گیا اور وہ فوج جو اپنے سلطان کو کوئی چیز نہیں سمجھتی تھی اب اس کی وقعت کرتی تھی اور اس کے احکام پر چلنا دل و جان سے پسند کرتی تھی۔ مراد خاں کی آنکھیں ایران کی طرف لگی ہوئی تھیں اور وہ چاہتا تھا

چلے آئے۔ غلطی یہ ہوئی کہ یہ دونوں ترکی کمان افسر فاصلہ پر مقیم ہو کے صرف چار توپیں اور کچھ پیادہ فوج کے سپاہی بھیج کے رہ گئے۔ یہ امداد کچھ امداد نہ تھی شام تک لڑائی ہوتی رہی اور اخیر ترکوں کو اپنے مقامات سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ دوسرا دن بالکل خاموشی سے گزرا اور طرفین میں سے کسی نے کوئی حملہ نہیں کیا۔ ۲۲ کو روسی توپوں نے ساڑھے آٹھ بجے صبح سے فیر کرنے شروع کئے ترکوں نے بڑی مستعدی سے اس کا جواب دیا یہاں تک کہ روسی توپوں کو خاموش کر دیا۔ جوں ہی روسی توپیں خاموش ہوئیں ترکوں نے ان پر حملہ کر دیا اور سنگینوں کی نوکوں پر روسیوں کے ایک زبردست مقام کو فتح کر لیا اور پھر عثمانی فوج ظفر موج سنگینیں جھکائے ہوئے آگے بڑھی۔ کوہ قافیوں نے مقابلہ کیا لیکن ترکوں کے دھواں دھار حملوں کے آگے وہ قدم نہ جما سکے۔ خوب ہی خچاخچ تلوار چلی کوہ قافی پارہ پارہ کر دیئے گئے اور برابر پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ساتھ ہی اور دوسرے مقامات پر بھی جنگ ہو گئی اور ایسی جنگ ہوئی کہ نار روچ کو چھٹی کا کھایا یاد آگیا۔ روسی فوجیں ہر طرف سے پارہ پارہ کر دی گئیں اور نوبت یہ ہو گئی کہ خونخوار کوہ قافی ترکوں کے آگے

---

کہ گزشتہ غلط کاریوں کی تلافی کی جائے۔ اخیر سنہ ۱۶۳۵ء میں ایک مہم تیار ہوئی اور سامان جنگ ہونے لگا۔ سکوتری میں فوج تلی کھڑی تھی اور اپنے اور اپنے سلطان کے حکم کی منتظر تھی نوجوان سلطان نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ سب سے پہلے سلطان نے شہر ایروان پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ مراد خاں کل فوج کی کمان کر رہا تھا۔ اُس کی فنون جنگ کی مہارت اُس کے بے دھڑک دلیری اور اول درجہ کی مستعدی نے میدان جنگ کا رنگ ہی بدل دیا تھا۔

سنہ ۱۶۳۸ء میں ایران پر صرف اس غرض سے حملہ کیا کہ بغداد کو فتح کر کے مثل قدیم عثمانی سلطنت میں ملا لیا جائے۔ ترکی فوجیں محاصرہ بغداد میں بیچ بیچ کے بیٹھ رہی تھیں لیکن بغداد فتح نہ ہو سکا۔ اب سلطان نے عزم بالجزم کر لیا کہ میں بغیر فتح قدم پیچھے نہ ہٹاؤں گا۔ اور اپنے اسی ارادہ کی تکمیل میں گرم جوشی سے تیاری کرنے لگا۔

بماہ مارچ سنہ ۱۶۳۸ء میں سکوتری میں فوجیں جمع ہونے لگیں اور اخیر سلطان روانہ ہوا۔ خیال یہ تھا کہ ایرانی بڑا بھاری مقابلہ کریں گے مگر فوج کے شایستہ ہونے اور سلطان کے پرجوش

خرگوشوں کی طرح بھاگتے پھرتے تھے۔ ۲۳ر کی شام کو شہزادہ نصابنی پراگندہ فوجوں کو جمع کر کے ترکوں پر بڑا زبردست حملہ کیا۔ ترک کھلی پہاڑیوں پر مورچہ زن تھے اور روسی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے۔ یہ فائدہ روسیوں کو بہت بڑا تھا ان جھاڑیوں کی آڑ میں روسیوں نے اپنی جگہ اور توپیں نصب کر دیں اور ترکوں پر گولوں کی بوچھاڑ برسانے لگے۔ دو گھنٹے میں چھ سو گولہ ترکی پہاڑی پر برسایا اور آٹھ بجے شب کو بڑھتے بڑھتے اس پہاڑی کو گھیر لیا۔ اور جب قریب آگئے تو بندوقوں کے فیر شروع کر دیئے۔ ترکوں نے روسیوں کے قریب آنے پر بھی قدم پیچھے نہیں ہٹایا اور برابر ان کے فیروں کے جواب دیتے رہے۔ چونکہ اندھیرا بہت ہو گیا تھا اس لئے روسیوں نے آگے بڑھ کے دست بدست جنگ کرنی مناسب نہیں خیال کی رشب بھر دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں پڑی رہیں۔ اس وقت بیم ورجا کی سلطنت ہو رہی تھی۔ بہادر اور مردمیدان سپاہی اپنی آئندہ خونی قسمتوں اور فتح کی ناموری میں غلطاں و پیچاں تھے لیکن اب بھی ترکی مورچوں سے ہنسنے کی آوازیں چلی آتی تھیں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور

سپاہ سالار قبہ نے ایرانیوں کی کچھ دال نہ گلنے دی۔ غرض حملہ ہوا اور ترکوں نے مجنونانہ جوش سے حملہ کیا۔ دسمبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اور سردی خوب پڑنے لگی تھی۔ ایرانیوں نے بڑی بہادری سے ترکوں کے اس حملہ کا جواب دیا اور دو دن تک خوب کٹا چھنی کی جنگ ہوتی رہی۔ ایرانیوں کی شجاعت اور خطرناک دلیری میں کوئی شک نہیں ہے وہ سخت جنگ ہوئی وہ کٹ کٹ کے لڑے کہ طرفین کی سچی شجاعت کا نقشہ کھچ گیا۔ تیسرے روز سلطان نے اپنے گھوڑے کی باگیں اٹھائیں اور اپنی فوج کو پیچھے آنے کا حکم دیا اب کیا تھا اس سے اور بھی غضبناک جوش ترکی فوجوں میں پیدا ہو گیا اور اب کے ایسا کچکچا کے حملہ کیا گیا کہ شہر بغداد فتح ہو گیا۔ فتح کے بعد مراد خاں نے عہد و پیمان کرنے میں ایک سپاہی کی سی جرأت اور ایک تجربہ کار جنرل کی سی متانت اور ایک زبردست مدبر سلطنت کی سی اعلیٰ قابلیت کا نمونہ دکھا دیا۔ ایرانی گورنر ابھی تک اور ایک حصہ شہر پر قبضہ رکھتا تھا لیکن اس نے مایوس ہو کے وہ حصہ بھی ترکوں کے حوالہ کر دیا۔ مراد خاں کی عظمت اور سلطانی جبروت کی تکمیل ہو چکی تھی اس نے ایرانی سپاہ سے معدہ کیا

خوشی کا عجیب غل و شور سنائی دیتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کوئی جشن ہے یا عید کی خوشی ہے اس میں کلام نہیں کہ ایسی مطیع اور بہادر فوج اور کہیں مشکل سے نکلے گی تین دن کے فاقہ سے جنگ میں مصروف تو حرف شکایت کبھی زبان پر نہ آئے گا۔ خواہ کیسی ہی ماندہ فوج ہو جائے پھر بھی مزید جنگ کے لئے کبھی عذر نہ ہوگا۔ اے ترکی سپاہیوں تمہاری ماؤں نے تمہیں کو جنا ہے۔

جب روسی بھاگے ہیں تو ایسے بے اوسان ہو کے بھاگے تھے کہ اپنے پیچھے بہت سی توپیں اور کثیر سامان حرب چھوڑ گئے جو ترکوں کے قبضہ میں آیا ہر طرف ترکوں کی فتح ہی فتح نظر آرہی تھی لیکن افسوس ہے محمد علی کے واپس چلے جانے پر ترک اس فتح کا کوئی ثمرہ نہ اٹھا سکے اتنا ضرور ہوا۔ کہ ان خونریز میدانوں اور پے در پے کی فتوحات سے روسیوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ہمارا دشمن بہادر اور مرد میدان ہے اور ہم آسانی سے بازی نہیں لیجا سکتے۔ جنگ پلونا اور درہ شپکا کے ایسے حسرتناک اور خونی واقعات ہیں کہ انسان گھنٹوں رویا کرے جو کچھ عثمان پاشا نے کیا وہ ایسا کیا کہ دنیا کی تاریخ اسے نہیں بھلا سکتی وہ میدان میں قلعہ بنانے کا موجد تھا

---

کہ تمہاری جان کی حفاظت کا میں ذمہ دار ہوں اور باشندگان شہر کے نام اشتہار جاری کر دیا کہ تمہاری جان۔ تمہاری حرمت اور تمہارے مال بالکل محفوظ ہیں اور وہی آزادی جو تمہیں پہلے حاصل تھی برقرار رکھی جائے گی اور تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

۲۵ دسمبر ۱۶۳۸ء سلطانی جلوس کے ساتھ داخل شہر ہوا۔ غضب یہ ہو گیا کہ جوں ہی اس کی فوج شاہراہوں میں ہو کے گزری عہد و پیمان ہونے کے بعد بھی ایرانیوں نے حملہ کر کے بہت سے ترکی سپاہیوں کو کاٹ ڈالا۔ یہ بدعہدی دیکھ کے سلطان کو غصہ آیا اور اس نے قتل عام کا حکم دیدیا۔ پچیس ہزار باشندے بلا امتیاز عمر اور جنس قتل کر ڈالے گئے۔ اور یہ بدقسمت شہر زیادہ تر اپنے ہی بچوں کی بدعہدی کی وجہ سے خون میں رنگا گیا۔

بماہ فروری مراد خاں قسطنطنیہ واپس چلا آیا اور ایک زبردست فوج کو اپنے بہادر سپاہ سالار کی سرکردگی میں بغداد چھوڑ دیا۔ ۱۰؍جون کو سلطان اور اس کا فتحمند لشکر قسطنطنیہ پہنچا اور بڑی شان سے داخل قسطنطنیہ ہوا۔ بڑی طمطراق سے سلطان کی سواری شاہراہوں میں ہو کے

اور اس عظیم اور ضروری ایجاد کا نمونہ اسی کی ذات کے لئے ہمیشہ رہے گا۔ اب تک ترکی اپنی غلط کاریوں یا اپنی شامت اعمال سے جو کچھ بے عزتی کی شکستیں کھا چکے تھے ان سب کی تلافی عثمان پاشا اور محمد علی نے کردی تھی۔ کاش عثمان پاشا کو برابر امداد دی جاتی اور سلیمان پاشا جیسا جوشیلا نوجوان سپاہ سالار مستعدی سے جنگ کرتا تو کبھی یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا وہ بے فائدہ درۂ شپکا پر ترکوں کو کٹواتا رہا بجائے ضروری مقامات پر قبضہ کرنے کے ہی اس نے نہایت بے پروائی سے ان مقامات کو خود بخود چھوڑ دیا۔ وہ شائستہ فوج جو اس کی ماتحتی میں کام کر رہی تھی تمام یورپ اس کا مدّاح ہے یہ اسی فوج کے دم خم تھے کہ اس نے علی التواتر روسیوں پر تنسو سے زیادہ حملے کئے اور ہر حملہ میں کامیاب ہوئی مگر جب ان کا سرکردہ ہی بے پرواہو تو وہ بہادر سپاہی کیا کرسکتے تھے ادھر بلقان کے دوسرے حصے میں محمد علی کی دردناک حکایت مدّت تک عثمانی تاریخ کے پڑھنے والے کو آٹھ آٹھ آنسو رلائے گی اگر وہ بہادر سپاہ سالار میدان جنگ سے ایسی حالت میں کہ وہ زار روچ کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ قید کرچکا تھا بلا لیا جاتا

---

گزری لاکھوں آدمی جمع تھے رعایا اس قدر خوشی کے نعرے مار رہی تھی جس کا حد و حساب نہ تھا اور یہ خوشی کے نعرے زیادہ تر دو وجہ سے تھے ایک تو یہ کہ سلطان ایسی سخت مہم سر کرکے آیا ہے اور دوسری یہ نوجوان سلطان رعایا کا عزیز بھی بہت تھا۔

جب ایشیا کا معاملہ یوں انجام کو پہنچ گیا تو اب یورپ نے سلطان کی توجہ اپنی طرف پھیر لی۔ واقعہ یہ ہے کہ باب عالی نے کسی گستاخی یا خطا پر وینس کے جمہوری سلطنت کے سفیر کو قید کردیا۔ یہ سن کے اہل وینس بھڑک اٹھے سفیر اگرچہ قید خانہ میں تھا لیکن اب بھی ان دو ممالک میں صلح کرانا چاہتا تھا۔ اور اس کی کوشش تھی کہ کسی طرح جنگ نہ ہو۔

سفیر اپنی کوشش میں کامیاب ہوگیا اور اس نے ایک عظیم جنگ کو روک دیا۔ ایران سے جو معاہدہ ۱۵۵۵ء میں سلیمان عادل کے وقت میں ہوا تھا انہی شرطوں پر معاہدہ کیا گیا اور کوئی نئی شرط نہیں ہوئی۔ گویا پورے اسّی برس کے بعد سلیمان ثانی پیدا ہوا تھا جس نے سلطنت کی عظمت کو پھر اپنی جگہ برقرار کردیا۔ یورپ اور ایشیا میں ایسا امن ہوا کہ ترکی کو صدہا سال سے

تو کاہیکو یہ آفت بھگتنی پڑتی ۔ جس وقت برلن میں ترکی اور روسی عہد ناموں کے لئے تمام دول یورپ کے وکلا جمع ہوئے ہیں تو علاوہ اور وکیلوں کے محمد علی بھی ترکی کی طرف سے وکیل بنا کے بھیجا گیا تھا ۔ یہ شخص نہ صرف فنون جنگ سے ماہر تھا بلکہ رموز سلطنت کا بہت بڑا ماہر اور یورپ کی زبانوں کا بہت بڑا ادیب بھی تھا ۔ اسے انگریزی ۔ فرانسیسی ۔ جرمنی ۔ یونانی مثل مادری زبان کے آتی تھیں ۔ جب لندن کے پارلیمنٹ کا ایک ممبر اس سے برلن میں جاکے ملاہے اور اس نے روم و روس کی جنگ کی بابت سوالات کئے ہیں تو محمد علی جنگ کا نام سنتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کہنے لگا خدا کی مرضی میں کسی کو چارہ نہیں رہے ۔ میں کیا کروں کچھ کہا نہیں جاتا ۔ روسیوں کا مار لینا ہمارے آگے کچھ بھی مشکل نہ تھا کاش ہم میں قومی ہمدردی اور ملکی محبت ہوتی ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ معاہدہ جو اس وقت ہو رہا ہے اس میں ترکوں کے ساتھ کیسی ناانصافی کی جارہی ہے ۔ میں کوشش کروں گا کہ یہ ناانصافی نہ ہو اور جہاں تک مجھ سے ممکن ہوگا میں اپنی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھوں گا ۔

---

نصیب نہ ہوا تھا اور اب ہر طرف سرسبزی اور ترقی ۔ مرفہ الحالی کے سامان نظر آنے لگے ۔ افسوس ہے کہ اس نوجوان بیدار مغز اور روشن ضمیر سلطان کی صحت روز بروز تنزل کرنے لگی اور اس کی ہڈیوں میں ایک حرارت پیدا ہوگئی جسے تپ دق کہنا چاہئے ۔ ترکی سلطنت کی اس سے زیادہ بدقسمتی کیا ہوگی کہ سلطان عاقل کے اسّی برس کے بعد ایک ایسا روشن دماغ سلطان پیدا ہوا اور وہ عین شباب کے عالم میں قبل از وقت دنیا سے رخصت ہو جائے ۔ کاش یہ عاقل سلطان اور تیس چالیس برس زندہ رہتا تو آج ترکی کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا اور اس کی بنیادیں ایسی مضبوط ہو جاتیں کہ متفقہ یورپ کی مخالفت بھی اسے صدیوں تک جنبش نہ دے سکتی مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا ۔ روز ازل میں فیصلہ ہو چکا تھا اس کا عملدرآمد ہونا لازمی تھا جب اس نوجوان سلطان کو یہ یقین ہوا کہ اس کی زندگی خطرہ میں پڑ چکی ہے تو اس نے اپنے بھائی کو بلایا تاکہ سلطنت کے لئے اسے وصیت کر جائے لیکن اس کے بھائی کو شبہہ ہوا مبادا سلطان مجھے قتل کر دے ۔ وہ بھائی کے بلانے سے نہ آیا اور سلطانہ ولیدہ نے

پارلیمنٹ کا ممبر بیان کرتا ہے "کہ اگر محمد علی ترکوں کا وکیل بنکے نہ آتا تو جو رعایتیں اس وقت معاہدہ میں ترکوں کے ساتھ کی گئی ہیں وہ ہرگز نہ ہوتیں اور ترکوں کی قسمت بالکل یورپ کے ہاتھ میں ہوتی کہ خواہ اُسے پیس ڈالیں یا برقرار رکھیں۔ اس نے قوانین بین الاقوام کی رُو سے دول یورپ کے وکلاء کے سامنے وہ وہ زبردست تقریریں کی ہیں کہ انہیں مجبوراً موجودہ شرطوں پر اکتفا کرنا پڑا ورنہ فی الحقیقت ترکوں کے بچنے کی تو کوئی صورت ہی نہ تھی۔ ایسا مُدبّرِ اعلیٰ۔ ایسا فاضل۔ ایسا ہمدرد ملک و ملت۔ ایسا فنون جنگ کا ماہر اس بے توقیری سے اور بلاوجہ میدان جنگ سے واپس بلالیا جائے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ باب عالی کیسی بُزدلانہ اور ذلیل حکمت عملی اس نازک وقت میں برت رہا تھا یہی کیفیت عثمان پاشا کے ساتھ ہوئی کہ اُسے امداد دینے کی باب عالی نے کوئی تدبیر نہیں کی نہ اُس کے ہم چشم سپاہ سالاروں نے اُس کے ساتھ ہمدردی کی ورنہ مجال تھی کہ روسیہ اس صورت سے بازی لے جاتا۔ خیر خدا کی یہی مرضی تھی اور اس کی مرضی میں کسی کو چارہ نہیں۔

بلاوجہ یہ اسے یقین دلایا تھا کہ تیرا بھائی تجھے قتل کرڈالے گا۔ تو ہرگز نہ جائیو۔ حالانکہ اس جواں مرگ سلطان کی ہرگز یہ نیت نہ تھی۔ سلطانہ ولیدہ نے اسے محل کے پوشیدہ حصّہ میں چھپا دیا اور اسے شفیق بھائی کے سامنے نہ آنے دیا۔ جب اسے یہ خبر ہوئی کہ میری حکم کی تعمیل نہیں کی گئی تو اُس نے حکم دیا کہ اسے گرفتار کرلیا جائے کہ اس حکم کی بھی تعمیل نہیں ہوئی اس لئے کہ ابراہیم روپوش ہوگیا تھا۔ یہ سُنکر سلطان کو اور بھی غصّہ آیا اور اُس نے اپنے شدّتِ مرض میں حکم دیا کہ اسے قتل کرڈالا جائے۔ سلطانہ ولیدہ نے فوراً اس نوجواں قریب مرگ سلطان کو یہ پیغام بھیجا کہ آپکے حکم کی تعمیل کردی گئی اور ابراہیم قتل کرڈالا گیا حالانکہ یہ بالکل غلط تہا وہ اب بھی محل کے ایک خاص کمرہ میں چھپا ہوا تھا۔

اخیر سلطان مراد خاں ۸ رفروری ۱۶۴۰ء میں سترہ برس سلطنت کرنے کے بعد ۳۱ سال کی عمر میں اس جہاں فانی سے رخصت ہوا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

## چوتھا باب

### ایشیائی جنگ اور بعض نامور واقعات

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ دیر کے لئے عثمان پاشا کو پلونا میں مورچہ زن رہنے دیں اور درۂ شپکا کی قسمت کو معلق چھوڑ دیں اور اپنے ناظرین کی توجہ یک لخت یورپ سے ایشیا کی طرف متوجہ کر دیں جسے ہم گزشتہ بابوں میں اُدھر چھوڑ آئے تھے۔ بایزید کی خلاصی کے بعد روسی سپاہ سالار ٹرگوسف اور ملیکف نے دسویں جولائی ترکی آرمینیا کے مشرقی حصوں میں ایک بہت بڑے لشکر کی ترتیب دی حالانکہ ان کے پاس روسی ٹڈی دل فوجیں موجود تھیں لیکن پھر بھی مزید امداد کے لئے منتظر تھے۔ ترکی سپاہ سالار بھی اپنے دشمن سے غافل نہ تھا۔ اس بیچارہ کی امداد کے لئے ترکی شائستہ فوج پہنچنی ناممکن تھی۔ اس نے باشندوں میں سے بہت سے آدمی پکڑ کے انہیں بھرتی سے قواعد سکھائی۔ مجاہدین شام کے صوبوں سے برابر

---

## اٹھارہواں باب

### ابراہیم اٹھارہواں شہنشاہ یا سلطان

### ۱۶۴۰ء سے ۱۶۴۸ء تک

سلطان ابراہیم کی تخت نشینی۔ اس کی ناقابلیت سلطنت حرمسرائے میں بدنظمی۔ خاندیہ میں جنگ۔ حرمسرائے کی زندگی۔ بغاوت۔ ابراہیم کی معزولی اور قتل۔

جب سلطان مراد خاں رابع کا انتقال ہوگیا تو عثمانی خاندان میں اولاد نرینہ میں صرف ابراہیم رہ گیا۔ سوا اس کے ایک بچہ بھی تخت نشینی کے لئے نہیں تھا۔

یہ شاہزادہ کمزور دل اور نحیف جسم کا تھا اور تخت پر بیٹھتے ہوئے ڈرتا تھا۔ وہ صبح کو روزمرہ ایسا خوف زدہ بستر سے اٹھتا تھا گویا آج دن کو اس کی خیر نہیں ہے۔

چلے آتے تھے اور انہیں روزمرہ ہتھیار تقسیم کر کے قواعد سکھائی جاتی تھی۔
ارض روم اور قارص کے بیچ میں چار سلسل مقامات پر مورچہ بندی کر کے وادی آرازریں کے راستوں کو بند کر دیا تھا اور چونکہ یہ مقام ایک پہاڑی مقام تھا اس لئے جنگ کی جان تھا۔ ادہر جنگی انجنیروں نے اپنے اعلیٰ ہنر سے اُسے بہت مضبوط بنا دیا تھا۔ خود ارض روم کو دیوابالون کے پہاڑی سلسلہ نے محفوظ کر رکھا تھا اور چونکہ وسط جولائی میں ترکوں نے جگہ جگہ مورچہ بندی کر کے اُسے ایک زبردست مقام بنا دیا تھا اس لئے کثیر تعداد فوج ہونے پر بھی اس پر حملہ کرنے کی روسیوں کو ہمت نہ پڑتی تھی۔ روسیوں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جب تک مزید فوجیں ہماری مدد کے لئے نہ آجائیں ہم جنگ مدافعت ہی پر قناعت کریں اور آگے بڑھ کر ترکوں پر حملہ کرنے سے باز رہیں۔ چونکہ کوہ قاف میں پیچیدگی پیدا ہوگئی تھی اس لئے اس کی ضرورت تھی کہ وہاں فوج کا کافی حصہ رکھا جائے۔ اس حالت میں کل روسی فوجیں آرمینیا پر نہ آسکتی تھیں جنرل ٹرگوسف کو ایک نئی مشکل یہ پیدا ہوئی کہ دیسی عیسائیوں کے خاندانوں کا ایک

---

جب وزرا اس کے کمرہ میں گئے جہاں وہ چھپا دیا گیا تھا اور اُسے مرادخاں کے انتقال کی خبر سنائی اور ساتھ ہی مبارکباد دی آپ تخت نشین کئے جائیں گے وہ ڈر کے مارے کانپ گیا اور اُسے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس خیال سے نالہ و بکا کی صدائیں بلند کیں۔ وزرا کی مبارکبادیاں اور خوشی کے نعروں پر خاک پڑ گئی۔ ناچار وزرا قریب آئے اور انہوں نے نہایت سہولت سے سمجھایا کہ ہم آپ کو قتل کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ آپ کو تخت نشینی کی خوشی خبری دینے آئے ہیں۔ آپ گھبرایئے نہیں اور ہمارے ساتھ چلئے۔ اس کہنے سے ابراہیم کو کسی قدر اطمینان ہوا اور وہ وزیروں کے ساتھ ساتھ دربار میں آیا جہاں سلطنت کے بڑے بڑے کل عہدہ دار دست بستہ کھڑے تھے۔ اب بھی وہ خائف تھا اور اس کے ہاتھ پیروں پر لرزہ تھا۔ صورت پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ لوگوں نے بغور دیکھ کے یہ پیشین گوئی کی کہ ایسے خائف اور بزدل سلطان کا تخت نشین ہونا سلطنت کے لئے فال بد ہے۔ اور انہیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ مرادخاں کے وقت میں سلطنت کی جو کچھ شان و شوکت بڑھی تھی وہ

غول معہ سامان خانہ داری اور گھریلو مویشیوں کے شہنشاہ روسیہ کے نام پر اس کی فوج کے پیچھے پیچھے ہو لیا تھا۔ اس کا بیان تھا کہ ہم نے روسیوں کے پاس اس لئے پناہ لی ہے مبادا مسلمان ہمارا سامان لوٹ کے ہمیں قتل کر ڈالیں۔ مذکور سپاہ سالار نے انہیں حفاظت دینے کا وعدہ کر لیا تھا اور اس لئے یہ لاؤ لشکر اس کی فوج کے ساتھ ہو لیا تھا۔ جس طرح یورپی نامہ نگاروں کو یورپ میں باشی بزوقوں اور چرکسوں کے مظالم کے بیان کرنے میں رنگ آمیزی کرنی پڑی تھی اسی طرح ایشیا میں انہیں کردوں کی بے رحمیوں کے بیان کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے اپنی رام کہانی گائی اور دو سو تین سو سال کے پرانے الفاظ کا کہ وحشی مسلمانوں نے عیسائیوں پر جور و ظلم کئے اخباروں میں لکھنا شروع کیا اور متفق اللفظ ہو کے غل مچایا کہ اس سے مغربی تمدن کو بہت سخت صدمہ پہنچا ہے۔ روسی سپاہ سالار نے خاص مصلحت سے باغی آرمینیوں کو حکم دیا کہ وہ سرحد پار ہو جائیں اور پھر اس نے مقام الگدیر پر جو ایران کے رستہ میں ہے اور جس کا فاصلہ بایزید سے صرف ۲۰ میل ہے قبضہ کر لیا۔

---

ابراہیم کے زمانہ میں بالکل برباد ہو جائے گی۔ چونکہ ابراہیم مدت کے بعد قید سے رہا ہوا تھا اس کا دماغ بالکل مختل اور پریشان ہو گیا تھا اس نے وزیر کے ہاتھ میں سلطنت کی پوری باگ دیدی۔ پہلے تو اس وزیر نے ہر معاملہ میں چابک دستی دکھائی مگر اخیر میں آقا کی بد دماغی اور کمزور طبیعت کا اثر اس میں بھی آگیا اور اب یہ آنکھوں سے نظر آنے لگا کہ اگر اس کمبخت وزیر کے ہاتھ میں سلطنت رہی تو بالکل برباد کر دے گا۔ حرسرائے کی مشکلات پھر درپیش ہو گئیں اور شہنشاہ کے کمزور ہونے سے وزرا میں اختلاف پڑ گیا۔ اسی اثناء میں سلطان بیگم کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس سے تمام سلطنت خوش ہو گئی کہ خدا نے وارث تخت و تاج پیدا کیا۔ حبشی خواجہ سرائیں اور محل سرا کی عورتوں کا سردار خاندیہ کی جنگ میں روانہ کیا گیا۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ترکی سلطنت کی حالت کیا تھی۔ خدا معلوم اس خواجہ سرا کو کیا معرکہ پیش آیا کہ یہ قسطنطنیہ واپس چلا آیا۔ محل سرا کی چند بیگمیں اس کی دشمن ہو گئیں اور با لاخیر اپنے کمزور دل سلطان سے حج بیت اللہ کی اجازت لینی پڑی۔ خواجہ سرا کے اجازت ہونے پر بڑی شان اور

اسی اثنا میں قارص کا محاصرہ روسیوں نے قریب قریب ترک کر دیا تھا۔ مختار پاشا نے حملے کرکے اس کو ناک چنے چبوا دیئے تھے اس کے پاس اتنی فوج نہیں تھی کہ محاصرہ ایک بڑے پیمانہ پر قایم رکھے اور مختار پاشا کے حملوں کا جواب دیتا رہے۔ سیلیکف نے آخر حکم دیا کہ کل جگادری توپیں پیچھے ہٹائی جائیں اور اپنے ڈویژن کو شہر کے مشرق کی طرف جانیکا حکم دیا اور اپنی کل فوج کو دو حصّوں میں منقسم کرکے ایک حصّہ کو اس راستہ کی نگرانی کے لئے مقرّر کیا جو قارص سے مقام گنیری یا ایلگزنڈر پول کو جاتا تھا دوسرے حصّہ فوج کو جنوبی راستہ پر متعین کیا جو روسی عملداری کی سرحد پر واقع تھا۔ روسی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں قارص پر مختار پاشا کے مقابلہ میں بالکل کامیابی نہیں ہوئی اور ایک عرصہ تک ان دو صعب ترین غنیموں میں خاموشی رہی۔ لیکن یہ خاموشی زیادہ عرصہ تک رہنے والی نہیں تھی۔ مختار پاشا دشمن کی تاک میں لگا ہوا تھا۔ اس نے قارص کے مشرق کی جانب بہت بڑی مورچہ بندی کر لی اور اب اس کا مصمم ارادہ ہو گیا کہ روسی سرحدات پر ہلالی فوجوں سے حملہ آور ہوں۔ تمام باتوں کو

---

طمطراق سے ایک پرشان جلوس کے ساتھ روانہ ہوا۔ جلوس ایسا بڑا تھا کہ راستہ میں لوگوں نے یہ سمجھا کہ سلطانہ اپنے بیٹے کے ساتھ مکہ کا حج کرنے جاتی ہیں اور چونکہ خود خواجہ سراؤں کا سردار موجود تھا اس لئے لوگوں کو اور بھی اس بات کا یقین ہو گیا۔ وہ اسکندریہ جہاز میں روانہ ہوا۔ اس کے جہاز کے ساتھ ترکی جنگی بیڑا حفاظت کے لئے مقرّر کیا گیا تھا مگر بدقسمتی سے جوں ہی یہ جنگی بیڑا آرکی پیلیگو میں داخل ہوا سخت طوفان میں گھر گیا اور اسے مجبوراً روڈس کی طرف جانا پڑا۔ مالٹا میں خبر پہنچی کہ سونے کی چڑیا موقع پر آگئی ہے اسے چھوڑنا نہ چاہیئے۔ مالٹا کے نائیٹس نے ایک زبردست جنگی بیڑا روانہ کیا کہ سلطانہ اور سلطان کے بیٹے کو معہ تمام جلوس اور قیمتی اشیاء کے گرفتار کرلیں۔ عیسائیوں کے جنگی جہاز روانہ ہوئے اور وہ آتے ہی ان طوفان زدہ ترکی جہازوں پر گر پڑے۔ خوب ہی گتھا گتھی کی لڑائی ہوئی۔ خواجہ سرائے نے بھی داد شجاعت دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ تھا تو خواجہ سرا لیکن ایک تجربہ کار مرد میدان کی طرح لڑا اور تلواروں کے منہ پر جان دیدی۔

سوچ کے مختار پاشا نے ایک زبردست رسالے کو حکم دیا کہ فوراً روسی سرحدی قلعوں کی طرف باگیں اٹھائیں۔ ترکی فوج حکم ہوتے ہی سترہ جولائی کی صبح کو ٹھیک نو بجے تیار ہوگئی اور پورے گیارہ بجے ہلالی نشان اڑاتی ہوئی روسی قلعوں کی طرف روانہ ہوئی۔ سب سے پہلے برگیڈ کے پاس مقدس سبز جھنڈا تھا اور اس پر روپہلی حرفوں میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی تھیں اور ساتھ ہی ایک اور چھوٹا سا جھنڈا تھا جس میں ہلال اور ستارہ کا نشان بنا ہوا تھا اس کل فوج کا لباس عجیب رنگ برنگ کا تھا جو باقاعدہ سوار تھے ان کی وردیاں اعلیٰ درجہ کی اور زرق برق تھیں اور جو بے قاعدہ سوار تھے ان کا لباس بالکل معمولی اور خلاف موسم تھا مگر گھوڑے سب کے پاس اچھے تھے اور سب جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ جس راستہ پر یہ جوشیلے سوار قدم زن تھے وہ راستہ بڑا ہی دشوار گزار اور پہاڑی تھا۔ جس مقام پر یہ حملہ آور فوج جارہی تھی وہ قارص کے اور کوہ آلغاز کے بیچ میں واقع تھا اور یہیں سے گویا روسی سرحد شروع ہوتی ہے۔ روسی خیمے ایک طرف نصب تھے جہاں ترکی سوار پہنچ گئے

---

ترکوں کا طوفان کی وجہ سے بہت کچھ نقصان ہو چکا تھا۔ جہاز خراب ہوگئے تھے لیکن تو بھی انہوں نے جھنڈے بیٹوں اپنے کو دشمن کے حوالہ نہیں کیا اور ایسے کٹ کٹ کے لڑے کہ نصرانی بہادروں کو بھی مزا آگیا۔ اخیر نصرانیوں کو فتح ہوئی اور کل ترکی جہاز گرفتار کر کے بہت خوشی اور خرمی سے کہ ان کے ہاتھ سلطانہ اور ولیعہد سلطنت عثمانیہ ہاتھ لگا۔ مالٹا واپس پھرے۔ یہ خبر آناً فاناً میں یورپ پہنچ گئی اور سارے یورپ نے یقین کر لیا کہ سلطان کا بیٹا گرفتار ہوا ہے۔ مالٹا کے نصرانی حکمرانوں نے سلطان کے بیٹے کی طرح اس کی پرورش کی اور جس طرح کہ وہ ایک سلطان کے لڑکے کا اعزاز کر سکتے تھے اس میں انہوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ رفتہ رفتہ صداقت ظاہر ہوئی اور عام طور پر روشن ہوگیا کہ یہ لڑکا سلطانی نسل سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتا اور کسی معمولی خادمہ کا ہے۔ بیچارے نائٹس شکستہ خاطر ہوگئے اور انہوں نے اس پر سے اپنی توجہ اٹھالی وہ بیچارہ مجبور ہو کے مالٹا سے روانہ ہوا اور ایک زمانہ دراز تک مختلف ممالک میں سخت پریشان حالی سے بسر کر کے اخیر رومتہ الکبریٰ چلا گیا اور وہاں جا کر راہب

اور بہت سہولت سے اُنہوں نے اپنے دشمن کا اندازہ لگایا۔ ترکوں نے ایک مسلمان کو جو قفقازی کو پکڑ لیا اور اس سے دریافت حال کرنے لگے کہ دشمن کے امدادی ذرائع کیا ہیں اور فوج کتنی ہے عام طور پر یہ یقین تھا کہ اس مقام پر روسیوں کے پاس تیس ہزار فوج سے زیادہ کسی صورت سے نہیں ہو سکتی ادہر روسی اپنا پہلو قوی نہ سمجھتے تھے کیونکہ دوسرے ہی روز علی الصباح ان کے دو کیمپ ایک دوسرے سے قریب آگئے۔

پانچ یا چھ ہزار فوج رسالہ اور دو توپخانے نقل وحرکت کی نگرانی کے لئے روانہ کئے گئے۔ مختار پاشا نے چاہا کہ اپنی افواج قاہرہ کے مقامات میں تبدیلی پیدا کردوں اور روسی افواج کے متوازی اپنی فوجیں ڈال دوں اور پھر کل روسی فوجیں دونوں اطراف سے گھیر لی جائیں۔ روسی لشکرگاہ پہاڑیوں کے ایک سلسلہ کے پیچھے قائم کیا گیا تھا اور اُن کے آگے صوباطن کا وسیع صحرا کھلا ہوا تھا۔ ترکوں نے چند پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا اور اب دونوں فوجوں کا فاصلہ بہت ہی کم رہ گیا تھا ۱۸ رجولائی ترکی سپاہ سالار نے ادہم پاشا کی ماتحتی میں مختصر سی گھوڑ چڑھی

---

بن گیا اور اپنا نام فادر عثمان رکھا۔

جب ابراہیم نے یہ سنا کہ مالٹا والوں نے اس کے خواجہ سرا پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا اور تمام قیمتی سامان کو مع ترکی جہاز کے گرفتار کر لیا تو وہ آگ بگولہ ہو گیا اور اُسے اتنا ہی غصہ آیا گویا کہ اس کا صلبی بیٹا گرفتار ہو گیا ہے۔

اس نے دربار میں قسم کھائی کہ میں ان بحری لٹیروں کو برباد کر دوں گا اور وینیشین ایلچی کو سر دربار بلا کے بہت سخت سست کہا کہ وجہ کیا تمہاری جمہوری سلطنت نے ان ڈاکوؤں کو جزیرۂ خاندیہ میں اُترنے دیا۔ کیونکہ جب خواجہ سرا سے مالٹا کے جہازوں کی لڑائی ہوئی ہے تو نصرانی بیڑا جہازات نے سخت شکستہ ہو کے خاندیہ میں لنگر ڈالا تھا اور یہیں اپنی ٹوٹے ہوئے جہازوں کی مرمت کر کے مالٹا روانہ ہوئے تھے۔ جنگی اور ملکی وزرا کی ایک انجمن منعقد ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ بڑے پیمانہ پر جنگ کی تیاری کی جائے اور مالٹا پر حملہ ہو۔ مشہور تو تھا کہ مالٹا پر ترکی جہازوں کی یورش ہو گی مگر اصل میں خاندیہ پر حملہ کرنے کا منشا رکھتا تھا۔

فوج جانب جیپ روانہ کی۔ یہ مٹھی بھر فوج روانہ ہوئی اور اس نے صوبا من کے قصبہ کو گھیر لیا اور دشمن کے بازوئے راست کی طرف سے چکر لگاتی ہوئی روسی زبردست فوج کے عقب میں جا پہنچی اس فوج میں تین اسکواڈرن ڈراگون تھے اور ایک برگیڈ باقاعدہ کوہ قافیوں کا تھا مقابلہ ہوتے ہی جنگ ہونی شروع ہوئی اور سوار ایک دوسرے کے مقابلہ میں داد مردانگی دینے لگے۔ حالانکہ روسی فوج تعداد اور توپخانہ کے لحاظ سے ترکوں سے کہیں زیادہ تھی لیکن چرکس ایسے بجلی کی طرح گرے کہ روسیوں کے حواس باختہ ہو گئے اور وہ پریشان ہو کے بھاگے۔ ترکی فوج نے بڑی سرگرمی سے ان کا تعاقب کیا اخیر وہ بیچارے بھاگوں بھاگ اپنے کیمپ میں پہنچے چونکہ روسی افواج کے یہاں دل بادل چھا رہے تھے پھر نئے سرے سے جنگ شروع ہوئی شام ہو چکی تھی اور اندھیرا ہوتا چلا جاتا تھا اس لئے بغیر کسی نتیجہ کے جنگ بند ہو گئی۔ چرکسوں کا شہزادہ محمد غازی نامی تنہا روسی کیمپ میں شب کو پہنچا تمام پہاڑی اقوام پر اس کا بہت اثر تھا اور کل پہاڑی لوگ کم و بیش اسے اپنا شہزادہ سمجھتے تھے اس نے روسی سلمان سپاہ کو لعنت ملامت کی

---

بماہ اپریل سنہ ۱۶۴۵ء میں یوسف امیر بحر کی ماتحتی میں ایک زبردست جنگی بیڑا قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ وینیشین جزایر کے قریب ہوتا ہوا خاندیہ پہنچا۔ خاندیہ میں ترکی لشکر کی مزاحمت کی قوت نہ تھی۔ بے روک ٹوک ترکی لشکر جہازوں سے اُتار دیا گیا اور اس نے خاندیہ کا مغربی سمت سے محاصرہ کر لیا اور اخیر اگست تک تمام باشندے ترکی قبضہ میں آ گئے۔ دوسرے سال ترکوں نے ریتھمو فتح کر لیا اور سنہ ۱۶۴۸ء میں جزیرہ کے پایۂ تخت کا محاصرہ کر لیا۔ یہ دائمی یادگار محاصرہ کامل بیس سال تک رہا۔ وینیشنس بڑی شجاعت اور آمادگی سے جنگ کرتے رہے۔ اس اثناء میں انہوں نے ترکی جزایر لیمنس اور ٹینیڈاس پر تاخت و تاراج کی لیکن۔ اس زبردست طولانی محاصرہ کو توڑ نہ سکے۔

سلطان اپنے خاندانی پیچیدگیوں سے سخت تنگ آ گیا تھا۔ معاملات سلطنت سے وہ اتنا پریشان نہ تھا جتنا حرم سرا کی کششوں نے اسے ناک چنے چبوا رکھے تھے۔ اس وقت سلطان کو روپیہ کی سخت ضرورت آپڑی ناچار اس نے اپنی چار سالہ لڑکی کا نکاح یوسف امیر بحر سے کر دیا

کہ تم ایک ظالم نصرانی بادشاہ کا اسلام کے مقابلہ میں ساتھ دیتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم نصرانیت کی حمایت میں کمر بستہ ہو کے میدان جنگ میں نکلے ہو یہ سنکے تمام روسی مسلمان سپاہی سرنگوں ہو گئے اور اُن میں ایک جوش پیدا ہو گیا بہت سے مسلمان کو وہ قافیوں کا رنگ بدل گیا اور وہ اپنے شہزادہ کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

۱۸ر تاریخ شب ہونے سے پہلے ترکی فوج کا ایک حصّہ اپنے جدید راستہ پر روانہ ہوا اور ۲۰ر تاریخ اس فوج میں قارص کی چھ بٹالن شریک ہو گئیں۔ اب گویا دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں آمادہ پیکار تھیں اور طرفین میں حملہ کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ اِدھر روسی آمادۂ جنگ تھے لیکن یہ راستہ دیکھ رہے تھے کہ کسی طرح ترک حملہ کریں اُدھر ترک جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ جنگ کا شوق دونوں طرف موجیں مار رہا تھا اور یہ ایسا شوق تھا جس میں خون اور کرب و بلا ملی ہوئی تھی۔

اِدھر تو یہ تیاری جنگ اور اُدھر بارش کی کثرت اور دلدل کا ہونا غضب ڈھا رہا تھا۔ مینھ

---

یہ شخص بڑا دولتمند تھا اور ترکی بھر میں اس سے زیادہ امیر اور کوئی شخص شمار نہ کیا جاتا تھا۔ نکاح ہونے کے بعد سلطان نے چاہا کہ اپنے داماد کی جائداد پر قبضہ کروں مگر دقت یہ تھی کہ یوسف کی زندگی میں وہ اُس کے کل مال پر قبضہ نہ کر سکتا تھا ناچار اخیر بدنصیب شاہ نے محض دولت کے لالچ سے اپنے ایسے قابل امیر بحر کو قتل کرا دیا۔

کل بحری فوج یوسف پر جان دیتی تھی اس وقت ایسا ہر دلعزیز ایک فوجی افسر بھی نہ تھا جوں ہی فوج نے اس کے قتل کی خبر سُنی بغاوت پر اُتر آئی لیکن بہت جلد باغیوں کا سر کچلا گیا۔ روپیہ ہاتھ لگنے پر سلطان نے تمام معاملات سلطنت سے دست برداری کی اور حرمسرائے میں جا کے گوشہ نشین ہو گئے۔

وہ خزانہ جو مراد خاں اپنی خوش انتظامی سے بھر گیا تھا خالی ہو گیا۔ کل محکموں کے خزانوں سے سلطان کے لئے روپیہ کھنچا چلا آتا تھا۔ ٹیکسوں کا بار رعایا پر دُگنا چوگنا پڑنے لگا غرض تعدی اور جور و ظلم کا بازار گرم ہوا اور چاروں طرف ایک آفت برپا ہو گئی۔

اس قدر موسلادھار برس رہا تھا کہ گئی روز سے آنکھ نہیں کھولی تھی۔ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نے آسمان کو صحنِ قیامت بنا رکھا تھا۔ یہ آسمانی مزاحمتیں بہادر مرد میدان سپاہیوں کا کچھ نہ کر سکیں اور اب روسیوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ ترکی نئے مقامات پر حملہ کرنا چاہیئے۔ ادہر مختار پاشا کے پاس قسطنطنیہ سے یہ فرمان پہنچا کہ جو کچھ تم نے کامیابی حاصل کی ہے اسے خطرناک حملوں سے برباد نہ کر دینا یہ نہ ہو کہ جوش میں ترکی فوج روسی قلب لشکر میں گھس جائے اور پھر خوفناک نتائج کی پیشین گوئی ہونے لگے۔

۲۵ جولائی کی شب کو ایک مہم روانہ کی گئی ادہر مصطفیٰ پاشا نے ایک رسالہ کے ساتھ روسی سرحدات پر حملہ کیا روسیوں نے دوسرے روز اس کا یہ جواب دیا کہ ترکی مقامات پر حملہ کر دیا۔ روسی پیادہ فوج کی دو بٹالن رسالہ کے بیس اسکواڈرن اور گھوڑوں کے دو توپخانے روسی لشکرگاہ سے ۲۶ ویں کی صبح کو جانب ارآغلو روانہ ہوئے۔ اسی درمیان میں ترک مقام چیلا پر بڑھے اور روسیوں کی بڑھتی ہوئی فوج پر بڑی سرگرمی سے گولہ باری شروع کی۔ توپوں کے

ابراہیم اپنی بد دماغی اور قوم کی بدنصیبی سے فضول خرچ اور عیاش ہی نہ تھا بلکہ ظالم بھی بہت تھا اس نے چند نامور فوجی افسروں کی گردن ماردی اور بے خطا چند بڑے بڑے ملکی عہدہ داروں کو مروا دیا۔ اس صریح زیادتی اور بے رحمی سے جاں نثاری بھڑک اٹھے۔ مفتی پہلے ہی جلا بیٹھا تھا کیونکہ اس کی لڑکی سلطان ہیتا بیٹھے تھے یہ حالت دیکھ کے اس نے جاں نثاریوں کو ابھارا اور غصہ کی جلتی آگ میں تیل چھڑک دیا۔ ایک دن مفتی نے ایک مسجد میں جلسہ کیا کل ملاؤں اور جاں نثاریوں کے اعلیٰ افسروں کو بلایا۔ صرف اس جلسہ میں تو یہ طے پایا کہ وزیر اعظم کو عہدہ سے برطرف کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے اپنا ارادہ ظاہر نہیں کیا لیکن دلی منشار سب کا یہ پایا جاتا تھا کہ وزیر اعظم پر ہاتھ ڈال کے پھر سلطان کی طرف قدم اٹھانا چاہیے۔

یہ خبر سلطان کو پہنچی کہ مفتی نے مسجد میں جلسہ کیا ہے اس نے محل کے چند عہدہ داروں کو روانہ کیا کہ اس جلسہ کو پریشان کر آئیں۔ جس وقت یہ لوگ مسجد کے دروازہ پر پہنچے انہیں اندر آنے کی فوراً اجازت دیدی گئی انہوں نے سلطانی حکم سنایا مفتی نے کہا آپ لوگ اس فتوے کو

زیر رسالہ ادہم پاشا کی ماتحتی میں ایک ترکی فوج مقامات ارا اغلو اور علیل تاپی پر روسیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے بڑھی۔ مسلمان فوج رسالہ کو پس پا ہونا پڑا لیکن مختار پاشا نے پیادہ فوج کے تین برگیڈ جو کس رسالہ کی پشت پناہی کے لئے روانہ کئے۔

لڑائی ہوئی اور روسی پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ انہوں نے ارا اغلو پہنچ کے ایک پشتہ پر قبضہ کر لیا اور یہ ایسا پشتہ تھا جہاں سے انہیں ترکی فوج بے دخل نکر سکتی تھی۔

روسی توپیں ترکوں کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ ان کی نشست بہت خراب رہی اور ان کے توپچی بالکل ناکارہ ثابت ہوئے ان کی نقل و حرکت میں سستی آگئی تھی اور ان کے پاس اس وقت سامان بھی کم ہو گیا تھا۔ دو بجے سہ پہر کو میلیکف نے حکم دیا کہ مقام کا دیکوی سے ایک ڈویژن فوج کا مذکورۂ بالا افواج کی امداد کے لئے روانہ ہو۔ اخیر یہ ڈویژن روانہ کیا گیا اس کے عقب میں ڈراگون کی چار رجمنٹیں۔ گھوڑے کے دو توپخانے۔ دو پیادہ فوج کے برگیڈ اور تیرہ بٹالین مقرر کی گئیں۔ اسی صورت سے بعد ازاں ایک اور مقام سے بھی اتنی ہی

---

دیکھیں جو وزیر اعظم کے خلاف دیا گیا ہے جب تک وزیر کا سر سلطان نہ بھیجدیں گے یہ جلسہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ ادہر مفتی نے یہ کہہ کے اسی وقت دوسرا وزیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ چند افسروں کو ساتھ لیکے حرمسرائے سلطانی میں جائے اور سلطان کو مطلع کرے کہ میں وزیر مقرر ہوا ہوں۔ جدید وزیر کو دیکھ کے سلطان کے تن بدن میں مرچیں لگ گئیں وہ شیر کی طرح اس پر جھپٹا اگر اور افسر نہ بچاتے تو وزیر کا فیصلہ ہی ہو چکا تھا۔ یہ لوگ سخت سرگردان و پریشان محل سے باہر نکل آئے۔

جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ جدید وزیر کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا وہ علی الاعلان یہ کہنے لگے کہ سلطان کو معزول کر دینا چاہئے۔

جاں نثاریوں نے شہر کے کل دروازوں پر قبضہ کر لیا اور سپاہ نے شبا شب محلسرا کا محاصرہ ڈالدیا۔ پہلا وزیر جس کا سر مانگا جاتا تھا۔ ایک پوشیدہ مقام میں چھپا ہوا اپنی آیندہ خونی قسمت کا منتظر بیٹھا تھا کہ مفسد اس مقام پر بھی جا پہنچے اور وزیر کی فوراً گردن اڑادی۔

زبردست فوج روانہ ہوئی اس سے یہ اندازہ ہوسکتا تھا کہ ایک انقطاعی اور خونریز جنگ ہوگی۔ مگر سوائے رسالوں کی چھینا جھپٹی اور معمولی جنگ کے کچھ بھی نہ ہوا۔ ایک چھوٹے سے ترکی رسالے نے جب اس ٹڈی دل فوج کو آتے ہوئے دیکھا تو پیچھے قدم ہٹا کے وہ مقام علینی پر آگیا جو ترکی سرحد ہے۔ یہ قدیم شہر اب ویران ہوگیا تھا اس ویرانہ شہر پر دو گھنٹے کوہ قافی فوج قابض رہی لیکن جب بارش شدت سے ہونے لگی اور اولے پڑنے لگے تھے تو وہ پیچھے ہٹ کے چلی گئی تھی۔

اس وقت روسیوں نے مقام تانت کالی پر جو ترکی لشکر گاہ سے جانب شمال مشرق بارہ میل کے فاصلہ پر ہے ایک زبردست رسالہ کا کیمپ قایم کر لیا تھا ابھی تک ترکوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہاں روسیوں نے کوئی کیمپ قایم کیا ہو حالانکہ وہ انگریزی افسر جو ترکوں کی فوج کے ساتھ تھے پہلے ہی واقف ہو چکے تھے۔ روسی بہ نسبت ترکوں کے اس وقت بہت ہی قوی تھے مگر اپنی اس قوت پر بھی انہیں حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۲۶ تاریخ کو بہت بڑا کھیت پڑا۔

---

دوسرے روز ایا صوفیہ میں ایک بہت بڑے جلسہ کا انعقاد ہوا مفتی نے نہایت آتش زبانی اور با اثر لہجہ میں ایک لیکچر دیا اور سلطنت کی بربادی کی تصویر حاضرین کے آگے کھینچدی۔ اس نے ہر قسم کی بے انتظامی پر بہت شد و مد سے بحث کی اور بیان کیا کہ جو کچھ ہم پر بیتا پڑی ہے ہمارے آقا سلطان کی ناقابلیت سلطنت کی وجہ سے وزیر اعظم نے یہ تجویز پیش کی کہ ابھی ایک فتویٰ شائع کیا جائے جس میں یہ تحریر ہو کہ سلطان محلسرائے سے نکل کے اپنی رعایا کے سامنے آئے اور اپنے چال چلن کا حال بیان کرے۔

جب فتویٰ ابراہیم کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے فتویٰ ہاتھ میں لیتے ہی پارہ پارہ کر دیا اور دھمکی دی کہ مفتی کے بھی اسی طرح ٹکڑے اڑائے جائیں گے لیکن جب جاں نثاریوں کے آغا نے سلطان کی خدمت میں پیش ہو کے یہ عرض کیا کہ آپ کس ہوش میں ہیں مفتی سے زیادہ خطرہ میں آپ کی جان پڑ چکی ہے۔ اپنے حواس درست کیجے۔ اس وقت سلطان بجائے غضبناک ہونے کے خوف زدہ ہوگیا۔ اتنے میں ایک مراسلہ محلسرائے میں سلطان کے پاس پہنچا کہ فوج آپ کی

اس جنگ عظیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ ترکوں نے دریائے ارپا طشی کے مغربی ساحل کے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اس جنگ میں روسی فوج کا اس قدر کھلیان ہوا کہ چھکے چھوٹ گئے اور ترکوں نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ فنون جنگ شجاعت اور بے جگری سے لڑنے میں ہم روسیوں سے افضل ہیں اب روسیوں کی حالت روز بروز نازک ہوتی گئی اور یہ عام طور پر یقین ہونے لگا کہ روسی امداد کے لئے مزید فوجیں نہ آئیں تو ترک کچل ڈالیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ روسیوں کے پاس سامان خورونوش کی کمی تھی۔ افسروں کے لئے شمپین کی بوتلیں کم ہو گئی تھیں سپاہی صلیب کے جھنڈے کے نیچے خداوند مسیح کو یاد کرنے لگے تھے تو بھی ان کی تعداد ترکوں سے زیادہ تھی اور سامان حرب کی آراستگی میں اپنے مخالفوں سے کسی طرح بھی کم نہیں تھے سپاہیوں کے جوش ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔ بار بار کی شکست سے ان کی اولوالعزمی کی آگ سرد ہو گئی تھی اور اب کسی قسم کی ترغیب ان میں سابق کا جوش پیدا نہ کر سکتی تھی۔ معمولی نقل و حرکتیں ان کے خیالات نہ بدل سکتی تھیں۔ ۲۷ ویں جولائی کو روسی سپاہ سالار میلیکف کی فوج پھر اپنے

---

منتظر ہے آپ فوراً تشریف لائیں۔ سلطان نے اُسے منظور نہ کیا اور محلسرا کے اندر جا کے عورتوں کے کمروں میں چھپ گئے۔ وہ علماء ابراہیم کی ماں سلطانہ ولیدہ کے پاس گئے اور اس ہوشیار خاتون کو اطلاع دی کہ اس بات کا فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ تمہارا بیٹا تخت سے اُتار دیا جائے اور اس کا پوتا محمد اس کی بجائے تخت نشین کیا جائے۔ بوڑھی سلطانہ ولیدہ نے اپنی گویائی اور عاقلانہ گفتگو کا کوئی پہلو اُٹھا نہ رکھا اور کوشش کی کہ وزراء اور سپاہ اس کے ناقابل بیچ کی خطاؤں سے چشم پوشی کریں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ شاہزادہ محمد جو ابھی بہت صغیر سن تھا اور رعایا کے سامنے پیش کیا گیا۔ ۸ اگست ۱۶۴۸ء در راحت میں اس کے لئے تخت بچھایا گیا۔ سلطنت کے تمام امراء اور افسروں نے اس کو تخت پر بٹھا کر اور اس کے سر پر تاج رکھ کے اس کے آگے نذریں پیش کیں۔ اور یہ بچہ سلطان محمد رابع کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ تمام کیفیت لکھ کے وزرائے دربار نے ابراہیم کے پاس بھیجی کہ آپ تخت سے اُتار دیئے گئے اور آپ کی جگہ آپ کا پوتا تخت پر بٹھایا گیا۔ سلطان کے غصہ کی اب کوئی انتہا نہیں تھی۔ اس نے

لشکرگاہ سے عثمانی فوج کی سیدھ میں روانہ ہوئی۔ پیادہ فوج کی دس بٹالن اور ایک زبردست رسالہ کی فوج ۱۸ توپیں لیکے آگے بڑھی اس فوج نے مقام یاآتی اعظم پر حملہ کیا جو مختار پاشا کی فوج سے ڈیڑھ میل پر واقع تھا دوپہر کے کچھ دیر کے بعد یہ کل فوج پہاڑی کے دامن میں پہنچی۔ یہاں پر روسوں کی کُل تین بٹالن پڑی ہوئی تھیں اس زبردست روسی فوج نے ترکوں پر خونخوار حملہ کیا کامل تین گھنٹے تک سخت جنگ ہوتی رہی۔ ترک اگرچہ تعداد میں بہت کم تھے لیکن انہوں نے نہایت شیر دلی اور عثمانی شجاعت سے اپنے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ اخیر ایک خونریز میدان کے بعد روسی توپخانے۔ رسالے اور پیادوں کی پلٹنیں سب برباد کردی گیئں اور روسی مقتولین کی تعداد کثیر میدان میں چھوڑکے بھاگ کھڑے ہوے۔ کہتے ہیں کہ کردوں نے ان مقتولین کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ان کو پارہ پارہ کردیا اور زخمیوں کے ٹکڑے اُڑادیئے۔ جب مختار پاشا کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انہوں نے کردوں کو سخت سزا دی۔

---

مفتی کو ہزارہا گالیاں دیں اور تمام وزرا کو باغی اور مفسد کہا۔ اخیر اس معزول سلطان کو اس کی بدقسمتی کا ثمرہ ملا یعنی وہ قیدخانہ بھیجدیا گیا اور وہاں اس کی گردن اڑا دی گئی۔ قیدخانہ جانے سے پہلے اس نے یہ الفاظ زبان سے نکالے تھے "میری پیشانی کا لکھا میرے پیش آیا خدا کی یہی مرضی تھی"۔ تمام سلطنت میں اس وقت اس کے قبضہ میں صرف قیدخانہ کی ایک تنگ کوٹھری دو غلام اور ایک قرآن رہ گیا تھا۔ اب بھی سلطان کو یہ اُمید تھی کہ میرے خیرخواہ کسی نہ کسی وقت ضرور میری مدد کریں گے اور مجھے پھر کسی وقت تخت پر بیٹھنا نصیب ہوگا لیکن قضا و قدر اس بات کا فیصلہ کرچکی تھی کہ آیندہ وہ دنیا میں نرہے اور اُس کی زندگی ہمیشہ کے لئے ختم کردی جائے۔ دس روز تک وہ قیدخانہ میں رکھا گیا۔ گیارہویں روز دس سپاہی اُس کے قیدخانہ کے پاس آئے اور خیرخواہانہ آواز سے اُسے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کہکے پکارا۔ وہ ان لوگوں کو اپنا دوست سمجھا اور فوراً قیدخانے کا دروازہ کھولدیا۔ دروازہ کھلتے ہی لوگ اُس کوٹھری میں داخل ہوگئے۔ جب ابراہیم نے

تمام یورپ اس بات کا معترف ہو کہ ایشیا میں ترکی سپاہ سالار نے بے قاعدہ فوجکی ناجائز
بات کا ہمیشہ بہت سختی سے انسداد کیا ہے اس نے کردوں اور سرکشیا والوں سے جن سے
اس کو بڑی امداد ملتی تھی ناجائز امور پر ہمیشہ سختی سے سزا دی ہے اور ان کے بگڑنے
کی ہرگز پروا نہیں کی۔ بتاریخ دسویں جولائی مختار پاشا کو یہ رپورٹ ہوئی کہ دو چرکسی
کل شام قارص کے ایک گاؤں میں چلے گئے اور ایک بھیڑ کا بچہ چرا لیا مگر جب مالک نے
انہیں لیجانے سے روکا تو ایک چرکسی نے اس دہقانی کے گولی ماردی۔ یہ سنتے ہی مختار پاشا
نے ان چرکسوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ کورٹ مارشیل سے ان کا مقدمہ فیصلہ ہوا۔
مختار پاشا نے وہ فیصلہ اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ چرکسی کو پھانسی دیدیجائے
چرکسوں کے سردار نے مختار پاشا سے التجا کی کہ مجرم کی جان بخشی کی جائے اور ایک سردار نے
دھمکی دی کہ اگر اسے پھانسی کی سزا دی گئی تو ہمارا سارا گروہ اپنے وطن واپس چلا جائے گا۔
مختار پاشا نے کہا جو کچھ میں حکم دے چکا ہوں اس کی تعمیل قطعی ہوگی۔ میں کبھی اپنے حکم کو منسوخ

ان صورتوں کو بغور دیکھا تو آپ اندر کی بلند دیوار پر چڑھ گیا۔ وہاں دیکھتا کیا ہے کہ
دوسری طرف وزیر اور مفتی قتل کی خبر سننے کے لئے بیٹھے ہیں ان کی صورت دیکھتے ہی کانپ گیا
اور اسے یقین ہو گیا کہ انہوں نے ان لوگوں کو مجھے قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ سلطان
نے نہایت منت اور عاجزی سے مفتی اور وزرا کی طرف مخاطب ہو کے یہ کہا "للہ مجھ پر رحم کرو۔
خدا کے واسطے اپنے بادشاہ پر رحم کرو۔ میری جان نہ لو۔ اگر تم میں سے ایک بھی ایسا ہے جس نے
میرا نمک کھایا ہے تو خدا کے لئے میری مدد کرو۔ تو اے مفتی عبد الذہین اس بات کو سمجھ کہ بوجہ
تیری غداری کے میں تجھے قتل کرا سکتا تھا۔ مگر میں نے تیری جان بخشی کی اور اب تو مجھے قتل
کراتا ہے۔ یہ سنکر ان لوگوں کے تن بدن میں رعشہ پڑ گیا جو قتل کے لئے آئے تھے کہ یکایک
دوسری طرف سے ایک آواز آئی۔ علی تو اپنا کام کیوں نہیں کرتا۔ یہ سنتے ہی وہ افسر آگے
بڑھا اور ابراہیم کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ ابراہیم چیخ کے کونے میں دو عورتوں کے پیچھے
چھپ گیا۔ علی مع اپنے اور ساتھیوں کے اس کونے میں پہنچا دونوں لونڈیوں کو الگ کر دیا

کرکے اپنی توہین کرنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ اس شخص کو پھانسی دیدی گئی۔ دوسرے روز گیارہ سو چرکسی عثمانی فوج سے علیحدہ ہوکے اپنے وطن چلدیئے۔ چرکسوں کی اس غداری سے مختار پاشا کی اولوالعزمی میں کوئی فرق نہ آیا۔ تاریخ ۲۵ رجولائی دیار بکر سے سو بیقاعدہ سواروں کا رسالہ مختار پاشا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعد ازاں مختار پاشا کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ قزاق پیشہ ہیں۔ مختار پاشا نے ان سواروں کو اچھی طرح سمجھادیا کہ اگر تم میں سے کسی نے ایک انڈے کی چوری کی تو میں اُسے سوائے سزائے موت کے اور کوئی سزا نہیں دینے کا۔ جو بدنصیب یورپی نامہ نگار ترکوں کی بد تہذیبی۔ ظلم اور تعدی کا راگ گایا کرتے ہیں وہ مختار پاشا کی اس اعلیٰ درجہ کی تہذیب کو دیکھیں اس نے ایسے موقع پر کہ فوج کی ضرورت ہو اور گیارہ سو چرکس علیحدہ ہوتے ہیں حق کو ہاتھ سے نہ دیا اور اپنے حکم پر بہت مضبوطی سے قایم رہا۔

ہم نے یورپ کی گزشتہ اور حال کی کتابیں پڑھی ہیں مگر کسی قوم کے سپاہ سالار میں یہ شائستگی نہیں دیکھی جس نے ایسے نازک وقت میں انصاف اور حق کو ہاتھ سے نہ دیا ہو

---

اور عثمانی خاندان سے اس اٹھارہویں سلطان کو ہمیشہ کی نیند میں سلا دیا۔ اس صورت سے ۳۱ سال کی عمر میں یہ بد قسمت سلطان قتل کر ڈالا گیا۔ نو سال اس نے نہایت بے عزتی سے سلطنت کی اور عثمانی سلطنت کے تنزل کا اصلی بانی یہی تھا۔

# اُنیسواں باب ۱۹

## محمد رابع اُنیسواں شہنشاہ یا سلطان

### ۱۶۴۸ء سے ۱۶۸۷ء تک

محمد کا سات برس کی عمر میں تخت نشین ہونا۔ پایہ تخت میں آفتوں کا نزول۔ نوجوان سلطان کا جواب۔ محمد کا اپنے دادا کے قتل پر دستخط کرنا۔ جاں نثاریوں کی اطاعت اور وفاداری کی قسمیں کھانا۔ وزیر اعظم سیاوش نامی کا پایہ تخت میں قتل۔ محمد کیپرلی کا وزیر اعظم مقرر ہونا

اگر فی الواقع اس کا نام وحشت ہے تو ایسی وحشت پر وہ جتنا فخر کریں تھوڑا ہے۔
چین میں روسی۔ جرمنی اور فرانسیسوں کے مظالم جن کے خونی حروف ابھی ابھی صفحۂ قرطاس پر لکھے گئے ہیں اور جو ابھی تک خشک بھی نہیں ہوئے ہم کیونکر دل سے بھلا دیں یورپ کی ان متمدن اور مہذب قوموں نے اپنی جس تلوار سے مفسدوں کو قتل کیا اُسی تلوار سے چھوٹے چھوٹے معصوم چینی بچوں اور بیگناہ مستورات کو بھی بیدردی سے پارہ پارہ کیا۔ یہ ہے شان تمدن اور تہذیب جس میں خون اور کرب و بلا چھپی ہوئی ہے اور جو نہایت رنگ آمیزی کر کے ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے۔
مگر اس رنگ آمیزی کو مبصر کی آنکھ اچھی طرح دیکھ سکتی ہے۔ اس کی مثال بالکل برص والے کی سی ہے کہ وہ اپنی برص کو لباس میں چھپانے کی کوشش کرتا ہے مگر دیکھنے والے صورت ہی سے تاڑ جاتے ہیں۔ ایک مشہور شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

بزیر جامہ نہاں کردہ برص لیکن + بچشم اہلِ بصیرت برہنہ می آئی

شہر میں دوبارہ امن۔ وینشین کی بوسینا۔ ٹینڈس۔ اور لیمنس میں کامیابی۔ محمد کا ایڈریا نوپل جانا۔ الیپو کے بادشاہ کی بغاوت۔ ایک وعویدار سلطنت کا گرفتار ہو کے قتل ہونا۔ ٹرانسلوینیا کی مشکلات۔ وزیر اعظم کی وفات۔ اس کے بیٹے کا جانشین ہونا۔ آسٹریا کے ساتھ جنگ۔ ترکوں کی شکست۔ آسٹریا کے ساتھ عہد و پیمان۔ احمد کیپرلی کا خاندیہ کو فتح کرنا۔ پایۂ تخت میں خوشی۔ روسی اور پولینڈ سے جنگ۔ مختلف جنگوں میں ترکوں کی ناکامی۔ وائنا کا محاصرہ۔ ترکوں کی فوجی بربادی۔ وینشین سے جنگ۔ عثمانی افواج کا نقصان عظیم۔ محمد کی معزولی اور قید۔

محمد رابع جب تخت نشین کیا گیا تو اس کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ جو وقت فوج نے

جولائی کے اختتام پر روسیوں میں پھر تروتازگی اور پھرتی پیدا ہوگئی اور ۳۰ تاریخ انہوں نے ایک بڑی مہم کی تیاری کی۔ وادیٔ احمر کے پیچھے جنرل سیلیکف نے اپنی فوج کا بازوئے چپ ڈال رکھا تھا اور اس جزیرہ نما پر قبضہ کرلیا تھا جس پر عثینی واقع تھا۔ ترکی بازوئے راست کی فوج شہر کے ویرانہ کے پاس پڑی ہوئی تھی اگرچہ اس نے ان ویرانوں پر قبضہ نہ کیا تھا۔ روسیوں کا مستقل ارادہ ہوگیا کہ یہاں ترکوں پر حملہ کیا جائے انہیں یقین تھا کہ اس حملہ سے وہ ترکی فوج کو زک دیدیں گے۔ صبح کو ساڑھے دس بجے روسی فوج کا ایک کالم جو پہاڑیوں میں چھپا بیٹھا تھا پرانی قلعبندیوں سے ایک میل فاصلہ پر نمودار ہوا۔ ترکوں نے اس کی نقل و حرکت روکنے کے لئے ایک چھوٹی سی ٹکڑی فوج کی روانہ کی لیکن یہ مٹھی بھر ترکی سپاہی کچھ نہ کرسکے اور روسی زبردست فوجی کالم اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگیا ۸ اگست تک معمولی طور پر جنگ ہوتی رہی مگر ۱۷ اگست یہ معلوم ہونے لگا کہ روسی کوئی انقطاعی جنگ لڑنا چاہتے ہیں۔ صبح ہوتے ہی عثینی کا لشکرگاہ ایک بار اور بھی لوٹ گیا

---

یہ سنا کہ ہمارا سلطان قتل کرڈالا گیا ہے اُن میں یکایک مجنونانہ جوش عود کر آیا۔ اور اگر کسی حکمت عملی سے نہ روکے جاتے تو نئے سرے سے بہت بڑی خونریزی پایۂ تخت میں ہوتی۔ جب مفتی نے دیکھا کہ فوج کا رنگ بدلا ہوا ہے اس نے تمام الزام سلطان کے قتل کا وزیراعظم کی گردن پر رکھ دیا۔ وزیراعظم عہدہ سے برخاست ہوکے فوراً قتل کرڈالا گیا۔ اس کی جگہ سنان پاشا وزیراعظم مقرر ہوا لیکن سلطانہ قزیل کی اس سے نہ بنی۔ سلطانہ سے جہاں تک ممکن ہوا وزیر کی بربادی میں لگی رہی۔ اسی اثناء میں مذکور سلطانہ نے جان نثاریوں کے آغا کو اپنے قابو میں کرلیا محض اسی امید سے کہ وہ محمد کو معزول کرکے اس کے چھوٹے بھائی سلیمان کو اس کی جگہ تخت نشین کردے۔

ہوشیار مفتی تو اسی حریف گروہ سے ملگیا اور اب اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ دیکھئے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ وہ اس بات کو خوب جانتا تھا کہ اس تمام فساد کا بانی میں ہوں۔ جان نثاریوں کے آغا نے فوج کو جمع کیا اور سنان نامی وزیر کو مجبور کردیا کہ وہ مجمع میں حاضر ہو۔ وزیر آیا

اور کل فوج پانچ چھ میل جانب جنوب ارپاتاشی کی طرف روانہ ہوئی ساتھ ہی اس کے فوج کے دوسرے مقامات بھی بدل دیئے گئے۔ اور کثیر تعداد فوجیں ایک جگہ جمع کر دی گئیں کہ اگر جنگ ہو تو پیٹ بھر کے میدان کارزار میں شجاعت کے جوہر دکھائے جائیں۔

۱۸/اگست اس روسی ٹڈی دل فوج نے ترکی تھانوں پر بےخبری میں حملہ کر دیا۔ ترک اس وقت کھانا کھا رہے تھے یہ موقع سخت آزمائش کا تھا ترکوں نے نہایت استقلال سے روسی حملہ کا جواب دیا۔ کچھ فوج فوراً آراستہ ہو کے میدان جنگ میں آئی اور باقی کی فوج کھانا کھاتی رہی۔ اچھی طرح کھانا کھا کے کل سپاہ آراستہ ہو گئی اور بازار جدال و قتال نئی طرح گرم ہوا۔ روسیوں کی بہت سی فوج ایسے مقامات پر چھپی ہوئی تھی کہ صرف آنکھ سے کچھ نہ معلوم ہو سکتا تھا مگر ترکی افسروں نے دوربینوں سے چھپی ہوئی فوجوں کا بہت سا حصہ دیکھ لیا۔ وہ روسی فوج جو سب سے پہلے میدان میں آئی اسکی تعداد چالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ چودہ توپخانے کام کر رہے تھے اور ان میں پوری ڈیڑھ سو توپیں تھیں جن سے مسلسل فیر ہو رہے تھے۔

---

اور اسے ناچار باغیوں کی رائے کی تائید کرنی پڑی۔ پھر اس نے محلسرا میں آنے کی اجازت چاہی۔ آغا نے حکم دیدیا۔ وہ سید ہا محلسرا کے دروازہ میں داخل ہوا اور اپنے ملازمین سے دروازہ بند کرا لیا اور سخت ہدایت کر دی کہ جب تک میں حکم نہ دوں دروازہ نہ کھولا جائے اس نے محل میں جا کے تمام لوگوں سے فوجوں کی مفصل کیفیت بیان کر دی اور سلطانہ ولیدہ اس کے حکم سے بیدار کی گئی۔ وہ آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی اور اپنے بیٹے کے کمرہ میں دوڑی ہوئی آئی۔ تمام محلسرا میں سخت بےچینی پھیل گئی۔ ہر شخص کی صورت پر مایوسی اور خوف چھا رہا تھا۔ محلسرا کے سارے آدمی مارے ڈر کے کانپے جاتے تھے۔ نوجوان سلطانہ ولیدہ کی یہی کیفیت تھی۔ وہ اپنے بیٹے سے گلے مل کے رونے لگی اور اسی کرب و بلا میں یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے "اے میرے بیٹے یہ تمام آفتیں ہمارے سر پر ڈھائی جائیں گی۔ شہنشاہ مشرق نے اپنا منہ اپنی مادر مہربان کے سینے سے علیحدہ کر کے وزیر اعظم کے ہاتھ پکڑ لئے اور کہا" اے باپ تو ہمیں بچا" وزیر اعظم سے جہاں تک ممکن ہوا اس نے ماں اور بیٹے دونوں کو صبر دیا۔ اور کہا حضور

ترکی فوج کی تعداد ۲۸ ہزار بیان کی جاتی ہے یہ فوج تو میدان جنگ میں موجود تھی لیکن بارہ
ہزار فوج محفوظ ابھی میدان میں نہ آئی تھی جو ایک عمدہ موقع پر ڈال رکھی تھی۔ روسی توپوں
نے ترکی بازوئے راست پر پہلے گولہ باری شروع کی یہاں سرکیشی اور کُردوں کا رسالہ
قدم جائے کھڑا تھا۔ ان رسالوں کے افسروں نے اپنے سواروں کو زد سے بچالیا۔ اس پر
روسیوں نے ترکی بازوئے چپ اور قلب پر گولہ باری شروع کردی۔ خوب ہی گھمسان کی
جنگ ہوتی رہی۔ ترکی فوج اس وقت دو پہاڑیوں پر مورچہ زن تھی اور وہاں سے رائفل
کی آگ برسا رہی تھی۔ روسی فوج نے حملہ کرکے محض اپنی کثیر تعداد کی وجہ سے ایک پہاڑی
کو لیلیا مگر یہاں پہنچنا روسیوں کے لئے سخت غضب ہوگیا۔ پہاڑی پر روسیوں کو قابض
دیکھ کے ترکی توپوں نے آگ برسانی شروع کی اور ایسے گولے مارے کہ کل روسی فتحمند
فوج چیل کوّوں کی طرح اُڑ گئی۔ یہاں روسیوں کو سخت ہزیمت ہوئی ایسی ہزیمت جو مدت العمر
انہیں یاد رہے گی۔ روسی فوج کی تمام ترتیب غائب ہوگئی افسروں نے ہرچند

---

کیوں گھبراتے ہیں۔ غلام کی جان آپ پر فدا ہے جب تک میرے دم میں دم باقی ہے کیا
مجال کہ حضور کی طرف کوئی آنکھ بھر کر دیکھے۔ یہ کہکے اپنے ماتحت افسروں کو حکم دیا کہ فوراً
شہنشاہی تخت ایسے مقام پر بچھاؤ کہ جہاں سے شہنشاہ کے وفادار ملازم اچھی طرح سے اپنے
شہنشاہ کو دیکھ سکیں۔
شہزادہ اس مقام پر گیا اور تخت پر بیٹھنے لگا کہ یکایک اس کی نظر ان مقتولین پر پڑی کہ جو
ابھی تک بے گور و کفن خون آلود زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ یہ خونی نظارہ دیکھ کے بچہ کا دل
دہل گیا۔ دوسرا غضب یہ ہوا کہ خود اس بچہ کی موجودگی میں ایک خواجہ سرا ابلہتا جی نامی
قتل کردیا گیا۔ اس بدقسمت آدمی کا خون جو تخت کے پایۂ کے پاس بھر رہا تھا اس بچہ کے لئے
اور بھی باعث خوف ثابت ہوا۔ یہ کم عمر شہنشاہ کانپنے لگا اور تخت سے اتر کے وزیر اعظم
کے پاس آگیا اور کہا "اے باپ مجھے بچا لو" نوجوان سلطانہ ولید ایک جھروکے میں سے
یہ تمام خونی معاملات دیکھ رہی تھی۔ قاتل یہ سمجھے کہ یہ دوسری بیگم ہے انہوں نے باہم مشورہ کیا

ایسی پراگندہ فوج کو جمع کرنا چاہا لیکن ان میں ایسی پریشانی چھائی کہ کسی طرف کی سدھ بدھ نہ رہی۔ گھنٹہ بھر تک روسیوں کا سترائو ہوتا رہا آخر کل روسی فوج پہاڑی پر سے غائب ہو گئی۔

پہاڑی پر سے روسی فوج بچی تھی افسروں نے پھر اُسے جمع کیا اور سخت شرمندہ کیا کہ تم کیسے بہادر ہو جو ترکوں کے آگے سے مثل خرگوشوں کے بھاگے بھاگے پھرتے ہو۔ اسی اثناء میں اور بھی امداد آگئی اور اب انہوں نے ایک انقطاعی حملہ کی تیاری کی۔ یہ پراگندہ فوج مع اپنے مددگاروں کے حملہ کرنے کی تیاری کر رہی تھی کہ یکایک سرکیشی اور کردوں کا رسالہ آگیا اور آتے ہی اس نے اس روسی فوج پر حملہ کیا پھر یہ روسی بہادر فوج بھاگی اور ایسی بے تحاشہ بھاگی کہ اُسے آگے پیچھے کی کچھ خبر نہ رہی۔ کرد اور سرکیشی برابر تعاقب کئے جا رہے تھے۔ اگر شب نہ ہو جاتی تو ایک روسی سپاہی بھی اپنے لشکر گاہ میں بچ کے نہ جاتا۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل میلیکف کے کل ارادوں پر خاک پڑ گئی اور اُس نے ایسی منہ کی

---

کہ اس بیگم پر بھی دست درازی کرنی چاہئے۔ جوں ہی سلطانہ ولید کو یہ کیفیت معلوم ہوئی وہ قواعد محلسرا کو توڑ کے برہنہ سر اس مجمع میں چلی آئی اور بآواز بلند کہا کہ میں تو سلطانہ ولیدہ ہوں۔ اس بچہ کی ماں اور نہایت تیزی میں اس خونی مجمع کو چیرتی ہوئی اپنے بچہ تک پہنچی اور اُسے فوراً گلے سے لگا لیا۔ غرض خدا خدا کر کے یہ آفت کم ہوئی۔ محمد پھر تخت نشین کیا گیا اور وزیر اعظم نے اس کے سامنے ان لوگوں کو پیش کیا جو اس کے خیر خواہ تھے اور جنہوں نے اس کی اطاعت کا حلف اُٹھایا۔ مفتی نے ایک فتویٰ شائع کیا کہ سلطانہ قزیل فوراً قتل کر ڈالی جائے۔ چنانچہ اس کی گرفتاری کا وارنٹ لکھا گیا اور اس معصوم اور نوعمر سلطان نے اپنے چھوٹے سے کانپتے ہوئے ہاتھ سے اس وارنٹ پر دستخط کئے۔ اس وارنٹ میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اس کی فوراً گردن مار دی جائے مگر اس کے جسم کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور نہ تلوار سے ٹکڑے کئے جائیں۔ قاتل کو یہ حکم دیدیا گیا۔ قاتل مع اپنے ساتھیوں کے دَر آنا سلطانہ کے کمرہ میں گھس گیا یہاں بہت تلاش کی گئی لیکن ملکہ کا پتہ نہ لگا۔ پتہ تو ہرگز نہ لگتا اگر یکایک

لڑائی کہ سستانے کی جگہ نہ رہی۔ وہ اپنے دشمنوں سے بڑھنا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ جنگ چھیڑی تھی اسے یقین تھا کہ ترکی فوج کو ان مقامات سے بے دخل کر دوں گا لیکن ہزاروں بہادر روسی ترکی شمشیر آبدار کی نذر کر کے بہ مشکل جان بچا کے میدان سے آیا۔

چند فوجی نقل و حرکتیں طرفین سے شروع ہوئیں۔ قصبہ بلا نوج میں ۱۹ ویں تاریخ کی شب کو روسی رسالہ کا ایک کالم بطور فوج بدرقہ روانہ کیا گیا اور یہ کالم بے خبری میں ترکی رسالہ پر گر پڑا۔ سخت لڑائی ہوئی اور ابتدا میں ترکوں کا زیادہ نقصان ہوا مگر جوں ہی ترکی توپوں پر بتی پڑی روسی فوج پر گولہ باری شروع ہوئی لڑائی کا رنگ بالکل بدل گیا اور اب کوہ قافیوں کو نہایت پریشان حالت میں بھاگنا پڑا روسی کالم گرتا پڑتا بہ مشکل اپنے لشکرگاہ میں پہنچا۔ ۲۰ ویں اگست کی صبح کو روسی رسالہ کا ایک زبردست کالم معہ توپخانے کے مقام سوباتن کے ترکی تھانوں پر بمقابل ہوا۔ یہ حملہ بظاہر ایک انقطاعی جنگ کا پیش خیمہ

---

قاتل کی نظر کپڑوں کے ایک بڑے ڈھیر کی طرف نہ پڑتی جس میں سلطانہ چھپی ہوئی تھی۔ وہ کپڑے اٹھا کے پھیلائے گئے اور یکایک نیچے سے سلطانہ نمودار ہوئیں۔ جس وقت اس بدقسمت سلطانہ نے اپنے قاتلوں کو دیکھا اس نے ایک رومال میں بھر کر جواہرات پیش کئے کہ مجھے چھوڑ دے مگر اس کی استدعا قبول نہ ہوئی۔ بے رحم ناخدا ترس قاتل اس حسین ملکہ کو حکم اور قوانین حرسرا کے خلاف گھسیٹتے ہوئے قتل گاہ میں لے گئے اور وہاں اسے زمین پر پٹک دیا۔ اس کے کانوں سے بڑی سنگدلی سے جواہرات نوچ لئے۔ لعلوں کی ہیکل کو جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی تھی اس قصائی پنے سے نوچا کہ ملکہ کا گلا قتل ہونے سے پہلے لہو لہان ہو گیا۔ اس کی انگلیوں سے جواہر نگار انگوٹھیاں اس بیدردی سے اتاریں کہ تمام انگلیوں کا قیما قیما ہو گیا۔ بدبختوں نے ذرا بھی اس بات کا لحاظ نہ کیا کہ جس سلطانہ سے ہم ایسا ناقابل معافی برتاؤ کر رہے ہیں وہ ہمارے موجودہ شہنشاہ کی سگی دادی ہے پھر ان ستم شعاروں نے اس کی ٹانگیں پکڑیں اور گھسیٹتے ہوئے محل کے

معلوم ہوتا تھا لیکن ترکوں نے اس کالم کے بہی آناً فاناً میں ٹکڑے اُڑا دیئے اور یہ بھی مثل سابق کے کالم کے افتاں وخیزاں اپنی جائے قیام پر آیا۔

۱۷ راگست سے روسی سپاہ سالار تورپیں میلیکف کا لشکر گاہ وادی احمر پر تھا اس مقام پر صرف ایک بٹالن اور چار میدانی توپیں رکھی گئی تھیں۔ زیادہ فوج رکھنے کی اس لئے ضرورت نہیں سمجھی گئی کہ یہ مقام روسی جنگی انجنیروں کی رائے میں ناممکن الفتح تھا۔ روسیوں نے پھر بھی اس وادی کے عقب میں ۲۴ راگست کو کثیر تعداد فوج کی ڈالدی تھی۔ ترکی فوج اس پہاڑی کی تاک میں لگی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ ۲۵ راگست کی دوپہر کو سات ہزار ترکی فوج روسیوں کے اس سنگین پہاڑی مورچہ کی طرف روانہ ہوئی۔ چونکہ وہ بڑے عمیق نالے سے آرہی تھی اس لئے روسی اُسے نہ دیکھ سکے۔ ٹھیک دوپہر کو جو انتہا درجہ روشن اور صاف تھی اور کسی قسم کا غبار مطلع پر نہ تھا پہاڑی کے دامن سے یکایک روسیوں کے کان میں اللہ اکبر کی صدائیں بہت زور زور سے آنے لگیں۔ ابھی روسی پریشان ہو کے اُن آوازوں کا

---

دروازہ پر لے گئے اور وہاں جاکے اس بیکس عورت کی گردن ماری۔ گردن اُڑانے سے پہلے ہی بیچاری ادھموئی ہو چکی تھی اور اس کے تمام جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ ناخدا ترسوں نے ذرا بھی اس کی اس دردناک حالت پر رحم نہ کھایا۔ اور بڑی بیدردی سے اس کے گلے پر چھری پھیر دی اس کے بعد بیچاری کے کل رفیق اسی بیدردی سے قتل کئے گئے۔

صُبح ہوتے ہی سینان نے اپنی فوجوں کو حرم سرا سے باہر نکالا۔ اور مقدس جھنڈے کے نیچے ان کو فوجی ترتیب سے کھڑا کیا۔ تمام جاں نثاری بھی اس جگہ ٹوٹ پڑے اور مفتی کا فتوے پڑھا گیا جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ جو لوگ اس جھنڈے کے سایہ میں نہیں آئیں گے وہ باغی قرار دیئے جائیں گے۔ سینان کی اس دلیرانہ کارروائی کا یہ اثر پڑا کہ وہ اپنی دلی آرزوؤں میں بہت اچھی طرح سے کامیاب ہو گیا۔ جاں نثاریوں نے اپنے آغا اور اس کے حمایتیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یہ بیچارے ذبح کر دیئے گئے اور پھر کچھ دیر کے لئے امن اور اطمینان نظر آنے لگا۔ ایسے وزیر کا انجام جس نے اپنے آقا کی اس قدر خیر خواہی کی کیسا بُرا ہوا۔

کھوج لگا رہے تھے کہ اُنہیں ترکی فوج چوٹی کی طرف آتی ہوئی معلوم ہوئی۔ ترک ایسی ناممکن الفتح اور اونچی پہاڑی پر اس جوش اور بے جگری سے چڑھے کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے پہاڑی کا راستہ فی الحقیقت بڑا ہی دشوار گزار تھا۔ زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جس پر آدمی کا پورا پیر ٹک سکے ڈھلواں پہاڑی پر چڑھنا اور قلّہ کوہ سے گولے اور گولیوں کا مینھ برسانا یہ ایسا ہیبت ناک نظارہ تھا کہ اچھے اچھے بہادروں کے دل دہلے جاتے تھے اس سخت اور خطرناک حملہ میں ترکوں کا بہت نقصان ہوا لیکن یہ بیشۂ شجاعت کے شیر نر اپنی اسی تندی اور جوش میں اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے پہاڑی کی چوٹی پر چڑھے چلے گئے اور ایسے موقع پر پہنچ گئے کہ جہاں سوائے دست بدست کی جنگ کے طرفین کو کوئی چارہ نہ رہا۔ خوب ہی سنگینیں چلیں۔ توپوں سے بندوقوں پر۔ بندوقوں سے سنگینوں پر سنگینوں سے تلواروں پر۔ تلواروں سے مکے بازی اور کشتی پر نوبت آگئی۔ دونوں فوجیں خوب ہی کٹ کٹ کے لڑیں۔ روسیوں نے بھی اپنی سپاہ گری کا پورا نمونہ دکھا دیا۔ لیکن اخیر عثمانی

---

وہ ایک روز تن تنہا اتفاقیہ کہیں جا رہا تھا کہ اسے چند آدمیوں نے گھیر لیا۔ یہ لوگ ان کے عزیزوں میں سے تھے جن کی جانوں کی وزیر نے سلطنت کی خاطر کچھ پروا نہیں کی تھی۔ یہ موقع پاکے انہوں نے بدلا لیا اور اُسے قتل کرکے موقع سے بھاگ گئے۔

محمد کی حکومت کا پہلا سال ایسی ہی پریشانیوں اور خونریزیوں سے گزرا جیسے کہ اور سلطنتوں میں بادشاہ کی عدم موجودگی میں ہوا کرتا ہے۔ صرف سات برس میں چھ وزیر اپنی جگہ سے موقوف ہوئے یا اُن کے گلے کاٹے گئے۔ بہت سے پاشاؤں نے بغاوت کی اور سپاہی اور جاں نثاری مقتول افسروں کے مال و متاع کے لئے آپس میں خوب ہی لڑتے جھگڑتے رہے۔ ترکی بیڑہ جہازات کو وینس والوں نے کئی مرتبہ شکست دی۔ لیکن وہ اپنی فتح کا مستعدی سے ساتھ نہ دے سکے اور یہی وجہ ہوئی کہ وہ ترکوں کو کنڈیا سے نہیں نکال سکے۔ اس عرصہ میں سلطانہ ولیدہ نے نوجوان سلطان کو حرسرا میں فرصت کے وقت خوب اچھی طرح سے تعلیم دی اور محمد کیپرلی کو جو رعایا میں بہت ہر دلعزیز تھا وزیر اعظم مقرر کیا۔

بچوں نے کوہ قافی بہادروں کو دبا لیا اور بے جگری کا ایسا معقول سبق دیا کہ شاید مدتوں اُن کے صفحۂ دل سے محو نہ ہوگا۔ کوہ قافیوں نے تمام توپوں۔ سامان حرب اور سامان باربرداری کو مع مقام جنگ کے اپنے حریف کے حوالہ کر دیا اور اب بے تحاشہ جان بچا کے بھاگے پہاڑی کے عقب میں جو روسی فوج پڑی ہوئی تھی اُسے شکست کی خبر معلوم ہوئی۔ پیادہ فوج کی کئی پلٹنیں اور ڈراگونس جھٹ پٹ تیار ہوگیا اور اس نے نہایت جوش سے ترکوں پر حملہ کیا پھر جدال و قتال کا بازار گرم ہوا۔ اب ترکوں کے لئے موقع بہت اچھا تھا وہ قلۂ کوہ سے گولیوں کا مینھ برسا رہے تھے۔ روسی فوج بڑی کوشش کے بعد ایک مورچہ تک پہنچی مگر ترکی سنگینوں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے لشکرگاہ کی طرف واپس تشریف لیجائیں۔ روسی فوج نے مجبوراً اس مشورہ پر عملدرآمد کیا اور چلتی بنی۔ پھر دوسری تازہ دم فوج نے حملہ کیا اور یہ حملہ اب کے بہت غضبناک اور سخت تھا ترکوں نے اپنی موروثی سخاوت اور اپنی مہمان نوازی کے بنا پر ان جدید مہمانوں کی بھی بڑی گرمجوشی سے

اس عقلمند وزیر نے ملک کے اندرونی حصّہ میں امن و امان قایم کرنے کے لئے اور سلطنت کو مستحکم بنانے کے لئے بہت سی تدبیریں کیں اس نے جان نثاریوں اور سپاہیوں کو علیحدہ کر دیا۔ کیونکہ جہاں یہ دونوں مل جاتے تھے ملک میں سینکڑوں ابتریاں پیدا ہو جاتی تھیں اور سپاہیوں کو دور دور صوبہ میں بھیجدیا۔ قسبنیا میں وینس والے ترکوں پر غالب رہے۔ اور سروئی کی طرف جو اس صوبہ کا پایۂ تخت تھا ان کو بھگا دیا۔ کیپرلی نے وینس والوں کو ان اطراف میں روکا۔ فوج کا بڑا حصّہ امداد کے لئے روانہ کیا۔ لیکن وینس کے امیر البحر موسینگو نے ۱۶۵۹ء ترکوں کو شکست دی اور لیمناس اور ٹینڈ اس کے جزیروں پر قابض ہو گئے۔ اب وینس والوں نے صلح کرنی چاہی لیکن کیپرلی نے کہا جب کینڈیا خالی کر دوگے تو اس وقت صلح ہونی ممکن ہے۔ اس کے بعد کسی بحری چھیڑ چھاڑ میں موسینگو وینس کا امیر البحر مارڈالا گیا اور وینس والوں کی کمزوری سے ترکوں نے فائدہ اُٹھا کے بحری رستہ پر قبضہ کر لیا اور بالآخر لیمناس اور ٹینڈ اس کے جزیروں کی قسمت

دعوت کی اور اس دعوت میں کوئی کسر ایسی نہ رکھی کہ جس سے انہیں شکایت کا موقع ملتا جدید مہمان اپنے میزبان کو اس دعوت کے شکریہ میں بہت سا نقد جان نذر کرکے واپس چلے آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر چوتھا حملہ کیا گیا۔ یہ حملہ اپنی نوعیت میں سابق کے حملوں سے بالکل نرالا تھا۔

ترکوں نے آؤ بھگت کا نیا سامان کر لیا تھا اور اگر یہ مہمان ان کی پوری دعوت قبول کر لیتے تو پھر سارے روسی لشکر گاہ میں ایک تلاطم برپا ہو جاتا مگر مناسب یہی سمجھا گیا کہ ایسے معزز میزبانوں کو بہت سا نقد نذر کرکے چلے آؤ۔

وادی احمر کے دامن میں نالے کے اُس طرف تفلس کی رجمنٹوں نے جان لڑا دی انہوں نے اپنی شجاعت کی پوری قوت صرف کر دی لیکن ان کی جان توڑ کوششوں سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ترکوں کے پیر پہاڑی پر خوب جمے ہوئے تھے۔ ان کا جوش اس وقت زوروں پر تھا۔ اور اب ان کی بہادرانہ کوششوں میں مذہبی حرارت پیدا ہو چکی تھی۔ اُن کے

ترکوں کے ہاتھ میں آگئی۔

جب محمد نے چودھواں سال پورا کیا تو اس وقت کیپرلی نے اس کو فوج کے سامنے پیش کرنا مناسب سمجھا۔ اب اُسے اپنے ساتھ لیکے ایڈریانوپل جو آجکل فوج کا ہیڈکوارٹر تھا لیگیا۔ اس وقت آلیپو کے پاشا نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور یہ اعلان دیا کہ مراد خاں رابع کا ایک لڑکا جسے ابراہیم نے قتل کا حکم دیا تھا ابھی زندہ ہے۔ اس کی ماں نے اسے قاتل سے بچا لیا۔ مصنوعی شاہزادہ بیس برس کا تھا۔ کشت و خون کے جوش میں آکے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہوگئے۔ پھر اس شاہزادہ نے بھی شاہی نشان بلند کیا محمد کی فوجیں سمرنا کی طرف بڑھیں اس فرضی شاہزادہ کی فوجیں بھی مقابلہ کے لئے بڑی سرگرمی سے آگے آئیں۔ کیپرلی نے اس خیال سے کہ دشمن کمزور ہے صرف دس ہزار آدمی بھیجے یہ ناکافی تعداد بُری طرح سے پس پا کر دی گئی۔ پھر کیپرلی خود فوج لیکے گیا۔ لڑائی سلطان کی موجودگی میں ہوئی۔ تمام باغی ادھر اُدھر بھاگ گئے اور فاش شکست کھانے کے بعد الیپو کی

تلواریں مذہبی جوش میں سُرخ ہو رہی تھیں۔ اور اب وہ اپنے شکار کو تک رہی تھیں۔ لڑائی کا خونی منظر ایک زبردست جنگ کی پیشین گوئی کر رہا تھا۔ اس وقت طرفین کی کوششوں میں کوئی بات باقی نہیں تھی صرف اتنا فرق تھا کہ ترکوں کے دلوں میں اسلام کی آگ بھڑک رہی تھی اور اس غیر معمولی حرارت نے انکو بیتاب کر رکھا تھا۔ اُدہر ایک اسلامی واعظ بلندی پر کھڑا ہوا اپنے ہاتھ کو اُٹھا اُٹھا کے بہشت کی بشارت دے رہا تھا یہ امام نہایت شان سے ترکوں کو اپنا جوشیلا وعظ سنا رہا تھا۔ اس کے لمبے چغے اور ہیبت ناک چہرہ کی آن سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کوئی بڑا زبردست آسمانی واعظ ہے جس کے ہر لفظ سے ترکوں کے دلوں میں جوش پیدا ہو رہا تھا۔ ترکوں کو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ بہشت کے دروازے کُھلے ہیں اور ہم اب داخل ہونے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ علاوہ اس کے بہت سے امام اور واعظ فوج کے حصہ میں جوش دلا رہے تھے اور وہ خود بھی جوش میں دیوانے ہو رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے گولی بھی لگ گئی اور وہ مر گیا

پاشا اور وہ مصنوعی شاہزادہ دونوں گرفتار ہو گئے اور قتل کر ڈالے گئے۔

ٹرانسلوینیا میں نئے سرے سے بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ کیپرلی اُدہر سے فارغ ہوا تھا کہ اب اُسے اس آنیوالی بلا کا انتظام کرنا پڑا۔ کیپرلی اس کے لئے ایک جرّار فوج کی تیّاری کر رہا تھا کہ اس کی موت نے اُسے ایڈریانوپل میں ہمیشہ کے لئے خاک میں چھپا دیا۔

ایڈریانوپل میں جہاں اس ہوشیار وزیر نے انتقال کیا تھا اس کا آقا بھی قیام پذیر تھا اور یہ محض مرحوم وزیر کے اصرار سے اُس نے ایسا کیا۔

نوجوان شاہزادہ کی نظروں میں کیپرلی کی اُن بیش قیمت خدمات کا جو اُس نے ۱۶۶۱ء میں انجام دی تھیں بڑی وقعت تھی۔ اور کچھ مرحوم وزیر کے غیر متناہی احسانات کا خیال کر کے اور کچھ خود اپنی مرضی سے اس نے کیپرلی کے بیٹے احمد کیپرلی کو وزیر اعظم مقرّر کیا۔ اس نے اپنی قابل تعریف نرمی اور سختی کے برتاؤ سے اپنے باپ کے درجہ کو حاصل کر لیا۔ اور رعایا کے دلوں میں اُسی وقعت اور محبت کو از سر نو پیدا کر دیا۔ ٹرانسلوینیا کی مشکلات کا ابھی

اب ترکوں کی ستعدی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ ان کے ہر عضو سے جنگی عظمت اور خونریزی ٹپک رہی تھی۔

مختار پاشا فوج پر فوج روانہ کئے جا رہے تھے اور مقام آنی کے نواح سے لیکے قارص یعنی کل ۲۱ میل تک بس ترک ہی ترک نظر آ رہے تھے۔ کوروکدر کے روسی کیمپ پر ترکوں نے بڑا زبردست حملہ کیا لیکن اس حملہ کو روسیوں نے کامیابی سے روکا۔ روسی بھی بے انتہا جوش میں بھرے ہوئے تھے اور آج وہ بھی فن جنگ کا تماشا دیکھنے اور دکھانے آئے تھے۔ اب روسیوں نے آہستہ آہستہ اپنے سارے ڈویزن ایک جگہ جمع کئے۔ سبھوں نے اس کا ارادہ کر لیا تھا کہ جو کچھ بھی ہو ہم سارے کے سارے آج ملکے ترکوں پر حملہ کریں گے اور اس مقام کو ان سے چھین لیں گے لیکن ان کی تمام زبردست کوششیں۔ ان کا بار بار دل مضبوط کر کے آگے بڑھنا سب فضول تھا۔ آج عثمانی نوجوان پہاڑ کی طرح سامنا کئے ہوئے ان کو برابر پسپا کر رہے تھے۔ اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی بڑا زبردست قلعہ ہے جس پر ان روسیوں کی گولیوں کا

خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ اور پیچیدگیوں کا جال برابر پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ مشرق و مغرب کے شہنشاہوں نے اپنے اپنے فوجی افسر انتظام کے لئے مقرر کئے لیکن اس میں نا کامیابی رہی اور معلوم ہو گیا کہ بغیر تلوار پر ہاتھ ڈالے کام نہیں چلنے کا اس لئے جنگ کا اعلان دیدیا گیا۔ عثمانی فوجیں ہنگریا کی سرحدوں پر بڑھیں۔ ادھر شہنشاہ جرمنی نے اپنے مشہور و معروف سپاہ سالار جنرل مانٹکوکلی کی ماتحتی میں اپنی فوج کا ایک ٹکڑا اس ملک کی حفاظت کے لئے بھیجا۔ اس جنرل کی قیمتی معلومات اور تجربوں کی قیمت ان کثیر تعداد فوجوں سے کہیں بڑھی ہوئی تھی۔ پھر بھی اس نے اپنی مٹھی بھر فوج کا راز ترکوں سے چھپانا چاہا جسے اس نے دریائے ڈینیوب کے کنارے پھیلا رکھا تھا اس نے اپنے سپاہیوں کو اس دریا کے رستہ پر ترکوں کی روک تھام کے لئے کھڑا کیا اور ان کو ادھر سے ہمیشہ بدلتا رہا اور فوجی نقل و حرکت سے ظاہرا ان کی تعداد بہت بڑی دکھلائی۔ کیپرلی نے اس جنگ کی ابتدا انیاسل کی محاصرہ سے کی جسے اس نے ۲۷ ستمبر ۱۶۶۳ء کو پورے طور سے تاخت و تاراج کیا۔ پھر اس نے اپنے

مطلق اثر نہیں ہوتا۔ روسیوں نے پیچھے ہٹ ہٹ کے بڑی بے جگری سے ترکوں پر حملے کئے۔ اور ہر طرف سے گولے اور گولیوں کا مینھ برس رہا تھا۔ انہوں نے اسی عرصہ میں ایک طرف سامان حرب میں آگ لگادی اور ترکوں کے چند گھوڑوں اور آدمیوں کو اس آگ سے اُڑا دیا۔ اس وقت لڑائی کا بازار خوب گرم ہو رہا تھا ہر طرف سے گولے برس رہے تھے اور طرفین میں بہت سے آدمی کٹ کٹ کے مر رہے تھے۔ جنگ نے دونوں فوجوں پر اپنا قبضہ کر رکھا تھا اور جس طرف کا کوئی سپاہی مارا جاتا تو دشمن اسی کو بہت غنیمت سمجھ کے خوشی سے اُچھل پڑتا تھا جس وقت ترکوں کے سامان حرب میں آگ لگی ہے تو ڈیلی نیوز کے جنگی نامہ نگار کی بیان کے موافق تمام روسی افسر بے انتہا خوش ہو گئے اور اُن کی چہروں کی رنگت جوش کے ساتھ بدل گئی۔ ان کا جوش اتنا بڑھا کہ ان کے ایک افسر نے آگے بڑھ کر صلیب کو آسمان کی طرف بڑھایا۔ روسیوں میں پھر جان پڑ گئی اور انہوں نے بڑی بہادری اور مستعدی سے ترکوں پر حملہ کیا۔ اب میدان جنگ امید و بیم کا نقشہ بن رہا تھا۔ روسی

---

رسالہ کو کئی حصہ میں تقسیم کیا۔ اس کے رسالہ میں سپاہی اور جان نثاری دونوں شریک تھے۔ اور اپنے رسالہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو سلطنت آسٹریا کی بربادی کے لئے ہر طرف روانہ کیا۔ اور یہ لوگ پرسبرگ اور وائنا کی فصیلوں تک پہنچ گئے۔ مئی ۱۶۶۴ء میں کیپرلی آگے بڑھا اور دریا مور کو عبور کرکے اس نے سیرہی وار کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ جسے اس نے بالکل نیست و نابود کرکے آگ لگادی۔ اس اُجڑے ہوئے شہر سے عثمانی فوج جھیل بلیٹین کے مغربی ساحل سے ہوتے ہی شمالی حصّوں کی طرف بڑھی۔ اس فوج سے بغیر کسی کشت و خون کے ہو آنطی۔ ناو گریدی، اور تنرا ان مقامات پر عثمانی جھنڈا اُڑا دیا۔ وزیر اعظم کی فوج بحر مواج کی طرح بڑھ رہی تھی۔ اور اسی طرح وہ قلعہ سنیٹا تک بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ گئی جہاں اس نے قلعہ مذکور پر زور و شور سے حملہ کیا۔ شہنشاہ لیوپولڈ کی اس سفارت سے جسے اس نے مجلس شورہ کے پاس روانہ کیا تھا کچھ فوجیں اور آگئیں لیکن یہ فوجیں آپس ہی میں لڑی مرتی تھیں جس وقت تک جنرل مانٹیکو کلی کے فوج کی افسری اپنے ہاتھ

یہ چاہتے تھے کہ ہم غالب ہوں اور ترک یہ چاہتے تھے کہ نہیں ہم ان پر غالب رہیں گے اس کوشش میں دونوں طرف کے بہت سے سپاہی کام آئے۔ میدان جنگ خون سے ہولناک ہو رہا تھا۔ ابھی کسی کا سر اُڑ گیا تو کسی کا بازو۔ وہ کمبخت زمین پر گرنے بھی نہ پایا تھا کہ دوسرے گولے کے صدمے سے وہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ اوپر کوئی سسک رہا ہے کہ دوسرے حملہ آور نے آکے اُس کا خاتمہ کر دیا۔ ہر طرف لڑائی کا کالا بادل خوب گرج رہا تھا۔ روسی درمیانی فوج میں کرنل کومارف کا رسالہ بہت پُھرتی سے لڑ رہا تھا۔ روسی فوج کا ہر حصہ آگے بڑھ رہا تھا۔ نئی نئی فوجیں اس حملہ آور سپاہ میں آکے برابر ملتی جاتی تھیں اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ آج روسی عقاب اس پہاڑی پر ضرور اُڑے گا۔

ترکوں کی جب نظر اُٹھتی تھی تو سوائے روسی جوانوں کے اور کوئی نہیں دکھلائی دیتا تھا اس خونریز جنگ کی حالت ہر ساعت میں نہایت خراب ہو رہی تھی۔ ترکوں نے اس موقع پر میدان اور پاس کی گھاٹیوں میں واپس آنا مناسب خیال کیا۔ اور بالآخر کل ترک

میں نہیں لی فوج میں نہ تو کوئی ترتیب تھی اور نہ کسی قسم کا اطمینان تھا۔ جنرل مذکور دشمن کی نقل و حرکت کی خبر برابر مخبروں سے سنتا رہا۔ مجبوراً فوج کا ہیڈ کوارٹر سینٹ گوتھارڈ بدل دیا۔ وہاں جانے سے وہ سرویا اور آسٹریا دونوں پر حاوی ہو گیا۔

۲۶ جولائی کو ترکی سپاہ دریائے راب کے کنارے پہنچی۔ اگر وہ ایک دفعہ بھی دریا پار ہو جاتے تو ویانا (پایۂ تخت آسٹریا) کی طرف بڑھنے کا اچھا موقع تھا۔ کیپرلی نے بہتیری کوششیں کیں لیکن دریا کا پار کرنا مشکل ہو گیا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ بغیر فوجی مقابلہ کے میری کوششیں بے سود ہوں گی۔

پہلی اگست کو اس نے دریا کے عبور کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ دشمن بھی دوسرے کنارے پر خیمہ زن تھا۔ آسٹریا والوں نے پندرہ ہزار آدمیوں کو اس رستہ پر آنے دیا اور پھر ان پر گولے برسانے شروع کر دیئے۔ جاں نثاریوں اور سپاہیوں نے اپنے آپ کو دریا میں بڑی مردانگی سے ڈال دیا۔ اور اس جوش کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی امداد کے لئے آگے بڑھے۔

ستو باطن کے بڑے نالے میں جو کوہ آلدجہ کے نیچے کے حصہ میں بہت دور تک چلا گیا ہی واپس آگئے۔ اس نالے کے سامنے والا کنارہ خندق اور فوجی مورچہ بندی سے مضبوط ہو رہا تھا روسی اگر ان مورچوں پر حملہ کرتے تو ترکوں کے قدم اکھڑ جاتے۔ لیکن روسیوں کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔ لڑائی نے ان کی پوری طاقت صرف کر دی تھی اور اب ان کی حالت خود قابل رحم ہو رہی تھی۔ ادہر روسی ہیڈ کوارٹر سے واپسی کا حکم آچکا تھا بہر حال ترک واپس آگئے۔ اس مضبوط مورچے اور فوجی تھانوں نے ان کو خوب پناہ دی۔ تمام ترکی فوج خون میں نہائی ہوئی اسی طرف واپس آگئی۔

خوفناک جنگ جس نے طرفین کے بہت سے بہادروں کا خون کر دیا۔ اور جس کی وجہ سے اس قدر خونریزی ہوئی تیسرے پہر کو جاکے ایک بجے ختم ہوئی۔ جنگ کے دو حصے تھے۔ ایک میدان سے تو روسی اور ترک اس شدید مقابلہ کے بعد واپس آچکے تھے دوسرے حصہ میں گرینڈ ٹرس جنرل کیڈرسام کی ماتحتی اور جنرل ہیمان کی نگرانی میں اسی بے جگری اور آزادی

ترکوں کی اس دلیری سے جنگ کی قسمت کا فیصلہ مشتبہ ہو گیا تھا۔ ترکوں کی جانبازی اور آسٹریا والوں کی باموقع کارروائی دونوں کا برابر کا آمنا سامنا تھا۔ آخر میں آسٹریا والے محض اپنی جنرل کی قابلیت اور ہوشیاری سے کامیاب ہو گئے۔ ترکوں کے صرف ۱۰۰۰ آدمی اور آسٹریا والے صرف چار ہزار کام آئے۔

سلطان کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ اس خیال میں تھا کہ اب فتح کی خبر ملی اور میں تمام اپنی قلمرو میں عام خوشی کا اعلان دوں گا۔ وہاں سب سامان تیار تھا۔ کیبرلی کی یادداشتوں نے اسے کامیابی کی امید بندھا رکھی تھی۔ لیکن اب اس شکست سے تمام خوشی کا سامان غم سے بدل گیا۔ شکست کا خوف ایسا غالب ہو گیا کہ دیوان اکبر نے صلح کی ٹھیرائی آسٹریا کے جنرل کونٹ ریمانڈ مانٹیکوکیلی نے اپنی فتح کا پورا ساتھ دیا اور ترکوں کا تعاقب کیا۔ یہ اس طرح سرگرم تھا کہ اس کی گورنمنٹ نے یکایک مخالفانہ کارروائی کو روک دینے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ باب عالی صلح کرنا چاہتا ہے۔ بالآخر صلح کے نامے و پیام شروع ہوئے

سے لڑ رہے تھے۔ وہاں قتل و غارت کا بازار خوب گرم ہو رہا تھا۔ ان کے جوش میں ابھی فرق نہیں آیا تھا۔ اور ان کی تلواروں کی پیاس ابھی نہیں بجھی تھی۔ توپوں کا گرجنا اور سنگینوں کا چمکنا میدان حشر برپا کر رہا تھا۔ روسی اور ترکی ایک دوسرے کو بڑھ بڑھ کے مار رہا تھا۔ گرینیڈرس کا مقابلہ بہت سی عربی بٹالین اور منتخب رسالوں نے بڑی مردانگی سے کیا۔ گو ہر طرف روسیوں کا زور ہو رہا تھا لیکن پھر بھی ان فوجوں نے ان کے منہ پھیر دیئے جوں جوں آفتاب کی حرارت بڑھ رہی تھی اسی طرح ان سپاہیوں کی فوجی حرارت اور ایک دوسرے کو برباد کرنے کا خیال بڑھ رہا تھا۔ ادہر عربی بٹالینوں نے آج اپنی شجاعت ختم کر دی اُدہر گرینیڈر والے بھی اپنی موروثی قوت صرف کر چکے تھے۔ اس وقت لڑائی کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ چکا تھا۔ تمام میدان سرخ ہو رہا تھا۔ لاشوں کی کوئی تعداد نہ تھی۔
توپوں نے آج اپنے اژدہا صورت منہ کو خوب کھول رکھا تھا۔ اس قدر دھواں پھیل رہا تھا کہ بعض وقت گولیوں کا نشانہ خطا کر جاتا تھا۔ جو جنگی نامہ نگار تھے وہ یہ سوچ رہے

---

اور صلح چند شرائط کے ساتھ ظہور میں آئی لیکن ان شرطوں کا اصل مطلب ہنگری والوں کے بالکل خلاف تھا۔ کیپرلی کو اگرچہ مانٹیکوٹیلی نے شکست دیدی تھی لیکن پھر بھی اس مفید مطلب صلح سے اور دوسرے یہ کہ اب تک ترکوں کے ہاتھ میں بہت سے مفتوحہ مقامات باقی رہ گئے تھے۔ کیپرلی جب قسطنطنیہ واپس آیا تو اس کا استقبال بڑے جوش کے ساتھ کیا گیا اور اس کو قوم نے ایک بہادر فاتح کی حیثیت سے دیکھا۔
دوسرا فوجی کارنامہ جو کیپرلی نے صفحۂ تاریخ میں اپنی یادگار چھوڑا ہے وہ اس کی لاثانی شجاعت کا قابل فخر نمونہ ہے اور یہہ کارنامہ بہت بڑی عزت اور سطوت سے آراستہ ہے۔ اس زبردست جنگی کارنامے میں اس کی اس شجاعت اور مردانگی کا ذکر ہے جو اس نے کینڈیا کے تخت و تاراج کرنے میں دکھلائی۔ تقریباً بیس برس سے ترکوں نے اس مقام کا محاصرہ کر رکھا تھا اور ان سے کچھہ نہوتا تھا۔ علاوہ اس کے وینس والے اس جگہ کو وقتاً فوقتاً خوب مضبوط کرتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ محفوظ اور مستحکم بندرگاہ بالکل ناممکن الفتح

تھے کہ دیکھیں آج جنگ کب ختم ہوتی ہو۔ ایک مرتبہ طرفین نے پھر خوفناک حملہ کیا اور ایسا خوفناک حملہ کہ تمام میدان سے آگ برسنے لگی اور تھوڑی دیر کے لئے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اب کیا ہو رہا ہے۔ غرضکہ ترک پیچھے ہٹ گئے۔ پہاڑیوں کی مورچہ بندی اور پناہ کی جگہوں میں انہوں نے آکے دم لیا۔ جب باقاعدہ فوج اپنے مقام سے ہٹ چکی تو طرفین کی بیقاعدہ فوجوں نے زور آزمائی کی۔ یہ بھی خوب لڑے اور تمام فوجیں تھک کے کوہ یاہنی کے دامن میں غائب ہوگئیں۔ اس طرح ٹھیک چار بجے دن کو یہ معرکہ ختم ہوا۔ کچھ بھی ہو ترکوں نے روسیوں کو آگے نہیں بڑھنے دیا۔ اگرچہ عثمانی شیر دن بھر کی خونی محنت کے بعد میدان سے اپنی جگہ واپس آگئے تھے اور اس وسیع مقام کو اپنے دشمنوں کے لئے چھوڑ رکھا تھا لیکن کینرل پیتی کی پہاڑی نہیں دی اور اس پر اپنا قبضہ کئے رہے۔ ترک اگرچہ پہاڑی سے اُتر آئے تھے مگر ان کا رُعب ان کی شجاعت اور ان کا مردانہ جاہ وجلال اب تک وہاں لڑ رہا تھا۔ روسیوں کی اتنی مجال نہیں ہوئی کہ وہ پہاڑی کے دامن کو ہاتھ لگائیں۔ آج ترکوں نے اپنی

---

ہوگیا۔ وینس والوں نے تمام قوم کے جانباز جنگجو اور خاصکر فرانسیسی بہادروں سے اپنے کو خوب مسلح کر لیا تھا۔

تاریخی حیثیت سے اس بڑے پایہ کی جنگ کے واقعات یونان کی ہمیشہ مشہور رہنے والی جنگ ٹرو جن سے ملتے جلتے ہیں اس کی مُدت اس کی دیرانہ کارروائیاں اور اس کے آخری محاصرہ پر دنیا کے تمام فنون جنگ کا خاتمہ ہو جانا یہ وہ واقعات اور حالات ہیں جن سے اس زبردست جنگ کے پورے پورے موقعے زمانہ کی تاریخ میں زرّیں حروف سے لکھے جائیں گے اور اُن کے بڑھنے سے ہمیشہ ترکی بہادری کا سچّا عکس نظر آئے گا۔ اس زبردست قلعہ پر تمام فن انجنیری کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ ترکوں کی تمام کوششیں اس محاصرہ کے مقابلہ میں بیکار ثابت ہوئیں۔ ایک لاکھ ترک کا خون اس قلعہ پر بہا یا گیا۔ لیکن ترکی فوج کو برابر امداد پہنچ رہی تھی۔ اور ترکوں کے ہاتھ سے مسیحی مجاہدوں کی ۰۰ ۱۰۰ جانیں ضائع ہو چکی تھیں۔

ضد پوری کی۔ انہیں یہ کامیابی بہت سی قیمتی جانوں کے عوض میں نصیب ہوئی لیکن جو کچھ ہوا اس سے ترکوں کا ہاتھ غالب رہا۔ جنگ میں خواہ کتنے ہی مارے جائیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ فتح کا باجا کون بجاتا ہے اور کامیابی کا جھنڈا کون ہوا میں اڑاتا ہے جب صبح کی چاندنی نے میدان کو پھر صاف کیا اور ۲۶ ویں اگست کی صبح کا خیمہ گر چکا تو مختار پاشا نے اس خیال سے کہ وہ وادیٔ احمر کی موجودگی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور وہ اُن کے قبضہ میں آ چکی ہے انہوں نے اپنی فوجیں کھلے میدان کی طرف بڑھائیں۔ اب ترکوں کو بہت اچھا موقع مل گیا۔ ایک طرف تو یہ پہاڑی دوسری طرف کوہ یاہنی اس لئے ان دونوں کے درمیان میں ترکوں نے خوب مورچہ بندی کی اور ہر طرح سے تیار ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۵ ویں اگست کی ترکی نمایاں کامیابی کا سہرا ایک عربی عورت فاطمہ کے سر رہا۔ وہ بعض بدوی رسالوں کی افسری کا کام انجام دے رہی تھی۔ وہ اپنے ہموطنوں میں برابر جوش پھیلاتی تھی۔ اس پہاڑی پر حملہ کرنے کی تدبیر موسئے

لوئیس چہاردہم فرانس کے حکمراں نے وینس والوں کو اور امداد کی اُمید دلائی۔ فرانس کے بادشاہ نے وینس والوں سے وعدہ کیا کہ میں روپیہ پیسہ کے علاوہ آدمیوں سے بھی تمہاری مدد کروں گا۔ فرانس کے امدادی جوانوں کی فوج ٹولان سے روانہ ہی ہوگی لیکن رستہ میں ترکی یونانی مترجم نے فرانسیسوں کو دھوکا دیدیا۔ اور کہا کہ میں نے تمہارے وزیر اعظم کی چٹھی میں یہ دیکھا ہے کہ اب فرانس باب عالی کو امداد دینا چاہتا ہے۔ تم لوگ وینس والوں کو صلح پر آمادہ کرو۔ اور یہ فرانسیسی فوج عثمانی بیڑہ جہازات کی کمک کے لئے آئی ہے۔ دوسرے دن ترکی بندرگاہ میں چھ جہاز فرانسیسی نشان بلند کئے ہوئے داخل ہوئے۔

اصل میں ان جہازوں کا نشان محض فرضی تھا۔ ان جہازوں کو فرانسیسی بحری فوج سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ ترکی بیڑوں سے ایک روز پہلے ان کو علیحدہ کر لیا تھا اور یہ ترکی بحری فوج سے تعلق رکھتے تھے ان تازہ دم بحری نوجوانوں کی صورت دیکھتے ہی

پاشا کو اسی عورت نے بتائی تھی۔ موسے پاشا پہلے ایک روسی افسر تھا لیکن کچھ روز سے اس نے قطع تعلق کر لیا تھا اور اب وہ ترکوں کی فوج میں اپنی خدمات انجام دے رہا تھا۔ موسے اور فاطمہ دونوں ترکی حملہ آور فوج کی کمان کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ یہاں روسی فوج پڑی ہوئی تھی اور کاسکوں کا پہرا تھا انہوں نے اپنی زبان میں روسی مقررہ لفظ جو وہاں سے گزرنے کی اجازت دیتا تھا پوچھا کہ تم کون ہو۔ چونکہ موسے پہلے روسیوں کے ساتھ رہ چکا تھا اس نے خوب دھڑلے سے جواب دیا۔ دوسرے کسی مسلمان نے جسے روسیوں نے چھوڑ دیا تھا اس نے اُس خاص لفظ کو بھی موسے کو بتلا دیا تھا اس لئے ان محافظوں کو دھوکا ہوا اور انہوں نے ترکوں کو اپنا دوست سمجھ کے وہاں سے گزرنے کی اجازت دیدی اور یہ فوج رات کی تاریکی میں آگے بڑھ گئی۔

حملہ آور بڑھتے بڑھتے بڑے مقام پر پہنچ گئے اور فوج قلعہ پورے طور پر اس حملہ آور فوج کی مدافعت نہ کر سکی اُن کی دلیری اور جرأت میں شک نہیں مگر سخت حملہ کے آگے وہ کچھ نہ کر سکے

وہ لوگ جو کینڈیا کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو رہے تھے اور جن کی حالت اس سخت مقابلہ کے بعد بہت قابل رحم ہوگئی تھی گھبرا اُٹھے اور ان کے پیر اُکھڑ گئے۔

اس موقع کو غنیمت سمجھ کے عثمانی سپہ سالار نے ان کے جنرل مورسینی کے سامنے صُلح کی چند شرطیں جو قابل تسلیم تھیں جلدی سے پیش کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھٹی ستمبر ۱۶۶۹ء کو کینڈیا ترکوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ طرفین کے قیدیوں کو رہائی دی گئی اور وینس والے اس جزیرے کو ایسی پریشان حالت میں چھوڑ گئے کہ جہاں نہ کوئی مکان اصلی حالت میں رہا اور نہ کوئی آدمی باقی رہا۔

عہد نامہ کی شرطوں سے جو باب عالی اور وینس دونوں میں ہوا کینڈیا عثمانی سلطنت کا ایک ٹکڑا قرار دیا گیا۔ اس فتح کے بعد کیپرولی نے اپنا قیام کئی مہینے اسی جزیرہ میں رکھا اس عرصہ میں کیپرولی مقامی انتظام کو عثمانی ترتیب سے درست کرتا رہا۔ جب اس نمایاں کامیابی کی خبر قسطنطنیہ پہنچی تو تمام عثمانی سلطنت خوشی کے مارے پھولی نہ سمائی اور

اخیر ترکوں نے بڑا بھاری پالا جیتا اور کرزیل ٹاپی سے روسیوں کو مار کے بھگا دیا۔ اس شکست عظیم سے روسیوں کے مقامات جنگ میں تبدیلی واقع ہوئی۔
۲۷ اگست میلیکف نے اپنی فوجوں کو اوج ٹاپی کے قرب وجوار قائم کیا۔ یہ مقام کرزیل ٹاپی کے ٹھیک مشرق کی طرف واقع ہے۔
آغاز ستمبر میں پہاڑ کی چوٹیاں جاڑے کی آمد آمد کی خبر دینے لگیں۔ اگرچہ میدانوں میں اب بھی اسی طرح گرمی باقی تھی مگر اس برف سے جو پہاڑ کی چوٹیوں پر جم گئی تھی یہ پیشین گوئی ہو رہی تھی کہ جاڑا قریب آگیا۔ اخیر کی لڑائیوں سے ترکوں کو یہ فائدہ ہوا کہ انہوں نے اچھے اچھے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ بہت سے کھیت جو پک گئے تھے لیکن ابھی کٹے نہیں تھے وہ ان کے قبضہ میں آگئے۔ پانی کی بھی اسی طرح افراط ہوگئی۔ آب وہوا نہایت ہی معتدل اور موسم بہت پر از صحت تھا۔
عثمانیوں کا جوش شجاعت پے در پے کی فتوحات سے بہت ہی ترقی کر گیا تھا انہیں روسیوں کی

سب لوگ بے انتہا خوش ہوگئے۔ تمام سلطنت نے خوشی منائی۔
جب کیپرلی اپنا کام کر چکا اور اس نے شہر کو دوبارہ آباد کرنیکا پورا پورا بندوبست کر لیا تو وہ ایڈریانوپل واپس آیا۔ جسوقت اس نے قدم رکھا تمام آدمیوں نے جوش کے ساتھ خوشی کے نعرے بلند کئے اور اسے ہاتھوں ہاتھ دوامی تعریف اور شکریہ کے پھول برساتے ہوئے لے گئے۔ اس وقت محمد کے پاس ایک سفارت آئی جو اس کی عظمت کی دلیل ہے مقام اوکرین کے کاسک جو پولینڈ کی رعایا تھے انہوں نے سلطان کے سایہ میں پناہ لینی چاہی اور اس غرض سے انہوں نے سلطان کے پاس اپنی سفارت روانہ کی۔
باب عالی کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا گیا۔ مفتی نے فتوے دیا کہ اگر پولینڈ کاسکوں کو جو ترکوں کے دوست ہیں امن اور آرام نہ دے تو اس پر فوج کشی کرنی چاہیئے اور اس کے کان اچھی طرح کھولے جائیں۔ پولینڈ نے ایک نہ سنی اور جنگ کا اعلان ہوگیا دونوں طرف فوجی تیاریاں ہوگئیں۔ اس دفعہ خود سلطان نے فوج کی افسری کی باگ

حقیقت کھل گئی تھی۔ اور وہ اتنا سمجھ گئے تھے کہ روسی اب کتنے پانی میں ہیں۔ آغاز جنگ میں مختار پاشا کو سخت دبنا پڑا تھا۔ روسیوں کی دھواں دھار یلغار نے ترکوں کے قدم بہت سے مقامات سے اکھاڑ دیئے تھے۔ مختار پاشا کو یہاں تک خیال ہو گیا تھا کہ روسیوں سے مقابلہ کرنا سخت خطرناک ہے۔ یہی وجہ تھی کہ عثمانی سپاہ سالار آغاز موسم گرما میں اپنی حدود سے قدم ہٹا کے پیچھے چلا گیا تھا اور زمین کا بہت بڑا حصہ دشمن کو ٹھنڈے پیٹوں سونپ دیا تھا اور اپنی کل فوجوں کو ایسی جگہ جمع کر دیا تھا جہاں سے وہ دشمن کا ایک حد تک مقابلہ کر سکیں۔ روسی فوجوں کی تعداد ترکوں کے مقابلہ میں اگرچہ کم نہ تھی لیکن قوانین جنگ کے مطابق اسے اس لئے کم سمجھنا چاہئے کہ حملہ آور فوج جب تک تگنی چوگنی نہ ہو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ روسیوں کی تعداد کم تھی روسیوں نے جس جوش اور کامیابی سے آہنی جنگ کو اٹھایا تھا اس سے خوف پیدا ہوتا تھا کہ بہت آسانی سے روسی ترکوں کو کچل ڈالیں گے۔ مگر اخیر ہر مقام سے روسی پارہ پارہ کر دیئے

---

اپنے ہاتھ میں لی۔ اور ایک زبردست فوج لیکے مقام ٹرانسلوینیا۔ و لاچیا ہوتے ہوئے اس نے دریائے ڈنیسٹر کو عبور کیا اور پیدولیا جا پہنچا۔ یہاں کیپرلی نے سلطان کو یہ صلاح دی کہ اس صوبہ کے صدر مقام کیمینک کا محاصرہ کرنا چاہئے۔

اب پولینڈ کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ خانہ جنگیوں نے اس کے سینکڑوں ٹکڑے کر رکھے تھے اس کا شیرازہ اتفاق بالکل پریشان تھا۔ میکائیل اور سوبیسکی تخت کے واسطے جھگڑا کر رہے تھے۔ سوبیسکی کو تاتاریوں کی فوج سے جو ترکوں کی طرف سے تمام ملک کو تاخت و تاراج کر رہی تھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اس نے ان کو کئی جگہ نیچا بھی دکھایا۔ لیکن کیمینک پر ان کی دست درازیوں کو نہ روک سکا۔ بالآخر یہاں بھی نو دن کے محاصرہ کے بعد ۲۶ اگست ۱۶۷۲ء کو تاتاریوں کو بس پا کر دیا۔ یہی حال لیمبرگ کا ہوا۔ میکائیل کو اپنے رقیب کی کامیابی اچھی نہیں معلوم ہوئی۔ بجائے اس کے کہ ملک سوبیسکی کی اطاعت قبول کرے اس نے یہ چاہا کہ ترکوں کا ہاتھ اونچا رہے اور وہی اس ملک کو اپنے

گئے۔ اور دُنیا کی بدقسمتیاں ان کے سروں پر نازل ہو گئیں۔
عباسیہ کی جنگ جو خود ترکی فوج نے شروع کی تھی جس میں اسے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تھی اب ختم ہونے کو تھی۔ بہت سے دیسی سردار ترکوں سے مل گئے تھے اور روسی افسر اس تاک میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح ان کو شکست دینی چاہیے۔
بتاریخ ۳۰ رجولائی روسی فوج کا ایک کالم ملک کے اندرونی حصے میں اس غرض سے روانہ کیا گیا کہ عباسیوں کی پوری گوشمالی کرے۔ روسی افسروں کو یہ ہدایت کردی گئی تھی کہ وہ خاص خاص قصبوں میں جائیں تمام گھروں کو جلادیں۔ عورت۔ مرد۔ لنگڑے لولے اپاہج اور بے بس بچوں کو قتل کردیں۔ غرض جو چیز راستہ میں پائیں اسے بغیر برباد کئے آگے نہ بڑھیں اس کالم میں رسالہ۔ پیادے کی فوج اور توپخانہ تھا۔ نصف شائستہ اور نصف وحشی سپاہی تھے۔ عباسیوں نے کسی قدر اس فوج کا مقابلہ کیا اور وہ بآسانی قبضہ میں نہیں آئے۔ فوج کی حالت انتہا درجہ خراب تھی اور کوئی کسی کی نہیں سنتا تھا۔

تصرف میں لائیں۔ اس وجہ سے اُس نے ترکوں سے صلح کی ٹھیرائی اور مقام پدولیا اور کیپن ان کے حوالے کردیئے۔ علاوہ اس کے سلطان کو کئی ہزار خراج بھی دینا قبول کیا۔
سلطان خوشی خوشی ایڈریانوپل واپس آگیا۔ لیکن اس کی یہ خوشی کہ میں پول والوں کا بادشاہ ہوں قبل از وقت تھی۔
جب سوبیسکی کو اس معاہدہ کی خبر لگی تو وہ بہت ناراض ہوا۔ اس نے کہا یہ معاہدہ ہماری شان کے خلاف ہے۔ اس سے ہماری توہین ہوتی ہے۔ اس کی کوئی وقعت نہیں ہے اور اس نے خراج دینے سے بھی قطعی انکار کردیا۔ لڑائی کی آگ جو سلگ رہی تھی پھر بھڑک اُٹھی۔ ترکی فوج پدولیا میں دوبارہ داخل ہوگئی۔ لیکن اُس کی یہ کامیابی مبارک نہیں ثابت ہوئی۔
۱۱ رنومبر ۱۶۷۳ء کو پول کا فوجی افسر سوبیسکی ترکی فوج کے اس مقام پر جہاں انہوں نے اپنے آپ کو خوب مسلح کررکھا تھا یکایک حملہ آور ہوا۔
ترکوں نے دریائے ڈنیسٹر کے داہنے کنارے پر خازم کے قریب اپنا فوجی مقام۔ طرح سے

لندن ٹیمس کا نامہ نگار جو خود اس کالم کے ساتھ تھا لکھتا ہے کہ ہر شخص اپنے افسر کے حکم پر گردن ہلا دیتا تھا اور صاف کہہ دیتا تھا کہ میں تمہارا حکم نہیں مانتا۔ توپخانہ کے کپتان اور کرنیل میں جھگڑا ہوا جس پر کپتان نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اس کے مقابلہ میں توپخانہ کے لفٹنٹ کو حکم ہوا کہ توگولہ باری تھما دے اس نے حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ جسوقت کوہ قافی فوج کو احکام پہنچے وہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سپاہی بھی اپنے افسروں کا حکم نہیں مانتے تھے ہاں روسی پیادہ فوج بیشک مطیع اور شائستہ رہی اس کے بعد رسالہ کے کچھ سوار بطور فوج بدرقہ کے دشمن کی تلاش میں بھیجے گئے جنہوں نے واپس آکے یہ خبریں دیں کہ دشمن نے رستہ کے نیچے ایک اعلیٰ مقام پر قبضہ کر لیا ہے اور گنجان جھاڑیوں کے اندر اس کی بہت مضبوطی سے مورچہ بندی ہو رہی ہے اس پر بھی جب پیادہ فوج روانہ کی گئی تو عبّاسی مقابلہ کی تاب نہ لا کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کالم آگے بڑھا اور اس نے تمام گاؤں کو جو رستہ پر

مضبوط کر لیا تھا۔ لیکن سوبیکی کی یلغاروں سے ترکی سپاہ کو شکست اُٹھانی پڑی اور بہت کشت و خون ہوا۔ ترک نہایت مردانگی سے پیچھے ہٹے اور دریا کو پھر ایک مرتبہ عبور کیا۔ اُنہوں نے دریا کو عبور کرتے وقت بہت سے بہادروں کی جانیں قربان کر دیں۔ اس کے بعد اُنہوں نے کیمینک میں آکے دم لیا۔ سوبیکی برابر دشمن کے تعاقب میں سرگرم رہا۔ وہ جب خازم پہنچا تو وہاں بھی اس کی فوج فوجی اعزاز اور شان کے ساتھ ٹھیک فاتح کی حیثیت سے آگے بڑھی۔ دشمن کے تعاقب کا جوش اُسے برابر آگے بڑھا رہا تھا۔ وہ اپنا کام نہایت استقلال سے کرتا ہوا آگے بڑھ گیا کہ دفعۃً میکائیل کے انتقال کی خبر نے اُسے روک دیا۔ اس وجہ سے کیمینک پر وہ اپنا ہاتھ نہ ڈال سکا اور بہت سے ضروری کاموں نے اسے وارسا جانے پر مجبور کر دیا جہاں تھوڑے دنوں کے بعد وہ تخت پر بٹھلایا گیا۔ جس کی آرزوئیں وہ یوں بے جگری سے اپنی تلوار چمکا رہا تھا اور کبھی بدو لیا کبھی کیمینک ترکوں کے مقابلہ کے لئے بیدھڑک تیار ہو جاتا تھا۔

تھے جلادیا۔ اس کے بعد پھر یہ خبر آئی کہ پہاڑیوں کے سلسلے میں ایک مقام پر عباسیوں نے مورچہ بندی کر رکھی ہے اس مقام سے کروسی کالم پر انہوں نے فیر کئے اگرچہ روسی سپاہی بہت سے مقتول ہوئے لیکن اخیر میں پیادہ فوج نے چار توپوں کی مدد سے اس مقام سے بھی عباسیوں کو بے دخل کر دیا۔

ابھی تک گاؤں میں برابر آگ لگائی جارہی تھی اور عباسیوں کا بہت شدید نقصان ہورہا تھا۔ یہی کیفیت روسی رسالہ کی بھی تھی کہ وہ تمام ملک کو برباد کر رہا تھا۔ ادہر اُدہر مصیبت زدہ پناہ گزیں قدم جماکے روسیوں پر فیر کرتے تھے۔ مگر کمبخت چند منٹ کے سوا مقابلہ میں نہ ٹھیر سکتے تھے وہ برباد ہوتے چلے جاتے تھے اور روسیوں کا ان کے مقابلہ میں بہت خفیف سا نقصان ہوتا تھا۔ اس وقت عباسیوں کا سارا ملک دہواں دہار ہورہا تھا۔ بے تعداد گاؤں تھے جن میں آگ دی گئی تھی دھوئیں کے بُقعے اور آگ کے شعلے اُٹھتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ان غریبوں کی بستیوں کو پھونک کے روسی

کیپری اچھی طرح جانتا تھا کہ اسے کس سے جنگ کرنی پڑے گی اور اپنی فوجوں کو مدد دے کے اسے زبردست بنانے میں وہ کس قدر غافل رہا۔ اس نے تاتاروں کو مقام اکرائی کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور جاں نثاریوں میں سے ۱۲۰۰۰ آدمی منتخب کئے جن کی عین راحت اپنے ملک پر جان دینے میں تھی۔

یہ فوج بڑی دہوم دہام سے تیار ہوئی اور اس میں اس قدر جوش پیدا ہوگیا کہ ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار تھی۔ سوبیکی پولینڈ کا جدید شاہ اپنی روسی مددگاروں سے علیحدہ ہوکے سرمائی حصص ملک میں چلا گیا تھا اور اب طرفین سے جنگی تیاریاں کچھ دن کے لئے ملتوی ہوگئی تھیں سلطنت ترکی پر یکایک آفت نازل ہوئی یعنی ۱۶۷۶ء میں جبکہ جنگ کا آغاز ہورہا تھا وزیر اعظم کیپرلی پر مرض الموت طاری ہوا اور وہ یکایک ۴۷ سال کی عمر میں جاں بحق تسلیم ہوگیا۔ نہایت دانائی اور کامیابی سے اس نے پندرہ سال تک حکومت کی اس نے سلطان اعظم کی رعایا کی اعتیاز یہ مدارج کا پورا تحفظ کیا۔

کالم تیسرے پہر کو لوٹ گیا۔ صدہا آدمی جل گئے اور ہزاروں آدمی لنگڑے ہو کے اِدہر اُدہر پھرنے لگے اس تمام مہم میں سوائے بے رحمی کے اور کوئی کام نہیں کیا گیا۔ عبّاسی بالکل ستیاناس کر دیئے گئے اور اُنہیں روسیوں کی مخالفت کا یہ پھل ملا۔ اس مہم میں بہت سے سپاہی جارجیہ کے رہنے والے تھے اور یہہ سب انتہا درجہ کے وحشی تھے۔

اگر ترکی پر یہ الزام ہے کہ اس نے وحشی بازہی بزوقوں کو اپنی فوج میں داخل کر لیا تھا تو روسی بھی اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے کہ اُنہوں نے جارجین جیسے وحشی آدمیوں کو فوج میں بھرتی کر کے ایک سرسبز ملک کو یوں برباد کرا دیا۔

عام طور پر یہ خیال تھا کہ عین معرکہ جنگ میں یونان ترکی کے خلاف ہتھیار اُٹھائے گا تاکہ تھسلی اور آپیرس کو اپنی سلطنت میں شریک کر لے مگر ابھی تک یونان کی طرف سے بالکل خاموشی تھی۔

---

وہ لٹریچر اور صنعت و حرفت کا اول درجہ کا سرپرست تھا اس نے حکّام میں نیکی اور قومی عزت کا خیال پیدا کر دیا تھا اور جو عمدگی انتظام میں ظاہر ہو رہی تھی وہ تاریخ کے صفحوں پر سنہری حرفوں میں لکھی ہے۔

کار امصطفٰے اس کا نسبتی بھائی جو اس کی ماتحتی میں کام کرتا تھا اس کا جانشین بنایا گیا مگر بدقسمتی سے اس کا طرز و انداز کیپرلی کے بالکل خلاف تھا اگرچہ اس میں حوصلہ اور قابلیت بہت بڑی تھی مگر غیر محتاط زیادہ تھا اپنے حوصلے اور زور طبیعت کے آگے وہ نہ موجودہ حالت پر غور کرتا تھا اور نہ اُسے آیندہ کا کچھہ خیال رہتا تھا۔

اس جلیل القدر عہدہ پر مامور ہونے کے بعد اس کی بڑی آرزو یہ ہوئی کہ آسٹریا سے جنگ کی جائے اور وائینا پر قبضہ کر لیا جائے لیکن اس کے بیجا غرور اور تنک مزاجی سے کاسکوں کا دل اس سے پھر گیا جو ابھی حال میں باب عالی کی رعایا ہوئے تھے اس وجہ سے وہ ان پر بھروسہ نہ کر سکا۔

اگست کے اخیر میں یونان کی چھوٹی سی ریاست کا تذکرہ انگریزی قوم کے آگے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف نے پیش کیا جو مضمون اخبار مذکور نے لکھا تھا اس میں ترکوں کی بے انتہا ہمدردی کی گئی تھی۔ اس تمام مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ مسٹر گلیڈ اسٹون (متوفی) نے یونانیوں کو ترکوں کے خلاف شمشیر بدست ہونے کے لئے آمادہ کیا ہے۔ مسٹر گلیڈ اسٹون نے دو مہینے ہوئے ایک بہت بڑے یونانی سوداگر کو قسطنطنیہ میں لکھا تھا تم کیوں نہیں اپنی قوم کو آمادہ کرکے روسیوں کی امداد پر ترکوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے رائے دیتے۔ اس سوداگر نے جس کا نام ایم ینگرو پانٹی تھا گلیڈ اسٹون کے خط کا یہ جواب لکھا تھا کہ ہمارے مقاصد روسیوں سے بالکل مختلف ہیں اور ہماری قوم کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ ہم بجائے ترکوں کے روسیوں سے جنگ کریں۔ اس کے علاوہ میری قوم کی بڑی دانائی یہ ہے کہ وہ فی الحال بالکل خاموش رہے۔ یہ چٹھی دیکھتے ہی مسٹر گلیڈ اسٹون کے آگ لگ گئی اور اس نے تلخ ترین لہجہ میں دوسرا خط لکھا جس میں یہ بیان تھا کہ مجھے سخت تعجب ہے

باوجود ان تمام دقتوں کے کارا مصطفےٰ کو ایک زبردست فوج بہم پہنچانے میں کامیابی ہوئی جسے اس نے ادکرین کی طرف بڑھا کے خیزرم کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں ایک خطرناک جنگ ہوئی۔ ترکوں کا غیر معمولی نقصان ہوا۔ اور ترک اس پریشانی میں دریائے ڈینیوب کے پار اُتر گئے۔ لیکن روسی ایک فاتح کی حیثیت میں برابر ان کا تعاقب کرتے رہے۔

جنگ کے مردہ جسم میں دوسرے سال نئی فوجوں سے جان پڑ گئی۔ کئی خونی مقابلے ہوئے بالآخر کارا مصطفےٰ نے خیزرم کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اور ۲۱۔ اگست ۱۶۷۸ء کو نہایت مردانگی سے عثمانی جاہ و جلال کا جھنڈا بلند کرکے مقام مذکور میں اپنی فوجوں کو لا جمایا۔ لیکن اس کامیابی میں ترکوں کا سخت نقصان ہوا۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دوسرا صلح کا عہدنامہ قرار پایا جس کے مطابق ترکوں نے اس جگہ کو جو روسی عملداری میں تھی اور جس کے لئے یہ خون خرابے ہوئے تھے چھوڑ دیا۔

کہ شرقی نصرانی کس وجہ سے سلمانوں کے خلاف آمادۂ جنگ نہیں ہوتے۔ مجھ سے تو جہاں تک ممکن ہوگا میں یونانیوں کو عثمانیوں کے خلاف آمادۂ جنگ کروں گا اس پر تاجر مذکور نے یہ جواب دیا کہ آپ کی یہ رائے ہمارے لئے زہر ہلاہل ہے۔ ان دونوں خطوں کے جواب میں مسٹر گلیڈ اسٹون نے "رسالہ کنٹمپریری ریویو" میں ایک بڑا طول طویل مضمون لکھا۔ جس میں اس نے ظاہر کیا کہ اس سے بہتر موقع یونان کو نہیں مل سکتا اور یونانی سوداگر کی بڑی بھاری غلطی ہے کہ وہ اپنی قوم کو ترکوں کے خلاف شمشیر بدست ہونے کی رائے نہیں دیتا۔ پندرہ ستمبر کو یونانی سوداگر نے انگریزی اخبارات میں ایک مراسلت چھپوائی جس میں اس نے یہ لکھا کہ مسٹر گلیڈ اسٹون کا جو خط اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں چھپا تھا وہ اس مضمون کے بالکل خلاف ہے جو انہوں نے "کنٹمپریری ریویو" میں لکھا۔ مسٹر نگروپانٹی سوداگر مذکور لکھتا ہے "میں اس شخص کا نام لینا نہیں چاہتا جس نے اس کے اخبار میں یونانیوں کے ابھارنے کے لئے پے در پے مضامین لکھے۔ میں صرف اس

---

پولینڈ اور روسیہ کا بھی فیصلہ کر دیا گیا۔ روس کی حکومت پول کے لوگوں پر تسلیم کر لی گئی۔

۱۸۴۸ء میں آسٹریا کے لوگوں کے خلاف کارا مصطفیٰ کی ناکام اور پرانی جنگی تجویز کی بسم اللہ ہوئی۔ ہنگری (آسٹریا) کے رہنے والوں نے اپنے حکمراں یعنی شہنشاہ جرمنی کے خلاف بغاوت کی شہنشاہ نے انہیں باغی سمجھ کے تمام سختیاں عمل میں لایا۔ اور ان کے سارے ملکی حقوق ضبط کر لئے۔

ان مصیبت زدوں نے ترکی سے پناہ مانگی اور کہا کہ ہم تمہاری امداد کے لئے اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ باب عالی نے بڑی سختی سے مخالفت کی اور اس جنگ کے خون میں اپنا ہاتھ رنگنے سے وہ برابر انکار کرتا رہا مگر کارا مصطفیٰ کی جنگی اولوالعزمیوں نے اپنے آقا پر غلبہ حاصل کیا اور اس کو اس مخالفت کے لئے راضی کر لیا۔ اب اس خوفناک معاملہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ ترکی نے ہنگری والوں کی امداد کے لئے کئی فوجیں روانہ

معاملہ کو انگلستان کی عامہ خلایق پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اپنی نیکدلی اور انصاف سے اس کا فیصلہ کر دیں کہ کونسی بات درست ہے۔"

مسٹر گلیڈ اسٹون نے بعد ازاں یونانی سوداگر کا خط ۲۵ تاریخ کے انگریزی اخبارات میں شائع کرا دیا اور یہہ لکھا کہ ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار نے جو کچھہ لکھا ہے اُس کا یہ مطلب ہے "کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں" اب میں چاہتا ہوں کہ اس معشوق کو باہر نکال لاؤں اور عام لوگوں پر ظاہر کر دوں کہ یہ کون شخص ہے۔ اس کا جواب ڈیلی ٹیلیگراف نے یہ دیا کہ میرے نامہ نگار نے اعلیٰ درجہ کے ذرائع سے اور ممتاز اشخاص سے رائے لیکر یہ تحریر لکھی ہے اور وہ اپنی تحریر کا ذمّہ وار ہے۔

اخیر مسٹر گلیڈ اسٹون نے اس پردہ والے معشوق کو ظاہر کر دیا اور وہ مسٹر لایرڈ انگریزی ایلچی متعینہ قسطنطنیہ تھا۔ ۲۹ اکتوبر کو سفیر مذکور نے ایک مراسلہ لارڈ ڈربی کی خدمت میں بھیجا اور اس میں یہ لکھا کہ میں نے اپنے معتمد کے ذریعہ سے ڈیلی ٹیلیگراف کے

---

گیں۔ اس وقت ہنگری کا سردار ایک نوجوان رئیس ٹی کیلی تھا۔ وزیر اعظم نے سلطان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی تھی اب اس کی اقتدار اور رسوخ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ ۱۶۸۳ء میں ایڈریانوپل جہاں فوجیں جمع ہو رہی تھیں روانہ ہوا۔ اس زبردست مہم میں تاتاری۔ ولاچی۔ ماگدوی اور ہنگری بھی شامل تھے۔ کل سپاہیوں کی تعداد ۱۸۰۰۰۰ یا بعض مورخوں کی تحریر کے بموجب اس کی تعداد ۲۰۰۰۰۰ تھی۔ بلکہ اوروں کا بیان ہو کہ اس سے بھی زیادہ تھی۔ جب سب فوجی تیاریاں ہولیں اور سپاہیوں میں پورا جوش پھیل گیا تو یہ فوج مقام بلغراد سے روانہ ہوکے دریائے ڈینیوب کے مغربی کنارے سے آگے بڑھی۔ ویانا تک اس کی کوئی مزاحمت نہیں کی گئی۔ رستہ میں اس سپاہ کو دو چار جگہ پر مقابلہ کرنا پڑا لیکن دشمن اس بحر مواج کے سامنے نہیں ٹھیر سکا۔ شہنشاہ جرمنی کا نسبتی بھائی ڈیوک لورین آسٹریا کی فوجوں کی کمان کر رہا تھا۔ جو وقت شاہزادہ موصوف کو ترکی اور اس کی مشتملہ فوجوں کا حال معلوم ہوا اس نے فوراً کونٹ

نامہ نگار کے بیانات کی تصدیق کرائی ہے۔ اور مجھے اطمینان ہوگیا ہے کہ یونانی مسٹر گلیڈ اسٹون کی رائے کے بالکل خلاف ہیں اور میں گلیڈ اسٹون پر اس بات کا الزام رکھتا ہوں کہ اس نے یونانی تاجر کی مرضی کے خلاف کیوں اخبارات میں اس کے خطوط شائع کرا دیئے۔

۲۰ نومبر کو مسٹر گلیڈ اسٹون نے سفیر انگریزی سے اس کے بیان کی تصدیق کرانی چاہی اسپر سفیر موصوف نے سوائے خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا۔ محکمہ خارجہ سے سفیر موصوف کے پاس ایک تار برقی پہنچی کہ تم نے گلیڈ اسٹون کے سوالات کے کیوں نہیں جواب دیئے اس پر سفیر موصوف نے لکھا کہ میں اس کی فضول بحث کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ناچار گلیڈ اسٹون نے ۲۸ جنوری ۱۸۵۸ء کو ایک خط لارڈ ٹینٹرڈم معتمد لارڈ ڈربی کو لکھا کہ میں یونانی سوداگر کے کل خطوط اور اپنے جوابات پارلیمنٹ کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

---

اسپیھٹر مبرگ کی ماتحتی میں دس ہزار جوان وائینا کی رہائی کے لئے بھیج دیئے۔ خود شاہزادہ نے نہایت مستعدی سے لیو پولڈ سٹیٹ کے جزیرہ میں آکے اپنے خیمے نصب کئے اور اپنی فوج کو وہیں ٹھیرایا لیکن جب اسے یہ خیال آیا کہ مبادا دشمن مجھے اس جزیرہ میں ہر طرف سے گھیرے اور آمد و رفت کا رستہ بند کر دے تو اس نے دشمن کے آنے سے ایک دن پہلے ہی تمام پل اور ہر طرح کے امدادی سلسلے توڑ ڈالے۔ وہ شہر سے کچھ فاصلہ پر جاکے ٹھیر گیا اور وہیں پولینڈ۔ بویریا۔ اور سیکزنی جو اس کے حمایتی تھے ان کی فوجوں کا انتظار کرنے لگا اور یہ فوجیں فوراً تھوڑی دیر میں آپہنچیں۔

اس عرصہ میں وائنا کا مشہور محاصرہ شروع ہوگیا۔ دونوں طرف سے تمام فنون جنگ کا تجربہ کیا گیا اور جنگ کے خوفناک ہونے میں کوئی کسر نہ رہی۔ ترکی اژدہا پیکر توپوں نے وہ آگ برسائی کہ شہر پناہ کی تمام دیواریں خراب ہوگئیں۔ گولوں کی

چنانچہ اسے اجازت دیدی گئی۔ مسٹر گلیڈاسٹون نے سفیر انگریزی پر یہ الزام قایم کیا کہ اس نے کیوں ایک ایسا خط انگریزی اخبار کو بھیجا جو میرے لئے سخت مضر ہے - ایک بار اور بھی گلیڈاسٹون نے انگریزی ایلچی کو میدان میں بلایا۔ کیونکہ اس نے ۱۹ فروری ۱۸۷۸ء کو قسطنطنیہ سے ایک تار ارل ڈربی کو روانہ کیا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ گلیڈاسٹون نے جو مجھ پر الزام قائم کیا وہ محض لغو اور بیہودہ ہے - میں نے کوئی مراسلت اس کے خلاف لندن کے اخباروں میں نہیں بھیجی - میرے علم سے پہلے ہی اس کی وہ خط وکتابت جو یونانی سوداگر سے ہوئی تھی اخباروں کو پہنچ چکی تھی مجھے خود اس خط و کتابت کو پڑھ کے تعجب ہوا تھا اور یہ بات بالکل تحقیق ہے کہ یونانی تاجر نے اخباروں کو بھیجنے کے بعد انگریزی ایلچی کو قسطنطنیہ میں تمام خط دکھائے تھے - ۲۵ ستمبر کو مسٹر گلیڈاسٹون کا ایک خط اخباروں میں چھپا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ یونانی سوداگر سے میری خط وکتابت جنگ سے پہلے ہوئی تھی اور اسوقت وکلاء دول ترکی معاملات پر

---

خوفناک مار اور آگ کی ہولناک شعلوں سے کئی جگہ سے یہ دیواریں چھلنی چھلنی ہوگئیں - لیکن اس بیم ورجا کے وقت میں بھی ڈیوک لورین اپنے منتخب سپاہیوں کے دستے برابر روانہ کرتا رہا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ دشمن کی تمام جنگی کارروائیوں کو نقصان پہنچائیں اور ان کو سخت تکلیف دیں -

ترکی وزیر کی فوجی قابلیت اور کھلے میدان سے متواتر فوجی حملوں کی معمولی کامیابی سے کچھ دیر تک محاصرہ خوب گرما گرمی سے ہوا۔ سوبیکی کو موقع ملگیا کہ وہ اپنے پولینڈ کے سپاہی لورین یا اور سیگزنی جوانوں کو محصورین کی جماعت کے لئے عین میدان جنگ میں لائے - اسے اتنا اور بھی موقع ملگیا کہ ان مصیبت زدوں کو اپنی آمد کی خبر دی اور ان کی رہائی کا انکو کامل یقین دیدیا - سوبیکی نہایت مستعدی سے آگے بڑھا - تمام جنگی مورچوں کا معائنہ کیا اور اب ترکوں سے اس نے ایک خوفناک جنگ لڑنی چاہی جس کے لئے اس نے اپنی فوجوں میں جوش پیدا کر دیا تھا -

قسطنطنیہ میں بحث کر رہے تھے تو میں نے یونانیوں کو اس بات پر اُبھارا تھا کہ جنگ تو اٹل ہے اور یہ وہ جنگ ہے کہ جس میں ترکی کو سوائے موت اور زندگی کے دوسرا چارا نہیں ہے کیونکہ اس کا دشمن بہت قوی ہے اور ترکی اس سے برسر نہیں آسکتا اور ایسے موقع پر یونانی بھی روسیوں کا ساتھ دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔ چونکہ فتح یقینی ہے اس لئے سفت ترکی کا بہت سا ملک ہاتھ لگ جائے گا۔ میں نے جنگ کے درمیان یونانی سوداگر کو کوئی مراسلت نہیں بھیجی۔ ہاں اس بات کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ ۱۲؍ جولائی کو میرا ایک خط ایک انگریزی اخبار نے چھاپ دیا تھا۔ لیکن در اصل یہ اس خط کی نقل تھی جو چار مہینے پہلے ڈیلی ٹیلیگراف میں چھپ چکا تھا۔ اس خط میں مسٹر گلیڈ اسٹون نے یہ بھی لکھا تھا کہ میں یونانیوں اور روسیوں کی مخالفت خوب جانتا ہوں مگر ایسے موقع پر مخالفت کا بیان موزوں نہ تھا۔ مطلب صرف یہ تھا کہ چونکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ ہے اس لئے یونان کو بہ حیثیت ایک نصرانی

---

ڈیوک آف لورینی نے اپنے توپخانہ کے ساتھ پہاڑوں کے اُن سلسلوں کو طے کیا جنہوں نے ترکی لشکر گاہ کو جس کے خیمے وائنا کے آگے نصب تھے علیحدہ کر دیا تھا۔ اس فوج نے بیخبری میں ترکوں کے بڑھے ہوئے فوجی مقامات پر حملہ کیا۔ ترکی فوج سراسیمہ ہوکے بھاگی اور کل مقامات دشمن کے قبضہ میں آگئے۔ اس کے بعد ڈیوک لورینی نے ترکی فوج کے بازوئے چپ پر حملہ کرکے اسے بھی شکست دی۔ سپاہی اپنے وزیر اعظم کی سرکردگی میں ایک عرصہ تک صعب ترین دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن پناہ گزینوں کی کثرت تعداد سے مجبوراً انہیں بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ اخیر ڈیوک مذکور ترکی قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور ایک بڑے خونریز میدان کے بعد ۱۱؍ ستمبر ۱۶۸۳ء میں ترکی لشکر سے وائنا کو خلاصی دلوائی۔ فاتح سپاہ نے ترکی لشکر گاہ کو خوب لوٹا۔

کونٹ اسٹرہیمرگ اپنی فوج کے ساتھ وائنا سے نکل کے سوبیکی اور اس کی فوج کا مشکور ہوا پھر یہ کل متشملہ فوجیں بڑے طمطراق سے وائنا میں داخل ہوئیں۔

ہونے کے لازم ہے کہ وہ روسیوں سے مل جائے اور اس کو قومی اور مذہبی معاملہ سمجھ کے ترکوں کو زیروزبر کردے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ یونان میری نصیحتوں پر عملدرآمد کرتا۔ اس نے میری مخالفت کی اور مجھے بدنام کیا۔ اب واقعات اس بات کو ثابت کردیں گے کہ آیا جو حکمت عملی میری تھی وہ کہاں تک عاقلانہ تھی اور یونان نے کیسا احمقانہ فعل کیا۔

۲۱ر جولائی کو مسٹر گلیڈ اسٹون نے یہ خط لکھا تھا اس وقت عام طور پر ترکوں سے ہمدردی ہونے لگی تھی۔ روسی ابھی جنوبی بلقان سے آگے نہیں بڑھے تھے اور انگلستان میں یہ یقین ہوگیا تھا کہ پلونا کی حالت نہایت خطرناک ہے۔ اس موقع پر مسٹر گلیڈ اسٹون نے یونانیوں کو پھر لعنت ملامت کی کہ وہ کیوں نہیں روسیوں کی امداد پر کھڑے ہو جاتے تاکہ ترک ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جائیں۔

مدبرین یورپ کی نظریں بلغاریہ کی آیندہ بدقسمتی پر پڑ رہی تھیں اور عام طور پر سب کو

---

ترکی پناہ گزین لشکر مقام رآب کے قریب ابھی تک خیمہ زن تھا۔ باوجودیکہ اتنی بڑی شکست ہوچکی تھی لیکن اس نے اپنی جگہ سے قدم نہیں ہٹایا تھا۔

جوں ہی سوبیکی کو یہ خبر پہنچی وہ ایک کثیر تعداد فوج کے ساتھ ترکوں کے ان مٹھی بھر سپاہیوں پر حملہ آور ہوا۔ اگرچہ ترک تعداد میں بہت کم تھے لیکن انہوں نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا اور اس جوش سے حملہ آور ہوئے کہ سوبیکی کا لشکر تتر بتر ہوکے بھاگا۔ تمام سامان حرب اور رسد چھین لیا گیا اور ترکوں نے دشمن کی سپاہ کو بھگا بھگا کے مار ڈالا۔

سوبیکی خوش قسمتی سے ڈیوک لورینی معہ اپنی کل فوج کے ساتھ اس کی مدد کو آگیا اور اب عثمانی لشکر کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے۔ ترکوں نے پھر بھی قدم جما کے جنگ کی لیکن اپنے سے دس گنی فوج کا مقابلہ نہ کرسکے اور مجبوراً انہیں ڈینیوب کے پار اترنا پڑا اور ہنگری کے تمام قلعے ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔

اس طرح سے تمام توپخانے۔ کل سلحہ خانہ اور تمام سامان باربرداری ترکوں سے لیلیا گیا

یقین تھا کہ جس طرح بلغاریہ نے روسیوں کو امداد دیکر اپنی آزادی کو فروخت کرڈالا اسی طرح یونان بھی اگر روسیوں کو امداد دے گا تو ہمیشہ کے لئے برباد ہو جائے گا۔ یونانیوں کو اس بات کا کامل یقین تھا۔ یورپ کے تمام سیاسی حلقوں نے اس بات کو خوب ذہن نشین کر لیا تھا۔ انگلستان بھی اس بات کو خوب جانتا تھا مگر مسٹر گلیڈ اسٹون آپے کے باہر ہوئے جاتے تھے اور غل مچا مچا کے تمام دنیا کے خلاف یونانیوں کو ترکوں پر حملہ کرنے کی رائے دے رہے تھے۔

اخیر ۱۲ مارچ ۱۸۷۸ء مسٹر آیو مین آشلی پارلیمنٹ کے ممبر نے اس خط و کتابت کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جو انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ اور محکمہ خارجہ میں ہوئی تھی۔ اور اس میں مسٹر گلیڈ اسٹون پر بہت سے الزام قائم کئے تھے۔ بعض ممبروں نے انگریزی سفیر پر افسوس ظاہر کیا کہ اس نے کیوں ایک غیر متعلق معاملہ میں دخل دیکر گلیڈ اسٹون کو لتاڑ بتلائی مگر مسٹر بورکی نائب معتمد وزیر خارجہ انگلستان نے سفیر انگریزی کی تائید کی

---

اور یہ پہلی انقطاعی فتح تھی جو مسیحیوں کو عثمانی لشکر پر ہوئی۔

کارا مصطفٰے نے اپنی پریشان فوج کو پھر جمع کیا اور بلغراد پر آکے پہنچا۔ جس وقت فوج کی اس بربادی اور نقصانات کی خبریں پایۂ تخت میں پہنچیں تو وہاں ایک ہلچل پیدا ہوگئی۔ کارا مصطفٰے نے بہتیرا چاہا کہ مدلل طور پر اپنے بیگناہی کا ثبوت دے لیکن دیوان اور تمام علماء کا گروہ معہ جاں نثاریوں کے اس بات پر تلا ہوا تھا کہ کارا مصطفٰے کو سزائے موت دی جائے۔ سلطان اخیر مجبور ہوا اور باوجودیکہ یہ اس کا داماد تھا لیکن اسے علماء کے فتوے پر سر جھکانا پڑا۔

حرمسرائے کے دو افسر اس کی گردن مارنے کے لئے مقرر کئے گئے۔

یہ دونوں افسر سیدھے بلغراد پہنچے جہاں کارا مصطفٰے ترکی فوج کو لئے ہوئے پڑا تھا۔ وہ فوراً اس کے پاس پہنچے اور سلطانی حکم دکھایا کہ ہم تمہارا سر لینے کے لئے آئے ہیں۔ کارا مصطفٰے اب بھی اسی ہزار فوج کی کمان کر رہا تھا۔

اور اس طرح اس کو صاف بچالیا کہ اُلٹی بلا مسٹر گلیڈ اسٹون ہی پر پڑی۔ اس میں کلام نہیں کہ ایک الزام تو سفیر انگریزی پر بہت بڑا یہ آتا ہے کہ اُسے اس اعلیٰ عہدہ پر ہرگز یہ زیبا نہیں تھا کہ وہ ایسی معمولی باتوں میں دست اندازی کرتا۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ آیا جو کچھ کیا گیا وہ سفیر کے مرتبہ کے موافق ہے یا نہیں کہ ایک اخبار کوئی خط چھاپ دے اور سفیر اس میں کود پڑے اور وہ اس میں بطور خود تحقیقات کرے اور پھر اس معاملہ کو طول دیدیا جائے بظاہر یہ حکمتِ عملی عام طور پر ناپسندیدہ نظروں سے دیکھی جائے گی۔



اس کے دربار میں حرسرائے کے ان دونوں افسروں پر قدم رکھتے ہی ایک خوف سا طاری ہوگیا اور وہ کانپنے لگے۔ بڑی بات یہ تھی کہ کارا مصطفےٰ تمام سپاہ کے دلوں سے اُتر گیا تھا جس وقت سپاہ نے یہ سُنا کہ دو افسر اس کی گردن مارنے آئے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے۔

کارا مصطفےٰ نے سلطانی حکم کو آنکھوں سے لگایا اور فوراً ایک استعفا لکھ کے مع مُہر کے اُن کے سپرد کردیا اور اتنا کہا کہ میں نے تو نمک حلالی اور اطاعت میں کوئی کسر نہیں رکھی لیکن جب میری قسمت ہی اُلٹ جائے تو میں کیا کروں۔ یہ کہکے اس نے اپنے کو ان دونوں افسروں کے حوالے کردیا جنہوں نے فوراً اس کی مشکیں کس لیں اور اسے گھسیٹتے ہوئے مقتل میں لائے وہاں تمام فوج کے سامنے اس کی گردن کاٹ لی گئی اور یہ خون آلود سر قسطنطنیہ میں لایا گیا جہاں تمام علماء اور وزراء کے سامنے پیش ہوا۔ تمام لوگوں نے بے انتہا خوشی کے نعرے مارے۔

# پانچواں باب

## عثمان پاشا کی جنگ

جوں جوں ماہ اگست قریب آتا جاتا تھا ہولناک اور خونریز جنگ کے خوف سے تمام دُنیا کانپی جاتی تھی سرزمین بلغاریہ پر بہت سے خطرناک میدان ہو چکے تھے لیکن ابھی کثرت سے جوانمرد سپاہیوں کا خون بہنا باقی تھا اور ترکی باوجود شکستہ حالی کے بھی اپنے ضعیف تریں دشمن کے مقابلہ میں شمشیر بدست میدانِ کارزار میں کھڑے تھے۔ اخیر جولائی میں اُن شکستوں سے جو پلونا کے آگے روسیوں کو ہوئی تھی روسیہ کسی قدر سنبھل گیا۔ امدادی افواج برابر اُمڈی چلی آتی تھیں۔ اور شہنشاہ روس کا لشکر شپکا پر قبضہ کئے ہوئے پڑا تھا۔ ابھی تک روسیوں میں حملہ کرنے کی قوت نہیں آئی تھی اور ترک ان کو مختلف مقامات پر دباتے ہوئے چلے آتے تھے۔ کاش محمد علی۔ سلیمان پاشا اور عثمان

و آشنا پر ترکی لشکر کی بربادی اور شکست نے سلطنت میں ہل چل ڈالدی۔ تمام مسیحی دنیا میں اس بات کا چرچا ہونے لگا کہ اب ترک کبھی سرسبز نہیں ہو سکتے۔ اور یورپ کا جتنا حصّہ ان کے پاس ہے وہ باسانی قبضہ میں آسکتا ہے۔

خود عثمانی سلطنت کے جگر یعنی قسطنطنیہ میں امرائے سلطنت کی حالت اچھّی نہیں تھی۔ وہ سب مایوس ہو چکے تھے اور انہیں اپنی بربادی آنکھوں سے دکھائی دینے لگی تھی۔ کیونکہ جب وزیر اعظم کے عہدہ کی امراء سے درخواست کی گئی ہے تو کسی امیر نے وزارت کا عہدہ قبول نہیں کیا۔ اخیر ابراہیم پاشا نے لرزتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اس عہدہ کو طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ وزارت کی کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے رنگروٹوں کو بھرتی کرنا شروع کیا اور جہاں تک اس سے ممکن ہوا ملکی سلحہ خانوں۔ توپوں۔ بندوقوں اور کارتوسوں کے ذخیرے جو اس کے پیشرو وزرا نے برباد کر دیئے تھے جمع کرنے شروع کئے۔ اس نے ہر طرح کی کوشش کی کہ یورپی دول کے مقابلہ میں ترکی فوج کی گزشتہ

پاشا کی فوجیں مل جاتیں تو پھر روسیوں کو سوائے سینٹ پیٹرسبرگ اور ماسکو کے کہیں پناہ نہ ملتی۔ تمام روسی سپاہ کیا تو گرفتار کر لی جاتی یا روسی سپاہی کتوں کی موت مارے جاتے۔ لیکن مرضیٔ مولے یہ نہیں تھی۔ چونکہ اس کی مرضی میں کسی کو چارا نہیں اس لئے دم مارنے کا مقام نہیں۔

عثمان پاشا نے پلونا پر مورچہ بندی کر لی تھی اور وہ اسے چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ سلیمان پاشا درہ شپکا کو عبور کرنے میں ناکامیاب رہے۔ محمد علی لم کے قرب و جوار میں مختلف لڑائیوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ عام طور پر اُمید کی جارہی تھی کہ محمد علی پاشا ترکی فوجوں کی بلقان میں نقل و حرکت میں امداد دیں گے اور شمال کی طرف سے درہ پر حملہ کر کے روسیوں کو دو ترکی فوجوں کے بیچ میں بند کر دیں گے لیکن افسوس ہے وہ قلت فوج کی وجہ سے اپنی اس کوشش میں ناکام رہے۔ ان کا مقابلہ زار وچ یعنی شہنشاہ روس کے لڑکے سے ہو رہا تھا۔ وادی لم میں روسی فوج کا بازوئے چپ مقیم تھا اور اس کثیر تعداد

---

شان و شوکت کو پھر قائم کر دوں لیکن افسوس ہے کہ اسے حسب دلخواہ کامیابی نہیں ہوئی ابھی ترک سنبھلنے نہیں پائے تھے کہ وینس کی جمہوری سلطنت نے اُنہیں کمزور پا کے فوراً اعلان جنگ دیدیا۔ اس مسیحی سلطنت نے اعلان دیتے ہی سپاہ سالار موروسینی کی ماتحتی میں یونان میں فوج اُتار دی اور اس فوج نے بہت جلد شہر قارن۔ مینویرونو۔ کورنتھ اور اتھنس پر قبضہ کر لیا اور ان کے علاوہ یونان کے بڑے بڑے شہروں پر بجائے ہلال کے صلیب کا جھنڈا اُڑنے لگا۔

یہ نقشہ دیکھ کے اور دشمن بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنہیں نے ہر طرف سے ترکی پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ ڈیوک لورینی نے ونغراد پر قبضہ کر کے ہنگریا والوں کو معافی کا اعلان دیدیا۔ اور یہ لکھا کہ اگر تم کونٹ ٹکلی کی اطاعت ترک کر کے آسٹریا کے مطیع ہو جاؤ گے تو تمہاری گزشتہ خطاکاریوں سے چشم پوشی کی جائے گی اور تم پر سلطنت آسٹریا گونا گوں عنایت کرے گی۔ ہنگریا کے بہت سے امرا نے اس درخواست کو قبول کر لیا۔

فوج کا سلسلہ قلعہ رشطک تک پھیلا ہوا تھا اور دوسرا سلسلہ عثمان بازار تک چلا گیا تھا ہر چند روسیوں نے محمد علی کی فوج کو بہت سے مقامات سے بے دخل کرنا چاہا لیکن کامیابی نہیں ہوی۔ اس میں شک نہیں کہ حسب دلخواہ روسی اپنی حالت درست نکر سکے لیکن یہ ضرور ہوا کہ انہوں نے محمد علی کو سلیمان پاشا کی امداد کے لئے آنے ندیا۔

چند ہفتے تک توشہنشاہ روس کا بیٹا بڑے جوش وخروش سے جنگ کرتا رہا اور عام طور پر اس کا اثر میدان کارزار پر بہت اچھا ثابت ہوا مگر ۲۴ اگست کی جنگ میں اس کی تمام فوجیں محمد علی پاشا نے کاٹ ڈالیں اور اسے ایسی شکست دی کہ وہ میدان چھوڑ کے بھاگ گیا۔ کاش ترک اپنی کامیابی کا ثمرہ اٹھانے کے لئے اس کا تعاقب کرکے اسے گرفتار کر لیتے تو پھر ان کا مزاحم کوئی نہ ہوتا۔

ایک چھوٹے سے مقام پر روسیوں کا ایک دستہ فوج سپاہ سالار لیولف کی ماتحتی میں مقیم تھا۔ اور مقام اسکی جمہ کے جنوب میں درختوں کے جھنڈ کے درمیان ایک چٹان پر

---

اگرچہ کوئنٹ ٹکلی سے اس کی فوج کا بہت سا حصہ علیحدہ ہوگیا تھا تو بھی اپنے باقیماندہ آدمیوں کو ساتھ لیکے کوئنٹ لورینی پر حملہ آور ہوا اور مختلف جنگوں میں برابر کامیابی حاصل کرتا رہا۔

ادہر پولینڈ کی جنگ چھڑ گئی۔ ترکی فوج نے سوبیکی کو کئی بار شکست دی۔ اخیر مقام کیمینک پر ان کے قدم نہ جم سکے اور وہ پیچھے ہٹ آئے۔ ترکوں کی اس ناکامی پر سپاہ سالار ٹکلی ان کا مخالف ہوگیا لیکن قبل اس کے کہ وہ ترکوں کے خلاف کوئی کارروائی کرے ترکوں نے اسے قید کرکے قسطنطنیہ میں لاکے ہفت بروج کے جیل خانہ میں مقید کردیا۔

وینس کی جمہوری سلطنت کے مقابلہ میں ترک بدقسمت ثابت ہوئے ان کے جنگی بیڑہ کی حالت بہت ہی خراب تھی۔ وہ وینس والے کے جہازوں کا جس کی کمان موروسینی کررہا تھا مقابلہ نہ کرسکے۔ دشمن کے امیر بحر نے سینٹ مارا پر قبضہ کرکے مقام پیر یولیا میں مضبوط مورچہ بندی کرلی۔ اس مقام سے خلیج آرٹا پر پورا قابو ہوسکتا تھا۔

کوہ قافیوں نے قبضہ کر رکھا تھا اور روسی سلسلۂ فوج مقام توپکوئی تک پھیلا ہوا تھا شہنشاہ روس کے بیٹے کی فوج کے دوسرے حصّے مختلف مقامات پر خیمہ زن تھے ۲۰ اگست ۳۵ ویں ڈویژن کی پیادہ فوج کی ایک رجمنٹ کرنیل نظارف کی ماتحتی میں سپاہ سالار لیونف کی امداد کے لئے پہنچ گئی۔ اس رجمنٹ کے ساتھ کئی چھوٹی چھوٹی توپیں تھیں اور دو توپیں بہت بڑی بڑی تھیں۔ کل تعداد چھوٹی بڑی توپوں کی وس تھی۔

پہاڑ کے ڈھلوان حصّے پر چھوٹی چھوٹی توپیں نصب کی گئیں اور افسران فوج نے یہ سمجھ لیا کہ ہم ایک بڑی سی بڑی فوج کا مقابلہ اچھی طرح کر سکتے ہیں اور دشمن کا زبردست حملہ ہمیں اپنے مقام سے بے دخل نہیں کر سکتا۔ اس وقت ترکوں کے پاس تیس ہزار فوج اور ساٹھ توپیں تھیں اور حملہ کی تیاری ہو رہی تھی۔

۲۹ اگست کو روسیوں کے بازوئے چپ پر دو جانب سے ترکوں نے حملہ کیا۔ ایک کالم مقام رسغراد سے کار احسن کوئی نجیب پاشا کی ماتحتی میں بڑھا۔ یہ مقام یانی کوئی سے

---

جب ترکی پایۂ تخت میں پے در پے اس طرح کی ناکامیابیوں کی خبر پہنچی تو عام رعایا اور امرا میں ایک جوش پھیل گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وزیر اعظم ابراہیم اپنے عہدہ سے برطرف کر دیا گیا اور کپتان پاشا کی جس نے یہ شکستیں کھائیں گردن ماردی گئی اب ترکوں کو صلح کی خواہش ہونے لگی۔ لیکن صلح کی جو شرطیں ان کے مخالفوں نے پیش کیں اس سے ترکوں میں سخت بددلی پھیل گئی اور چاروں طرف سے ناراضگی کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ خود سلطان پر الزام قائم کیا گیا کہ اسے سلطنت کی کچھ پروا نہیں ہے۔ نہایت دغاباز۔ فریبی اور عیاش ہے۔

۱۴۶۷ء کی جنگ میں ایک بڑے ترکی لشکر کو سخت شکست ملی۔ وینس کے امیر بحر نے تمام یونانی سواروں کو زیروزبر کر ڈالا۔ وینس کے دوسرے سپاہ سالار کو مارونامی نے ڈلمیشیا کو فتح کرکے بوسینا میں اپنا جھنڈا گاڑ دیا اور پھر کیسٹلنوو کے مضبوط قلعہ پر جس کا ثانی تمام ترکی سلطنت میں نہ تھا قبضہ کر لیا۔

جانبِ شمال تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اگاسلر سے جانب جنوب چھ یا سات میل کی دوری پر ہے۔ دوسرا کالم صالح پاشا کی ماتحتی میں اگاسلر کی فوجوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے اسکی جگہ سے روانہ ہوا اور یہ دونوں فوجیں نجیب پاشا کی فوجوں کے ساتھ مل کے روسی سپاہ سالار لیوننف پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگیں۔

۳۰ تاریخ کی صبح کو سب سے پہلے ان کی کوہ قافیوں سے مٹھ بھیڑ ہوئی۔ توپوں پر بہتی بڑی اور جنگ شروع ہوگئی۔ روسی سپاہ سالار کے پاس تین ہزار پیادہ فوج ۵۰۰ رسالے کے سوار اور دس توپیں تھیں۔ رسالہ معہ دس توپوں کے اناج کے کھیت میں چھپا دیا گیا اور دو بڑی توپیں پشتے پر نصب کی گئیں لیکن اس پشتے پر بھی تمام جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں کہ خوردبین سے بھی نہیں معلوم ہوسکتا تھا کہ کوئی فوج یا کوئی شخص یہاں چھپا ہوا ہے۔ دو توپخانے روسی فوج کے بازوئے چپ پر گاؤں کے قریب نصب کئے گئے تھے۔ اخیر ترکی لشکر پہنچ گیا۔ اور ترکی سوار پہاڑی کے مقابلہ میں وادی کو طے کرتے ہوئے

---

پولینڈ کی فوج کو بھی ہر طرف کامیابی ہوئی۔ اس نے دو مقامات سیلونیا اور ٹرانسلونیا ترکوں سے چھین لیا۔ اور ترکی فوجیں تتر بتر ہو کے بھاگ گئیں۔ یہ مصیبت جو ترکی پر پڑ رہی تھی ابھی اس کی تکمیل ہونی باقی تھی۔ اور وہ یوں ہوئی کہ بچی کھچی سپاہ اپنی گورنمنٹ سے باغی ہوگئی۔ یہ نزلہ سلطان پر گرا۔ اس بیچارے نے بہت دیر میں آنکھیں کھولی تھیں اور وہ اپنی حرمسرائے اور سلطنت کا انتظام کرنے لگا تھا۔ مفتی کو موقوف کر دیا تھا۔ صرف اس جرم پر کہ اس نے جرمنی سے جنگ کرنے کا فتوے دیا تھا۔ تمام فوج۔ محل سرائے کی کل بیگمیں اور سارا شہر سلطان کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور چاہا کہ سلطان معزول کر دیا جائے سلطان نے اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ابتدا میں بہت سے مظالم کئے تھے۔ اس نے اپنے بیگناہ بھائی کو مروا ڈالا تھا اور کئی شہزادوں کو سزائے موت دی تھی۔ اسی اثناء میں شکست یاب لشکر قسطنطنیہ پہنچا۔ وہ بھی اس طوفان بے تمیزی میں شریک ہوگیا۔ سب نے مل کے نویں نومبر ۱۸۰۷ء میں اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ سلطان کا اب

آدھمکے۔ سب سے پہلے انہوں نے قصبہ سعدینا کو جلادیا۔ روسیوں کی اس کوہ قافی فوج نے جو اناج کے کھیت میں چھپی ہوئی تھی اُن پر گولہ باری کی۔ چند منٹ کے لئے ترکی سوار پیچھے ہٹ گئے لیکن بہت جلد اُنہوں نے تمام پہاڑی کو گھیر لیا ان کے جوش سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید وہ پہاڑی کو اُکھیڑ کے پھینک دیں گے۔ اسی اثنار میں ترکی توپوں کا رُخ روسی مورچوں کی طرف پھر گیا۔ اور اب گولے پڑنے لگے۔ وہ توپخانہ جو روسیوں نے پشتے پر قایم کیا تھا اور اس پر انہیں بہت بڑا غرّا تھا ستیاناس کر دیا گیا۔ اس پشتے پر برابر گولوں کا مینھ برس رہا تھا۔

جب روسی فوج ترکوں کی دُھواں دھار فیروں کی برداشت نہ کرسکی تو مجبورًا اسے قدم پیچھے ہٹانا پڑا۔ اِدہر جھاڑیوں میں طرفین کے سواروں کی دست بدست کی لڑائی کی ٹھیر گئی۔ اور خونریزی اس شدّت اور خوفناک تندی سے ہوئی کہ تمام یورپی اخباروں کے نامہ نگار کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

---

زیادہ ظلم نہیں سہا جاتا سلطان کو خبر دی گئی کہ تم تخت سے اُتارے جاؤگے۔
شہزادہ سلیمان جو بچپن سے قیدخانہ میں بند تھا اور ہر وقت موت کے خوف سے کانپا کرتا تھا ارکین سلطنت نے اس کے پاس لکھ کے بھیجا کہ سلطان محمد تخت سے اُتارا جائے گا اور اُس کی جگہ تم تخت نشین کئے جاؤگے۔ سلیمان نے صاف انکار کیا کہ مجھے تخت کی ضرورت نہیں لیکن امرا اور وزرا نے نہیں مانا اور اُسے دیوان میں لے گئے۔ سب ملکی اور جنگی عہدہ داروں نے حسب قوانین سلطنت اطاعت کی قسمیں کھائیں اور جدید سلطان سے بیعت کی۔

معزول سلطان محمد اُسی مقام پر قید کیا گیا جہاں سے ابھی اس کا بھائی سلیمان رہا ہو کے نکلا تھا اور اس سخت قید خانہ میں بیچارہ سلطان پانچ برس تک محبوس رہا اور آخیر بماہ جنوری ۱۶۹۳ء اس کی وفات ہوگئی۔

دست بدست کی طولانی جنگ کے بعد ترکی سوار دشمن کو قتل کرتے ہوئے قصبۂ کارا حسن کوئی میں گھس گئے اور اس کے ایک حصہ کو جلا دیا۔ لیکن ہم روسی پیادہ فوج کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ اب بھی اپنی جگہ پر قائم تھی اور برابر دشمن پر گولیوں کی بوچھاڑ کر رہی تھی۔

گرمی کی شدت اور آفتاب کی طمازت نے جنگ آوروں کو پریشان کر دیا تھا۔ میلوں تک تمام حصہ ملک پر ترکی توپخانے کے دھوئیں کے دَل بادَل چھا رہے تھے اور اس دھوئیں اور خاک کے بادلوں میں سے ترکی توپوں کے گولے برس رہے تھے۔ توپیں اس پھرتی سے چل رہی تھیں کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ روسیوں کے تمام ارادوں پر خاک پڑ گئی۔ اُنہوں نے فنونِ جنگ سے کام لینے میں کوئی کسر نہ رکھی اور اس قابلیت سے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا۔ مگر عثمانی بے نظیر اولوالعزمی اور جوش جنگ نے اُنہیں فائدہ کا پھل کھانے نہ دیا۔

# بیسواں باب

## سلیمان ثانی۔ ترکی کا بیسواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۶۸۷ء سے ۱۶۹۱ء تک

سلیمان ثانی کی تخت نشینی۔ پایۂ تخت کی مشکلات۔ جان نثاروں کی بغاوت۔ جرمنی کے مقابلہ میں کامیابی۔ کیپرلی زید مصطفےٰ کا وزیر اعظم بننا۔ نصرانیوں کے ساتھ اس کی عاقلانہ حکمت عملی۔ وفات۔

جب سلیمان ثانی تخت نشین ہوا ہے تو اس کی عمر ۴۶ سال کی تھی۔ اس کی عمر کا بہت بڑا حصہ قید خانہ میں گزر چکا تھا اور واقعی یہ بات سخت تعجب انگیز ہے کہ اس نے ایسی خراب زندگی گزارنے پر بھی اس دلیری اور قابلیت سے سلطنت کی کہ بڑے بڑے مدبر ششدر رہ گئے۔ سب سے پہلے اس کی توجہ اس بات کی طرف مبذول ہوئی کہ جہاں تک

مجروحین کی بہت بڑی تعداد کو لیکے روسی مقام گا گو اکی طرف روانہ ہوئے۔ یہ مقام روسی فوجوں کے عقب میں واقع تھا جہاں سخت پریشانی سے مدد کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ پورے چھ گھنٹے سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اگرچہ ہزار وقت ٹھیک دو بجے سہ پہر کو امدادی فوج سے بھی ان عظیم نقصانات کی تلافی نہ ہو سکی جو ترکوں نے روسیوں کو پہنچائے تھے۔ تو بھی ان کی فوجیں دو گھنٹے تک ترکوں کا اور بھی مقابلہ کرتی رہیں۔ عثمانی سپاہی آگے بڑھتے چلے جاتے تھے اور ان کا خوفناک دشمن ایک ایک انچ پر برابر مقابلہ کر رہا تھا۔

روسیوں کی بہادری میں کوئی کلام نہیں ہے۔ وہ قدم قدم پر کٹ کٹ کے لڑے اور ایسے لڑے کہ اُن کی شجاعت کی دھاک بندھ گئی۔ اخیر ترکی دھواں دھار حملوں کی برداشت نہ کر کے وہ پیچھے ہٹے۔ اور چار بجے سہ پہر سے انہوں نے قدم پیچھے ہٹانا شروع کیا۔ یہ لڑائی پورے پندرہ میل میں ہو رہی تھی۔

سب میں بڑی اور گھمسان کی جنگ کا ر احسن کوئی کی ہے۔ اسی اثنا میں ترکوں نے

---

ممکن ہو قوم کی جنگی حالت کا انحطاط کھو دیا جائے اور گزشتہ قوت اور جبروت پھر اس میں عود کر آئے۔ اس وقت ترکوں کی قوت بہت ہی متنزلزل ہو گئی تھی اور سب ان کو حقارت کی نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو بھی ان پر حملہ کرنے کی جرأت ہو گئی۔

جاں نثاریوں کو سلیمان کی تخت نشینی سے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ سلطان چونکہ ناتجربہ کار ہیں اس لئے ہم جو کچھ چاہیں گے اس پر زور دیکے لے لیں گے۔ چنانچہ انہوں نے وہی اپنی قدیمی کارروائی کرنی شروع کی یعنی وزیروں کے نام لکھ کے سلطان کو بھیجدیئے کہ ان کا سر ہمیں دیدیا جائے یا ان کو زندہ ہمارے حوالے کیا جائے۔ سلطان کی طرف سے اس میں تامل ہوا۔ پھر کیا تھا بغاوت کی آگ سارے شہر میں لگ گئی اور اس سرے سے اُس سرے تک قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔

بغاوت کا زور یہاں تک ہوا کہ انہوں نے وزرا اور امرا کی حویلیوں پر حملہ کرنا شروع

مقام حیدر کوئی پر جو آلم کے مقابلہ میں واقع ہے حملہ کیا۔ یہاں بھی ان کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا گیا۔ لیکن اخیر روسی اس جگہ سے نکال دیئے گئے۔ شام کو کل روسی فوج میں بھاگڑ مچ گئی۔ ترکوں نے دشمن کے سارے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ روسی فوجیں مقام پاآپسکوئی کی طرف بھاگ گئیں۔ اور یہ ایسی القطاعی شکست ہوی کہ بڑے بڑے بہادر سپاہ سالاروں کے چھکے چھوٹ گئے۔

محمد علی نے اسی دن میدان جنگ سے اپنی گورنمنٹ کو یہ تار دیا کہ میرے عملہ کا افسر رفعت پاشا جسے میں نے کار احسن کوئی بھیجا تھا شام کو واپس آ گیا۔ اس کا بیان ہے کہ بیت المقدس کی ردیف فوج کی ایک بٹالن نے جو صالح بر گڈ سے تعلق رکھتی ہے ایک توپ۔ سامان حرب کے چار چھکڑے بھرے ہوئے۔ بہت سی گاڑیاں۔ دو ہزار رئفل۔ دو ہزار کوٹ اور ہزار ہا جنگی وردیاں گرفتار کیں۔ انگریزی افسر باقر پاشا نے تیس تاریخ کی جنگ میں خوب دادمردانگی دی۔ اس کا گھوڑا گولے کے ٹکڑے سے اڑ گیا۔

---

کر دیا۔ جاں نثاری وزیر اعظم پر سب سے زیادہ دانت پیس رہے تھے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہوا تھا۔ کہ وزیر کوئی ایسی تجویز کر رہا ہے جس سے ہمیں ناکامی ہوگی۔ وزیر نے نہایت بہادری سے اپنے محل پر ان مفسدوں سے مقابلہ کیا۔ اس دن مفسدوں کی دال نہ گلی۔ دوسرے روز پھر یہ مفسد حملہ آور ہوئے اور انکے محل کا دروازہ توڑ کے اندر گھس گئے۔ جسے پایا بلا امتیاز قتل کر ڈالا اور جو چیز ہاتھ لگی اسے لوٹ لیا۔

سیاوش پاشا وزیر اعظم نے دیکھا کہ تمام محل زیر و زبر ہو گیا ہے تو وہ حرمسرائے کے دروازہ پر مع اپنے چند جاں نثاروں کے آکھڑا ہوا اور اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جب تک دھڑ پر سر ہے مفسدوں کو حرمسرائے میں نہ گھسنے دوں گا۔ ترکوں میں قدرتی طور پر حرمسرائے کا بہت ادب ہوتا ہے۔ اور خواہ ان کا کیسا ہی سخت دشمن کیوں نہ ہو مگر کسی صورت سے بھی حرمسرائے کی توہین جائز نہیں سمجھتے۔ ان مفسدوں نے باوجود ترک ہونے کے بھی نہ اپنی قومیت کا پاس کیا اور نہ اس قانون کا۔ وہ مجنونانہ جوش میں اخیر حرمسرائے پر

دوسرے روز بھی برابر جنگ ہوتی رہی۔ اس وقت ترکی فوجیں لم کے مغربی ساحل پر پڑی ہوئی تھیں۔ آٹھ عثمانی بٹالین جن کے ساتھ رسالے کے بھی سوار تھے مقام رشطک سے کاوی کوئی پر بڑھیں اور دشمن کو اس مقام سے نکال باہر کیا۔ شام کو روسیوں نے ترکوں پر حملہ کیا۔ مگر یہ حملہ کامیاب نہ ہوا۔ اور روسیوں کو پھر اپنی جگہ لوٹنا پڑا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد روسیوں نے ایک بڑی فوج کے ساتھ کاوی کوئی پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا مگر چوتھی ستمبر کو ترکوں نے اس مقام پر حملہ آور ہو کے دست بدست کی جنگ کے بعد روسیوں کو مار کے نکال دیا۔ اس وقت عثمانی سپاہ سالار احمد ایوب پاشا تھا جو پانچویں ستمبر کو جانب جنوب دس میل تک بڑھتا چلا گیا۔ اور رکاز لیو و پہنچ کے اس نے ایک سخت جنگ کے بعد بارہویں روسی آرمی کور کو سخت بے عزتی کی شکست دی اسوقت روسیوں کی فوجی تعداد ترکوں سے دوگنی تھی۔ مگر احمد ایوب نے اس بلا کی جنگ کی اور اس شجاعت سے لڑا کہ روسیوں کو ناک چنے چبوا دیئے اور آخر انھیں بھاگنا پڑا

---

بھی حملہ آور ہوئے۔ سیاوش پاشا شمشیر برہنہ لیکے ان کے مقابل ہوا۔ جب اس کے سو جان نثار خادم قتل کر دیئے گئے تو یہ بہادر وزیر بھی مغلوب ہو گیا اس کے جسم پر کئی گہرے گہرے زخم لگے تھے مگر یہ آخر تک لڑتا رہا۔ آخر دروازہ کی چوکھٹ پر گر پڑا۔ مفسدوں نے فوراً اس بہادر وزیر کا سر اتار لیا۔ مفسد حرمسرائے میں گھس گئے اور جو کچھ انہوں نے بیگناہ مستورات پر جبر کیا ہے اس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ بے رحمی اور نا انسانیت کی حد ہو چکی تھی۔ سنگدل سے سنگدل بھی مفسدوں کے اس قصائی پنے پر آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا۔ وزیر کے محل میں گھسکر مفسدوں نے عورتوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا اور وزیر کی بہن اور بیوی کو پکڑ کے بالکل ننگا کر دیا۔ اور ان کے بال گھسیٹتے ہوئے قسطنطنیہ کی شاہراہوں میں لے آئے۔

ان مستورات کی وہ گت بنی تھی کہ اہل شہر نے کبھی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھی تھی۔ انہیں مادرزاد برہنہ کر دیا تھا اور ان پر علاوہ شدید مظالم کے تمام بے عزتی کے مدارج

اس وقت تمام وادی کُم پر عثمانی فوج قابض تھی اور روسی جانب غرب بے تحاشہ بھاگے چلے جاتے تھے۔ عثمانی فوج کے قبضہ میں اس وقت وہ راستہ بھی آچکا تھا جو رشطک سے سید ہا عثمان بازار کو جاتا ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ یہاں ترکوں نے وہ کام کیا جو بے انتہا تعریف کا مستحق ہے۔ انہوں نے اپنے سے دُگنے دشمن کے دھوئیں اُڑا دیئے اور ایک بہت بڑے حصّہ ملک پر بجائے صلیب کے ہلالی پرچم لہرانے لگا۔ فتحمند ترکوں نے اپنا رُخ مقام بیلہ کی طرف کیا اور یہ وہ مقام تھا جہاں ایک بہت بڑی خونریز جنگ کی امید کی جاتی تھی۔ کیونکہ یہیں روسیوں کا لشکر گاہ بنا ہوا تھا اور تمام روسی ٹڈی دل فوجیں اسی مقام پر جمع تھیں۔ ترک نہایت جوش اور مستعدی سے بڑہے چلے جاتے تھے۔ رشطک کے توپخانہ نے بہت کچھ گولے برسائے ادھر روسی جہازوں سے اُن پر گولوں کی بھرمار ہونے لگی تو بھی انہوں نے پرگس کے پل پر قبضہ کر لیا اور شہزادہ روس کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ وہ سستووا کے پل کے ذریعہ سے بھاگنے پر آمادہ ہوگیا۔ مگر گرگووا سے اسکا بہت فاصلہ تھا

---

طے کر دیئے تھے۔

اہل شہر یہ خطرناک منظر دیکھ کے غصّہ میں بھر آئے اور انہیں مستورات پر یہ ظلم اچھا نہ معلوم ہوا۔ مفتی اور کل علمائے شہر ملک با اثر روسا کے پاس گئے اور کہا کہ جب تک ان باغیوں کی سرکوبی نہ ہوگی نہ حرمسراؤں کا احترام باقی رہے گا اور نہ بازاروں کی رونق۔ کیونکہ مفسدوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جس طرح وزیر اعظم کی حرمسرائے کا ستیاناس کیا ہے۔ کل امرا اور وزرا کی یہی گت بنائی جائے۔ امرا راضی ہوگئے اور انہوں نے مفتی اور علما کے ساتھ اتفاق کرکے جاں نثاریوں کے بڑے بڑے سرداروں کو بلایا اور کہا کیا تم مسلمان ہو۔ کیا اسلام میں حرمسرائے کا احترام نہیں ہے۔ تمہاری حمیت کہاں گئی اور تمہاری غیرت کو چڑیاں چگ گئیں کہ بیگناہ مستورات کی سر راہ یہ بے عزتی دیکھتے ہو اور اُف تک نہیں کرتے۔ ڈوب مرو اور آج سے مسلمان ہونے کا نام نہ لینا۔ یہ جوشیلے الفاظ سُنتے ہی جاں نثاری سرداروں میں جوش آگیا۔ انہوں نے گردنیں ڈال دیں اور کہا ہم آپ کے

اس لئے اس خوف سے کہ مبادا میں اپنی کل فوجوں کے ساتھ گرفتار ہو جاؤں مقام جنترا کی طرف بھاگا۔ اسی اثنا میں گرینڈ ڈیوک نکولس نے اپنا لشکر گاہ گورنی اسٹڈن سے ریدینکا بتدیل کر لیا۔ یہ گاؤں بلگرانی اور پورادین کے بیچ میں واقع ہے اور پلونا سے اس کا بہت قُرب ہے۔

یورپی اخباروں کے ایڈیٹر اور نامہ نگار جو ترکوں کی کمزوری کا ہمیشہ راگ گایا کرتے ہیں ان فتوحات کو دیکھ کے دم بخود ہیں اور کچھ ہُوں ہاں نہیں کرتے۔ سیزروچ یعنی شہنشاہ زادۂ روس اپنی کثیر تعداد فوج سے خرگوشوں کی طرح ادھر اُدھر بھاگا پھرتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے سپاہ سالاروں کے دانت کھٹے ہو رہے ہیں۔ میدان پر میدان ترک جیتے لیتے ہیں۔ پہاڑ۔ چٹان۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور وادیاں روسیوں کے خون سے رنگین ہو رہی ہیں۔ تمام روسی لشکرگاہوں میں ایک ہل چل پیدا ہو گئی ہے۔ سیزروچ اور اس کے تمام بہادر سپاہ سالار سرگردان اور پریشان اپنی

سا لتے ہیں۔ مفسدوں کی سرپرستی ہرگز نہیں کرینگے پھر کیا تھا آناً فاناً میں مفسدوں کے خلاف شہر میں آگ لگ گئی اور ہر شخص مفسدوں کو خون کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک جھنڈا سلطانی محل کے وسطی دروازہ پر اڑایا گیا۔ جھنڈا کھلنے کی دیر تھی کہ سب مسلمان اس کے گرد جمع ہونے شروع ہوئے۔ حتّٰی کہ پندرہ برس کا بچہ بھی کوئی ایسا نہ رہا تھا کہ جو اپنے نجات دہندہ کے جھنڈے کے نیچے آ کے نہ کھڑا ہوا ہو۔ مفسدوں پر آسمانی بلا ٹوٹ پڑی اور خدائی غضب اُن پر نازل ہو گیا۔ تمام مفسد گرفتار کر لئے گئے یا ان کی گردنیں مار دیگئیں یا اُن کو پھانسی دیدی گئی۔ خدا خدا کرکے شہر میں امن ہوا۔ مگر کچھ نہ کچھ فساد وقتاً فوقتاً ہوتا چلا گیا۔ اور جب تک اخیر جون ۱۸۶۱ء میں سلطان نے ایک لشکر کی ترتیب نہ دے لی اور ہنگریا کی طرف باگیں نہ اٹھالیں فساد کا قلع قمع قسطنطنیہ سے نہ ہوا۔

حفاظت کے مقام ڈھونڈھتے پھرتے ہیں۔
یہ ہیں بدیہی ثبوت عثمانی سلطنت کی کمزوری کے اور یہ ہیں بیّن شہادتیں عثمانی دولت علیہ کی مریض ہونے کی۔ جو سلطنت پانچ برس سے برابر جنگ کر رہی ہو جس کی فوج کا بہت بڑا حصّہ باغی صوبوں میں کام آچکا ہو۔ جس کے پاس روسیہ سے اعلان جنگ ہونے کے وقت صرف . . . . . ۸ شائستہ فوج ہو۔ جس کے خزانے میں اس عظیم اور خونریز جنگ کے لئے ایک پیسہ نہ ہو اور پھر وہ اپنے صعب ترین دشمن روسیہ کو اس کے چھٹی کے کھایا یاد کرا دے۔ کیا ایسی سلطنت بھی مریض اور کمزور ہو سکتی ہے۔ جو لوگ ترکی کو مریض اور کمزور سلطنت سمجھتے ہیں۔ ہمیں ان کے مجنون ہونے میں کوئی بھی کلام نہیں ہے۔
اس حصۂ ملک میں روسی رومانی فوج کا کمان افسر شاہزادہ چارلس سردار رومانیا بنایا گیا اور اس کے عملہ کا اعلیٰ افسر سپاہ سالار زوتف بے تھا اور یہی سپاہ سالار اسکی

---

محمد رابع کی تخت نشینی کے وقت سے ہنگریا کے معاملات روز بروز ابتر ہوتے گئے اور اخیر یہاں تک نوبت پہنچی کہ شہنشاہ لیو پولڈ نے اپنے بیٹے کی وراثت میں ہنگریا کو دیدیا اور اس کا اعلان کر دیا کہ میرا بیٹا اس ملک کا قانونی وارث ہے۔
ترکوں کی پے در پے شکستوں نے اور پایۂ تخت کی اس بے انتظامی نے آسٹریا اور اس کے مددگاروں کو یہ جرأت دیدی کہ انہوں نے اپنی متفقہ فوجوں سے ہنگریا کے مشہور آرلاؤ پر قبضہ کر لیا اور بماہ نومبر ۱۶۸۸ء میں ایک سال اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد بلغراد پر بھی قبضہ کر لیا۔
اسی اثناء میں وینس کے لوگوں نے اپنی فتوحات ڈلیمیتا تک پہنچا دیں۔ قسطنطنیہ میں ہلچل پیدا ہو گئی اور اب اس عثمانی پایۂ تخت کے لینے کے دینے پڑ گئے۔ باب عالی نے اخیر مجبور ہو کے یہ ارادہ کیا کہ جس طرح ہو صلح ہو جائے۔ مورو کلورڈاٹو جو باب عالی کا یونانی ترجمان اور ایک بڑا قابل شخص تھا صلح کا پیام لیکے جرمنی بھیجا گیا۔ بیچارے نے

نیابت میں بھی کام کیا کرتا تھا۔ ۳۱ اگست کو شاہزادہ کی فوج کا مقابلہ عثمان پاشا سے پلونا پر ہوا۔ اور اس عظیم جنگ میں عثمان پاشا نے شاہزادہ کو ایسا زبردست سبق پڑھایا تھا کہ اس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ اس کی تمام فوج تتر بتر ہو گئی۔ اور اس کے سپاہیوں کو ترکوں نے چورنگ کرکے اُڑا دیا۔ ٹھیک چھ بجے صبح کو ترکی رسالہ مقامات رولیسٹو اور گریویکا کے بیچ میں بڑھا۔ اور روسی مورچوں پر جو قصبہ پیلیا اور سنگالنی کے درمیان میں نصب تھے ایک شدید حملہ کیا۔ روسیوں کے پاس اس وقت سوار اور پیادہ کی فوجیں بہت کافی تھیں اور عین وقت پر ان کی محفوظ فوج بھی امداد کے لئے آگئی۔

جنرل زوتف معرکۂ جنگ سے کچھ فاصلہ پر شاہزادہ چارلس سے ملنے گیا اور اس سے لڑائی کے اُتار چڑھاؤ کی باتیں کرنے لگا۔ جس وقت ترکوں نے حملہ کیا ہے کسی یورپی اخبار کا نامہ نگار میدان جنگ میں نہ تھا جس کے ذریعہ سے حملے کی مفصل کیفیت معلوم

بھتیرا اپنی قابلیت اور آتش زبانی سے کام لیا لیکن جرمنیوں نے نہ مانا اور اُسے ناکام واپس آنا پڑا۔ سلطان نے سخت شکستہ خاطر ہو کے حکم دیا کہ عام مساجد میں دعا مانگی جائے۔ اور ایک اعلان جاری کیا کہ اگر جرمنی نہیں مانتے تو میں فوج کا سرکردہ بن کے جرمنیوں کے مقابلہ میں جاؤں گا اور کوشش کروں گا کہ عثمانی عظمت پھر برقرار ہو جائے سلطان کے اس اعلان سے تمام رعایا اور فوج میں جان پڑ گئی مگر افسوس ہے کہ اس ڈرپوک سلطان نے بہت جلد اپنی رائے بدل دی اور ایک ڈاکو جو ایشیائے کوچک میں رہزنی کیا کرتا تھا اور جسے فنون جنگ کی کچھ مہارت نہ تھی اپنی جگہ فوج کا سرکردہ بنا کے روانہ کر دیا۔

اس ڈاکو نے ہر جنگ میں سخت بے عزتی کی شکست کھائی اور ایک عظیم نقصان کے بعد قسطنطنیہ واپس چلا آیا۔ علمائے قسطنطنیہ نے فتوےٰ دیا کہ اس شخص کی گردن ماردی جائے محض اس جرم میں کہ قسطنطنیہ سے روانگی کے وقت اس نے ایک جوتشی سے

ہوئی مگر روسی سرکاری رپورٹ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ جب آگے کے مورچوں کو ترکوں نے درہم برہم کر دیا تو اس وقت زوتقف کو خبر ہوئی کہ کیا بلا نازل ہو رہی ہے۔ وہ شہزادہ کو چھوڑ کے بھاگوں بھاگ میدان جنگ میں پہنچا۔ جنگ بہت شدّت سے جاری تھی۔ آس پاس کے قصبوں کی بلغاری آبادی میں بھاگڑ شروع ہو گئی تھی اور وہ لوگ اپنی گاڑیاں مویشی۔ اور سامان لیکے بھاگے چلے جاتے تھے۔ جوں جوں ترک آگے بڑھتے تھے روسیوں کے قدم پیچھے ہٹتے جاتے تھے اور ایک عام پریشانی روسی فوجوں اور رعایا پر چھا گئی تھی۔

۱۳ر اگست کی جنگ نہایت طولانی اور خونریز جنگ ہوئی۔ روسیوں نے قصبہ سگالنکی پر جنگ مغلوبہ لڑی اور عرصۂ جنگ میں کبھی یہ مقام ترکوں کے قبضہ میں آ گیا اور کبھی روسیوں کے۔ ترکوں نے مقام بیلیات کو جو پلونا سے جنوب مشرق کی طرف آٹھ یا نو میل تھا دست بدست کی جنگ میں فتح کر لیا۔ اور اس کے بعد روسیوں کے کُل مورچوں

خلاف اصول اسلام پانسہ ڈلوایا تھا۔ چنانچہ اس بدبخت ڈاکو کی گردن ماردیگئی۔ یورپین ترکی کے جنوبی حصّوں کی لڑائی بھی ترکوں کے موافق نہ پڑی۔ یہاں بھی ترکی فوج کو پے در پے شکستیں ملیں جن کی خبریں قسطنطنیہ میں برابر چلی آتی تھیں۔ صوبوں پر صوبے اور شہروں پر شہر دشمن نے فتح کرنے شروع کر دیئے۔ سلیمان ثانی کی تخت نشینی کے دوسرے ہی سال ڈینیوب کے شمالی صوبے جنہیں اس کے باپ دادا نے خون اور روپیہ سے خریدا تھا ان کے قبضہ سے نکل گئے اور ڈینیوب کے جنوبی حصّے یعنی بوسینا اور سرویا کے اعلیٰ مقامات پر آسٹریا والوں نے قبضہ کر لیا۔

اب سلطان کے چھکے چھوٹے اور اس نے مجبور ہو کے ایک بہت بڑا دربار ایڈریانوپل میں کیا جس میں تمام وزرا اور جنگی افسر شریک تھے۔

سلطان نے ارا کین سلطنت سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ تم مجھے مشورہ دو کہ میں سلطنت کا انتظام کس کے ہاتھ میں سونپوں۔

اور خندقوں پر جنہیں فن حرب کا کمال دکھایا گیا تھا عثمانی پرچم لہلہانے لگا۔ کوہ قافی فوجیں عثمانیوں نے بہت پھرتی سے کاٹ ڈالیں۔ اور یہی وہ فوجیں تھیں جنہیں روسی اپنی قسمت کا دارومدار سمجھتے تھے۔ مارتے مارتے ترک قلب لشکر میں پہنچ گئے جو پلیات سے جانب شمال دو میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہاں روسی نہایت شجاعت سے قدم جما کے لڑے مگر ترکوں کی موروثی دلیری کے آگے انکی دال نہ گلی انہوں نے اخیر تک خونریز جنگ کے بعد ان زبردست مورچوں سے روسیوں کو بھگا دیا۔
اس مقام پر شہنشاہ روس کا باڈی گارڈ جنگ کر رہا تھا جس کی شجاعت اور ہنرمندی کی دھاک تمام زمانہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ شام ہوگئی اور طرفین نے تاریکی کے طفیل سے کچھ دیر آرام لیا۔ مگر روسیوں نے اس وقت کہ جب ترک اپنے مجروحین و مقتولین کو اٹھا رہے تھے نہایت سختی سے ان پر حملہ کیا۔ توپوں سے بندوقوں اور بندوقوں سے نیزوں اور نیزوں سے تلواروں پر نوبت پہنچ گئی۔ رات بھر قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ صبح کے پو پھٹنے اور باد نسیم کے جھونکوں نے طرفین کے سپاہیوں میں ایک نئی روح پھونک دی اور اسی آمادگی سے پھر جنگ

---

اخیر سب کے مشورے سے مصطفیٰ وزیر اعظم بنایا گیا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے تخت نشینی سے پہلے سلیمان کی جان بچائی تھی۔ فوراً ابلاکے لشتہ وزارت اس کے سپرد کر دیا گیا۔ یہ احمد اعظم کا بھائی تھا۔ اور اس وقت اس کی عمر پچاس سے تجاوز کر چکی تھی۔ اس وزیر میں اپنے باپ دادا کی موروثی قابلیت موجود تھی۔ تمام رعایا اس پر بھروسہ کرنے لگی۔ پایۂ تخت میں امن قائم ہوگیا۔ عدالتوں میں قابل اور منصف لوگ مقرر ہوئے۔ نہ صرف پایۂ تخت میں بلکہ ترکی کے دور و دراز صوبوں میں بھی کافی انتظام ہوگیا۔ اس نے یونانی عیسائیوں کو ان کی بستی میں گرجا بنانے کی اجازت دیدی۔ اس حکمت عملی سے عیسائی سلطنت ترکی کے طرفدار بن گئے۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ ذلت کی صلح ہو بلکہ اس کی خواہش یہ تھی کہ فتح کے بعد صلح کی جائے۔ اس نے ترکی کی شکستہ فوجوں کو پھر جمع کیا اور خود ان کا سپاہ سالار بن کے سرویا پر حملہ آور ہوا۔
جاں نثاریوں نے اپنے قابل سپاہ سالار کی ماتحتی میں تمام سرویا پر قبضہ کر لیا اور مقام اسحٰق پر جرمنیوں کو اعلان جنگ دیدیا۔ یہاں جرمنی فتحمندانہ فوجوں کا ٹڈی دل پڑا ہوا تھا خوب ہی

ہونے لگی یہاں تک کہ سہ پہر کے چار بج گئے۔ روسیوں کی تازہ دم فوجیں برابر چلی آرہی تھیں۔ لیکن عثمانی سپاہی تھک گئے تھے۔ کوئی فیصلہ اس جنگ میں اس بات کا نہ ہوا کہ آیا فتح کس کی ہوئی۔ دوپہر تک روسیوں کی تعداد عثمانیوں سے تگنی ہو گئی اور وہ مقامات جو ایک دن پہلے ترکی فوجوں کے قبضہ میں آگئے تھے پھر روسیوں نے اُن پر قبضہ کر لیا۔

جب روسی اور رومینی فوج کا سپاہ سالار پلونا کے آگے شہزادہ چارلس ہوا ہے تو اس نے فوج کو مخاطب کرکے بیان کیا تھا" اے بہادر سپاہیوں۔ جنگ ہمارے حدود کے قریب ہوتی جاتی ہے۔ اگر ترک فتحیاب ہو گئے تو اس بات کو دل میں سمجھ رکھو کہ بلقان کی کُل ریاستیں زیروزبر کر ڈالی جائیں گی اور ترک ہمارا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے اس لئے تم رومینیوں کا فرض ہے کہ اپنے وطن کے بچانے کے لئے اپنی جانیں قربان کردو۔ مبادا تمہیں روز بد دیکھنا پڑے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے دل مثل رُوما کے دل کے ہیں یقیناً تم ویسے ہی بہادر ہو جیسے تمہارے باپ دادا تھے۔ اگرچہ تمہاری تعداد کم ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ رومینی فوج اپنی شجاعت اور فنونِ جنگ سے

---

لڑائی ہوئی کئی دن تک برابر خونریزی ہوتی رہی۔ جرمنیوں نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا مگر جاں نثاری فوج نے جرمنی لشکر کے شیرازہ کو درہم برہم کر دیا۔ اور اُس کے بہادر سپاہی خرگوشوں کی طرح کونوں میں چھپتے پھرے۔ تمام جرمنی فوجیں کاٹ ڈالی گئیں۔ جرمنیوں کا بہت بڑا سامان حرب اور سامان رسد ترکوں کے ہاتھ آیا۔ یہاں بہت بڑی زبردست فوج چھوڑ کے مصطفیٰ آگے بڑھا۔ اور تمام مشہور شہروں اور قلعوں کو فتح کرتا چلا گیا۔ ان تمام نمایاں فتوحات کے بعد وہ قسطنطنیہ واپس آیا۔ جہاں اس کا بہت بڑا اعزاز کیا گیا۔ ساتھ ہی مصطفیٰ نے سواحل موراوا اور نیسا سے دشمنوں کو خارج کر دیا تھا۔ اور ڈینیوب کے صوبے پھر ترکی جھنڈے کے نیچے آگئے تھے۔ ۱۶۹۱ء کے شروع ہوتے ہی سلطان نے مصطفیٰ کو پھر دوسری مہم میں جانے کا حکم دیا مصطفیٰ فوج کے ساتھ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ سلطان کی صحت خراب ہونے لگی۔ ایسی نازک حالت میں قابل وزیر نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ پایہ تخت سے باہر چلا جاؤں کیونکہ اُسے یہ خبر لگ گئی تھی کہ لوگ اس بات کی سرگوشی کر رہے ہیں کہ محمد رابع کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا تخت نشین کیا جائے مگر مصطفیٰ

امتیاز یہ درجہ پیدا کریگی اور یورپ میں اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ شہنشاہ روسیہ کی بھی دلی آرزو یہی ہے اور ان ہی وجوہات سے کہ میدانِ جنگ میں رومینی اور روسی فوجوں کی قسمتیں وابستہ ہو رہی ہیں مجھے ان متحدہ فوجوں کا سپاہ سالار بنایا ہے"۔
شہزادہ چارلس کے اس جوشیلے بیان نے اس کے سپاہیوں پر کچھ بھی اثر نہ کیا۔ جو بے عزتی کی شکستیں حال میں وہ ترکوں کے ہاتھ سے اٹھا چکے تھے ابھی فراموش نہیں ہوئی تھیں۔ وہ نہایت پریشانی سے ڈینیوب کے جنوبی سمت فوج کی نقل و حرکت دیکھ رہے تھے۔ اور انہیں اس بات کا خیال تھا کہ اگر اس مقام پر فوج نے شکست کھائی تو پھر ہم کسی صورت سے بھی اپنے ملک کو نہیں بچا سکینگے۔
کچھ عرصہ تک درہ شپکا کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ ۳۱ اگست کے بعد ترکوں نے کوئی حملہ شپکا پر نہیں کیا۔ جنرل ریڈسکی نے نہایت شجاعت اور استقلال سے اس درہ پر قبضہ رکھا۔ اس کا مرکز فوج کوہ سینٹ نکولس پر قائم تھا اور اس کی فوج کا بازوئے چپ اور راست تھوڑی دور جانب شمال پہاڑی چوٹیوں پر پڑا ہوا تھا۔ آخر الذکر فوجوں کے انتہائی

---

اس کا بالکل مخالف تھا۔ اس کا بیان تھا کہ سلطان کا بھائی احمد شاہی خاندان میں سب سے بڑی عمر کا ہے تخت نشین ہونا چاہئے۔ وزیر کا اثر لوگوں پر بہت تھا۔ بائیسویں جون ۱۶۹۱ء میں سلیمان ثانی کا انتقال ہو گیا۔ ایک شخص کو بھی یارا نہ ہوا کہ وہ محمد کے بیٹوں میں سے کسی کی طرف تخت نشینی کا اشارہ کرتا۔ یہ لڑکے ابھی تک نظر بند تھے۔
سلیمان اکثر قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا اور بہت بڑا جیّد حافظ تھا۔ رعایا کو اپنے سلطان سے دلی محبت تھی اور سب اس کا احترام کرتے تھے۔ اس بے چارے نے صرف تین سال اور نو مہینے سلطنت کی۔ اگر یہ پانچ چھ سال اور بھی زندہ رہتا تو تمام ملکوں پر جو سلیمان اعظم کے وقت میں ترکی کے قبضہ میں تھے اسلامی پرچم لہلہانے لگتا۔



حصّے پر نشیبتے واقع تھے۔ جو مقام گروداتک متوازی صورت میں چلے گئے تھے۔ بس یہی ایک رستہ تھا جو روسیوں کی آمدورفت کا کھلا ہوا تھا۔ روسیوں نے خونریز جنگ کے بعد اس چٹان پر قبضہ کرلیا تھا جو پہلے ترکوں کے پاس تھا اور عثمانی فوجیں پس پا ہوکے دوسرے پشتے پر چلی گئی تھیں جہاں اب بھی روسیوں سے دو دو ہاتھ ہو رہے تھے۔ اس اثناء میں ترکوں نے درۂ شپکا پر کوئی حملہ نہ کیا۔

سینٹ نکولس کے عقب میں روسیوں نے جگاددری توپیں نصب کردیں۔ اور اب اس بات کا یقین ہوگیا کہ ترکی فوج کی متحدہ قوت بھی ہیں اس مقام سے بیدخل نہیں کرسکتی۔ لندن ٹمس کا نامہ نگار جو اس وقت موجود تھا لکھتا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب درۂ شپکا کی جنوبی طرف ترک موجود ہیں پھر روسیوں نے کیوں ان پشتوں پر ایسی مضبوطی سے مورچہ بندی کر رکھی ہے ترکی فوجی کالم اِدھر اُدھر برابر گردش لگا رہے ہیں ان پر روسی توپخانہ کچھ بھی اثر نہیں کرسکتا اگر وہ مستعدی سے جنگ کریں تو روسی بہت آسانی سے بیدخل ہو سکتے ہیں۔

# اکّیسواں بابؕ

## ترکی کا اکّیسواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۶۹۱ء سے ۱۶۹۵ء تک

احمد ثانی کی تخت نشینی۔ وزیر اعظم کے خلاف سازش کا ہونا۔ آسٹریا سے جنگ۔ مصطفیٰ کی شکست اور قتل۔ ترکوں کا عظیم نقصان۔

احمد کا برباد کن زمانہ۔ موت۔

احمد ثانی ۱۳ار جولائی ۱۶۹۱ء میں تخت نشین ہوا۔ اور بھرے دربار میں عثمان کی تلوار اس کی کمر میں باندھی گئی۔ یہ سلطان مثل اپنے بعض پیشروؤں کے مطلق سلطنت کی قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی سلطان اپنے بھائی محمد رابع سے قید خانہ میں ملنے گیا۔ بھائی نے صورت دیکھتے ہی احمد کو تخت نشینی کی مبارکباد دی۔ سلطان نے حکم دیا کہ ہر قسم کا سامان

اس وقت میدان جنگ میں فتح اور شکست کا ایک عجیب اُتار چڑھاؤ معلوم ہو رہا تھا عثمان پاشا نے ۲۶ر جولائی مقام لوفچا کو فتح کر لیا تھا لیکن تیسری ستمبر روسیوں نے پھر اسے واپس لے لیا۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ شہزادہ امرتنسکی نے بائیس ہزار فوج شہر لوفچا کے مشرقی اور جنوب میں جمع کر رکھی تھی جس کا فاصلہ پلونا سے جانب جنوب بیس میل ہے۔ عام طور پر سمجھ لیا گیا تھا کہ جب روسی دوسرا حملہ پلونا پر کریں گے تو یقیناً ایکدفعہ اور لوفچا ان کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اور جب لوفچا قبضہ میں آگیا تو پھر ترکی کی آمد و رفت کو کاٹ سکتے ہیں جو عثمان پاشا جنوب کی طرف سے کر رہے ہیں۔ اس حملہ کی تیاری نہایت پوشیدہ طور پر کی گئی نوجوان روسی سپاہ سالار اسکوبلوت نے یکایک بے خبری میں ترکوں پر حملہ کر کے ان کے دو مورچے چھین لئے۔ یہ مورچے شہر کے شمال مشرق کی طرف بنے ہوئے تھے۔ پھر شہزادہ امرتنسکی نے دوسرے روز ۳ر ستمبر کو لوفچا پر حملہ کیا۔ یہ شہر سواحل عثمہ پر واقع ہے اور یہیں سے کل راستے پلونا۔ نکوپولس

---

راحت بھائی کے لئے قید خانہ میں جمع کیا جائے اور ساتھ ہی بہت سے لونڈی۔ غلام بھائی کی خدمت کے لئے بھیجے۔

جدید سلطان نے پہلے ہی دربار میں مصطفےٰ کو اس عہدہ پر قائم رکھا۔ قابل وزیر اپنی اُسی مستعدی سے رعایا کی بہتری اور سلطنت کی ترقی میں کوشش کرتا رہا لیکن دربار ہی میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جس نے وزیر کی مخالفت میں کمر باندھی۔ ان بدنصیب سازش کنندوں نے مصطفےٰ کے خلاف سلطان سے لگائی بجھائی شروع کی اور کہا کہ یہ بہت بڑا مفسد ہے مبادا آپ کو تخت سے اُتار دے۔ اور آپ کی سلطنت کو غصب کرلے۔ وزیر کو بھی اس کی سن گن لگ گئی۔ اس نے تمام بڑے بڑے فوجی افسروں کو جمع کر کے یہ بات بیان کردی وہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ یکایک ساری فوج میں غصّہ کی آگ بھڑک اٹھی فوج بغاوت پر آمادہ ہوئی اور محلسرائے سلطانی کو گھیر کے یہ مطالبہ کیا کہ مصطفےٰ کے دشمنوں کا سر دیا جائے سلطان نہایت ہی کمزور دل و دماغ کا شخص تھا۔ اس نے فوراً ان لوگوں کو زندہ حوالے کر دیا۔ جن کے سر قلم

سلوی۔ گبروو۔ اور ترنووا کی طرف جاتے ہیں۔ اس وقت کل روسی فوجیں موجود تھیں یعنی دوسرا ڈویژن۔ تیسرے ڈویژن کا دوسرا برگیڈ۔ کوہ قافیوں کی دو رجمنٹیں۔ دس بڑے توپخانے اور ترلیس کا ایک پورا برگیڈ موجود تھا مگر ترکوں کے پاس پیادہ فوج کی صرف آٹھ بٹالین تھیں۔ جن کی تعداد اپنے صعب ترین دشمن سے بدرجہا کم تھیں۔ چھ بجے صبح کو جنگ شروع ہوئی اور روسی نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف نے ترکی مورچوں پر گولیوں کا مینھ برسانا شروع کیا۔ ترکوں کو مجبوراً پہاڑیوں کے سلسلے میں پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور یہاں انہوں نے حملہ کا انتظار کیا۔ روسی بڑھے اور انہوں نے نہایت مستعدی اور شجاعت سے ترکوں پر حملہ کیا۔ خوب کٹا چھنی کی جنگ ہوئی۔ اخیر روسی فوجیں پراگندہ ہو کے بھاگیں اور ترکوں کے نام پہ فتح رہی۔ اس فتح کے نمایاں ہونے میں کوئی بھی کلام نہیں۔ ان کی تعداد جیسا اوپر بیان کیا گیا اپنے دشمن سے بہت ہی کم تھی لیکن عثمانی شجاعت نے اس بات کو ثابت کردیا کہ اگر ترک مستعدی سے جنگ کریں تو ایک ترک پانچ روسی پر غالب آسکتا ہے۔

---

کر ڈالے گئے۔

گزشتہ جنگ کی کامیابی نے عثمانی سپاہیوں میں ایک نیا جوش پیدا کردیا تھا اور پھر جاں نثاریوں کو یہ یقین ہونے لگا تھا کہ ہم اپنے قابل وزیر اعظم کی ماتحتی میں تمام یورپ کو زیروزبر کر ڈالیں گے۔

جب قسطنطنیہ میں ہر طرح کا امن وامان ہوگیا تو مصطفےٰ نے بلغراد میں فوجوں کی ترتیب دینی شروع کی۔ چنانچہ ایک لاکھ شائستہ فوج چٹکی بجاتے میں تیار ہوگئی۔ جب لشکر کے متعلق کل سامان کی تکمیل ہوئی تو اس نے دریائے ساوی کا ایک پل بنایا۔ اس نظر سے کہ ڈینیوب کے ساحل راست کی طرف بڑھ کے شہنشاہی فوج سے ہمنبرد ہوں یہ فوج شہزادہ لوئس کی ماتحتی میں مقام پیترواردن سے اُتر آئی تھی۔ چنانچہ مصطفےٰ نے پل بنا کے دریائے ساوی کو عبور کیا۔ یورپی فوجیں مقابلہ میں آئیں۔ خوب ہی کٹا چھنی کی جنگ ہوئی۔ جاں نثاریوں نے اپنے مخالفوں کو تھکا تھکا کے مار ڈالا۔ ترکوں کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ پھر ترک آگے بڑھے۔ یہاں آسٹریا کی کل فوجیں پراجائے کھڑی ہوئی تھیں۔ ترکی فوج سے ان کی تعداد بہت تھی

روسی ناکام فوجیں پھر جمع ہوئیں اور اب کے روسیوں کے غیر معمولی امداد بھی بہت آگئی تھی۔ کئی سپاہ سالاروں نے مل کے ترکوں کے پہلے مورچہ پر حملہ کیا۔ بڑی سخت جنگ کے بعد جبکہ روسی فوجیں دس حصّے زیادہ تھیں ترک پیچھے ہٹ گئے اور اپنے قدیمی اولوالعزمی سے دوسرے مورچہ پر پھر جنگ کرنی شروع کی۔
سہ پہر کے وقت اس کا کالم فوج پہاڑی سے اُترتا ہوا معلوم ہوا۔ اور پھر اس نے اس وادی کی طرف رُخ کیا جو سیدھی کوہ روس کی طرف جاتی ہے۔ اسی اثناء میں روسیوں کے توپخانے نے ترکی مورچوں پر گولہ باری شروع کی۔ ترکوں نے بھی نہایت مستعدی سے اس کا جواب دیا۔ محفوظ فوج کی ایک رجمنٹ لشکرگاہ کی جانب راست روانہ کی گئی کوہ روس پر حملہ کرکے ترکوں کے واپس جانے کا راستہ کاٹ دیا۔ ٹھیک بارہ اور ایک کے درمیان اس رجمنٹ کی مدد کے لئے توپخانہ روانہ ہوا۔ اس کے بعد اسکو بلوف شرقی سمت سے چڑھ کے چند پہاڑیوں پر قابض ہو گیا۔ ترکی فوج قلعہ تراجین کی طرف مع توپخانے کے جانب جنوب چلی گئی۔ شام تک کل مورچوں سے

مگر پھر بھی ترکوں نے شکست دی اور دست بدست کی جنگ لڑکے اپنا راستہ خون اور گوشت میں ہو کے کیا اور سیدھے آسٹریا کے قلب لشکر میں جا دھمکے۔
آسٹریا کی فوجوں کو انقطاعی شکست ہونے کو تھی کہ یکایک ایک گولی مصطفےٰ کے سر پر لگی۔ بہادر وزیر گھوڑے پر سے گر پڑا جوں ہی اس کے سپاہیوں نے اپنے وزیر کو میدان جنگ میں مقتول پایا سخت پریشانی ان میں چھا گئی۔ اور اس پریشانی کی ہوا آناً فاناً میں تمام عثمانی لشکر میں پھیل گئی۔ خوف۔ بدحواسی اور سراسیمگی نے انہیں گھیر لیا۔ وہ بے تحاشا واپس پھرے۔ مغلوب دشمن کی چڑھ بنی اور وہ ان پر حملہ آور ہوا۔ تیس ہزار ترک میدان جنگ کی نذر ہوا۔ اور جب تک انہوں نے بلغراد کی فصیلوں کے نیچے آکے دم نہ لیا ان کا قدم نہ جم سکا۔
شہزادہ لوئس اس قدرتی فتح سے بے انتہا خوش ہوا۔ اور تمام ترکی لشکرگاہ اس کے قبضہ میں آگیا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ترکوں کا اتنا قتل ہونا محض ان کی بدحواسی کی وجہ سے تھا مگر آسٹریا کے مقتولین کی تعداد بالکل ترکوں کے برابر رہی۔ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے

ترکوں نے فوج ہٹالی صرف پلونا کا ایک چھوٹا سا مورچہ رہ گیا۔ اسکوبلوف کا خیال تھا کہ آنکھ بند کرکے اس مورچے کو بھی فتح کرلوں گا۔ مگر یہ بڑا کٹھن کام تھا۔ روسیوں نے نہایت پھرتی سے ایک ہی گھنٹے میں تمام اپنا توپخانہ کوہ روس پر نصب کردیا۔ اور ٹھیک ڈھائی بجے سہ پہر روسی کالم بازوئے راست سے آگے بڑھا۔ جب ترکی توپوں کی زد پر آگیا تو ترکی پیادہ فوج نے فیر کرنے شروع کئے مگر روسیوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور وہ برابر بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ وہ دریائے اسما پر پہنچ گئے جس کی چوڑائی بیس فٹ ہے اور ایک فٹ گہرا ہے۔ پانی بہت تیزی سے بہ رہا تھا۔ دریا کے ایک طرف پلونا واقع ہے۔ اور پہاڑی کے دامن میں جہاں ترکی مورچہ نصب تھا ایک قدیم ترکی قبرستان بنا ہوا تھا جس کی چوڑائی چار سو گز تھی۔
مورچہ کی پہاڑی کا فاصلہ حملہ آور فوج سے صرف سو گز رہ گیا ہے اور یہ وہ نشیبی سطح تھی کہ ترک بلندی پر سے روسیونکو نہ دیکھ سکتے تھے اس لئے ترکی توپوں نے ان پر کچھ بھی اثر نہ کیا۔ اس حملہ آور فوج میں دو رجمنٹیں شہنشاہ جرمن کے نام کی تھیں جن کی کامیابی و ناکامیابی پر جرمنی

کہ ترکوں نے بدحواسی میں بھی اپنے دشمن کو نہیں چھوڑا اور برابر ٹکرم ٹکرا لڑتے رہے۔ غرض آسٹریا سے صلح ہوگئی لیکن ترکی سپاہ کی شکست نے ملک کے اور حصّوں میں ایک بے چینی سی پیدا کردی۔
وینس والوں نے جزیرۂ خانیان کے دوبارہ فتح کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ صرف اتنا ضرور ہوا کہ انہوں نے ڈیلمیٹا کے بعض جزائر پر قبضہ کرلیا۔ ترکی میں سخت پریشانی پیدا ہوگئی کہ مصطفےٰ جیسا قابل وزیر کہاں سے پیدا کیا جائے۔ سلطان کی حالت عجیب مذبذب تھی۔ اس میں ذاتی طور پر حکمرانی کرنے کی کوئی قابلیت نہ تھی وہ بالکل حرم سرائے کے آدمیوں کے ہاتھ میں تھا۔ جس طرف چاہتے تھے اس کا خیال پھیر دیتے تھے۔ اسی اثناء میں پولینڈ کے رہنے والوں نے ترکوں کو کریمیا کے تاتاروں کے ساتھ شکست دی۔ ادھر ایشیا میں مشکلات پیدا ہوگئیں۔ یعنی شریف مکّہ نے بدّؤں کی ایک جماعت حاجیوں کے اس قافلہ کے لوٹنے کے لئے روانہ کی جو ایشیا سے آرہے تھے۔ اور اس قافلہ کو مجبور کیا

شاہ کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اس کل فوج کی کمان میجر جنرل رزمند یاف کر رہا تھا۔
سپاہی گولیوں کی بارش میں وادی کو طے کرتے ہوئے چلے گئے چند ہی لمحہ میں روسی سپاہیوں کی لاشوں کے ڈھیر پشتوں پر معلوم ہونے لگے۔ افسروں نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیدیا کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو تم ترکوں کے مورچوں کو اکھیڑ کے پھینکدو۔ فوج کا یہ ریلا بہت زور سے ترکوں پر جا پڑا۔ مگر ابھی تک ترکی سپاہی نہایت مستعدی سے قدم جمائے ہوئے برابر گولیاں مار رہے تھے۔ جنگ خوب تل گئی تھی اور بازار قتل و غارت پورا گرم ہو چکا تھا۔
سہ پہر کو تین بجے سے روسیوں کی بڈی دل فوج نے پلونا کی گرد مورچہ بندی شروع کردی تھی۔ دوسرے حصے فوج نے ایک اور جانب سے ترکوں پر حملہ کیا۔ غرض یہ تھی کہ ترکوں کا خیال جدید مورچوں کی طرف سے پھر جائے۔
یکایک پلونا کے شمال میں ایک اور روسی فوج زبردست توپخانے کے ساتھ نمودار ہوئی اس غرض سے کہ ترکوں کے واپس جانے کا راستہ کاٹ دے۔ ایک اور کالم فوج نظر پڑی جس کی

---

کہ جب تک تشنج کا محصول نہ دے لیں گے اُن کی جانبری مشکل ہے۔ اسی اثناء میں خدائی غضب نازل ہوا یعنی قحط اور وبا تمام ملک میں پھیل گئی اور اس طرح سے ترکی کے باشندوں کا استراد ہونے لگا۔
معاملات کا یہ اتار چڑھاؤ تھا جب سلطان ۲۰ رجنوری ۱۶۹۵ء دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہوا۔ اس کی عمر وقت وفات پورے پچاس سال کی تھی۔ کل چار برس اس بیچارے نے سلطنت کی۔ اس تھوڑے سے زمانہ میں اس نے بڑے بڑے ردّ و بدل دیکھے ایک طرف کامیابی۔ ایک طرف بربادی ہم عنان رہی لیکن اس نے ہمیشہ کسی معاملہ میں حصّہ لینے سے پرہیز کیا۔ "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"۔ ممکن ہے کہ اس کے دل میں بہت سی امیدیں ہوں۔ مگر زمانہ نے پورا نہ ہونے دیا۔

مراد یہ تھی کہ شمالی حصے کی فوج کو مدد پہنچائے۔
ان تمام فوجوں نے ترکوں پر چاروں طرف سے حملہ کیا اور کئی مورچے فتح کر لئے کہ چار بجے کو وہ قاقیوں کی کثرت سے فوجیں آ گئیں اور اب روسیوں کی طرف سے مجنونانہ حملہ شروع ہوا۔ ایک طرف سے ریفل کی آگ برس رہی تھی۔ دوسری جانب سے روسی توپیں غضب ڈھا رہی تھیں۔ ترک ایک ایک انچ پر اپنے سے کئی گنی فوج کا مقابلہ کرتے جاتے تھے۔ روسی نہایت بے جگری سے اگرچہ برابر گرتے چلے جاتے تھے لیکن قدم آگے ہی رکھتے تھے۔ اخیر توپوں کے فیر بند ہو گئے اور اب روسی فوجیں کھائی میں اتر کے پشتوں پر چڑھنے لگیں۔ دوسرا کالم فوج لونجا کی طرف بڑھا۔ ناچار ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور وہ بندوقیں مارتے ہوئے مغربی سمت چلے گئے۔
ترکوں کی ناکام فوج یہ چاہتی تھی کہ پلونا واپس چلی جائے لیکن روسیوں نے اسے کامیاب ہونے دیا۔ روسی ترکوں کا تعاقب نکر سکے اور یہ چھوٹی سی فتح انہوں نے ایک ہزار آدمیوں کے خون سے خریدی اس وقت لونجا میں صرف سات ہزار ترکی فوج تھی۔ اور دشمن کی تعداد انکے مقابلہ میں

# بائیسواں باب ۲۲

## مصطفےٰ ثانی ترکی کا بائیسواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۶۹۵ء سے ۱۷۰۳ء تک

مصطفےٰ ثانی کی تخت نشینی۔ فوج کا سپاہ سالار بننا۔ کامیابی اور شکست حسین کا وزیر اعظم ہونا۔ ترکوں پر پیٹر اعظم روسیہ کی فتح۔ شہزادہ یوجن کی فتوحات۔ قسطنطنیہ میں بغاوت۔ مصطفےٰ کی معزولی۔ اور وفات۔

مصطفےٰ ثانی معزول محمد رابع کا بیٹا اپنے چچا کی وفات پر تخت نشین ہوا۔ عثمانی خاندان میں یہی شہزادہ بڑی عمر کا تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی مفصلہ ذیل اعلان دیا۔
"خدائے قادر مطلق نے مجھ جیسے گنہگار شخص کو تمام دنیا کی خلافت بخشی ہے۔ وہ سلاطین جو عیش کے

بائیس ہزار تھی۔ دوسرے دن چوتھی ستمبر کو عثمان پاشا نے ۸ بٹالین فوج روانہ کی کہ لوفچا کو فتح کرلیں۔ مگر جب مرحوم غازی کو یہ معلوم ہوا کہ پلونا پر سامنے سے حملہ ہونے والا ہے تو انہوں نے اس فوج کو واپس بلالیا۔

روسیوں کو یقین ہوگیا تھا کہ اب ترکوں کا مار لینا آسان ہے انہوں نے باہم مشورہ کرکے یہ بات طے کرلی کہ پلونا پر حملہ کرکے عثمان پاشا کو گرفتار کرلیں۔ اس وقت جو فوج عثمان پاشا پر حملہ کرنے کے لئے تیار کی اس میں اسّی ہزار پیادے (جن میں دو تہائی روسی اور ایک تہائی رومانی تھی) دس ہزار سوار (جن میں نصف روسی اور نصف رومانی تھے) اور دو سو پچاس محاصرہ کی توپیں تھیں۔ ۶ ستمبر کی شام کو یہ سارا لشکر حملہ کے لئے تیار کیا گیا اور ترکوں کے سب سے بڑے مورچے کے سامنے یہ ٹڈی دل فوج بڑھی۔ اس مقام کا فاصلہ جانب شرق پانچ میل اور مقام پورادین سے آٹھ میل تھا۔ اس فوج کا بازوئے راست جو پلونا کے شمال اور شمال مشرق میں پڑا ہوا تھا رومانیوں سے پُر تھا۔ اور بازوئے چپ جو لوفچا تک پھیلا ہوا تھا اور جس کا سپہ سالار سکوبلو کی

---

غلام اور خواب غفلت میں سرشار رہتے ہیں کبھی خداوند تعالےٰ کے فرمانبردار خادم نہیں بن سکتے نہ اُن کی سلطنت میں خلق اللہ کو امن و آسائش مل سکتی ہے۔ میری خواہش ہے کہ تعیش۔ غفلت اور سستی کو اپنے دربار سے علیحدہ کردوں میرے والد ماجد محمد کی سلطنت میں پاشاؤں نے جن کے ہاتھ میں سلطنت کے کام سونپے گئے تھے۔ اپنے کو ایسے آسائش اور تعیش میں ڈالدیا کہ کفّار کو اسلامی حدود پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی۔ انہوں نے ہمارے صوبے فتح کرلئے۔ مسلمانوں کا مال واسباب لوٹ کے لیگئے۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کو معہ اُنکی بیوی بچوں کے غلام بنالیا جس طرح اس بربادی کا علم تمام دنیا کو ہے۔ ہماری آنکھوں سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ اس نظر سے میں نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ کفّار یورپ سے پورا انتقام لوں۔ اور میں بنفس نفیس ان سے جہادی جنگ کروں۔ ہمارے پُرجلال جد امجد سلیمان اعظم نے اپنی چھیالیس سالہ حکومت میں نہ صرف وزراء کو کفّار کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا بلکہ بذاتِ خود اپنی فوجوں کا سرکردہ بن کے ان کی سرزمین میں اسلام کا جھنڈا اُڑایا۔

طرف تھا۔ ترکوں کی جنوبی مورچے کی جانب پڑا ہوا تھا۔ ترکوں کی موجودہ حالت بلا شبہ بہت اچھی تھی۔ ان میں عثمانی جوش نئے سرے سے عود کر آیا تھا اور وہ اس نوّے ہزار فوج سے جس کی امداد کے لئے پچاس ہزار مزید فوج عقب سے آ رہی تھی لڑنے کے لئے آمادہ تھے۔

بتاریخ ۷ ستمبر صبح ہوتے ہی حملہ شروع ہوا۔ کہر اصاف ہو چکا تھا۔ دن نہایت روشن اور گرم تھا لیکن آفتاب کے روشن چہرہ پر دھوؤں کے کبھوں کے بادل برابر چھائے چلے جاتے تھے۔ دونوں طرف سے توپوں پر بتی پڑی۔ روسی رومینی توپوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ترک نہایت مستعدی سے جواب دے رہے تھے۔ اور ان کی اژدہا پیکر توپوں کی گرج سے پہاڑ ہل رہی تھیں۔ ریڈلیوا کا قصبہ جلکے خاکستر ہو چکا تھا۔ اگرچہ بارود اور گولوں کا بہت سا حصّہ صرف ہو چکا تھا لیکن طرفین کا نقصان اس سے کچھ بھی نہیں ہوا۔ یکایک توپوں کے اس غبار میں سے شہنشاہ روسیہ برآمد ہوئے۔ پھر کیا تھا روسی فوجوں کے جوش کی آگ میں تیل پڑ گیا۔ پھر وہ وہ سخت حملے ترکوں پر ہوئے ہیں کہ الاماں والحفیظ۔

---

میں نے بھی یہی ٹھان لی ہے کہ خود ان سے جاکے جنگ کروں۔ اے میرے وزیر اعظم۔ اے وزراء علماء۔ میری فوج کے لفٹنٹ اور آغا کیا آپ میرے اس ارادے میں امداد کریں گے۔ تم سب لوگ ملکے مشورہ کرو اور مجھے رائے دو کہ میں خود جنگ کروں یا ایڈریانوپل میں رہوں۔ ان دونوں باتوں کا سوچ سمجھ کے جواب دینا اور یہ خوب دیکھ لینا کہ دین اسلام اور خدا کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ جو کچھ جواب دو اس میں صداقت اور ایمانداری ضرور ہو"

اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام ارکین سلطنت نے باہم مشورہ کرکے یہ بات تجویز کی کہ سلطان پایۂ تخت میں رہیں اور فوج کی سپاہ سالاری وزیر اعظم کے سپرد کریں کیونکہ سلطان کا پایۂ تخت سے نہ جانا ہی بہتر ہے۔

سلطان نے اس تجویز کو نا منظور کیا۔ اور کہا کہ معاملات سلطنت کو میں ہی انجام دوں گا۔ اور سپاہ سالاری بھی میں ہی کروں گا۔ سب سے پہلے اس نیک نہاد سلطان نے مفتی اور کل وزراء کو جو اس کے باپ کے مخالف تھے موقوف کیا اور بڑا غضب یہ کیا کہ وزیر اعظم اور بڑے بڑے

سب سے زیادہ بلند مقام پران کی شکست کے لئے سامان کیا گیا اور اب یہاں سے شہنشاہ نے جنگ کا آثار چڑھاؤ دیکھنا شروع کیا۔ گرانڈ ڈیوک نکولس بھی دن کو آکے شہنشاہ سے مل گیا تھا۔

۸ر تاریخ کی صبح کو پھر اسی جوش و خروش سے جنگ شروع ہوئی۔ شباشب ترکوں نے اُن مورچوں کی درستی کرلی جنہیں روسی گولوں نے نقصان پہنچایا تھا۔ اس وقت عجیب نازک حالت تھی وہاں شہنشاہ روسیہ اتنی بڑی فوج کی کمان کر رہا تھا اور اس کی موجودگی نے سپاہیوں کے کئی کئی ہاتھ دل بڑھا دیئے تھے اور یہاں عثمانی فوجیں اپنے بہادر سپاہ سالار غازی عثمان پاشا کی ماتحتی میں اس سے زیادہ جوش اور اولوالعزمی سے اپنے قوی تریں دشمن کے ساتھ انقطاعی جنگ لڑنے کے لئے آمادہ تھے۔ گولوں کا اسی طرح مینھ برسنا شروع ہوا۔ روسی توپوں کے گولے نشانے پر پڑ رہے تھے اور بعض اوقات ترکی توپیں ان کا جواب نہ دے سکتی تھیں۔

---

افسروں کو قتل کر ڈالا اور اُن کی تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ضبط کرلی۔ اس سے عام طور پر ایک ناراضی پیدا ہوگئی۔ تو بھی کوئی بدامنی پایۂ تخت میں نہیں ہوئی۔

اسی اثناء میں ٹونس کے ایک بحری لٹیرے موزو مورلٹو کی رسائی سلطان تک ہوگئی۔ جس نے سلطان کو یقین دلایا کہ میں وینس والوں سے جزیرہ چیاس بہت آسانی سے فتح کرلوں گا بشرطیکہ آپ چند جہاز میرے ساتھ کردیں۔ سلطان نے اس کی درخواست منظور کرلی اور اسے مطلوبہ جہاز دیدیئے۔ وینس والے سواحل یونان پر برابر بڑھے چلے آتے تھے کہ موزو مورلٹو یکایک اُن کے مقابلہ کے لئے پہنچا۔ مجمع الجزائر میں اور کل سواحل پر جتنی عثمانی فوجیں بڑی ہوئی تھیں جاکے مل گیا۔ اس نے بڑی بے جگری سے وینس والوں پر حملہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اخیر وینس کے جہاز ڈبو دیئے گئے یا گرفتار کرلئے گئے۔ اور ترکوں کا چیاس پر قبضہ ہوگیا۔ سلطان نے فتح کی خبر سنتے ہی موزو مورلٹو کو کپتان پاشا کا عہدہ عنایت کیا۔

سلطان میدان جنگ میں جانے کے لئے سخت بے چین ہو رہا تھا۔ اس نے نہایت پھرتی سے

آٹھویں تاریخ اسی جوش و خروش سے جنگ ہوئی مگر ترکوں نے آج کے دن اس مستعدی اور عمدگی سے ان کی توپوں کا جواب دیا کہ تمام یورپ میں اس بات کا غل مچگیا کہ ترک اعلیٰ درجہ کے توپچی ہیں۔ جو ترکی مورچے گیر یویکا کے پشت پر قائم تھے اُن پر بڑی شدت سے حملہ کیا گیا مگر حملہ ناکام رہا اور روسی پس پا کر دیئے گئے۔

شہنشاہ روس کی عجب مذبذب حالت تھی اور بالکل اس کا یہی نقشہ تھا۔

گہے پا ئہا بر زمیں می زدے + گہے دستہا بر سریں می زدے

جو اُمیدیں کہ اسے فوری کامیابی کی تھیں وہ سب برباد ہو چکیں اور اب وہ بجائے پر شوق نگاہوں کے میدان جنگ کو خوف سے نظر کر رہا تھا۔

شہنشاہ روسیہ نے اپنے کل سپاہ سالاروں کے مشورہ سے یہ بات تجویز کی کہ چار سو توپیں ترکی مورچوں کے قطاروں کے سامنے نصب کی جائیں لیکن ۸ ستمبر تک صرف ۱۲۰ توپیں نصب کی گئیں۔ ترکوں کے گیر یویکا کے مورچہ پر کئی لاکھ گولے مارے گئے لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔

---

جنگ کی تیاری کی۔ ہر قسم کا سامان حرب اور سامان رسد جمع کر لیا۔

اخیر ۱۶۹۵ء میں دریاء ڈینیوب کو عبور کرکے بلغراد پہنچا۔ اور ایک بڑی جنگ کے بعد قلعہ جات کارنشا۔ لپنا۔ زینل دوبارہ فتح کر لیا۔ فریڈرک آگسٹس مقام تماسوار کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا ہوا تھا۔ سلطان نے چاہا کہ محاصرہ کو توڑ ڈالے یا انقطاعی جنگ کرکے ہمیشہ کے لئے اس مقام کا فیصلہ کر دیں۔ چنانچہ اس نے آسٹریا کی ٹڈی دل فوج پر حملہ کیا اور ایک خونریز میدان کے بعد آسٹریا کو ایک ایسی بھاری شکست دی کہ آسٹریا والے اپنی نصف سے زیادہ فوج مقتولین کی صورت میں چھوڑ کے بھاگے اسی زمانہ میں پیٹر اعظم شہنشاہ روسیہ مدت سے مقام آزف کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا۔ اسے برابر شکستوں پر شکستیں ہو رہی تھیں مگر آخر اس نے یورپی دولتوں کی مدد سے اس مقام کو فتح کر لیا۔ اس مشہور فتح کے بعد روسیوں کے ہاتھ میں بحر اسود کی تجارت آگئی اور ترکوں کے لئے ایک سدِّ سکندری قائم کر دی گئی۔

فرانس کی دول یورپ سے صلح ہو گئی تھی۔ اس سے یہ امید ہوتی تھی کہ باب عالی اور آسٹریا میں

عین معرکۂ جنگ میں جو کئی گھنٹوں سے ہو رہا تھا شہزادہ آمرتسکی اور نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف کی ماتحتی میں کثیر تعداد روسی فوجیں سرحدی پشتے کے قریب لونچا سے ہو کے پلونا پر بڑھ رہی ہیں۔ یہ راستہ ایک بلند پہاڑی پر سے گزرتا ہے جس پر کثرت سے گنجان درخت ہیں۔ اور جسکی چوٹی کا فاصلہ ترکی مورچے سے ڈیڑھ میل کا تھا۔ ترک دامن کوہ میں پڑے ہوئے تھے۔ روسیوں نے نہایت بہادری سے حملہ کر کے انہیں اس مقام سے بیدخل کر دیا۔ اور ترک سیدھے اپنے مورچوں میں چلے آئے۔ روسی فوجیں نہایت جوش سے فتح کا باجا بجاتی ہوئیں اندر چلی گئیں۔

جب یہ بہادر فوجیں ترکوں کی توپوں کی زد پر پہنچیں تو اُدہر سے گولہ باری شروع ہوئی۔ پہاڑوں پر سے سلسلے وار دھوئیں کے بگلے اٹھنے لگے۔ اور توپوں کی گرج نے بہادروں کے قدموں کے نیچے زمین کو ہلا دیا۔ روسی خونخوار سپاہیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور فوجوں کے شائستہ پرے گولوں کی بھرمار سے تتر بتر ہو کے بھاگے۔ ترکوں نے مورچوں سے نکلکے ان کا تعاقب کیا

---

بھی مدت تک کوئی لڑائی نہیں ہونے کی۔ مگر مصطفےٰ برابر جنگ پر تلا ہوا تھا۔ ۱۶۹۷ء میں کثیر تعداد فوج لیکے مقام تمسوار کے آگے نمودار ہوا۔ جب اسے یہ اطلاع پہنچی کہ شاہزادہ یوجن مشہور و معروف سپاہ سالار مقامات سنجاون اور پیٹرواردن اور ساتھ ہی وہ مقامات جو دریائے ڈینیوب اور تھیس پر واقع ہیں بڑھ رہا ہے تو مصطفےٰ نے ٹھیک دوپہر کو بتاریخ گیارہ ستمبر مقام زنتا کے قریب اس پر حملہ کیا۔ اس وقت سلطان ترکی اپنی فوج کی خود کمان کر رہا تھا۔ اس نے عارضی طور پر دریا کا پل بنا کے اپنی فوج کا بہت بڑا حصہ مشرقی ساحل پر اُتار دیا۔ یہاں شہزادہ یوجن کی فوجیں ترکوں سے انقطاعی جنگ لڑنے کے لئے تیار تھیں خوب لڑائی ہوئی مگر خدا معلوم کس وجہ سے ترکی فوج میں پریشانی پھیل گئی کہ اُسے پسپا ہونا پڑا۔ مگر دشمن نے اس عارضی پل کو توڑ ڈالا۔ اب مجبوراً ترکوں کو دست بدست کی جنگ کرنی پڑی۔ بیس ہزار ترک میدان جنگ میں کام آئے۔ دس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔ وزیراعظم اور سترہ پاشا خاک و خون میں لوٹے۔ سلطنت کی مہر سلطانی خیمہ اور تمام قیمتی سامان

اور خرگوشوں کی طرح پھرا پھرا کے مار ڈالا۔ جو مقامات کہ ترکوں سے نکل گئے تھے پھر انہیں ترکوں ہی کا قبضہ ہوگیا اور یہ دن ترکوں کی کامیابی کے ساتھ ختم ہوگیا۔
ترک مارتے مارتے پہاڑیوں کے اُن ڈھلواں مقام پر پہنچ گئے جہاں روسی اپنی مورچہ بندی کر رہی تھی۔ انہیں وہاں سے بھی بیدخل کر دیا ہی ہوتا اگر ان کی مدد کو اور پیادہ فوجیں نہ آجاتیں غرض یہ بڑی بھاری فتح ترکوں کے نام رہی۔ روسیوں کی مدد کے لئے برابر فوجوں پہ فوجیں چلی آرہی تھیں۔ اور اُن کی حالت بہ نسبت عثمانیوں کے زیادہ قوی ہوتی جاتی تھی۔
ایک بڑی زبردست تیاری کے بعد نہایت تیزی اور عزم بالجزم کے ساتھ درختوں کی آڑ میں روسی فوجیں بڑھیں۔ ان فوجوں کی جانب راست توپخانہ جا رہا تھا۔ بڑھتے بڑھتے یہ فوجیں پلونا کے قریب پہنچ گئیں۔ مگر آفتاب غروب ہوچکا تھا۔ تاریکی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ توپوں کے دھوئیں نے شفق کی سرخی کو بھی ماند کر کے شب دیجور کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ توپیں اب بھی برابر چل رہی تھیں۔ لیکن یہ بات سمجھ لی گئی تھی کہ شب کو کوئی جنگ نہیں ہوگی۔

آسٹریا والوں کے ہاتھ لگا ترک پریشانی میں اپنا لشکرگاہ اور کل سامانِ حرب چھوڑ کے بھاگے اُس پر بھی دشمن کا قبضہ ہوگیا۔
مصطفےٰ القدیس کے شرقی ساحل سے اپنی فوج کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بھیس بدل کے اپنے بقیۃ السیف رسالے کے ساتھ مقام تماسوار چلا گیا۔ اور وہاں اپنے کو گورنر کے نام سے مشہور کیا۔ اور کوشش کی کہ یہ سارا معاملہ راز میں رہے۔ تین دن کے بعد ترکی شکستہ فوجیں جن پر کچھ وقت کاکڑا کا گزر چکا تھا اس مقام پر پہنچیں۔ اور نہایت پریشان حالت میں تماسوار کی لشکرگاہ میں جمع ہوئیں۔ یہ شکست جو ترکی فوج کو حاصل ہوئی تھی محض سلطان کی نادانی کی وجہ سے تھی تو بھی انہوں نے اپنے سلطان کو صحیح سلامت دیکھکر خوشی کے نعرے مارے اور اسے اپنا آقا تسلیم کر لیا۔ سلطان اپنی فوجوں کو سرحدی شہروں پر تقسیم کر کے ایڈریانوپل روانہ ہوا اور چند روز میں پایۂ تخت پہنچا پھر اس نے فوج کی سپاہ سالاری کا نام نہ لیا۔
اس خطرناک شکست سے عثمانی سلطنت کی حالت اور بھی بدتر ہوگئی۔ حسین نے بہتیری کوشش کی

جب سے عثمان پاشا نے پلونا پر قبضہ کیا تھا برابر اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ جس طرح سے ہو اس مقام کو ایسا مضبوط کر دیں کہ روسی اگر اسے فتح بھی کر لیں تو ان کو بڑا خون بہا کے کامیابی ہو۔

ایک نہایت چھوٹے سے قصبہ پر عثمان پاشا نے اپنے مہارت جنگ کے وہ اعلیٰ نمونے دکھائے کہ جس سے یورپ ششدر ہو گیا۔ میدان میں قلعہ بنانے کا موجد عثمان پاشا ہے اس بہادر نے شمال۔ مشرق۔ جنوب اور مغرب میں بوریوں میں مٹی بھر بھر کے اور چھوٹی چھوٹی ان کے سامنے کھائیاں کھود کے ایسے عمدہ مورچے بنائے کہ روسیہ کی ٹڈی دل فوجیں قربان ہو گئیں اس چھوٹے سے قصبہ کے سامنے والے پشتے پر ترکوں نے ابھی تک قبضہ نہیں کیا تھا اور اسی وجہ سے روسیوں کو بڑا فائدہ پہنچا اگر اس مقام پر بھی قبضہ ہو جاتا تو روسیوں کو اور بھی ناک چنے چبانے پڑتے۔

نویں ستمبر کو علی الصباح وہ پیادہ فوج جس کی کمان اسکوبلوف اور ایک دوسرا سپاہ سالار

---

کہ فوج میں نئی روح پھونک دے اور اسے گزشتہ زمانہ کی طرح قوی بنا دے کہ یورپی فوجیں خرگوشوں کی طرح اس کے آگے سے بھاگی بھاگی پھریں مگر اس میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی تو بھی اس نے ایک لاکھ فوج جس میں سوار اور پیادہ دونوں شریک تھے۔ یورپی صوبوں کے بچانے کے لئے ترتیب دے لی۔

اسی اثنا میں شہزادہ یوجین نے بوسینا پر حملہ کر کے اس صوبہ کے پایۂ تخت سرا نامی کو جلا دیا اور آیندہ جنگ کی تیاریاں بہت دھوم دھام سے ہونے لگیں۔ وزیر اعظم اس بات کی کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح صلح قائم رہے کیونکہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ اگر اسی طرح پھر نقصان عظیم پہنچا تو نفس سلطنت کے لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ مو درو گور ڈیٹو کو حکم ہوا کہ ایک جلسہ منعقد کرے اور اس میں آسٹریا۔ وینس۔ پولینڈ اور روس کے وکلاء جمع ہوں۔ اخیر کارلو و نز چودھویں نومبر ۱۶۹۸ء میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ کئی ہفتے تک بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ اخیر ۲۶ جنوری ۱۶۹۹ء میں آسٹریا اور ترک میں ایک عہد نامہ مرتب ہوا

کررہا تھا۔ پیچھے ہٹتی ہوئی ایک پہاڑی پر جس پر کثرت سے جھاڑیاں تھیں واپس چلی گئی۔ نویں تاریخ تک توپوں کی گرج سنائی دے رہی تھی مگر بعدازاں بالکل بند ہوگئی۔
یکایک ایک ترکی سیگزین روسی گولے سے اُڑگیا جس کی بہت سخت آواز ہوئی۔ مگر اس سے ترکی سپاہیوں کے جانوں کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ ترکوں نے آگے بڑھکر روسی سپہ سالار اسکوبلوف پر حملہ کیا لیکن ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ کچھ فاصلہ تک روسیوں نے ترکوں کا تعاقب کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا اور پھر اپنے مورچوں میں چلے آئے۔
روسی توپیں برابر چل رہی تھیں۔ سہ پہر کے وقت ایک جدید توپخانہ ریڈیسوا کی بلندی پر قائم کیا گیا۔ شام ہوتے ہی سپاہ سالار کروونر پہاڑ کی چوٹی سے پینتیسویں ڈویژن کے ساتھ نیچے اُترا۔ اور ایک مناسب موقعہ پر قیام کرکے دوسرے حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ مگر دسویں تاریخ کوئی حملہ نہیں ہوا۔ صرف طرفین سے توپوں کے فیر ہوتے رہے۔ گیارہویں تاریخ بھی روسیوں نے کوئی حملہ نہ کیا۔ کیونکہ یہ دن شہنشاہ روسیہ کی سالگرہ کا تھا۔ گرینڈ ڈیوک شہزادہ

---

جس کی میعاد ۲۵ سال قرار پائی۔ عہدنامہ کی شرطیں یہ تھیں کہ ترک ٹرانسلونیا اور مروشش کی شمال تک کل ہنگری اور ٹھینسس کا مغربی حصّہ اور کل سلووینیا آسٹریا کو دیدیں۔ اُن کے پاس ایک چھوٹا سا قطع زمین جو دریائے ڈینیوب اور ساوی کے درمیان ہے رہ جائے گا۔
پولینڈ اور وینس کی جمہوری سلطنت کے ساتھ جو معاہدہ ہوا اس میں کسی خاص زمانہ تک شرط نہیں ہوئی۔ معاہدہ میں وینس کو یہ اجازت دیدی گئی کہ وہ ڈلمیشیا اور موریا پر قبضہ کرے اور پولینڈ کو صوبۂ پوڈولیا اور ٹیمنس ترکوں نے دیدیا۔ شہنشاہ روسیہ کے ساتھ جو ترکوں کا عہدنامہ ہوا تھا اس کی مدّت صرف دو سال تھی لیکن بعدازاں اس کی مدّت تیس سال کردی گئی۔
ان معاہدوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ عام طور پر صلح ہوگئی۔ اب وزیراعظم کو سلطنت کے اندرونی محکموں میں اصلاح کرنے کا بہت کچھ موقع ملا۔ وزیر تو بہت کچھ کرتا مگر افسوس ہے کہ سلطنت کی بدقسمتی سے سلطان کے مصاحبوں نے وزیر کے خلاف سلطان کے کان بھرنے شروع کئے

چارلس رومانیا اور سپاہ سالار زوتف ملکے چند مقامات کا معائنہ کرنے لگے انہوں نے اپنی فوجوں کو اچھی طرح آراستہ پایا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ فوجوں میں بے انتہا جوش ہے اور وہ ترکوں سے انقطاعی جنگ کرنے کے لئے بہت بیتاب ہو رہی ہیں۔ بیچارے ترک بھی اپنے شکستہ مورچوں کی تیاری میں لگے ہوئے تھے اور انہوں نے کوئی حملہ اس تین دن کے عرصہ میں روسیوں پر نہ کیا تھا۔ چاروں طرف سے روسی فوجوں کے دَل بادل اُمنڈ رہے تھے روسی سپاہ سالار اور روسی سپاہ کو یہ زعم تھا کہ اب کے حملہ میں ہم پلونا پر قبضہ کرلیں گے ان ٹِڈی دَل فوجوں کا معائنہ عثمان پاشا غازی دوربین سے کر رہے تھے اور انہیں ذرا بھی ہراس نہ تھا۔ وہ اس بات پر آمادہ تھے کہ اخیر تک جنگ کرینگے اور عثمانی شجاعت کے جوہر دکھائیں گے۔ انہیں اس کی پروا نہ تھی کہ ہمارے مقابلہ میں ہم سے کئی گنی روسی فوج بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے ابھی تک عثمانی عظمت اور دلیری کو ہاتھ سے نہیں دیا تھا اور وہ اپنے صعب ترین دشمن کو جو ان کی سرحدات پر بڑھا چلا آتا تھا۔ پرخوف نگاہوں سے نظر نہیں

یہاں تک کہ وزیر سلطان کی آنکھ سے اُتر گیا اور جو اصلاحیں اور ترقیاں وہ سلطنت میں کرنا چاہتا تھا اس میں وہ ناکام رہا۔

سلطان معاملات سلطنت کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے اور اس محل میں جا رہے جو محمد رابع نے ایڈریانوپل اور قسطنطنیہ کے درمیان تعمیر کیا تھا۔ یہاں تعیش میں مبتلا ہو گئے۔ رعایا میں سرگوشی ہونے لگی اور اخیر عام طور پر یہ غل مچگیا کہ دول یورپ سے جو عہد نامے ہوئے ہیں۔ وہ محض لغو ہیں کیونکہ ان عہد ناموں سے ایک وسیع ملک ترکی کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ترکی کی عظمت اس میں برقرار رہ سکتی ہے کہ وہ ان عہد ناموں کو توڑ ڈالے۔ آسٹریا کی حدود بہت ہی مضبوط ہو گئی تھیں ترکوں نے جتنا تنزل کیا تھا اسی قدر آسٹریا قوی ہو گیا۔ ترکی نے نہ صرف اپنی قومی عزت کو برباد کر دیا تھا بلکہ اپنی غفلت سے اعلیٰ درجہ کے صوبے بھی کھو دیئے تھے۔

بدقسمتی سے ترکی سلطنت کے جگر یعنی قسطنطنیہ میں بعض انتظامی محکموں کی ابتری سے

کر رہے تھے۔ ترکی سپاہی جانتے تھے کہ ہم مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور فی الواقع ایک سچے ترک کے لئے اس سے زیادہ اور خوشی نہیں ہو سکتی کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں میدان جنگ میں جان دیدے۔ لڑائی ہوگی اور بڑی بھاری ہوگی۔ اور یہ ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ شکست پر بھی عثمان پاشا ہی کا بول بالا رہے گا۔

# چھٹا باب

## پلونا کی خطرناک جنگ۔ سینٹ پیٹرسبرگ میں بے دلی۔ روسیوں کی جنگی قوت کا انحطاط۔

گیارہ ستمبر کی صبح پُر خوف صبح تھی۔ بارش نے ہر شے پر نقاب ڈالدی۔ ان تاریک گھٹاؤں سے جو آسمان کے صاف مطلع پر چھا رہی تھیں دور کی کوئی چیز معلوم نہ ہو سکتی تھی۔ قریب کی چیزیں بھی ایسی غبار آلود ہو رہی تھیں کہ ان کی صاف صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔ ادھر فجر کی پو پھٹی

---

ترکوں کے آگے جدید مشکلات کا دروازہ کھُلا۔ سپاہ نے جدید وزراء مقرر کئے ایڈریانوپل میں سلطانی محل کو گھیر لیا۔ مصطفےٰ نے جب بغاوت کا حال سُنا تو اپنے گارد کو باغیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ ابھی ان دونوں گروہ میں تلوار چلنے ہی کو تھی کہ مفتی کے فصیح و بلیغ خطبے سے یہ بلا دور کی اور پرے ٹل گئی اور سلطانی گارد نے ہتھیار ڈال دیئے۔

شہر کے دروازے کھولدیئے گئے فوج نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ اپنے مصاحبوں کے سر ہمیں دیدے۔ اور جو وزراء ہمنے مقرر کئے ہیں اُن کو سلطنت کا انتظام سپرد کر دیا جائے مجبوراً مصطفےٰ نے فوج کے مطالبات پورے کر دیئے اور اب سلطان کی آنکھیں کھل گئیں کہ وہ کوئی چیز نہیں ہیں اور آسے تخت کے لینے کے دینے پڑ گئے۔ اور اب اس نے یہ ارادہ کر لیا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے جس سے تخت ان باغیوں سے محفوظ رہے۔

سلطان کے بچے بہت ہی چھوٹے تھے۔ اس کا بھائی احمد جو قانوناً وارث تخت تھا بہت دنوں سے ایڈریانوپل میں قید تھا۔

ادھر توپوں پر پتی پڑی اور توپوں کے دھوئیں نے قدرتی غبار میں ملکے اور بھی تاریکی پیدا کردی دس بجے تک یہ توپیں چلتی رہیں۔ پھر یکایک بند ہو گئیں۔ کہیں کہیں سے ایک آدھ توپ کی آواز آجاتی تھی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ روسی فوجوں میں عام حملے کی تیاری ہو رہی ہے ٹھیک گیارہ بجے ریڈلیسووا کی بائیں جانب بندوقوں کے فیروں کی آوازیں آئیں اور روسی فوجیں اس راستے پر بڑھتی ہوئی معلوم ہوئیں جو توفچا سے پلونا کو جاتا تھا۔ دھواں دھار کہر اور غبار میں توپوں اور بندوقوں کے دھوؤں نے یہ نقشہ کھینچ دیا تھا کہ گویا فوجیں خوف اور تاریکی کی نئی دنیا میں چلی جارہی ہیں۔

ترک روسی توپوں کا جواب نہایت سستی سے دے رہے تھے آنکھ سے تو کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا مگر صرف آواز آرہی تھی۔ روسی اپنی جگادری توپوں کو لئے ہوئے اس غبار آلود تاریکی میں برابر بڑھے چلے جارہے تھے اور انکی توپیں نہایت پھرتی سے دشمن پر گولہ باری کر رہی تھیں حملے کا نقشہ اس طرح کھینچا گیا تھا کہ نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف جو شہزادہ امرتنسکی کی جگہ

---

مفتی نے قید خانہ ہی میں احمد کے نام ایک خط بھیجا۔ مضمون یہ تھا کہ مصطفیٰ سلطنت کرنے کے قابل بالکل نہیں رہا تمام مسلمانوں کی امیدیں آپ کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں اور عام طور پر تمام رعایا یہ غل مچا رہی ہے کہ آپ تخت پر جلوہ افروز ہوں۔

اتفاق سے یہ خط مصطفیٰ کے ہاتھ پڑ گیا۔ خط کے دیکھتے ہی مصطفیٰ کی آنکھیں کھل گئیں۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ میری حکومت سے لوگ دل برداشتہ ہو گئے ہیں اور اب مجھے سلطان بنانا نہیں چاہتے تو اس نے ایک بہت بڑی عقلمندی کی کہ خود اپنے بھائی کے پاس قید خانہ چلا گیا اور سلطنت کے تمام حقوق سپرد کر کے کہا کہ میں صرف اتنی التجا کرتا ہوں کہ جب تاج سلطنت تیرے سر پر رکھا جائے اور میں مثل تیری رعایا کے ہوں تو میرے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔

بیسویں ستمبر ۱۷۰۳ء میں مصطفیٰ معزول کیا گیا اس وقت اس کی پورے چالیس برس کی عمر تھی۔ اور بیچارے نے سات برس سلطنت کی تھی۔

اس سلطان کا آغاز سلطنت تو بہت کچھ امیدوں کے ساتھ ہوا تھا۔ جو اعلان تخت پر بیٹھتے ہی

افسر فوج مقرر ہوا تھا کرشینی مورچے پر حملہ کرے اور فوج کے دوسرے حصے اس کو مدد دینے کے لئے تیار رہیں۔ روسینی فوجیں جن کی پشت پناہی کے لئے روسی فوجیں موجود تھیں۔ گیریویکا کے مورچے پر حملہ آور ہوں۔

آسمانی غبار نے روسی فوجوں کی نقل وحرکت میں کسیقدر سستی پیدا کردی تھی مگر تو بھی وہ نہایت باقاعدہ بڑھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ٹھیک گیارہ بجے کیرلیف کے ڈویژن پلونا کے جنوب مشرق میں پہنچ گئے اور نہایت شدت سے انہوں نے ترکی مورچے پر حملہ کیا اس حملہ میں عارضی طور پر روسیوں کو کامیابی ہوئی لیکن ترکوں کے خطرناک حملے کی تاب نہ لاکے وہ پیچھے ہٹے۔ اور اب ترکوں نے ان کا تعاقب کیا اور دشمن کی جگاوری توپوں پر آپڑے جن سے برابر گولہ باری ہو رہی تھی۔ خوب ہی گٹا چھنی کی جنگ ہوئی۔ کئی گھنٹے کی خونریز لڑائی کے بعد ترکوں نے روسیوں کو بھگا دیا۔ لیکن ٹھیک ڈیڑھ بجے سہ پہر کو پھر روسی آگے بڑھے۔ اس وقت اس بڑھتی ہوئی فوج کی کمان جنرل کروڈنر کر رہا تھا۔ اس کے بعد تمام عملے اور

---

اس نے دیا تھا اس سے یہ امیدیں ہوتی تھیں کہ سلطنت کے لئے ترقی کا ایک نیا زمانہ شروع ہوگا۔ مگر اس کی غفلت وعیاشی اور نادانی نے وزراء اور رعایا کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اخیر یہ بیچارہ بادشاہ اپنی معزولی کے ایک سال بعد مرض استسقا میں فوت ہوگیا۔

## تئیسواں باب ۲۳

### احمد ثالث ترکی کا تئیسواں شہنشاہ یا سلطان

### ۱۷۰۳ء سے ۱۷۳۰ء تک

احمد ثالث کی تخت نشینی۔ خونریزی۔ یورپ کی صلح۔ چارلس دوازدہم والئے سویڈن کا ترکی میں پناہ لینا۔ روس سے کھلا اعلان جنگ۔ ترکی فوج کی کامیابی۔ پرت کا معاہدہ۔ چارلس

کل فوج کو اس پر بھروسہ تھا۔ تمام فوج یہ سمجھے ہوئی تھی کہ ہم اپنے سپاہ سالار کی قابلیت سے شب کو پلونا پر قبضہ کرلیں گے۔ ترکوں کو ایک دفعہ اور پس پا ہونا پڑا اور ٹھیک ساڑھے تین بجے روسیوں نے تازہ حملہ کیا۔ اس موقعہ پر تمام روسی فوجیں جمع ہوگئی تھیں یہانتک کہ فوج محفوظ بھی میدان جنگ میں کام کرنے کے لئے بلالی گئی تھی۔ اس ٹڈی دل فوج نے غیر معمولی جوش اور شجاعت سے ترکوں پر حملہ کیا اور انہیں ان کے مورچے سے نکال دیا۔ ترک پیچھے ہٹتے چلے جاتے تھے۔ اور روسی آگے بڑھ رہے تھے۔

جنگ بہت ہی مہیب ہوگئی تھی۔ اگرچہ روسیوں کے پرے کے پرے غائب ہو رہے تھے تو بھی وہ آگے بڑھ رہے تھے۔ یکایک روسیوں کی فوج میں ایک زلزلہ محسوس ہوا۔ اور وہ زلزلہ یہ تھا کہ ترکوں کے ایک حصہ فوج کے بازوئے راست پر حملہ کیا تھا۔ روسی حملہ آور فوج کا کچھ حصہ ترکوں کے مقابلہ میں ہوا اور باقی فوج اسی صورت سے بڑھی چلی جاتی تھی۔ آخیر روسی فوج کا دل بادل پلونا کے اندر پہنچ گیا۔ جب قلعہ سامنے رہ گیا تو روسی فوجوں کو شک ہونے

دھاوا دہم والیٔ سوئیڈن کا بمقام بندر حملہ کرنا۔ عجیب وغریب نتائج وینس کے ساتھ جنگ۔ موریا کا دوبارہ فتح کرنا۔ آسٹریا کا اعلان جنگ دینا۔ عثمانی فوج کی بربادی۔ پیسیوئس کی صلح - ایرانی مشکلات۔ پایہ تخت میں بغاوت - وزرا کی معزولی اور قتل۔ احمد کی معزولی۔

جب جدید سلطان تخت نشین ہوا ہے تو ملکی اور جنگی افسروں نے نہایت جوش اور محبت سے اسے مبارکباد دی اس نے اپنی فوج پر گوناگوں مہربانیاں کیں۔ اور اپنی سلطنت کی سرسبزی اور امن قائم رکھنے میں بہت کچھ تیز دستی دکھائی۔

جب وہ تخت نشین ہوا ہے تو اس کی پوری تیس برس کی عمر تھی۔ اس کا بھائی مصطفےٰ اگرچہ قید خانے میں تھا لیکن احمد اس سے نہایت مہربانی سے برتاؤ کرتا تھا۔ مصطفےٰ کو کسی قسم کی شکایت نہ تھی۔

لگا کہ آیا فتح یہی ہو گا یا نہیں۔ روسی افسروں کے دماغ میں اس خیال کا آنا تھا کہ فوراً پسپا ہو گئے ترک بلائے بے درماں کی طرح اپنے صعب ترین دشمن پر لوٹ پڑے۔ یک لخت توپیں چلنی بند ہو گئیں اور اب ترکوں نے روسی کوہ قافی بہادروں کو بندوقوں پر رکھ لیا۔ اُف کیسی خطرناک جنگ تھی موت کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ روسیوں کو اپنی شجاعت کا مزا آگیا۔ اب انہیں معلوم ہوا کہ ترک کیسے جنگجو ہیں۔ یہ بڑی دل فوجیں پس پا ہونے لگیں۔ شروع شروع ان میں فوجی ترتیب باقی تھی مگر ترکی پیادہ فوج کے فیروں نے دشمن میں انتشار پیدا کر دیا۔ گولیوں کی بارش نے روسیوں کے مُنہ پھیر پھیر دیئے اور اب انتظام کا سارا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ بے اوسانی۔ پریشانی۔ گھبراہٹ۔ خوف۔ دہشت اور ہراس نے روسی سپاہیوں کے دلوں کو مٹھی میں دبوچ لیا۔ وہ سخت جانکندی کی حالت میں بھاگے اب ایک ایک ترک انہیں عفریت مست دکھائی دیتا تھا۔ اعتدال سے زیادہ روسی مارے گئے ان کے لاشوں سے تمام گھاٹیاں اور کھائیاں پٹ گئیں۔ بہادروں کے خون سے تمام زمین لال ہو رہی تھی۔ موت خطرناک موت

---

احمد اپنے زمانہ قید میں اپنا پورا وقت ملکی معاملات پر غور کرنے اور امور سیاسیہ پر توجہ کرنے میں صرف کرتا تھا۔ خاص آدمی اس کام میں اس کے مددگار تھے۔ چونکہ اسے ایک خاص تجربہ حاصل ہو گیا تھا اس لئے جب سلطنت کی باگ اس کے ہاتھ میں آئی ہے تو وہ نہایت عمدگی سے تمام معاملات کو عاقلانہ طور پر انجام دینے لگا تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اس نے ایک عجیب کارروائی کی۔ سب سے پہلے وزیر اعظم اور مفتی کو موقوف کر دیا۔ اور ان افسروں کے قتل کا حکم دیا جو باغیوں کے سرغنہ تھے۔ اس خونریزی نے تمام رعایا اور سپاہ میں تہلکہ ڈال دیا۔ اور ہر شخص کانپ گیا کہ دیکھئے یہ آفت کب ختم ہوتی ہے۔ اسی اثناء میں جدید سلطان نے کیپرلے کے خاندان کے ایک شخص کو وزیر اعظم بنایا۔ جدید وزیر اعظم نے اپنی وزارت کا کام بڑی امیدوں کے ساتھ شروع کیا۔ لیکن یہ امیدیں بر آنے والی نہ تھیں۔ ناراضی اور پریشانی تمام سلطنت پر چھا گئی۔ اور عام طور پر غل مچ گیا کہ ہم اس وزیر کو نہیں چاہتے ناچار چودہ مہینے کے بعد وزیر موقوف کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ محمد پاشا مقرر کیا گیا جو محلسرائے کے

اس وقت میدان اور سمندر میں حکومت کر رہی تھی۔ دشمن اور دوست کی کچھ شناخت نہ رہی تھی۔ نوجوان ماہ پیکر جن سے دنیا نے بہت کچھ وعدے وعید کئے تھے منہ کھولے ہوئے کج رفتار آسمان کی وعدہ خلافی کی شکایت کر رہے تھے۔ دست و پا بریدہ سپاہیوں کا ڈھیر اور مجروحین کی دردناک صدائیں اس میدان قیامت میں دوسری قیامت پیدا کر رہی تھیں۔ زاری و بکا موت کی افسردہ صدائیں مصیبتوں کی ڈراؤنی صورتیں۔ آفتوں کی مہیب شکلیں۔ دم توڑتے ہوئے سپاہیوں کا کراہنا۔ وائے حسرتا کے دل بجھا دینے والے نعرے مجسم بن کے ہر ایک سپاہی اور افسر کے آگے آ رہے تھے۔ دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ پورا کھینچ گیا تھا ایک ہوشیار اور دوربین شخص یہ خونریز نظارہ دیکھ کر ضرور یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ قطعہ زمین جس میں ایک دن ہمارا گوشت و پوست مل جائے گا اور جس کی وراثت فرضی طور پر چند روز کے لئے ملے گی۔ ایسی ناچیز کے لئے اس طرح اپنے ملک سے ہزاروں کوس دور۔ اپنے وطن سے علیحدہ۔ اپنی بال بچوں سے جدا۔ عین عنفوان جوانی میں اس بے بسی کی حالت میں بے گور و کفن ان قطع

باغوں کا افسر تھا۔ محمد پاشا کے نصیب کھل گئے کہ یکایک وزارت کا عظمٰے کی مہر کی مل گئی۔

اس عرصہ میں تمام یورپ چین سے پیر پھیلا کے سوتا تھا اس لئے کہ ترکی میں ہر طرف امن تھا اور کوئی جنگ سرحد پار نہیں ہو رہی تھی۔ یکایک ایک نیا فساد پیدا ہوا اور وہ یہ تھا کہ چارلس دوازدہم شاہ سویڈن نے پالش کی حکومت کو آگسٹس سے چھین کے لگزنسکی کو دیدی اور پھر پیٹر اعظم کی طرف بڑھا کیونکہ پیٹر آگسٹس کا سرپرست بنا تھا۔

یورپ کے دوسرے حصہ میں اسپین کی تخت نشینی کا مسئلہ چھڑا۔ جس سے آسٹریا کو فرانس کے مقابل میں شمشیر بدست ہونا پڑا۔ شہزادہ ریگوسٹکی کو ٹرانسلونیا کے باشندوں نے بلایا۔ اس شہزادے کی شادی آسٹریا کے ایک امیر کونٹ تکلی کی بیٹی سے ہو چکی تھی۔ شہزادے نے ان لوگوں کی دعوت قبول کر کے اپنے نام کے ساتھ شہزادہ ٹرانسلونیا اور بڑھا لیا۔

سلطان سے کہا گیا کہ آپ اس نئے حکمراں کو منظور کریں مگر سلطان نے جواب دیا کہ "میں اس صلح کو توڑنا نہیں چاہتا جو مشکل سے حاصل ہوئی ہے اور جو میری سلطنت کے لئے

زمین پر اپنا خون بہانا کس قدر مجنونانہ کارروائی ہے مگر ایسے خیالات اس شخص کے لئے جو دنیا میں پیدا ہوا ہے اور جس کے فرائض یہ ہیں کہ اپنی قومی عظمت اور عزت کے لئے جان دیدے کبھی مفید نہیں ہو سکتے۔ سچی شجاعت اور انسانیت کے یہی معنی ہیں کہ انسان اپنے ملک اور قوم پر جان دیدے۔

شب نے جنگ پر پردہ ڈالدیا اور ترک یہ سمجھ گئے کہ رات بھر کے لئے جنگ ملتوی ہو گئی مگر روسی شب خون مارنے کی تیاری کر رہے تھے۔ تازہ دم رجمنٹیں اسی تاریکی میں جس میں ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا ترکوں پر شب خون مارنے کے لئے آگئے بڑھیں۔ خوش قسمتی سے ترک ہشیار تھے انہوں نے ان جرمنی مہمانوں کی توپ اور گولے سے بہت کچھ آؤ بھگت کی اخیر مجبوری روسی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں شہنشاہ روسیہ اور گرینڈ ڈیوک نکولس ۹ بجے تک میدان جنگ میں موجود تھے اس کے بعد وہ اپنے لشکر گاہوں میں واپس چلے آئے سٹر یک ہان ڈیلی نیوز کے خاص نامہ نگار نے اس جنگ کا مفصل حال لکھا ہے جس خلاصہ

---

بہت مفید ہے۔ اسی زمانہ میں چارلس دوازدہم شاہ سویڈن اور اسٹانسلا جسے سلطان نے پولینڈ کے تخت پر بٹھایا تھا بھاگ کے قسطنطنیہ آگئے۔ قدرت کے عجیب کھیل ہیں۔ نصیبے کے اُلٹ پھیر نے شاہوں کو چین نہیں لینے دیا۔ شاہ سویڈن کا ایک زمانہ میں یہ زور تھا کہ ایک طرف تو اس نے اگسٹس شاہ پولینڈ کو تخت سے اُتار دیا تھا۔ اور دوسری طرف روسیوں کو مارتا ہوا ان کے ملک میں لے گیا تھا اور جب پیٹر اعظم نے اس سے نہایت عاجزی سے صلح کی درخواست کی تھی تو اس نے جواب دیا تھا کہ ماسکو کی فصیل پر پہنچ کے صلح کا عہد نامہ کرے گا۔

افسوس ہے کہ نو برس کی سخت محنت اور سو خونریز جنگوں کے بعد ۸ رجولائی ۱۷۰۹ء میں پلٹووا کے قریب اس نے ایسی شکست کھائی کہ معاملہ درہم برہم ہو گیا۔ یہ ایسی غضبناک شکست تھی کہ بیچارے کا سارا لشکر برباد ہو گیا۔ کل سامان حرب اور تمام لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ خود چارلس بہت سخت مجروح ہوا لیکن اس کے وفادار گارڈ نے بمشکل اسے

ذیل میں درج ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میری جانب راست تھوڑی دور کے فاصلہ پر دو گھنٹے تک خوب توپیں چلتی رہیں۔ توپوں کی گرج نے کرۂ باد کو بھر دیا تھا۔ ریڈیسوا کا پشتہ جہاں روسی توپیں نصب تھیں بالکل چھپ گیا تھا۔ کہر اور دھوئیں نے سب کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا تھا۔ ہاں جس وقت توپوں پر بتی پڑتی تھی اور شعلہ اٹھتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ عفریت مست۔ اژدہا پیکر توپوں کو ادہر ادہر گھسیٹتے پھرتے ہیں اور جہاں ان کی ان میں شعلوں کی روشنی کم ہوئی تو سب چیزیں چھپ گئیں۔

دو گھنٹے تک یہ خطرناک طوفان برپا رہا۔ پانچ بجے سے پہر تیز ہوا نے تمام کہر کو اڑا دیا۔ یکایک روسی سپاہ ایک کھیت میں سے نمودار ہوئی اور پلونا کی طرف بڑہی۔ ایک لمحہ کے لئے ترکی توپیں خاموش ہوگئی تھیں۔ روسی فوجیں نہایت جوش وخروش سے قلعہ کی دیواروں تک بڑہی چلی گئیں کہ اتنے میں ترکی توپوں کی گرج نے پھر اس قطعۂ زمیں کو سر پر اٹھا لیا اور ملک الموت کے پنجے ترکی گولوں کی صورت میں دراز ہونے لگے۔ دھوئیں نے پھر کرۂ باد کو

بچا کے سواحل بوتھنس پر پہنچا دیا۔ فوراً ایک بوٹ کرایہ کیا گیا اور اس میں یہ بیچارے پناہ گزین بیٹھ کے ترکی سرحد میں داخل ہوئے۔ جب وہ بندر پر پہنچے تو ترکی گورنر نے انکے درجہ کے مطابق ان کی عزت کی اور یقین دلایا کہ میں ایسی صورتیں نکالوں گا جن سے اعلےٰ حضرت آپ کے حال زار پر رحم فرما کے آپ کو مدد دیں گے۔

شاہ سویڈن نے ایک درخواست سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی کہ آپ روسیوں کے مقابلہ میں میری مدد کریں اس وقت اٹھارہ سو سپاہی اس کے ساتھ تھے۔ باب عالی کے جواب آنے کے انتظار تک شاہ نے بندر پر ڈنڈے ڈیرے ڈالدیئے۔ اور اپنے چھوٹے افسروں کے رہنے کے لئے چھوٹے چھوٹے مکان بھی بنا لئے۔ ادہر سپاہیوں نے اپنی رہائش کے لئے چھوٹے چھوٹے جھونپڑے قائم کرلئے اس صورت سے یہ مقام خاصہ چھوٹا سا شہر معلوم ہونے لگا۔ چارلس دوازدہم کے زخم جب خشک ہوگئے تو غسل صحت کرنے کے بعد وہ اپنی چھوٹی سی فوج سے قواعد لینے لگا۔ اور اپنے افسروں سے نیزہ بازی اور نشانہ بازی میں سارا وقت

تیرہ و تار کر دیا۔ ترکی گولہ باری میں سے روسی فوجیں بڑھتی ہوئیں پہلے مورچے پر آپہنچیں اگرچہ انکا نقصان کثیر ہو چکا تھا۔ لیکن پھر بھی مورچوں پر مورچے فتح کرتی چلی جا رہی تھیں اب صرف ایک ریلا کافی تھا۔ اسی اثنا میں بہت سی تازہ دم فوج مدد کو بھی پہنچ گئی تھی اب میں اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ دیکھوں روسی بہادر سپاہ سالار کتنی جلدی قلعہ پر قبضہ کرتے ہیں اور میں روسی سپاہیوں کی بہادری دیکھ دیکھ کے پھولا نہ سماتا تھا کہ یکایک میری تمام امیدیں مایوسی سے بدل گئیں۔ میرا دل بیٹھ گیا۔ میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور میں ہکا بکا چاروں طرف دیکھنے لگا۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ بے نظیر شجاعت اور جانوں کا اتنا بڑا نقصان سب بیکار گیا تو میں ہاتھ سے ہاتھ ملنے لگا۔ یہ بہادر سپاہی کس بری طرح سے کاٹ ڈالے گئے۔ فی الواقع ایک بڑا قابل رحم نظارہ تھا کہ ترکوں نے ان خونخوار شیروں کو کس طرح پارہ پارہ کر دیا۔ ترک نہایت جوش میں ان پر گر پڑے اور ان کا ایسا ستراؤ کر دیا کہ ان کے خون سے میدان جنگ کی زمین رنگی گئی۔ وہ بے اوسان ہو کے بھاگے اور ایسے

گزار رہا تھا۔ شہنشاہ روسیہ آجکل ترکی کی بہت خوشامد کر رہا تھا۔ کثرت سے نذرانیکے طور پر لاکھوں روپیہ قسطنطنیہ چلا آتا تھا۔ چارلس روسیوں کی چاپلوسی اور روپئے کی بھر مار کو اچھی طرح دیکھ رہا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ جب روسیوں کی یہ کیفیت ہے تو بھلا ترک مجھے کیا مدد دیں گے۔ اس کے ساتھی بھی سخت مایوس ہو گئے۔ اور انہوں نے چارلس سے کہا کہ آپ بھاگ چلیں مگر چارلس اپنے ارادے میں مستقل رہا اور ذرا بھی اس نے جنبش نہیں کی۔

اس کے مشیروں نے یہ تجویز کی کہ آپ جرمنی میں ہو کے اپنے وطن واپس چلیں یا فرانسیسی ایلچی جو جہاز آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اس میں بیٹھ کے مارسیلز چلے جائیں۔ اور کہا اس بات کا آپ یقین رکھئے کہ ترک روسیوں کو اعلان جنگ نہیں دینے کے۔ شاہ سوئیڈن نے ان تمام باتوں سے رُخ پھیر لیا اور کہا میں بصورت امن اپنے وطن واپس نہیں جانے کا۔

بھاگے کہ انہوں نے پیچھے پھر کے نہیں دیکھا اُن کی صفوں کی صفیں اُلٹ گئیں۔ اگر گہر اور دھواں اُنکو نہ چھپا لیتا تو ایک سپاہی بھی زندہ بچکے نہ جاتا۔ وہ تازہ بٹالین جو بدنصیب سپاہیوں کی مدد کے لئے بھیجی گئی تھیں ترکوں کی توپوں کی نذر ہو گئیں اور ترکی قلعہ سے بہت دور دور روسی فوجوں کا پتہ بھی نہ تھا سوائے مقتولین کے ڈھیروں اور خون کے کچھہ نظر نہ آتا تھا۔

گیر یو یکا کے مورچے کا حملہ بھی اسی طرح ناکام رہا۔ یہاں رومانیا والوں کا سخت نقصان ہوا ڈھائی بجے سہ پہر رومینیوں کے آٹھ بٹالین نے تین روسی بٹالین کے ساتھ حملہ کیا مختلف اطراف سے یہ حملہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے رومینی آگے بڑھے اور اب گولہ چلنے لگا۔ ترکوں نے بھی اپنی توپوں پر بتی لگائی۔ نئے سرے سے شور قیامت برپا ہوا۔ چند گھنٹے کی جنگ کے بعد رومینا کی جوشیلی فوج جو اپنے قدیم آقاؤں سے ہمنبرد ہوتی چلی جاتی تھی پارہ پارہ کردی گئی۔ سوائے تین کمپنیوں کے ساری فوج پریشان ہو کے بھاگی۔ اور یہ تین کمپنیاں بہت جلد

---

جب شاہ نے زیادہ منت سماجت کی تو سلطان کو اس پر رحم آگیا۔ فوراً سلطان نے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا کہ دو لاکھ فوج تیار کی جائے۔ کریمیا کے خان نے چالیس ہزار آدمی مہیا کر لئے اور اس لشکر کو حکم ہوا کہ بندر پر جمع ہو تا کہ چارلس اس کا معائنہ کرے۔ یکایک وزرا میں پیچیدگی واقع ہو گئی ایڈریانوپل میں وہ وزیر اعظم جو فوج کا سرکردہ بنا کے بھیجا جاتا تھا موقوف کر دیا گیا اور اس کی جگہ ایسا جوشیلا شخص مقرر ہوا کہ اگر خود چارلس کے ہاتھ میں کمان دی جاتی تو وہ بھی اتنا جوش اور تیزی نہ ظاہر کرتا۔ غرض ترکی وزیر اعظم فوج لیکے نہایت جلدی میں ڈینیوب اور بسرابیا پر بڑھا۔

شہنشاہ روس کی فوجیں ترکوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھیں۔ وہ دریا سے پار ہو کے ساحل پر مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ ہوا۔ ترکوں نے تمام روسی فوج کے راستے بند کر دیئے۔ اور پرتھ کے ساحل پر بڑی بڑی توپیں نصب کر کے گولہ باری شروع کر دی اور دقت یہ ہوئی کہ روسی اگر پانی میں اُترتے ہیں تو گولوں کی بھرمار سے جان نہیں بچا سکتے اور اگر

ترکی گولوں پر قربان ہو گئیں۔ ساڑھے پانچ بجے شام کو پھر نئے سرے سے حملہ کیا گیا اور انکا حملہ بہت ہی سخت تھا۔ ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور وہ دوسرے قلعہ میں چلے گئے جو اس کے شمال میں تھا۔ روسیوں کی طرف سے اور امدادی فوجیں آگئیں۔ مگر ان پر کچھ ایسی بے اوسانی چھائی کہ وہ راستہ ہی بھول گئیں۔ ترک بلائے بے درماں کی طرح اس فتحمند فوج پر جس نے ابھی قلعہ کیا تھا آپڑے۔ دست بدست کی جنگ شروع ہوئی۔ روسینی سپاہی گھسیٹ گھسیٹ کے مار ڈالے گئے۔ تمام توپیں چھین لی گئیں اور ایک ہی گھنٹے میں اس مورچے کو فتح کر لیا۔ رات کے وقت پھر تیسرا حملہ ہوا۔ چار توپیں اور ایک جھنڈا دشمن کے ہاتھ پڑا۔ لیکن روسیوں نے یہ کامیابی بہت ہی قیمت سے خریدی۔ دوسرے دن گیر یولیکا کا تمام گاؤں مجروحین کے چھکڑوں سے بھر گیا تھا۔ اور یہ چھکڑے آگے پیچھے جاتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ دور تک ان کی لین ڈوری بندھی تھی۔ ان بدقسمت سپاہیوں کے کراہنے کی آوازیں بہت دور تک آتی تھیں۔ کرنیل ویلسے نے خود اس مورچے کو دیکھا وہ

ساحل پر رہتے ہیں تو موت سامنے نظر آرہی ہے۔ غرض روسیوں نے جم کے لڑنا شروع کیا۔ دو روز تک بڑی سخت جنگ ہوتی رہی۔ روسیوں نے ترکوں کو ہٹا دینا چاہا لیکن بالکل ناکام رہے۔

کوئی امید روسیوں کے بچنے کی نہ تھی۔ سامان خورونوش اور پانی بالکل بند ہو گیا تھا۔ اب اس بات کی قطعی امید ہو چکی تھی کہ معہ شہنشاہ کے ایک روسی بھی جان بچا کے نہیں جا سکتا۔ کاش ترکوں کا وزیر اعظم اپنے قدیمانہ غرور کو بالائے طاق رکھ کے اس وقت حکمت عملی سے کام لیتا تو روسیوں کو ہمیشہ کے لئے مار لیا تھا۔ ترکی وزیر سے ایسی سخت غلطی ہوئی کہ اب تک اس غلطی کی تلافی ترکوں سے نہ ہو سکی اگر کمبخت وزیر خوبصورت ملکہ کیتھرائن کی صورت اور جواہرات پر نہ پھسل جاتا تو روسیوں کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ چکا تھا۔ مگر بدقسمتی ترکوں پر منڈلا رہی تھی اور بربادی ترکوں پر آنے کی قضا و قدر سے وعدہ کر چکی تھی۔ تقدیر کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے۔ وزیر کی غفلت یا غرور یا لالچ نے جو کچھ ترکوں پر بپتا ڈالی تاریخ میں

بیان کرتے ہیں کہ اس قلعہ میں چلنے کا بھی راستہ نہ تھا ہر مقام پر مقتولین کی لاشیں پٹی پڑی تھیں۔ غضب یہ تھا کہ ان میں بہت سے سپاہی زندہ تھے جو سسک رہے تھے۔ روسی بہادر سپاہیوں نے اپنے ان بدقسمت ساتھیوں کو ترکی توپوں کی زد پر چھوڑ دیا تھا۔ اور خود جان بچا کے بھاگ گئے تھے۔ مگر دور سے کھڑے ہوئے ڈاکٹروں سے اشارہ کر رہے تھے کہ ان کی مرہم پٹی آکے کرو۔ کرنیل ویلیے کا دل کانپنے لگا اور اسے بدقسمت روسی سپاہیوں پر رحم آنے لگا۔ کرنیل مذکور رسید صعار رومینی افسر کے پاس گیا اور کہا یہ کیا غضب کر رکھا ہے آپ کیوں نہیں ڈاکٹروں کو بھیجتے کہ وہ جا کے مرہم پٹی کریں۔ رومینی افسر نے جواب دیا کہ اس قیامت خیز موقعہ پر کون جا سکتا ہے۔ دوسرے ڈاکٹر بھی اتنے نہیں ہیں کہ وہاں بھیجے جائیں۔ اس مقام سے ڈھائی سو گز کے فاصلہ پر ایک اور ترکی قلعہ بنا ہوا تھا یہاں بھی رومینیوں نے حملہ کیا تھا لیکن پس پا ہو گئے تھے۔ اور اسی قلعہ سے ترک برابر آگ برسا رہے تھے۔

---

اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

ملکہ کتیھرائن تمام جواہرات اور قیمتی چیزیں لیکے اپنے وزیر حاجب شعرف کے ساتھ ترکی فوج ڈیرے میں چلی آئی اور شہنشاہ روسیہ کا ایک خط وزیر اعظم کو دیا جس میں لکھا تھا کہ میں آپ سے صلح کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ تمام جواہرات وزیر کی خدمت میں پیش کئے۔ اس بدقسمت وزیر نے اُن تمام جواہرات کو قبول کر لیا۔ اور صلح پر راضی ہو گیا۔ اور دل میں یہ سمجھا کہ میں ایسا فائدہ مند عہد نامہ کرکے اپنے سلطان کو بہت کچھ فائدہ پہنچا رہا ہوں۔

۲۱ویں جولائی ۱۷۱۱ء میں یہ عہد نامہ ہوا۔ عہد نامہ کی یہ شرطیں قرار پائیں کہ مقام ازاف ترکوں کے حوالہ کر دیا جائے۔ روسی اپنا تمام بیڑۂ جہازات جلا دیں۔ مقام کیمنک کے سارے قلعے منہدم کر دیئے جائیں۔ وہ قلعہ جو دریائے تاداان کے ساحل پر بنا ہوا ہے توڑ دیا جائے اور پھر کبھی نہ بنے۔ اور تمام جنگی اور دوسرا سامان باب عالی کے حوالے کر دیا جائے۔ شہنشاہ روس پولینڈ سے اپنا لشکر اُٹھالے اور اس ملک کے معاملہ میں کبھی دست اندازی

جب یہاں یہ لڑائیاں ہو رہی تھیں اسکوبلوف دوسری طرف جنگ میں مشغول تھا۔ گیارہ ستمبر ٹھیک گیارہ بجے دوپہر کو روسی سپاہ سالار ترکی قلعہ کے سامنے والی پہاڑی کے مورچے پر قبضہ کرنے کے لئے صوفیہ کے رستے پر بڑھا۔ ترکی نے آگ برسائی۔ پھر ترک آگے بڑھے۔ اور روسیوں کے اُن مورچوں پر حملہ کیا جو لوفچا کے راستے سے ریڈیسووا کے پشتے پر پھیلے ہوئے تھے۔

جن مورچوں پر روسیوں کی پچیس۲۵ توپیں نصب تھیں اور ترکی مورچوں سے ان کا فاصلہ بارہ سو گز تھا ترکوں نے دو حملے دبا کے کئے مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ تیسرا حملہ پھر اسکوبلوف کی بڑھتی ہوئی فوج پر کیا گیا لیکن وہ بھی ناکام رہا۔

اسکوبلوف نے اپنی سپاہ کو حکم دیا تھا کہ جب تک ترک سو گز کے فاصلہ پر نہ آجائیں ہرگز نہ فیر کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ چار بجے سہ پہر کو اسکوبلوف ۲۰ توپیں لیکے نیچے اُترا اور اب اُس نے پلونا کی سیدھ میں بڑھنا شروع کیا اور اس دوہرے قلعہ پر

---

نہ کرے۔

افسوس ہے کہ شاہ سویڈن اس عہدنامہ میں بالکل فراموش کر دیا گیا۔ صرف ایک شرط میں اتنا اشارہ ہے کہ شہنشاہ روسیہ شاہ سویڈن کو اُس کے ملک میں جانے سے نہ روکے۔

شہنشاہ روسیہ نے بسر وچشم ان شروط کو منظور کر لیا اور اس عہدنامہ پر دستخط کر دیئے اور خوش ہوتا ہوا اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ اسی اثنا میں اپنی مٹھی بھر فوج لے کے شاہ سویڈن جوش میں بھرا ہوا موقعہ واردات پر پہنچا اور اپنے خونی دشمن شہنشاہ روسیہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن اسے خبر دی گئی کہ عہدنامہ ہو چکا ہے تم دیر میں پہنچے۔ اب حملہ نہیں ہو سکتا جب شاہ سویڈن نے یہ دیکھا کہ روسی فوجیں بہت آرام سے اپنے ملک کی طرف جا رہی ہیں تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ نہایت غضب کی حالت میں ترکی وزیر اعظم کے ڈیرے میں آیا۔ اور یہ کہا " اے ظالم تو نے یہ کیا غضب کیا۔ روسیوں کو کیوں

حملہ کیا جو تو فنچا کے بند پر پلونا کے راستہ میں بنا ہوا تھا۔ اس کی فوج میں چار رجمنٹیں اور چار بٹالین تھیں۔

جب اس نے دیکھا کہ میری حملہ آور فوج ایک پشتہ کی پناہ میں آگئی تو حکم دیا کہ فوراً فیر بند کردو اور خاموشی سے بڑھے چلو۔ گاتے اور کلکاریاں مارتے ہوئے یہ بہادر سپاہی دیواروں کے قریب پہنچ گئے اور اب انہیں یقین ہوگیا کہ ترکوں کو مار لیا۔ اتنے میں عثمانی سپاہی بلائے بے درماں کی طرح ان خوشدل روسیوں پر آپڑے اور ان کا ستھراؤ کردیا۔ تو جل میں آیا اس خونخوار فوج میں بھاگڑ مچی اور کل سپاہ بے اوسان ہو کے بھاگی۔ سپاہ سالار اسکوبلوف وہاں قریب ہی داؤ گھات میں لگا ہوا تھا فوراً اس موقع پر مع اپنی تمام فوج کے آدھمکا اور ان بھگوڑوں کو سہارا دیکے پھر مرد بنایا اور اب یہ کل فوج دوبارہ بڑے جوش و خروش سے آگے بڑھی۔

ترک نہایت شوق کی نگاہوں سے روسی فوجوں کے دلبادل دیکھ رہے تھے۔ جب یہ ٹڈی دل فوجیں قریب آگئیں تو توپوں پر بتی پڑی اور وہ گولوں کا مینھ برسنا شروع ہوا کہ الحفیظ و الاماں۔

---

زندہ چھوڑ دیا۔ ایسا اچھا موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں لگ سکتا۔ تونے یہ ذلیل عہد نامہ کرکے صرف اپنے دامن پر داغ نہیں لگایا بلکہ تمام ترکی سلطنت کی آیندہ عظمت کو کھو دیا"۔ اس کے علاوہ اور بہت سے سخت سست الفاظ وزیر سے کہے اور پھر اپنے کیمپ میں چلا گیا۔

دریائے نیاسٹر کی طغیانی سے اس کا کیمپ سب کا سب آب برد ہوگیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ایک ایسا مضبوط قلعہ بنائیں کہ سخت سے سخت حملہ کی روک تھام ہوسکے۔ جب وزیر اعظم نے یہ سنا کہ وہ ایک قلعہ بنانا چاہتا ہے تو اسے حکم دیا کہ تو ترکی عملداری سے چلا جا۔ چارلس نے صاف انکار کردیا۔ سامان خورونوش بالکل ہوچکا تھا اور اس بے سروسامانی میں چارلس جا بھی نہ سکتا تھا۔ وزیر نے پھر یہ کہلا بھیجا کہ میں سات آٹھ ہزار ترکی فوج تیرے جلو میں دیتا ہوں اور تیرے لئے سامان بھی مہیا کردیتا ہوں تو کسی طرح یہاں سے چلا جا۔ چارلس سمجھ گیا کہ وزیر کی یہ بہت بڑی چال ہے وہ مجھے شاہ اگسٹس کے حوالہ کرنا چاہتا ہے اس درخواست کو بھی مسترد کردیا اور وزیر کے پاس یہ لکھ کے بھیجا آپ میرے قرضہ کی ادائیگی کا انتظام کردیں پھر جہاں میرا سینگ سمائے گا

لندنی اخبار کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ گوشت اور خون ایسے گولوں کی برداشت کبھی نہیں کرسکتا۔ مگر واہ رے بہادر روسیوں شاباش چیل کوّوں کی طرح اُڑ رہی ہیں لیکن برابر بڑھے چلے جاتے ہیں۔ کمپنیاں کی کمپنیاں غائب لیکن فوج کی اولوالعزمی ابھی جوں کی توں سلامت ہے مگر ترک ترک ہی نکلے۔ توپوں کی آوازوں کے ساتھ ترکی سپاہیوں کے قہقہے کی آوازیں عجیب لطف پیدا کر رہی تھیں۔ روسی سپاہیوں کی روحوں کا آسمان پر تانتا بندھا ہوا تھا۔ اور اس سلسلہ میں ذرا بھی کمی نہیں آتی تھی۔ اسکوبلوف کی فوج کا ہر شخص مارڈالا گیا یا زخمی ہو گیا لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ خود سپاہ سالار اسکوبلوف بچ گیا۔ جنگ انتہا درجہ پر پہنچ گئی تھی یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ ترکی قلعہ فتح ہو گیا ہے یا حملہ آور فوج مغلوب ہو گئی ہے ابھی ایک گوشہ قلعہ پر روسی جھنڈا اُڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا اور اُدھر لمحہ ہی بھر کے بعد اس کی دھجیاں اُڑتی ہوئی نظر آتی تھیں۔

روسیوں نے بھی اس وقت اپنی بہادری کا کمال دکھا دیا۔ کٹ کٹ کے لڑے اور گھس گھس کے

---

چلا جاؤں گا۔ وزیر نے اس عرضی پر حکم دیا کہ فوراً خزانہ سلطانی سے اس کا قرضہ دیدیا جائے جب قرضہ ادا ہو گیا اور اُس سے چلے جانے کو کہا چارلس پھسل گیا اور کہا میں تو نہیں جاتا۔ چارلس سلطان کا مہمان تھا اس وجہ سے وزیر اُس پر حملہ کرتے ہوئے ڈرتا تھا۔

بتدریج چارلس کی جمعیت کم ہونے لگی یہاں تک کہ صرف تین سو آدمی اُس کے ساتھ رہ گئے۔ چارلس نے نہایت چالاکی سے تاتاریوں اور ترکوں کو دم دیکے اپنے ساتھ ملا لیا اور اب پچیس ہزار تاتاری اور ترک اُس کے چھوٹے سے کیمپ میں نظر آنے لگے۔

چارلس نے اپنی گھاٹیوں کو خوب مضبوط کیا اور اب اس کا ارادہ ہوا کہ خود ترکی لشکر پر حملہ کرے جب پانی سر سے گزر گیا اور چارلس کی بے اعتدالی کی انتہا ہو چکی تو وزیر اعظم نے تھوڑی سی ترکی فوج دس چھوٹی چھوٹی توپوں کے ساتھ روانہ کی۔ ترکوں نے حملہ کیا اور ایک ہی حملہ میں چارلس کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ اس کے ساتھی جو میدان جنگ میں برقرار رہے کاٹ ڈالے گئے۔ جو بھاگ گئے وہ اپنی جان بچاکے چلدیئے باقی چارلس معہ اپنے کل جانباز ساتھیوں کے گرفتار ہو گیا۔

لڑے اور خوب لڑے ادہر جھنڈے کو نصب کیا اور ادہر ترکی سپاہ نے اس جھنڈے کو سرنگوں کیا اور پھر دوسرے مقام پر روسی فوج نے اڑا دیا پھر عثمانیوں نے حملہ کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے یہ کیفیت ابھی تک کسی جنگ میں نہ آئی تھی۔ عین معرکہ جنگ میں کوئی شخص یہ رائے نہیں دیکتا تھا کہ فتح ترکوں کی ہو رہی ہے یا روسیوں کی۔

اثنار جنگ میں اسکوبلوف اپنی کثیر فوج کو پیچھے تنہا گھوڑے پر سوار بغیر کسی سیکرٹیری وغیرہ کے اس آفت ناک مورچہ میں دیوانہ وار گھس گیا۔ نوجوان روسی سپاہ سالار کی داد دی جاتی ہے کہ وہ آنکھ بند کرکے نہایت جوش میں مورچہ کے اندر بڑھا چلا گیا جہاں بہادر سپاہیوں کی لاشوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ روسی بہادر سپاہی چیرز پر چیرز دے رہے تھے اور خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے کہ چشم زدن میں یہ چیرز اور خوشی کے نعرے جانکندنیوں کی صداؤں میں تبدیل ہوگئے مجروحین کے کراہنے اور نالہ و بکا کی دردناک آوازوں نے توپوں اور رفل کی آوازوں کے ساتھ مل کے قیامت میں ایک اور قیامت پیدا کردی۔ توپوں اور رفل سے گزر کے تلوار پر نوبت

چارلس کی گرفتاری کا واقعہ یہ ہے کہ پہلے تو وہ خوب جان توڑ کے لڑا اخیر جب اس نے دیکھا کہ میدان ہاتھ سے نکل چکا ہے تو ایک کوٹھری میں چھپ گیا اور اس کے چھیدوں میں سے گولیاں مارنی شروع کیں کئی جانبازوں کا نقصان ہوا اخیر کمان افسر نے حکم دیا کہ اس کوٹھری میں آگ لگا دو جوں ہی آگ کے شعلے بلند ہوئے چارلس اس کوٹھری میں نکل پڑا چند لمحہ تک اپنی شمشیرزنی کے جوہر دکھاتا رہا۔ جب مجبور ہوگیا تو اس نے اپنی تلوار اچھال کے پھینک دی اس کے یہ معنی تھے کہ میں اطاعت قبول کرتا ہوں ترکی سپاہیوں نے چارلس کو ہاتھوں ہاتھ لیلیا اور اس کی گرفتاری پر بھی شاہوں کی سی عزت کی اس کی عظمت اور عزت میں کوئی فرق نہ آیا۔ ترکوں نے چارلس کو زندہ گرفتار کرکے خوشی کے نعرے مارے۔ یہ عجیب واقعہ ۱۲ فروری ۱۷۱۳ء کا ہے۔

پاشائے بندر اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا جب چارلس کو اس کے آگے لیگئے ہیں تو وہ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور چارلس کو مبارکباد دی کہ تم زندہ و سلامت رہے۔

چارلس جو کئی ممالک پر حکومت کرتا تھا جو شمالی یورپ میں ہمیشہ ثالثی عہدہ سے ممتاز تھا اور جس نے

آگئی۔ نوجوان روسی سپاہ سالار کی تلوار بیچ میں سے ٹوٹ گئی اور گھوڑا مجروح ہو کے گر پڑا تو بھی اس جانباز بہادر کے گھر تیغ تک نہ آئی اور بال بال بچگیا۔ پا پیادہ ہو کے بھی جی نہ ہارا اور اپنی بقیۃ السیف فوج کو آگے بڑہائے چلا گیا یہاں تک کہ پھر ہر سے اور چیئرز کی آوازیں اُٹھنے لگیں اور یکایک غل مچا کہ روسیوں نے پہلا مورچہ لیلیا۔ اس مورچہ کے لینے میں پورے دو ہزار بہادر روسی سپاہی میدان جنگ کے نذر ہوئے۔ پھر بھی نوجوان روسی سپاہ سالار کی مردانگی کی داد دی جاتی ہی کہ اس نے کس بہادری اور بے جگری سے یہ مورچہ لیلیا۔

شب بھر اس مورچہ پر روسیوں کا قبضہ رہا۔ صبح ہوتے ہی چاروں طرف سے ترکوں نے آگ برسانی شروع کی۔ اسکوبلوف کو یقین تھا کہ اب یہ مورچہ ہاتھ سے نہیں نکل سکتا۔ جہانتک اس سے ہو سکا شب بھر میں اس نے اور بھی اس مورچہ کو مضبوط کر لیا۔

ترکوں نے پانچ حملے جم جم کے کئے لیکن ہر حملہ میں اُنھیں ناکامی ہوئی۔ لیکن یہ ناکامیاں پوری فتح کی خبر دے رہی تھیں۔ ترکوں کے تڑہواں دبار حملوں نے اسکوبلوف کی فوجوں کا ستراؤ کر دیا تھا

---

یورپ میں ایک تہلکہ عظیم پیدا کر دیا تھا آج وہی قوی تریں شاہ ترکوں کی قید میں بے اسلح ایڈریانوپل جا رہا ہی۔ زمانہ کی یہ نیرنگی ہے۔

یکے مُردہ از خاک بر در نہند یکے تاج اقبال بر سر نہند

ایڈریانوپل پہنچ کے یہ بدقسمت شاہ ایک چھوٹے سے شہر ڈموٹیکا میں بھیجدیا گیا۔ جب قسمت بُری ہوتی ہی تو عقل میں بھی فتور ہو جاتا ہی۔ جو سلوک چارلس نے اپنے میزبانوں کے ساتھ کیا وہ اسے کسی طرح زیبا نہ تھا اس میں شبہہ نہیں کہ اُسے ترکی وزیر اعظم کی احمقانہ کارروائی پر غصہ آیا تھا لیکن جب ایک حماقت ہو چکی تھی پھر اُس کا علاج ہی کیا ہو سکتا تھا۔ بدقسمت چارلس تیری تقدیر۔

جب چارلس بندر سے ایڈریانوپل جا رہا تھا اسٹانسلاس ترکوں کی قید میں اس مقام پر بھیجا گیا تھا جہاں سے ابھی چارلس روانہ ہوا تھا۔ آخرالذکر شخص شاہ پولینڈ تھا اس پر چارلس نے بڑے بڑے احسانات کئے تھے۔ چونکہ اس کا صلہ وہ نہ ادا کر سکتا تھا اس نے یہ ارادہ کر لیا تھا

دو ہزار تو کل مارے جاچکے تھے اور تین ہزار بہادر سپاہی ان پانچ تیر کی حملوں کے نذر ہوئے نوجوان روسی جنرل کی کل بٹالن اور کمپنیاں کم ہوتے ہوتے محض سایہ ہی سایہ رہگئیں۔ سپاہیوں میں یہ نقصان کثیر نہ ہوا تھا بلکہ افسر بھی بکثرت قتل ہوئے تھے۔ ترکوں نے روسی افسروں کو اس طرح کھیرے ککڑی کی طرح کاٹا کہ ایک بٹالن میں ایک وہی افسر بہ مشکل نظر پڑتا تھا۔ عجیب بات یہ تھی کہ اس کشت و خون پر بھی اسکوبلوف کے پھانس تک نہ لگی تھی۔ اسکوبلوف کی بے جگری اور اندھا دھند فوجوں میں چلا جانا اور پھر گولے اور گولیوں کی بارش میں سینہ تانے ہوئے کھڑا رہنا اس کے سپاہیوں کی نگاہ میں ایک عجیب بات تھی اور وہ سمجھنے لگے تھے کہ ہمارے سپاہ سالار پر خداوند مسیح کا ہاتھ ہے اور یہ شخص صاحب کرامت ہے کہ اُسے نہ کوئی گولی لگتی ہے اور نہ تلوار۔ اس مصیبت اور نازک حالت میں بھی اسکوبلوف اپنی سپاہ کے دل بڑھا رہا تھا کہ عنقریب تمہاری مدد کے لئے فوج آنے والی ہے تم گھبرانا نہیں۔ مگر یہ باتیں ہی باتیں تھیں کوئی مدد اس بہادر فوج کے پاس نہیں آئی اور نوجوان سپاہ سالار کی

---

کہ اپنے محسن کی سلطنت ہی کو جاکے سنبھالئے جب چارلس آئیگا اُس کی سلطنت دیدیجائیگی یا اگر میرا محسن بادشاہت منظور نہ کرے گا میں دوسرے کے سپرد کردوں گا۔

اسٹانسلاس اجازت لیکے چارلس سے ملنے آیا اور یہ کہا اس وقت میرے معاملات کی بہت ہی نازک حالت ہے میں التجا کرتا ہوں کہ سویڈن کے مقاصد کو ایک بدقسمت دوست پر قربان نہ کر میری کل فوج پومیرینیا میں پڑی ہوئی ہے۔ میں نصیبہ کا مارا بھیس بدل کے بدقت ترکی عملداری میں پہنچا تھا کہ مجھے ترکی سپاہیوں نے پہچان لیا اور یہاں قید کر کے بھیجدیا۔ میری تمام امیدوں پر خاک پڑ گئی"۔

ترکی سپاہ چارلس کی بہت مداح تھی مگر وزیر اعظم اُسے نظروں سے نہ دیکھتا تھا اس نے چارلس کو دھمکی دی تھی کہ اگر کوئی بات خلاف دکھائی دی تو میں تجھے اور تیرے دوست شاہ پولینڈ کو مجمع الجزائر کے کسی جزیرہ میں بھیجدوں گا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسٹانسلاس علیحدہ کردیا گیا جُدا ہوتے وقت چارلس سے نہ مل سکا۔

دیکھتے دیکھتے آنکھیں پتھرا گئیں۔

جنرل کیر یلف ایک ہزار فوج لیکے اسکوبلوف کی مدد کے لئے آیا تھا لیکن وہ مقام مقصود پر وقت سے نہیں پہنچ سکا۔ ستمبر کی ۱۲ تاریخ تھی اور تیسرے پہر کے پانچ بج چکے تھے اسکوبلوف اپنے خیمہ میں جو چٹان پر نصب تھا بیٹھا ہوا قسمت کی گوناگونی کو دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اسے خبر لگی کہ ترکوں نے پھر حملہ کرنا شروع کیا ہے نہ صرف اس مورچہ پر حملہ آور ہو رہے ہیں بلکہ انہوں نے روسی فوج کے بازوے راست پر لوفچا کے راستہ میں دھاوا بولدیا ہے۔ اسکوبلوف سنتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کے وہاں پہنچا دیکھا کہ یہ خبر بالکل صحیح ہے۔

یکایک اسکوبلوف کی نظریں اپنی شکستہ رجمنٹوں پر پڑیں کہ قلعہ سے نکل نکل کے اپنی لینوں کی طرف بھاگی چلی جاتی ہیں اس وقت ترک بہت جوش میں بھرے ہوئے تھے اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا جس طرح ہو روسیوں کو یہاں سے نکال دینا چاہئے۔ بڑا کمال ایک روسی افسر نے کیا کہ اپنے گارڈ کے ساتھ ایک مورچہ پر کھڑا رہا اور ایک انچ وہاں سے جنبش نہ کی

---

ڈیموٹیکا میں چارلس کی بڑی سختی سے نگرانی کی جاتی تھی۔ چارلس دس مہینے تک بیمار پڑا رہا تاکہ وزیر اعظم کے پاس نہ جانا پڑے جب وزیر اعظم بلاتا تھا وہ بیماری کا بہانہ کر دیتا تھا۔ اس صورت سے گویا حاضری سے بچ جاتا تھا۔

جب اُسے خبریں پہنچیں کہ سوئڈن کے بیرونی صوبجات بالکل باغی ہو گئے ہیں کیونکہ اُنہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ چارلس مر گیا یہ سنتے ہی چارلس چوکنا ہوا اور قوی ہونے کے لئے اس نے ایسی سخت کثرت کی کہ وہ فی الواقع مریض ہو گیا۔ ترکی اطبا کے علاج سے بعد ازاں اُسے فائدہ ہوا اب اس نے وزیر اعظم سے کہلا بھیجا کہ میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔ وزیر نے سلطان کو لکھا کہ چارلس جانے کی درخواست کرتا ہے سلطان نے لکھ کے بھیجا کہ اُسے جانے دو اور ہرگز نہ روکو۔ سلطان نے اب بھی اپنی عالی ظرفی کا پورا ثبوت دیا ایک قیمتی خیمہ چند عربی گھوڑے سامان خورونوش کے ساتھ بھرے ہوئے چھکڑے اور اس کے ساتھیوں کے لئے تین سو ۳۰۰ دوسری نسل کے گھوڑے اُس کے پاس بھیجے۔ غرض اس طرح سے شمالی یورپ کا فاتح معہ اپنے

بہادری اور مجنونانہ شجاعت کی پوری داد دیدی اور اسی مقام پر ترکوں نے بھی ایک ایک روسی سپاہی کو قتل کر ڈالا۔ روسی فوجوں نے پھر جم کے ایک آخری حملہ کیا لیکن اس حملہ نے فتح و شکست کا انقطاعی فیصلہ کر دیا۔ رہا سہا دم بھی نہ رہا اور کل روسی فوجیں پارہ پارہ کر دی گئیں۔ بقیۃ السیف سخت بے اوسانی میں پریشان ہو کے بھاگیں۔ جنرل اسکوبلوف بھی بالکل دیوانہ ہو گیا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی سوری میں سے بھتنا نکل آیا ہے۔ جوش۔ غصہ اور بے اوسانی سے اس کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی۔ مسٹر میک گاہان بیان کرتے ہیں "اس کی تمام وردی پر خاک پڑی ہوئی تھی اس کی تلوار ٹوٹ چکی تھی۔ اس کی سینٹ جارج کی صلیب مڑ مڑا کے کندھے کے پیچھے بل کھا رہی تھی۔ باروت اور دھوئیں سے اُس کا مُنہ سیاہ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے ہیبت معلوم ہوتی تھی اور خون ٹپک رہا تھا آواز بالکل بیٹھ گئی تھی اگر کچھ زبان سے کہتا بھی تھا تو بمشکل سمجھ میں آتا تھا۔ میں نے اُس سے دریافت کیا تو بمشکل ہانپ ہانپ کے اُس نے یہ جملے کہے "میں نے اپنی عمر میں جنگ کا ایسا

---

ساتھیوں کے یکم اکتوبر ۱۷۱۲ء میں ترکی سلطنت سے رخصت ہوا۔ ایک ترکی رسالہ سرحد تک اس کے پہنچانے کے لئے گیا۔

ابھی تک ترکی میں بالکل امن امان تھا مگر یکایک موریا پر کچھ جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا اور ترکی سے وینس کی جمہوری سلطنت کی کھٹک گئی۔ باب عالی نے اس جزیرہ نما کے فتح کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور یہ بھی ارادہ کیا کہ ٹرنسلونیا۔ ہنگری اور پولینڈ کو بھی تاخت و تاراج کر دیا جائے۔ وینس والوں نے بہتیری کوشش کی لیکن موریا کو ہاتھ سے دے بیٹھے اسی اثنا میں آسٹریا بیچ میں کود پڑا اور ترکی سے درخواست کی کہ میں بیچ بچاؤ کرنا چاہتا ہوں ترکی نے صاف انکار کر دیا۔ اس سے ترکی کو اعلان جنگ دیدیا گیا۔

داماد علی وزیر اعظم ترکی فوجوں کا سرکردہ بنکے آسٹریا پر حملہ آور ہوا۔ مقام کارلووٹز پر سب سے پہلے جنگ ہوئی (۵ ۲ اگست ۱۷۱۶ء) آسٹریا فوجوں کا کمان افسر شہزادہ یوجن تھا پہلی جنگ میں ترکوں کو ناکامیابی ہوئی۔ دوسرے دن پھر جنگ ہوئی لیکن اس میں بھی ترکوں کو ناکامی رہی

مہیب منظر نہیں دیکھا"۔ شب کو مذکورۂ بالا نامہ نگار پھر اس سے ملنے گیا دیکھا کہ وہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا ہے اور اب اُسے کسی قدر سکون ہو گیا ہے۔ نامہ نگار لکھتا ہے میں نے اس سے دریافت کیا کہو اب کیا ارادہ ہے وہ بولا "جو کچھ میری قدرت میں تھا میں کر چکا اب مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا میری نصف فوج برباد ہو چکی ہے میری رجمنٹوں میں ایک سپاہی بھی جانبر نہ ہوا افسوس ہے کوئی افسر سوائے میرے میدان جنگ سے بچ کے نہیں آیا۔ ترکوں نے میری تین توپیں چھین لیں اگر مجھے مدد پہنچ جاتی تو ضرور میں کامیاب ہو جاتا۔

نامہ نگار۔ وجہ کیا کہ آپ کے اعلیٰ افسروں نے آپ کے پاس مدد نہ بھیجی اس کا الزام کس کی گردن پر رکھا جائے گا۔

اسکوبلوف۔ جناب میں کسی کو بھی یہ الزام نہیں دیتا خدا کی یہی مرضی تھی میں یا میرا کوئی افسر کیا کر سکتا تھا"

یہ ایسی خونریز شکست ہوئی کہ روسیوں کے دانت کھٹے ہو گئے اور اب وہ دوسرا حملہ فی الفور

---

تیسرے دن پھر لڑائی ہوئی اور ترکوں کا وزیر اعظم عین میدان جنگ میں کام آیا۔ جاں نثاریوں کو جوں ہی یہ معلوم ہوا کہ اُن کا وزیر اعظم مارا گیا وہ بے اوسان ہو کے پیچھے ہٹے اور سیدھے بلغراد چلے آئے۔

ترکی فوجوں نے چندے قلعہ تمسوار میں قیام کر کے مقابلہ کیا کیونکہ ہنگری میں یہی ایک قلعہ ان کے پاس رہ گیا تھا۔ آسٹریا کی فوج نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور تین ہفتے کی جنگ کے بعد یہ بھی فتح ہو گیا۔ ترکی فوجوں کو علی التواتر تین شکستیں ہوئیں تو بھی وہ ہر قلعہ پر لڑتے رہے یہاں تک کہ آسٹریا والوں نے بلغراد کا بھی محاصرہ کر لیا۔ ۱۶ اگست تک خوب جنگ ہوئی لیکن اخیر بلغراد بھی ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان ناکامیوں کے بعد سلطان نے صلح کرنی چاہی۔ انگلستان اور ہالینڈ پنچ مقرر ہوئے اور سربیا کے چھوٹے سے شہر پاسارو ٹز میں عہدنامہ کے لئے سلطنتوں کے وکلا جمع ہوئے۔ بڑی بڑی طولانی بحثیں ہوئیں اخیر یہ بات طے پائی کہ (۱۲ رجون ۱۷۱۸ء) جو حدبندی مقرر

نہ کر سکے۔ اب تک جو روسیوں کو کہیں کہیں کامیابی ہو گئی تھی اس کا ذرا بھی اثر نہ رہا تھا یہ ساری فتوحات عارضی تھیں جن پر اس شکست عظیم سے پانی پھر گیا تھا صرف گیر تو یکا کے مورچہ پر روسیوں کا قبضہ رہگیا تھا باقی کل مقامات تلواریں مار کے ترکوں نے چھین لئے تھے۔

اب عثمان پاشا کو پلونا سے خارج کرنے کا خیال خوف اور پریشانی سے دماغوں میں چکر کھانے لگا۔ اس وقت تک صرف دو ایک لڑائیوں میں روسیوں کی بیس ہزار شایستہ فوج کام آ چکی تھی۔ مجروحین کا کچھ حساب نہیں۔ بیس ہزار اُن مقتولین کی تعداد ہے جو میدان جنگ میں پڑے ہوئے ملے۔ مجروحین کی تعداد ٹھیک نہیں معلوم اُن کی کثرت کا صرف اس سے پتہ چلتا ہے کہ روسی طبّی اور جرّاحی عملہ جو بہت بڑا تھا مجروحین جنگ اور مریضوں کا علاج نہ کر سکا۔ اور بیچارے اپنے زخموں اور مرض میں تڑپ تڑپ کے مرگئے۔

رومینی فوج کی اور بھی بدتر حالت تھی۔ ایک رومینی ڈاکٹر کا بیان ہو کہ مجروح یا مریض ہمارے

---

کر دی جاتی ہے اس سے فریقین تجاوز نہ کریں۔

چند سال تک یہ صلح برقرار رہی کہ یکایک ایران میں مشکلات پیدا ہو گئیں۔ یہ دیکھ کے روسیوں اور ترکوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور دونوں نے ان مشکلات سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ روسیہ کے ہاں فوجی تیاریاں ہونے لگیں اور اس نے ایران پر حملہ کرنے کی دل میں ٹھان لی۔

فرانس نے درخواست دی کہ اگر فریقین کی مرضی ہو تو میں راضی نامہ کرا دوں فوراً دونوں نے اُسے پنچ تسلیم کر لیا۔ ایک عہد نامہ قرار پایا جس سے ترکی اور روسی سرحدوں کی تعیین ہوئی مگر اس عہد نامہ سے ایرانیوں کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔

اسی اثناء میں پیٹر اعظم شہنشاہ روسیہ کا انتقال ہو گیا۔ ترکوں کے لئے فتوحات بڑھانے کا یہ اچھا موقع تھا مگر ترک اپنی اندرونی پریشانی میں سرگرداں تھے۔ ترکوں نے چاہا بھی کہ کچھ فائدہ حاصل کریں کہ اُن ہی کے گھر میں فساد پیدا ہو گیا۔ قاہرہ اور سمرنا میں بغاوت ہو گئی اور وزیر اعظم ایران سے دوبارہ صلح کرنے پر مجبور ہوا یہ جدید صلحنامہ بھی ترکوں ہی کے مفید تھا

کیمپ میں تو کوئی اچھا ہی نہیں ہوا۔ دو دن سے زیادہ کوئی زندہ نہ رہتا تھا۔ ایک ایک ترک روسیوں کی نظروں میں ہوا نظر آنے لگا تھا۔ فوج کے دل ٹوٹ گئے تھے۔ اور کسی کیمپ کی ہمت نہ بندھتی تھی کہ پھر ترکوں پر حملہ کیا جائے ڈر یہ ہو رہا تھا کہ روسی سپاہی سخت بددل ہو کے کہیں غدر نہ کر دیں۔

ستمبر کے مہینے میں روسیہ کی حالت بلغاریہ میں نہ صرف روسی مدبروں کی آنکھوں کے آگے بلکہ کل دنیا کے آگے تیرہ و تار ہو گئی تھی۔ پلونا کی اُن شکستوں نے جو نصف جولائی میں ہوئی تھیں تمام یورپ کی آنکھیں کھول دی تھیں اور برِ اعظم میں یہ غل مچ گیا کہ روسیہ کی فوج قوت افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی اور ترکوں سے زیادہ بہادر کوئی نہیں ہے اس شکستہ حالت میں ترکوں نے یہ کمال کیا اگر ابتدا میں ان کے افسر غلطی نہ کرتے یا دشمن سے نہ مل جاتے تو روسیوں کو سوائے سینٹ پیٹرسبرگ کے کہیں پناہ نہ ملتی۔

سلیمان پاشا چونکہ شپکا پر پے در پے ناکام ہو رہا تھا اس لئے یہ امید کی جاتی تھی کہ اخیر روسی

---

کیونکہ ابھی تک ایشیا کی سلطنت اُن کی بہت وسیع تھی لیکن یکایک اس کامیابی اور سلطنت کی شوکت کا چراغ بجھ گیا اور ایسا اچانک بجھا جس کی امید ہی نہ ہو سکتی تھی۔ ناگاہ ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جن کا انتظام کسی اعلیٰ سے اعلیٰ مدبّر سے بھی نہیں ہو سکتا اور اس سے تمام سلطنتیں بالکل بے خبر رہتی ہیں۔

اسی اثنا میں نادر پیدا ہو گیا جس کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک گوالئے کا بیٹا تھا اور اس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد تمام بھیڑوں کا گلّہ فروخت کر کے قزاقی کا پیشہ اختیار کر لیا۔ اس نے سب سے پہلے کاروانوں کو لوٹنا شروع کیا اور سات برس تک یہی کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے ساتھیوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔ اب نادر کا حوصلہ بڑھ گیا اور اس نے چاہا کہ ایک بڑی سلطنت سے جنگ کرے اس خیال سے اس نے شاہ طہماسپ صفوی کی خدمت میں درخواست دی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی مدد کے لئے آؤں۔ اس وقت شاہ طہماسپ کی حالت بہت نازک تھی۔ افغانی

سنبھل جائیں گے۔ اور ان تمام شکستوں کا بدلہ اُتار دیں گے۔ خیر شپکا کی ناکامیوں نے جو کچھ اثر کیا تھا وہ تو تھا ہی عثمان پاشا نے جو اس درست کر دیئے تھے اور یورپ میں یہہ چرچا ہونے لگا تمام روسیوں کی فوجی قوت ہی سنتے تھے اگر عثمان پاشا جیسے دو تین ترکی افسر اور نکل آئے تو روسیوں کا تو کچومر نکل جائے گا۔ حملہ کرنے سے پہلے اُسے لازم تھا کہ ترکی فوجی قوت کی جانچ کر لیتا کمبخت روسیہ نے یوں ہی اپنی جان مفت میں پھنسائی۔ یہہ باتیں تھیں جو پلونا کی شکستوں کے بارے میں یورپی اخبارات میں بنائی جاتی تھیں۔ موسم گرما گزر چکا تھا۔ ادھر خزاں کا بھی نصف حصّہ طے ہو چکا تھا گرانڈ ڈیوک کی فوجوں کو شمالی بلقان میں ترکوں نے گھیر رکھا تھا۔ جاڑا چلا آتا تھا اور جنگ سر پر تلی ہوئی کھڑی تھی روسیوں کے آگے صرف دو باتیں تھیں کیا تو وہ جان بچا کے ڈینیوب سے پار اُتر جائیں اور یا آئندہ موسم بہار میں ترکوں سے جنگ کرنے کی تیاری کریں۔

عام طور پر یہ رائے دی جاتی تھی کہ روسیوں کی خیر اسی میں ہے کہ وہ ڈینیوب کے پار ہو کے

---

فوجوں نے اس کا ناطقہ بند کر دیا تھا اس نے نہایت خوشی سے نادر کی درخواست کو قبول کر لیا اور بہت کچھ سامان اور روپے سے بھی مدد کی۔ نادر نے شاہ کے حکم سے خراسان پر حملہ کیا۔ جب نادر خراسان کو دوبارہ فتح کرنے کی کوشش کر رہا تھا ترکوں نے شاہ کے حدود کی طرف فوجیں بڑھائیں اور اب شاہ طہماسپ کو ترکوں کے مقابلہ میں جانا پڑا۔ مقام ایروان پر ترکوں اور ایرانیوں میں بڑی جنگ ہوئی۔ لیکن شاہ کو بڑی سخت شکست ملی۔ اور نہایت بے عزتی کا ایک صلحنامہ ترکوں اور ایرانیوں میں ہوا۔ جو صلحنامہ نادر نے جب اس عہد نامہ کی کیفیت سُنی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے شاہ سے بہت سختی سے کہا آپ نے ایسا عہد نامہ کیوں کیا۔ فوراً اعلان جنگ دیدیجے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نئے سرے سے پھر جنگ شروع ہو گئی۔

ایرانیوں نے باب عالی سے وہ صوبے طلب کئے جو ترکوں نے ابھی فتح کئے تھے۔ اس بات پر کئی لڑائیاں ہوئیں اور نادر کی مدد سے ایرانیوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ ایرانیوں کی فتح کی خبر

اپنی جان بچائیں مگر شہنشاہ روسیہ بھاگنے سے مرنا قبول کرتا تھا۔ اگر محمد علی پاشا سلیمان پاشا اور عثمان پاشا کی فوجیں مل جاتیں تو ماسکو یا سینٹ پیٹرسبرگ میں مع شہنشاہ کے ایک روسی سپاہی بھی بچ کے نہ جاتا مگر کیا کہا جائے تقدیر کے لکھے کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔

اسی اثناء میں پلونا کے بعض مقامات فتح کرنے کے لئے رومینی فوج نے بہت کچھ کوشش کی اگرچہ گیر یویکا کے بعض مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ لیکن دوسرے قلعہ پر وہ کامیاب نہ ہو سکے اور وہاں ان کا بھی ترکوں نے بھرتا بنا دیا۔ جب رومینی فوج نے یہ دیکھا کہ حملہ سے کچھ کام نہیں نکلتا تو اس نے پلونا کا محاصرہ کرنا شروع کیا اور اب تمام روسی سپاہ سالار اس بات کے درپے ہوئے کہ کسی طرح عثمان پاشا کی رسد کا راستہ کاٹ دیا جائے۔ اس وقت جنرل کیریلیف جو فوج رسالہ کا افسر تھا صوفیہ کے راستے میں پلونا کے عقب میں پڑا ہوا تھا لیکن وہ اس فوج بدرقہ سے مزاحم نہ ہو سکے۔ جو پلونا عثمان پاشا کے لئے سامان رسد لا رہی تھی۔ اس وقت اور بدرقہ کی فوجیں جانب شمال جا رہی تھیں۔ روسی سپاہ سالار

---

قسطنطنیہ پہنچی۔ ترک آگ بگولہ ہو گئے۔ سلطان اور ان کے کل وزرا سے رعایا اور فوج سخت ناراض تھی۔ فوج کی بددلی اور رعایا کی پریشانی کی آوازوں سے انہوں نے اپنے کان بند کر لئے تھے۔ رات دن عیش و عشرت میں پڑے رہتے تھے۔ انہیں یہ خبر ہی نہ تھی کہ فوج کیا کھاتی ہے اور رعایا پر کیا مصیبتیں گزرتی ہیں۔ دوسرے ایک آفت یہ ہو گئی تھی کہ حکام نے اپنے شاہ اور اعلیٰ افسروں کو غافل پا کے رعایا پر ٹکس لگانا شروع کر دیا تھا۔ اس سے اور بھی بددلی پھیل گئی۔ ایرانیوں کی فتح سے رعایا کے دماغ بھڑک گئے اور اب وزرا اور شاہ کے خلاف سرگوشی ہونے لگی۔ ایک البنی خلیل نامی جس نے ایک ملکی جرم کیا تھا اور کسی ترکیب سے بچ نکلا تھا تمام سازشوں کا سرکردہ بن گیا۔ اور اس نے کوشش کی کہ موجودہ سلطان اور اس کی حکومت بالکل مٹا دی جائے۔

بیسویں ستمبر ۱۷۳۰ء میں ۹ بجے صبح کو میدان میں کثرت سے لوگ جمع ہوئے۔ ان لوگوں میں تمام سپاہ بھی شامل تھی۔ جب سپاہ کے افسر اپنے سپاہ کو سمجھانے کے لئے آئے تو انہوں نے

کیر بلیف ان کی تاک میں لگا ہوا تھا۔ ان کی ترکی فوجوں کے ساتھ کئی ہزار سامان خورونوش کے چھکڑے تھے۔ جب یہ ترکی چھکڑے مقام تیچاپس پہنچے تو یکایک روسی سپاہ سالار نے توپخانے کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ اگرچہ ترکی فوج تعداد میں کم تھی اور ساتھ ہی اس کے اسے سامان سنبھالنا پڑا تھا اس لئے سخت وقت کا سامنا کرنا پڑا مگر بہادر ترکوں نے بہت جلد اپنے کو سنبھال لیا اور ترکی توپوں کا جواب دیا۔ تمام دن توپوں کی لڑائی ہوتی رہی۔ ترک اس بہادری سے لڑے کہ مجبورًا روسی رسالے کو پیچھے ہٹنا پڑا اور ترکوں نے میدان لے لیا۔ ترکوں نے اس فتح ہی پر قناعت نہ کی بلکہ دوسرے دن خود روسیوں پر حملہ کیا۔ بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ روسی سپاہ سالار کے رسالے کاٹ ڈالے گئے اور کیر بلیف بمشکل اپنی جان بچا کے بھاگا۔ ادہر ترکوں نے روسی سپاہ سالار لسکرف پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں کو بھی اسی طرح کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالا۔ اب پلونا کا راستہ بالکل صاف ہوگیا تھا اور عثمان پاشا کے رسد کے آنے کی کوئی مزاحمت نہ رہی۔ وہ ترکی فوج جس کے کمان افسر شفقت پاشا تھے

---

اُن کو فورًا قتل کر ڈالا۔

سلطان اپنی محلسرائے میں بند ہوگئے اور انہوں نے باغیوں کے پاس حکم بھیجا کہ تم فورًا ہتھیار ڈالدو۔ افسوس ہے بادشاہ کے حکم کی مطلق تعمیل نہیں ہوئی۔ بادشاہ کے ذاتی طور پر سپاہ نہ تھی کہ وہ ان باغیوں کی سرکوبی کرتی۔ اخیر سلطان نے انہیں لکھ کے بھیجا تمہارا مطلب کیا ہے۔ خلیل نے اس کا جواب یہ دیا کہ مفتی وزیر اعظم اور دوسرے وزرا ہمارے حوالے کردیئے جائیں کہ ہم انہیں قتل کر ڈالیں۔

ابھی سلطان کا جواب بھی نہیں آیا تھا کہ باغیوں نے افسروں کے گھر لوٹنے شروع کردیئے اور خود محلسرائے سلطانی کی طرف حملہ کرنے کی غرض سے بڑھے۔ جب سلطان نے یہ دیکھا کہ خود اپنی جان پر آفت آگئی ہے تو سوائے مفتی کے کل وزرا کو باغیوں کے حوالے کردیا جب مفسدوں کو یہ نمایاں فتح حاصل ہوگئی تو اب انہوں نے دوسری اکتوبر ۱۷۳۰ء میں سلطان کی معزولی کی درخواست کی۔

رسد کے راستوں کی نگہبانی کر رہی تھی۔ اسی اثناء میں اور کچھ ترکی فوج پلونا میں داخل ہو گئی اور چوبیسویں تاریخ سامان خورد و نوش کا بہت بڑا سامان بھی پہنچ گیا۔ اس وقت تمام یورپ نے تسلیم کر لیا تھا کہ عثمان پاشا سے بہتر سپاہ سالار روسی افواج میں نہیں ہے اور اب یورپ کے سرکاری علقوں میں یہ چرچا ہو رہا تھا کہ کیوں نہیں ترکوں کی ایک زبردست جنگی سلطنت مان لی جائے۔

# ساتواں باب

## بعض سنگین واقعات

جوں جوں جنگ میں ترقی ہوتی گئی یورپ کے بعض حصّوں میں بغاوت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ یونان میں جوش پھیل گیا اور وہ جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ کریٹ میں بغاوت ہو گئی اور عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ تھسلی اور اپیرس میں بھی

---

احمد نے یہ دیکھ کے کہ کوئی میرا مددگار نہیں رہا اور اب میں ان مفسدوں سے کبھی برسر نہیں آسکتا سید احمد کے محل میں گیا جو بیچارہ یہاں مدت سے نظر بند تھا۔ اس سے مصافحہ کیا اور یہ الفاظ کہے "میں تمہیں یہ سلطنت جو میرے بھائی مصطفٰے نے اسی حالت میں دی تھی سونپتا ہوں۔ تم اس بات کو یاد رکھنا کہ محمد رابع اور تمہارا باپ مصطفٰے اور میں خود اس تخت سے اُتار دیئے گئے ہیں جس پر اب تم بیٹھو گے۔ ہمیں یہ نتیجہ ہماری خطاؤں کا نہیں ملا بلکہ جو کچھ بیتا مجھ پر پڑی ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اپنے وزراء پر بھروسہ کیا تھا۔ تم اب نگرنا اور تمام معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھنا اور ان اسباب کو ہرگز پاس نہ پھٹکنے دینا جو ہماری بربادی کے باعث ہوئے۔ بے انتہا سخت رہنا لیکن انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا۔ اب اخیر میں میں بصد منت و لجاجت اپنی اور اپنے بچوں کی سفارش تم سے کرتا ہوں"۔

اس التجا کے احمد نے جھک کے سلام کیا اُس کے بعد وہ واپس چلا آیا بھتیجے نے تخت نشین ہو کے اپنے چچا کو محل میں نظر بند کر دیا اور مدت العمر وہ اُسی میں رہا۔

یہی کیفیت پیدا ہو گئی۔ غرض چاروں طرف سے ترک نرغے میں پھنسے ہوئے تھے۔ انیس ترکی ضلع محاصرے کی حالت میں ہو گئے اور ہر مقام پر عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملے کئے۔ ترکوں پر ایک عجیب مصیبت تھی۔ ادہر تو وہ اپنے قوی دشمن سے ہمنبرد ہو رہے تھے اُدہر ان باغی صوبوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں بھیجنی پڑیں۔ یورپ کے مختلف حصّوں سے عیسائیوں کی مدد کے لئے برابر والنیٹر چلے آ رہے تھے۔ ناچار ترکوں نے بحری کناروں پر جنگی جہاز کھڑے کر دیئے کہ اگر کوئی جہاز سامان حرب یا سامان رسد سے بھرا ہوا آئے تو اُسے گرفتار کر لیں۔ ادہر روسیوں کے خلاف یورپ کے بعض حصّوں میں جوش پھیلا ہوا تھا مگر بڑی بات دیکھنے کی یہ ہے کہ اس مخالفت سے روسیوں کا کچھ نہیں بگڑا۔ نہ اس روسی مخالف گروہ سے ترکوں کو کچھ مدد ملی۔ کوتیس کوتھ شنے جو ۱۸۴۸ء میں ہنگری کا بہت بڑا رہنما تھا اپنے اہل ملک کے آگے اپیل کی کہ وہ مسلح ہو کے ترکوں کی امداد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔ روس ہم دونوں کے دشمن ہیں۔ ادہر شہنشاہ روسیہ کونٹ انڈریسی کو بہت کچھ تھپک رہا تھا گرا سے روس کیے

۲۷ برس تک احمد نے سلطنت کی اس عرصہ میں اگرچہ کئی بار آسٹریا کی جنگوں نے سلطنت کو بہت کچھ نقصان پہنچایا لیکن فوجی قوت میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی آسٹریا سے شکست کھا کر جتنے صوبے نکل گئے تھے اس سے تگنے صوبے اعزاف مور یہ اور ایران کو فتح کر کے اس نے حاصل کر لئے تھے۔

صنعت و حرفت کا احمد بہت ہی دلدادہ تھا۔ احمد ہی کے وقت میں سب سے پہلے چھاپے خانہ قسطنطنیہ میں کھولا گیا۔ اور بہ نسبت سابق کے خزانہ کی حالت بھی کچھ بُری نہیں ہے۔

وعدے وعید پر مطلق اطمینان نہیں تھا وہ جانتا تھا کہ اگر روسی فتحیاب ہوگئے تو جس طرح انہوں نے ترکوں کو برباد کر دیا ہے اسی طرح آسٹریا ہنگری کو برباد کر دیں گے۔
کونٹ ایڈرلیسی نے یہ رائے دی کہ روس کے خلاف ترکوں سے مل جانا چاہئے۔ اور اس نے بیان کیا کہ ترکوں کی زندگی میں ہماری زندگی ہے۔ اور اپنے شہنشاہ سے صاف کہدیا کہ اگر برباد ہوگئے تو ہمارا بچنا محال ہے لیکن کونٹ ایڈرلیسی کے شہنشاہ نے ایک نہ سُنی۔
اوہر لندن کی ایک سوسائٹی نے جس کا نام مالش اسٹوریکل تھا ۲ ر اگست ایک اعلان جاری کیا اور اس میں صرف بلغاریوں سے خطاب کیا گیا تھا اُس کا یہ مضمون تھا کہ اے بھائی عیسائیو ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں کہ شہنشاہ روسیہ کے وعدوں پر کبھی اعتبار نکرنا تمہارے آگے پولینڈ کی مثال موجود ہے کہ جب روسی فوجیں پولینڈ میں داخل ہوئی ہیں تو شہنشاہ روسیہ نے یہ اعلان دیا تھا کہ یہاں عیسائیوں کے مذہبی ارادے برقرار رکھے جائیں گے اور کسی قسم کی دست اندازی نہ کی جائے گی پولینڈ والے دہوکہ میں آگئے اور روسی کی مدد کرکے اسی انجام

# چھبیسواں باب

## محمود اول چوبیسواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۷۳۰ء سے ۱۷۵۴ء تک

## عثمان ثالث پچیسواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۷۵۴ء سے ۱۷۵۷ء تک

محمود کا تخت نشین ہونا۔ خلیل سے ملاقات۔ اس کے مطالبات کی تکمیل۔ باغی جاں نثاریوں کو سزا۔ وزیر اعظم کا پایۂ تخت میں امن۔ قایم کرنا۔ ایران کے ساتھ صلح۔ روس اور آسٹریا کا مل کے ترکی پر حملہ کرنا۔ عام صلح۔ پایۂ تخت میں عام ناراضی۔ وزرار کی سزا۔ شہر میں امن کا قایم ہونا۔ محمود کی وفات۔ اسکی جگہ اُس کے بھائی

بلالیا جب روسیہ کا پورا پورا قبضہ ہوگیا اُس نے اُن کے مذہبی ارادے چھین لئے اور اس نے ان کی تمام ملکی اور مذہبی مجلسوں کو برباد کردیا۔ پولینڈ کے نونہال بچوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ فوج میں بھرتی ہوں اور روسیہ کی فتوحات میں مدد کریں۔ ان کی زبان جن میں اعلیٰ درجہ کا علم ادب تھا بالکل نیست و نابود کردیئے گئے پولینڈ کے بچوں کو مدرسوں میں روسی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے وہ بدنصیب اپنی مادری زبان بالکل بھول گئے اور اب انہیں اس علم ادب کی مطلق خبر نہیں ہے۔ کوئی مسیحی چرچ سوائے روسی چرچ کے دیکھنے میں بھی نہیں آتا اب تم سمجھ لو کہ روسیوں نے ترکی پر حملہ کیا ہے اے بلغاریوں تمہارے بچانے کے لئے نہیں کیا اپنی فتوحات بڑہانے کے واسطے اس نے خونریزی پر کمر باندھی ہے تم خوب سمجھ لو کہ جب وہ ترکی پر قابو پالے گا بلغاریہ کا بچنا محال عقل ہے اور چند سال کے بعد بلغاریہ مثل ایک روسی صوبہ کے قرار دیدیا جائے گا۔ دیکھو سلطان نے تمہارے ساتھ یہ رعایت کی ہے کہ تمہیں اپنی فوج میں داخل ہونے سے روک دیا اور تمہارے

## عثمان کا تخت نشین ہونا۔ پھر عثمان کے چند روز کے بعد ناکام موت۔

سلطان محمود جب تخت نشین ہوگیا تو اُس نے اُس شخص سے ملنا چاہا جس کے ذریعہ سے وہ تخت نشین ہوا تھا۔ خلیل حکم ہوتے ہی حاضر خدمت ہوا۔ جاں نثاریوں کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھا اور پا برہنہ تھا۔ اس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک بڑا خونخوار اور خطرناک آدمی ہے۔ سلطان نے کہا کہ تو اپنی ان خدمتوں کا صلہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ خلیل نے جواب دیا میں اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں چاہتا میری خواہش یہ ہے کہ ٹکس کم کردیا جائے۔ یہ ٹکس کی وجہ ہے کہ بغاوت پیدا ہوگئی ہے۔ سلطان نے حکم دیا کہ زیادہ ٹکس نہ لئے جائیں اور فوجوں میں تقسیم کرنے کے لئے کچھ تحف تحائف بھی بھیجے۔ فوج اس پر رضامند نہ ہوئی اور کسی سپاہی نے ہتھیار نہ ڈالے چند ہفتے تک یہی پریشانی رہی۔ اخیر اُن باغیوں کے سردار خلیل نے سلطان کو مسجد ایوب میں لیجا کے تاج پوشی کی تقریب ادا کی

ٹیکسوں کو بھی کم کر دیا اگر تم ترکی کے ماتحت رہو گے تمہارے مذہب تمہارے ارادے میں کسی قسم کا فرق نہیں آنے کا۔ اس کے مقابلہ میں جب روسیہ تمہارے اوپر قبضہ کرلیگا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے بچوں کو جبراً پندرہ برس تک فوج میں داخل کرے گا اور ان سے سائبیریا۔ کوہ قاف اور وسط ایشیا اور حدود چین میں کام لیگا۔ تمہارے بچوں کو روسی زبان میں تعلیم دی جائے گی عدالت میں بلغاری زبانیں مٹ جائیں گی اور ہر طرح سے کوشش کی جائے گی کہ جہاں تک ممکن ہو بلغاری روسی عیسائی بن جائیں۔ بلغاری چرچ پر روسی لشپیوں کی حکومت ہوگی اور ان پر براہ راست سینٹ پیٹرسبرگ حکمرانی کرے گا۔ سلطان المعظم کی عملداری میں تمہاری انجمنیں تمہاری عدالتیں تمہارے مذہبی ارادے قائم ہیں اور جب تم روسیہ جرمنیوں یا کسی دوسری یورپی سلطنتوں کے قبضہ میں آجاؤ گے تو اُسی دن سے سیاسی حقوق سے اپنے کو محروم سمجھو۔ تمہاری زندگی اور تمہاری دولت روسیوں کے رحم پر موقوف ہو جائے گی۔

---

اور ان کی کمر میں عثمان کی تلوار باندھی۔

جب محمود سلطان تسلیم کر لیا گیا تو بتدریج باغیوں کی قوت کم ہونے لگی۔ اور لوگوں نے ان کی طرفداری سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ وزیر نے اس بات کا سلطان سے اقرار کر لیا کہ باغیوں کے خاص خاص سرغناؤں کو علیحدہ کر دیتا ہوں اور پھر اُن کی گورنمنٹ میں کسی قسم کا فتنہ نہ رہے گا۔ بتاریخ ۲۵ اکتوبر ان باغیوں میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ محل سلطانی میں طلب کیا۔ اور ایک ایک کی گردن اتار لی گئی۔ سلطان بھی اس وقت موجود تھے۔ جس وقت اس خونریزی کی خبر شہر میں پہنچی تو بجائے اسکے کہ لوگ افروختہ خاطر ہوتے انہوں نے باغیوں کے قتل پر بہت خوشی ظاہر کی اخیر اس فساد عظیم کا اس طرح خاتمہ ہو گیا جس نے دو مہینے سے پایۂ تخت کی بنیادوں کو ہلا رکھا تھا۔

وزیر اعظم کے واسطے فی الحقیقت یہ مشکل بات تھی کہ وہ تمام سلطنت میں انتظام قائم کر دیتا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بغاوت کی آگ ابھی پورے طور سے بجھی نہیں ہے اور اسکی ابھی چنگاریاں باقی

اس اعلان میں جتنی باتیں بلغاریوں کو لکھی گئی تھیں ان میں سے ایک کی بھی تردید نہو سکتی تھی بلا شبہہ پولینڈ پر روسیہ نے وہ ظلم کیا ہے جو سخت قابل افسوس ہے اور اس میں کلام نہیں کہ اگر بلغاریہ پر براہ راست روسی قبضہ ہوجاتا تو وہ ہمیشہ کے لئے اپنے ارادے کھو بیٹھتا یورپ کے بعض مدبرانہ حلقوں میں سلطان کی تائید برابر کی جارہی ہے پیرس کی ایک سوسائٹی نے ہمدردی کا ایک ایڈرس مدحت پاشا کو دیا جو بماہ اگست کسی ضرورت کی وجہ سے پیرس گئے تھے اس ایڈرس کے جواب میں مدحت پاشا نے کہا مجھے تعجب اس بات کا ہے کہ اس تہذیب اور تمدن کے زمانہ میں یورپ کیوں ایسا متعصب بن گیا ہے کہ اسلام کے نام سے اسکو جوش پیدا ہوجاتا ہے وہ مدبرین سلطنت جن کے ہاتھ میں سلطنتوں کی باگیں ہیں معاملات مذہبی تعصب سے کام لے رہے ہیں اور ان کی ان باتوں پر سخت افسوس ہے جو الزام انہوں نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے روسیہ اس سے پہلو نہیں بچا سکتا اس کے بیرحمانہ افعال روز روشن کی طرح سب پر ظاہر ہیں مگر محض مذہبی تعصب کی وجہ سے کوئی اس کے خلاف کان نہیں ہلاتا۔

---

ہیں جن کے ہر وقت بھڑک اٹھنے کا اندیشہ موجود ہے پایۂ تخت میں چونکہ روپیوں کی قیمت بڑھ گئی تھی اس لئے شہری ناراض تھے اور ایرانی لشکر نے اپنے مشہور سپاہ سالار طہماس قلیخاں کی سرکردگی میں ترکوں کو کئی مقام پر شکست دیکر بہت سی حدود حاصل کرلی تھیں اس لئے وزیر اعظم تلاش میں تھا کہ جس طرح ہو صلح کرلی جائے۔

اخیر وزیر نے صلح کا ڈھنگ ڈالا اور جارجیا کو ترکی عملداری میں شریک کرکے باقی کل صوبے ایران کے حوالے کردیئے۔ شاہ ایران اس عہدنامہ پر راضی ہوگیا لیکن طہماس قلیخاں کو سخت غصہ آیا اور اس نے شاہ ایران کو تخت سے خارج کرکے خراسان جلاوطن کردیا اور چند روز کے بعد شاہ کو قتل کرکے اس کے شیرخوار بچہ شاہ عباس کو تخت نشین کردیا اور آپ سلطنت کا مالک بن بیٹھا۔ ایران میں یہ مشہور عزل ونصب ۱۱۴۴ھ میں واقعہ ہوا۔

تمام سلطنت ہاتھ میں لیکے طہماس قلی خاں نے پھر ترکوں کو اعلان جنگ دیدیا اور بغداد پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ لیکن ایشیا کے تمام ترکی گورنروں نے اپنی فوجیں جمع کرکے اس کا

اس وقت دو موروثی دشمن ایک دوسرے کے مقابلہ میں جنگ کر رہے ہیں اور دول یورپ اپنا پہلو بچائے ہوئے جنگ کا تماشا دیکھ رہی ہیں اور سب خوف کھا رہی ہیں اور کوئی صورت دست اندازی کی نہیں دیکھی روسیہ کو اجازت دیدی ہے کہ وہ چاہے جو کچھ ترکی کے ساتھ سلوک کرے اس کے مقابلہ میں روسیہ نے وعدہ کیا ہے کہ اپنی فتوحات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ سلطنت کو دوں گا۔ ابھی تک جتنی لڑائیاں ہو چکی ہیں دونوں سلطنتوں کا زور برابر رہا ہے اب موسم سرما دور نہیں ہے جو بہت جلد جنگی اولوالعزمی کو سرد کر دوں گا۔
ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اس زبانی ہمدردی سے ترکوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا مگر اس کے خلاف روسیہ سے جسقدر ہمدردی کی گئی وہ عملی ہے۔ لندن، پیرس یا آتنا میں بیٹھی ہوئی ترکوں کی ہمدردی کا راگ گاتی ہے مگر افسوس ہے کسی نے روپیہ یا ہتھیار سے اُن کو کچھ بھی مدد نہ دی۔
انگلستان میں مسئلہ مشرقی پر بتاریخ ۲۸ اگست مباحثہ شروع ہوا اس جلسہ میں لارڈ گرانڈ وائل

---

مقابلہ کیا بڑی سخت جنگ ہوئی اور اس دل چلے ایرانی سپاہ سالار کی فوجیں کاٹ ڈالی گئیں۔ وہ خود بھی سخت مجروح ہوا اور اُسے مجبوراً صلح کرنی پڑی۔ اسی اثناء میں جب صلح نامہ ہو رہا تھا۔ ایک ترکی سپاہ سالار نے اپنی فتح کے غرور میں تھوڑی سی فوج کے ساتھ ایرانیوں پر حملہ کیا چونکہ فوج بہت کم تھی اُس کا داؤ نہ چل سکا اور ترکی سپاہ سالار اپنی مٹھی بھر فوج کے میدان جنگ میں قتل کر دیا گیا یہ صورت دیکھ کے ترکی لشکر کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔
ایرانی سلطنت کے غاصب نے یہ موقع دیکھ کے اپنی فوجوں کو آگے بڑھایا اور بغداد پر جا دھمکا جوں ہی ایرانی فوجیں فصیل شہر کے متصل پہنچیں باشندوں میں سخت پریشانی پیدا ہو گئی۔ بغداد کے گورنر نے جب اپنے میں مقابلہ کی قوت نہ دیکھی شہر کو ایرانی سپاہ سالار کے حوالے کر دیا۔ اسی اثناء میں ترکی کے لئے یورپ میں مشکلات کا دروازہ کھل گیا اور باب عالی کو مجبوراً آرمینیا اور جارجیا ایران کے حوالے کرنا پڑا۔

اور مسٹر ڈبلیو ای ٹی فاسٹر نے اسپیچ دی ہیں لارڈ گرانیڈ وائل نے بیان کیا کہ گورنمنٹ انگلستان کیوں خاموش بیٹھی ہوئی ہے اور کیا وجہ ہے کہ اپنے مرتبہ اور قوت سے کام نہیں لیتی روسیہ نے ترکوں پر عیسائیوں کی حفاظت کے واسطے فوج کشی نہیں بلکہ اس نے خاص مقاصد مدنظر رکھے ہیں اور وہ ایسے مقاصد ہیں جن سے اور دولتوں کو چشم زخم اٹھانی پڑے گی۔ جو الزام ترکوں پر لگایا جاتا ہے روس بھی اس سے پہلو نہیں بچا سکتا۔ اگر معاملات اسی صورت سے چلے گئے تو انگلستان کے موروثی حقوق زوال میں آجائینگے لارڈ گرانیڈ وائل نے یہ بھی بیان کیا کہ روسی فوجوں نے جس وحشیانہ طریقہ سے ترکی عورتوں اور بچوں کو مارا ہے کیوں نہیں اس سے اس ظلم کی بازپرس ہوتی اور کیا وجہ ہے کہ سلطنتیں خاموش رہکے یورپی تمدن کو بدنام کر رہی ہیں۔ روس کی زیادتی اور ظلم کی ادنے دلیل یہ ہے کہ اس نے ترکوں پر حملہ کیا۔ ترکوں کی بیگناہی کی شہادت یہ ہے کہ روسیوں نے اس حملہ کو روکا اگر انصاف سے گزشتہ واقعات کو دیکھا جائے تو صاف طور سے ظاہر ہو جائے گا کہ

روسیہ موقعہ کی تاک میں لگا ہوا تھا اس نے اعزاف پر زور حملہ کرکے فتح کر لیا اور ایک بڑی خونریز جنگ کے بعد اگزوکف پر بھی قابو پالیا یہاں ترک بڑی بیرحمی سے قتل کئے گئے آسٹریا نے جب یہ دیکھا کہ روسی ترکوں پر فتحیاب ہو چکے ہیں تو وہ بھی فوجیں لیکر چڑھ آیا اور رولاچیا میں داخل ہو کے مالڈیویا کو فتح کر لیا۔ اس نمایاں فتح کے بعد آسٹریا کا سپاہ سالار اپنی فوج کا کچھ حصہ لیکے ہنگری واپس چلا گیا ترکوں کو اس بات پر سخت غصہ آیا انہوں نے فوجیں جمع کیں اور ہنگری لشکر پر ٹوٹ پڑی۔ کئی معرکوں کے میدانوں کے بعد آسٹریا کی فوجونکو بھگا دیا اور ریفیا کو فتح کرکے آسٹریا کی حدود میں بڑھی چلی گئی۔ ترکوں کی یہ شہ زوری دیکھکے فرانس بیچ میں کود پڑا۔ اور کہا آپ جانے دیجے میں صلح کرائے دیتا ہوں۔ ترکوں نے اسکی پنچایت کو قبول کر لیا۔ اخیر ۲۲ ستمبر ۱۷۳۹ء میں عہد نامہ مرتب ہوا۔ اور عہد نامہ کی شرطیں ہوئیں کہ آسٹریا شہر بلغار کو ترکوں کے حوالے کردے اور بوسنیا۔ سرویہ اور رولاچیا کے تمام اضلاع کو ترکی کے قبضہ میں دیدے۔

ترکوں نے بلغاریوں پر اس وقت دست درازی کی ہے جب کوہ قافیوں اور بلغاریوں نے ان کے بچّوں اور عورتوں کو اُن ہی کے سامنے قتل کیا۔ لارڈ گرانیڈوائل نے بعض بعض موقعوں پر روسیوں کی تعریف بھی کی لیکن یہ بیان کیا کہ انسانیت اعلیٰ درجہ کا اخلاق نہ صرف روسی فوجوں میں بلکہ شہنشاہ روسیہ میں بھی نہیں ہے۔ ساتھ ہی روسی مدبروں پر بھی اعتراض کیا کہ یہ لوگ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے گورنمنٹ کو ایسی رائے دیتے ہیں کہ آگے چل کے گورنمنٹ بالکل کمزور ہو جائے اور اخیر برباد کر دی جائے۔

مگر اس کے خلاف ترکوں کے موروثی دشمن گلیڈ اسٹون نے ۲۷ ستمبر ایک لبرل گروہ کے جلسہ میں یہ بیان کیا۔ جو کچھ میں بیان کرتا ہوں اُسے انصاف سے جانچنا چاہئے کہ تمہاری قوم کو میری رائے پر عمل کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ تمہاری بڑی کوشش اس میں ہونی چاہئے کہ ترکی سلطنت بالکل نیست و نابود کر دی جائے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ہم خود جنگ کرنے جائیں بلکہ میرا منشا یہ ہے کہ یورپ کی تمام طاقتیں ملکے اپنے جنگی بیڑہ

---

جب یہ عام صلح ہو گئی یہ موقع سلطان کو اپنی ترقی کا بہت اچھا ہاتھ لگا۔ مگر بد نصیب سلطان عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا اور اپنے اعلیٰ فرائض کی تکمیل کو بھول گیا اور اسکے چچا نے جو کچھ نصیحت کی تھی اس کا بالکل خیال اُسے نہ رہا۔ رعایا میں اس کے خلاف سرگوشیاں ہونے لگیں اور ساتھ ہی وزرا کو جو سخت ظلم کرنے لگے تھے بُری نظروں سے دیکھنے لگے یہاں تک کہ ظالم وزیروں کا ہاتھ علما کے گروہ پر بھی دراز ہوا اور ایک مولوی پر بلا وجہ اتنا ظلم کیا گیا کہ وہ لوگ بھڑک اٹھے وزیروں نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ کوئی شکایت سلطان تک نہ پہنچنے پائی۔ بیس سال سے برابر شہر میں آگ لگ رہی تھی اور بہت سی عمارتیں جلکر خاکستر ہو گئی تھیں مگر گورنمنٹ کی طرف سے اس کا کوئی انتظام نہ تھا۔ لوگ تو بد دل تھے ہی فساد پر آمادہ ہو گئے اور سلطنت میں اس کونے سے اس کونے تک بدانتظامی پیدا ہو گئی۔

آخر کار محمود کا بہنوئی جو ایک بوڑھا وزیر تھا اور جس کی عمر ۸۰ سال کی تھی سلطان کے پاس

بحر اسود بحر مار مورا اور مجمع الجزائر کی طرف روانہ کر دیں اور ترکوں سے صاف کہہ دیں "نہ ایک آدمی نہ ایک گھوڑا نہ ایک توپ نہ ایک شلنگ ایشیا سے یورپ جانے پاوے گا نہ یورپ سے ایشیا آئے گا۔ ہم نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے تاکہ تمہیں بالکل کچل ڈالیں اور تمہارا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیں جو کچھ میں نے تم سے جب کہا تھا اب بھی وہی کہتا ہوں کہ اگر ایسی صورت پیش آئے گی تو خون کی ایک بوند بھی نہ گرے گی اور انجام ترکی پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔

ادھر گلیڈ اسٹون عیسائیوں کو ترکوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر رہا تھا اُدھر یکا یک یورپ کی زبردست دولتیں ترکوں پر پل پڑیں۔ ایک مورخ کا دل کانپ جاتا ہے جب اُسے یہ خیال آتا ہے کہ روسیہ سے تو ترک اتنا صدمہ اُٹھا چکے تھے اور ان کی حالت سخت ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔ جنگ اپنی انتہائی خونریزی تک پہنچ چکی تھی اور اب تک لاکھوں جانوں کا صفایا ہو چکا تھا کہ اسی جانکندنی میں یورپ نے ترکی پر دباؤ ڈالنا شروع کیا وہ تو کچھ

---

آیا اور کہا سلطان تو کیوں بے خبر ہے تجھے معلوم نہیں شہر میں کیا آفت برپا ہو رہی ہے تیرے وزیروں نے بڑا ظلم کر رکھا ہے اور لوگ تیرے اوپر اس وجہ سے ملامت کر رہے ہیں کہ وزیر تیرے نام سے ظلم کرتے ہیں۔

سلطان کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے فوراً مفتی کو بلا کے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے مفتی نے صاف کہدیا کہ جب تک آپ کل وزرا کو علیحدہ نہ کر دیں گے یہ شکایت رفع نہ ہوگی۔ ناراضی تو اتنی پیدا ہو گئی ہے کہ اُن کو گرفتار کیجیے اور تمام رعایا کو جمع کر کے اُن کی گردنیں ماریئے اگر یہ سزا ان وزیروں کو مل گئی تو شہر میں امن ہو جائے گا۔ اخیر سلطان نے یہ ہی کیا اور عام مجمع میں ایک ایک کر کے وزیروں کی گردن ماری گئی۔ شہر میں بالکل امن ہو گیا۔ اور اب کسی قسم کی شکایت باقی نہ رہی۔

سلطان کو اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ اُن کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ہاں سلطان احمد کے لڑکے موجود تھے لیکن ان کی عمریں زیادہ ہو گئی تھیں روز بروز سلطان رنج کے مارے گھلا جاتا تھا

خدا کی مرضی تھی کہ ترکی کا نام قائم رہا ورنہ ممکن نہ تھا کہ ترکی ایک دن بھی زندہ و سلامت رہ سکتی۔ آغاز ستمبر میں جرمن اور فرانس نے علیحدہ علیحدہ نوٹ باب عالی میں گزرانے جنکا مضمون یہ تھا کہ گزشتہ سال بلغاریوں کے قتل پر جن مسلمانوں کو قید کیا گیا تھا اور اب دوران جنگ میں انہیں چھوڑ دیا ہے پھر گرفتار کیا جائے اگر ترکی نے اس میں کچھ بھی تساہل کیا تو جرمن اور فرانس ملکے ترکی پر فوجکشی کریں گی۔ انصاف اور عقل اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ جب جنگ کا دروازہ کھلا ہوا ہو بلغاریوں نے روسیہ کا ساتھ دے کے ترکی پر علی التواتر حملے کئے ہوں ایسی صورت میں اُن ملزموں کا چھوڑ دینا جو بلغاریوں کے لئے قید ہوئے ہوں ہرگز قوانین مروجہ یورپ کے خلاف نہیں ہے مگر نہیں یہاں بات دوسری تھی سب روسیہ کی ہمدردی میں تلے ہوئے تھے اور اسی لئے یہ نئی نئی طرح پیچیں نکلتے تھے جب فرانس اور جرمن نے زور دیا تو ناچار باب عالی نے پھر ان لوگوں کو گرفتار کیا جب یہ بھی ہو چکا تو ترکی کو نئی طرح سے دبانا شروع کیا کہ اس کا بندوبست فوراً کیا جائے کہ بلغاریونکو

---

اور بیچارے کو بیماری ایسی لگ گئی تھی کہ دلوں حرمسرائے سے باہر نہ نکلتا تھا۔ جب سلطان کو حرمسرائے سے باہر نکلے ہوئے کئی مہینے ہو گئے تو لوگوں کو یہ شبہہ ہوا شاید سلطان کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم سے چھپایا جاتا ہے۔ جب یہ خبریں محل میں پہنچیں تو سلطان کے برآمد ہونے کا دن قرار دیا گیا اور عام طور پر مشتہر کر دیا گیا کہ بروز جمعہ ۱۳ ار دسمبر ۱۸۵۷ء سلطان نماز کے لئے محل سے برآمد ہوں گے۔ سلطان حقیقت میں بہت مریض تھا اور اس میں اتنی قوت نہ تھی کہ بستر مرض سے اٹھ کے مسجد میں جاتا تو بھی بڑی ہمت کر کے کپڑے بدلے اور گھوڑے پر سوار ہو کے اپنی مسجد میں نماز پڑھنے آیا رعایا اور فوج اپنے سلطان کو دیکھ کے بہت خوش ہوئی۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد سلطان اپنے محل میں واپس آیا جس وقت محلسرائے کے دروازہ پر پہنچے اسی وقت گھوڑے ہی پر دم نکل گیا۔

سلطان کی اس مظلومانہ وفات کی خبریں تمام سلطنت میں پہنچیں سب نے اس غمناک موت پر افسوس کیا۔

مسلمان ستانے بنائیں یہ بات سب سے زیادہ مشکل تھی مسلمانوں میں جوش پھیلا ہوا تھا اور وہ جس طرح روسیوں کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اسی طرح بلغاریوں کو خون کی نظروں سے دیکھتے۔ یہ انتظام محال عقل تھا کہ مسلمان اُن بلغاریوں کو جو اُن کی عملداری میں رہتے تھے بُری نظروں سے نہ دیکھیں۔ اسی اثنا میں سفیر انگریزی بھی بیچ میں کود پڑا اور وزیر اعظم ترکی سے کہا کہ جن بلغاریوں پر مسلمانوں کے قتل کا جُرم لگایا گیا ہے انہیں بلا مزید تحقیقات کے پھانسی نہ دیا جائے۔ وزیر اعظم ترکی نے جواب دیا آپ اطمینان رکھیں اس کی تحقیقات قسطنطنیہ میں کافی طور پر کیجائیگی۔ وزیر اعظم کی رعایا اور فوجوں کے سامنے کیا چل سکتی تھی باب عالی نے دوسرے ہی روز ایک حکم جاری کیا کہ ایڈریانوپل میں مجرم بلغاریوں کو سزا دیدی جائے۔

لندن ٹیمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ترکی پولیس مجرموں کے گلوں میں رسّی باندھ کے لیگئی اور انہیں گھر گھر پھرایا محض اس غرض سے کہ شاید کوئی عیسائی زر فدیہ دیکے چھڑالے۔ مگر کوئی عیسائی خبر نہ ہوا آخیر یکم ستمبر کو ۳۳ بلغاری گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کرنے کے جرم میں پھانسی دیدیئے گئے

---

مرحوم سلطان بہت ہی نرم مزاج اور نیک سلطان تھا کوئی فرد بشر اس سے ناراض نہ تھا تمام رعایا اور فوج خوش تھی۔ سلطان بڑا پرہیز گار اور محتاط تھا اس نے کبھی اعتدال سے باہر قدم نہیں رکھا اور نہ کبھی کسی منشی شے کا استعمال کیا جو کمزوریاں اور خطاکاریاں کسی زمانہ میں بھی سلطان سے سرزد ہوئی تھیں لوگ انہیں بالکل بھول گئے تھے اور اب سب ملکے سلطان مرحوم کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔

## عثمان ثانی

۱۷۵۴ء میں عثمان ثانی تخت نشین کئے گئے۔ جدید سلطان نے چاہا کہ دول یورپ سے اتحاد کرکے سلطنت کو ترقی دوں یہ حکمت عملی فی الواقع بہت ہی مفید تھی۔ لیکن یورپ کی حالت خود متزلزل ہو رہی تھی شہنشاہ چارلس ششم مرچکا تھا اور کوئی صورت یورپ کو آرام سے بیٹھنے کی نظر نہ آتی تھی۔

یورپ اس بات کی تاک میں لگا ہوا تھا کہ جس طرح ممکن ہو آسٹریا کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے باہم

اور پھانسیوں کا یہ سلسلہ کئی روز تک برابر جاری رہا۔ ان مجرموں کو ہر بازار کے وسط مقام پر اور ہر دکان کے آگے پھانسی دیجاتی تھی تاکہ لوگ عبرت پکڑیں اور اپنی گورنمنٹ کے خلاف بغاوت نہ کریں۔ یہاں مجرموں کو سزائیں دی جاتی تہیں اور روسیہ میں بیگناہ مسلمان بلاوجہ ستائے جا رہے تھے۔

روسیہ نے تمام کوہ قافی مسلمانوں کا مال و اسباب محض اس شک سے چھین لیا کہ کہیں یہ بغاوت نہ کر بیٹھیں اور انہیں جلاوطن کر کے ملک کے اندرونی حصہ میں بھیجدیا۔ مسلمانوں کا جو کچھ سامان چھینا تھا وہ اپنی فوجوں میں تقسیم کر دیا۔ کسی مسلمان نے خفیف سی بھی بغاوت نہ کی تھی مگر ظالم گورنمنٹ نے وہ ظلم کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

موسم گرما کے اختتام پر ترکوں کی جنگی حالت میں بہت کچھ ترقی ہوگئی تھی اگر آغاز جنگ میں وہ ایسی تیزدستی دکھاتے تو ابھی تک کبھی کا روسیہ کو مار لیا تھا۔ انگریزی دولت نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ فتحمند خواہ کوئی کیوں نہو یہ ضرور ہوگا کہ اس نے ایسی معتدل شرطیں کرلی جائیں گی جن سے ہمارے مقاصد

تقسیم کر لو مگر ترکی اس بات پر راضی نہ ہوتی تھی اور صاف کہدیا تھا کہ جو حدود قائم ہوگئی ہیں اس سے میں آگے بڑھنا نہیں چاہتی۔ اخیر آسٹریا کے دعویداران سلطنت اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم جنگ شروع ہوئی ترکی معاہدہ کی رو سے اپنے عہدنامہ پر قائم رہی اور اس نے ایک قدم بھی آگے نہیں اٹھایا حالانکہ آسٹریا کو ہضم کرنے کا یہ موقع بہت اچھا تھا معاملات سیاسیہ میں ایمانداری کو دخل دینے کے معنی ہیں بیوقوفی اور جہالت بغیر مکر و فریب اور جھوٹ کے امور سیاسیہ کبھی نہیں چل سکتے جس طرح ہاتھی کے دانت کھانیکے اَور اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں اسی طرح امور سیاسیہ کی صورتوں میں بھی فرق ہوتا ہی ظاہر کچھ ہوتی ہیں اور باطن میں کچھ ہوتی ہیں۔ جس طرح ترکوں نے ملکہ کیتھرائن کے دم میں آکے روسی سلطنت کو چھوڑ دیا اسی طرح اپنی سلطان اور وزیر کی اعتدال سے زیادہ ایمانداری نے انہیں آسٹریا سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ یہ بہت اچھا موقع تھا سات برس تک مختلف دعویداروں تخت میں جنگ ہوتی رہی اور اس جنگ کا نام ہی "ہفت سالہ جنگ" ہوگیا ہی۔ آسان ترکیب یہ تھی کہ ایک دعویدار سے مل کے دوسرونکو مار کے

برقرار رہیں اور کسی دولت کو بھی نقصان نہ پہنچے۔
اسی اثناء میں ایک ترکی اخبار نے مسٹر لیبیارڈ کو خطاب کرکے ایک مضمون لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔
"خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ترکی نے اس بات کو ثابت کردیا کہ ترکوں میں جنگی روح باقی ہے۔ اور عثمانیوں کو یقین ہے کہ وہ روسی حملہ کو کامیاب نہ ہونے دیں گے۔ روسیہ نے محض ذاتی اغراض حاصل کرنے کے لئے پہلے اعلان جنگ دیا ہے اور ڈیڑھ صدی کی وہ آرزو پوری کرنا چاہتا ہے جو دردانیال کے ساتھ وابستہ ہے یعنی اس کی غرض یہ ہے کہ دردانیال سے گزرنے کے لئے اُسے آزادی مل جائے اور وہ جب چاہے اپنے جنگی جہاز لاسکے۔ اور اس صورت سے تمام بحیرہ روم اس کے قبضہ میں آجائے۔ اگر اس کی یہ آرزو پوری ہوگئی تو تمام دنیا اس کے قدموں پر پڑی ہوئی نظر آئے گی اب تو راستہ ایک ایسی دولت کے قبضہ میں ہے جس کی حکمتِ عملی مرنجان مرنج ہے اور وہ کسی پر بھی حملہ کرنا نہیں چاہتی۔ افسوس ہے انگلستان نے صاف جواب دیدیا کہ وہ نہ ترکوں کی طرفداری کریگی نہ روسیہ کی اور اسی غرض سے اس نے خلیج بسیکا پر بیڑہ جہازات روانہ

نکالدیتے اور پھر کل ملک پر قبضہ ہو جاتا۔ مگر اتنی عقل بدقسمتی سے ترکوں میں نہ تھی ورنہ حالت کا سنبھل جانا بہت آسان تھا۔
اس سلطان کے وقت میں کوئی سنگین واقعہ نہیں ہوا سوائے ایک واقعہ کے کہ حاجیوں کے قافلہ کو جو مکہ سے آرہا تھا بدوؤں نے لوٹ لیا۔ مگر یہ غمناک خبریں اس وقت پائے تخت میں پہنچی ہیں کہ سلطان کی اچانک وفات ہوچکی تھی۔ تمام شہر نے حاجیوں کے قافلہ کے لُٹ جانے کا بہت افسوس کیا اور اپنے سلطان کے لئے بہت ماتم کرتے رہے کیونکہ اتنی جلد جلد یکے بادیگرے سلاطین کی وفات نہ صرف شاہی خاندان بلکہ تمام سلطنت کے لئے سخت اندوہ ناک تھی۔
"انا للہ وانا الیہ راجعون"

کر دیا ہے کہ جیبی بلبطی سیر دیکھے ناچار جب ترکی نے یہ دیکھا کہ ہر دولت نے ٹکا سا جواب دیدیا تو اس نے محض اپنی قوت بازو پر جنگ چھیڑی اور جب تک اس کے دم میں دم ہے اخیر تک جنگ کرے گی۔

ترکی پھر بھی خدا اور اپنی قوت بازو کے بھروسہ پر نہایت ثابت قدمی اور استقلال سے روسیہ اور بعض دول کا مقابلہ کر رہی تھی اور غالباً ترکی کے مدبر یہ تو خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ دول یورپ کی مخالفت ہمیں بغیر نقصان پہنچائے نہیں رہ سکتی لیکن پھر بھی اس کی اولوالعزمی میں ذرا بھی فرق نہیں آیا اور وہ اخیر وقت تک نہایت شجاعت سے اپنے موروثی دشمن روسیہ سے ہمنبرد ہوتی رہی صوبوں کی بغاوتیں۔ روسیہ کی چیرہ دستی۔ مختلف صوبوں کا ہاتھ سے نکل جانا۔ یورپ کا دباؤ خزانہ خالی۔ شائستہ فوجوں کی کمی یہ ساری وہ باتیں تھیں کہ ایک سلطنت قیامت تک اس سے اپنا پہلو نہیں بچا سکتی مگر خدا کے کارخانہ میں کسی کو دخل نہیں ہے جو زندوں کو مردہ کرتا ہے اور مردوں کو روح پھونک کے زندہ کرتا ہے اسی خدا نے ترکی کو ایسی حالت سے نجات دی کہ اس کا بالکل فیصلہ

## ستائیسواں باب

### مصطفےٰ ثالث چھبیسواں شہنشاہ یا سلطان

### ۱۷۵۷ء سے ۱۷۷۴ء تک

زمانہ صلح میں مصطفےٰ ثالث کی تخت نشینی۔ سلطان کے نوبرس سال حکومت میں مشکلات کا پیدا ہونا۔ روسیہ کا پولینڈ پر حملہ کرنا۔ ترکی خدمات۔ روسیہ سے جنگ۔ مجمع الجزائر میں ترکی اور روسی جنگی جہازوں کی جنگ شہر طاشمی کا معہ اپنے سامان جنگ اور قلعوں کے فتح ہونا۔ روسیہ کی ڈینیوب میں کامیابی۔ کریمیا کا ہاتھ سے نکل جانا۔ ترکی فوجوں کا مصر بھیجا جانا۔ علی بے کی گرفتاری۔ سلطان کی وفات۔

احمد ثالث کے بچوں میں سب سے بڑا لڑکا جو زمانہ مدید سے قید چلا آتا تھا تخت نشین کیا گیا

ہو چکا تھا پھر اس کے بعد ترکی اخبار لکھتا ہے "سب سے پہلے روسیہ نے نہایت دغابازی اور فریب سے ہمارے ملک میں بغاوت کرادی تاکہ ہم بالکل برباد ہو جائیں اور جب اس نے جنگ کر کے ہمارے بعض صوبوں پر قبضہ کر لیا وہاں اس قدر ظلم کر رہا ہے کہ سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اس پر بھی انسانیت کے دلدادہ یورپ نے جو مرکز تہذیب و تمدن ہے کچھ بھی روسیہ کو ان مظالم سے نہ روکا بلغاری باغیوں نے جس بے رحمی سے ننھے ننھے مسلمانوں کو قتل کیا ہے اُسے یورپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے مگر ان بے رحمیوں اور قصائی پنے پر یورپ نے ذرا بھی کروٹ نہیں بدلی۔ روسی ہمدردی کا اقتضا یہی ہے کہ اپنی سلطنت کو وسعت دے۔ غالباً روسیہ کی اس حکمتِ عملی کو تمام یورپ اچھی طرح سے جانتا ہوگا اگر دردانیال پر روسیہ کا قبضہ ہو گیا تو یورپ خوب سمجھ سکتا ہے کہ اس کی جان ہمیشہ خطروں میں پڑ جائے گی بغیر دردانیال پر قبضہ کئے روسیہ اپنے شمالی ہمسایوں سے کبھی کامیاب جنگ نہیں لڑ سکتا۔ کہاں ہیں وہ عہدنامے جو روسیہ نے کئے تھے۔ کیا اس میں اَدول یورپ کی حقارت نہیں ہے

سلطان بڑا محنتی اور ہنر مند تھا اس کی قابلیتِ علمی تمام یورپ میں مسلم ہے اس سے بہتر علوم و فنون کا شائق اور کم دیکھنے میں آیا ہے۔ نہایت منصف۔ نہایت عادل اور اول درجہ کا متقی اور مذہبی تھا۔ جب وہ تخت نشین ہوا ہے تو اس نے سلطنت کی ترقی میں اس قدر کوشش کی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس سے بہتر تختِ ترکی پر دوسرا سلطان نہیں موزوں ہو سکتا۔

یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جدید سلطان ترکی میں تازہ جان ڈال دے گا۔ رعایا امید بھری نظروں سے اپنے سلطان کی طرف دیکھنے لگی اور اُسے یقین ہو گیا کہ اب اس کے اچھے دن آ گئے۔

سب سے پہلے سلطان نے بڑے بڑے محکموں کی اصلاح کی جن کی حالت ان کے والد کے وقت میں بہت ہی ابتر ہو گئی تھی۔ اور یہ اصلاح گویا ترقی سلطنت کے لئے فال نیک تھی۔

تمام قوانین سلطنت میں ترمیم کی اور انصاف سے مقدمات کے فیصلہ کرنے کی بنیاد ڈالی۔

محلسرائے میں صدہا عہدوں کی تخفیف کر دی جن کی وجہ سے سلطنت کا روپیہ برباد ہو رہا تھا۔

کہ روسیہ نے کل عہد ناموں کو پس پشت ڈال دیا ہے اور مطلق کسی شرط کی پروا نہیں کی۔ یورپ کا فرض ہے کہ عہد ناموں پر کاربند ہونے کے لئے روسیہ کو مجبور کرے تاکہ توازن کا پیمانہ برابر رہے اور یورپ کے امن میں کوئی خلل نہ پڑنے پائے۔

ترکی اخبار کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی تھا جس میں یہ مضمون تھا "ہم نے لارڈ بیکنسفیلڈ کی اسپیچ کو پڑھا جو انہوں نے بیت امرا میں دی تھی اور جب اسپیچ سے ترکی کو بہت صدمہ ہوا۔ ترک نہایت افسوس سے دیکھ رہے ہیں کہ جو حکمت عملی انگلستان کی پشتہا پشت سے چلی آتی ہے اسے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

لارڈ صاحب نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا آیا برطن اعظم روسی قبضہ سے مزاحم ہوگی اور محض حق اور انصاف کو مدّ نظر رکھ کے روسیہ سے جنگ کرے گی صرف لاٹ صاحب نے اتنا فرمایا ہے کہ برطن اعظم خاموش رہے گا اور کسی کی طرف نہیں ہونے کا لیکن یہ شرط لگا دی ہے کہ اگر روسیہ دردانیال نہر سوئز اور خلیج فارس کی طرف باگیں نہ اٹھائے گا ہمیں پھر اسکی

---

کل فضول اخراجات کو بالکل بند کر دیا جس سے خزانہ سلطنت دبا چلا جاتا تھا جب رعایا نے یہ اصلاحیں نظر کیں تو اس کی امیدیں بندھ گئیں اور وہ سمجھ گئی کہ ہماری ترقی کا نیا زمانہ شروع ہوا ہے اور اب ہمیں من مانی مرادیں ملیں گی۔

مصطفےٰ کی سلطنت کا پہلا سال تو نہایت اطمینان سے گزرا۔ وزیر اعظم راغب محمد پاشا نہایت روشن دماغی اور لیاقت سے سلطنت کے کام کرتا رہا۔ یہ تھا بھی نہایت قابل شخص اور امور سیاسیہ کے سمجھنے میں اسے دخل بھی بہت تھا۔ سلطان کا اس روشن دماغ وزیر پر بھروسہ بھی بہت تھا اور اسی بھروسہ کی وجہ تھی کہ سلطان نے اپنی سگی بہن سے وزیر اعظم کی شادی کر دی۔ ترک اور اُن کے ہمسایے بالکل امن میں تھے اور کسی قسم کا کوئی فساد سرحد پر نہ تھا کہ اسی اثنا میں یعنی ۱۷۶۳ء میں آگسٹس ثالث شاہ پولینڈ کا انتقال ہو گیا۔ اسکی انتقال نے امن کی بنیادوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ روسیہ نے پول والوں کے اندرونی معاملات میں دخل دیا اور کہا کہ ہمارے انتخاب سے شاہ تجویز کیا جائے۔ باب عالی نے روسیہ کو ڈانٹا

کارروائی سے کچھ سروکار نہیں ہے اور جو ان تین چیزوں کی طرف اس نے آنکھ بھر کے بھی دیکھا تو پھر ہم سمجھ لیں گے لیکن یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ روسیہ قسطنطنیہ اور دردانیال سے اس وقت کہ بلقانی ریاستیں آزاد ہوجائیں کچھ مزاحمت نہیں کرنے کا مگر افسوس ہے یہ خیال نہیں کیا گیا کہ جب بلغاریہ آزاد ہوگیا تو وہ مستقل طور پر ایک روسی صوبہ بن جائے گا اور کسی آیندہ جنگ میں اسی صوبہ میں سے ہوکے جو بلقان کے جنوب تک ڈینیوب کے ساحل راست پر پھیلا ہوا ہے ترکی پر حملہ کرکے اس کے قلب میں چلا آئے گا اور ترکی کو سخت صدمہ پہنچائے گا۔ پھر کب سمجھ میں آسکتا ہے کہ جب ترکی اس طرح اپنی محفوظ سرحدوں سے محروم کردی گئی دردانیال اور قسطنطنیہ بچ سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے خواہ ترکی فتحمند ہو یا شکستیاب اس کے قدیمی دوستوں کو سخت افسوس کرنا پڑے گا لیکن یہ افسوس بعد از وقت ہوگا۔ پھر چاروں طرف سے یہ آواز آئے گی۔

"گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر"

کہ تو پولینڈ میں دست اندازی کرنے کا حق نہیں رکھتا اور شکایت کی کہ تونے کیوں پولینڈ کی سرحدات پر فوجیں جمع کرلی ہیں۔ روسیہ نے اس پر کچھ بھی توجہ نہ کی بلکہ اس کا جواب یہ دیا کہ ترکی کے بعض صوبوں میں مشکلات پیدا کردیں۔ جارجیا اور مانٹی نگرو میں غدر ہوگیا اور کریمیا میں بھی بغاوت کے آثار پیدا ہونے لگے۔ قسطنطنیہ میں روسیہ کے خلاف سخت جوش پیدا ہوگیا اخیر ۴ اکتوبر ۱۸۵۳ء میں وزرائے ترکی کا جلسہ ہوا جس نے متفق اللفظ یہ رائے دی کہ روسیہ کو اعلان جنگ دیدیا جائے۔

جاڑا شروع ہوگیا تھا اور اب ترک جنگ کی پوری تیاری نہ کرسکتے تھے۔ سردی کی وجہ سے ایشیا سے فوجیں نہ آسکتی تھیں اور اسی لئے دریائے ستر اور ڈینیوب پر جنگ شروع کرنے میں تامل کرنا پڑا۔ روسیوں نے اس تامل سے فائدہ اٹھاکے خوب جنگی تیاری کرلی اور یورپ اور ایشیا کی شمالی سرحدات کے کونے کونے پر فوجیں ڈالدیں۔ ترکی سرحدی قلعجات کی اعلان جنگ ہونے کے وقت اچھی حالت نہ تھی خیال یہ تھا کہ موسم سرما ختم ہونے پر ترک تیاری کرلیں گے۔

یہ کچھ تعجب کی بات نہ تھی کہ ترکی مدبر آیندہ خطروں کو اچھی طرح دیکھ رہے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اگر ایک طرف سے حملہ کو روکا جاتا ہے تو ڈینیوب کے جنوبی سواحل پر روسی ٹڈی دل فوجیں برابر جمع ہوتی چلی جاتی ہیں اور ہر ہفتہ روسیہ کی فوجی قوت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دوسرے اطراف میں بھی ترکی کو پریشان ہونے کی کافی وجوہات تھیں۔ جو عارضی فتوحات ترکوں کو مانٹی نگرو اور ہرزیگوینیا میں ہوئی تھیں اب وہ ختم ہو چکی تھیں اور قلعجات نیسس جن کا محاصرہ کئی مہینے سے روسیوں نے کر رکھا تھا ۸ ستمبر کو فتح ہو چکے تھے۔ اب زیادہ مزاحمت نہ ہو سکتی تھی سوائے اس کے کہ جانوں کا شدید نقصان ہوتا۔ لوگ اپنی کوششوں میں شکستہ خاطر ہو گئے تھے اور مانٹی نگرو والوں نے پہاڑوں کی تمام بلندیوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

کچھ دن تک باہم معاہدوں کا سلسلہ جاری رہا اور اخیر ۔ تاریخ سے پھر گولہ باری شروع ہوئی۔ ناچار ترکوں نے شہر کی مغربی پہاڑیوں کو بالکل خالی کر دیا اور اس طرح تمام سرحدیں جن سے کافی حفاظت ہو سکتی تھی کے ہاتھ سے نکل گئیں۔ شہر والوں نے تو صاف انکار کر دیا کہ ہم جنگ

---

لیکن موسم بہار میں بھی اُن سے کچھ نہ ہو سکا۔

برلن اور وائنا کی دولتوں نے بیچ بچاؤ کرنا چاہا مگر کچھ کام نہ چلا۔ روسیہ نے ایک لشکر پولینڈ روانہ کر دیا کہ وہاں فساد نہ ہونے دے لیکن جب لشکر نے جاکے دیکھا تو سوائے اس کے کچھ نہیں معلوم ہوا کہ کہیں خون بہہ رہا ہے اور کہیں آگ کے شعلے اُٹھ رہے ہیں۔ تخت کے دعویداروں میں ملکی جنگ شروع ہو گئی تھی اور شہر کی حالت سخت رحم کے قابل تھی۔ جب آسٹریا اور جرمنی نے یہ نوبت دیکھی تو ان دونوں نے پولینڈ کے کئی صوبے دبا لئے۔ فرانس۔ اسپین اور انگلستان نے بہت روکا کہ ہائیں ہائیں یہ کیا کر رہے ہو کیوں اس بیچارہ کا تکا بوٹی کئے جاتے ہو مگر کون سنتا ہے وقت یہ تھی کہ پولینڈ کے جانے کے لئے یہ سلطنتیں ایک طولانی جنگ چھیڑ نہ سکتی تھیں۔ پول والوں نے ہالینڈ سے درخواست کی کہ تو ہی مدد دے مگر اس نے بھی کانوں پر ہاتھ رکھ کے کہا نا بابا مجھے اپنی تجارت ہی سے فرصت نہیں کہ میں مفت میں خونریزی پر آمادہ ہو جاؤں۔

عجب تماشا ہو رہا تھا آسٹریا۔ جرمن اور روسیہ یہ تینوں سلطنتیں مل کے پولینڈ پر حملہ آور ہوئیں۔

نہیں کرنے کے ہاں باقاعدہ فوج لڑتی رہی لیکن کچھ جوش وخروش سے نہیں لڑی اخیر اس نے بہت سے مورچوں سے قدم پیچھے ہٹالیا جب ان مورچوں پر محاصرین کا قبضہ ہو گیا تو انہوں نے چاروں طرف ہلالی صورت میں توپیں نصب کر کے فیر کرنے شروع کئے۔ ترکی قلعہ اب تک بچا ہوا تھا لیکن جب چاروں طرف سے گولہ باری ہوئی تو ترک سخت پریشان ہوئے۔ شہزادہ میکی ٹانے افسر قلعہ کو کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمیں قلعہ سونپ دو گے تو ہم تم سے اچھا برتاؤ کریں گے ترکوں نے یہ موقع غنیمت جان کے بغیر کسی شرط کے قلعہ کو دشمن کے حوالہ کر دیا۔ شہزادہ مذکور نے اجازت دیدی کہ تم ہتھیار بند گشکو کی طرف چلے جاؤ یہیں ترکوں نے جانا پسند ہی کیا تھا۔ یہ مقام جو ترکوں نے دشمن کے حوالہ کر دیا بہت ہی نامور مقام تھا سلیمان پاشا نے اس مقام کے بچانے کی بہت ہی کوشش کی تھی لیکن ان سے کام نہ چل سکا۔ اس میں شبہہ نہیں کہ مانٹی نگرو کی فوج نے ترکوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور قلعہ فتح کرنے کے بعد انہیں زندہ سلامت نکل جانے دیا۔ مفتوح مسلمانوں سے کوئی مزاحمت نہیں اور کسی قسم کی بے امنی نہیں پھیلی۔ چھوٹی بڑی

پول والوں نے بڑی بیجگری سے جنگ کی مگر بیچاروں کی ان تین دولتوں کے آگے کچھ چلی نہیں۔ اخیر اسٹانیسلس آگسٹس مجبوراً پولینڈ سے دست بردار ہوا۔ ترکی کا فرض تھا کہ پولینڈ کو بچاتی لیکن بیچاری کیا کرے کہ اس نے پولینڈ کی حفاظت کے لئے اس وقت تلوار اٹھائی جب وہ اس قابل نہ تھی اور نہ اس کا زمانہ موافق تھا۔

۷۶۸ء کے اختتام پر ملکہ کیتھرائن اور اس کے سپاہ سالاروں نے جنگ کی بہت شد و مد سے تیاری کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لاکھ زبردست فوج بالکل تیار ہو گئی کہ لمحی حکم سے میدان جنگ میں آسکے۔ اور موسم بہار شروع ہوتے ہی بغیر کسی پس وپیش کے جنگ چھیڑ دے۔ اس فوج کو تین ڈیویژنوں میں تقسیم کیا۔ پہلا ڈیویژن شہزادہ گلیٹزن کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا جس نے بڑھتے ہی شہر خوزن کا محاصرہ کر لیا اور جب کامیابی ہو گئی تو مالڈیویا پر قبضہ کر لیا۔ اس پر قبضہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی فوجوں کی آمد و رفت بالکل بند ہو گئی۔ دوسرا ڈیویژن کونٹ رومانف کی ماتحتی میں اکرانی کو بچانے کے لئے روانہ کیا گیا کہ تاتار اس پر حملہ نہ کر سکیں۔

انیس ۱۹ توپیں دشمن کے ہاتھ لگیں جن میں بعض بالکل بیکار ہو گئی تھیں گوداموں میں بہت سا سامان خورونوش بھی ملا اس طولانی جنگ سے لوگ عاجز ہو گئے تھے اب خاتمہ پر بہت خوش تھے کہ خدا نے آفت ٹالی۔
قلعہ خالی کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ ترکوں کے پاس گولہ باروت بالکل ہو چکی تھی اخیر میں انہوں نے یہاں تک کیا کہ پرانے کارتوسوں کو کھول کھول کے باروت کا کام لیا مگر یہ صورت کب تک چل سکتی تھی اخیر بیچاروں کو مطیع ہونا پڑا۔
مانٹی نگرو کی طرف سے تو لوگوں کی توجہ پھر گئی تھی کیونکہ وہاں کا قریب خاتمہ ہی ہو چکا تھا ہاں بلغاریہ کی طرف دنیا رجوع تھی اور یہاں نامور واقعات کا ظہور بھی ہو رہا تھا۔ بلغاریہ کے میدان جنگ میں صرف ترکی جنرلوں کی ناقابلیت سے روسیہ چیرہ دست ہوتا چلا آتا تھا سلیمان پاشا کی طرف سب کی نظریں لگی ہوئی تھیں اور تمام یورپ یہ خیال کر رہا تھا کہ اگر سلیمان نے پوری قابلیت اور اولوالعزمی سے کام لیا تو روسیہ کو سخت چشم زخم اٹھانی پڑے گی مگر وہ بے فائدہ

اس میں ایک فوج محض کریمیا کی سرحدات کی حفاظت کے لئے علیحدہ مقرر کر دی گئی۔ تیسرا ڈیویژن کوہ قاف کی سرحدات پر روانہ کیا گیا اور سپاہ سالار کو ہدایت کر دی گئی کہ جارجیا سے تربی زوند تک جو چھوٹی چھوٹی ریاستیں ترکوں کے ماتحت ہیں اُن میں غدر کرا دیا جائے۔
دوسری حکمت روسیہ نے یہ کی کہ البانیا کے مسیحی یونانیوں سے موریا اور خاص یونان میں غدر کرا دیا۔ اس کے بعد روسیہ نے اس بغاوت سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے بیس جہازوں کا ایک جنگی بیڑا مجمع الجزائر روانہ کیا۔ اور ان جہازوں میں سامان رسد اور حرب کثرت سے بار کے یونانیوں کو پہنچا دیا اور چند جہاز دن سے اُتر کے بحر اسود میں روانہ کئے تاکہ ترکی آمد و رفت کا راستہ ایشیا اور کریمیا سے بند کر دے۔
ترک بتیس برس کی علی التواتر جنگوں سے بالکل تھک گئے تھے اور اب انہیں ایسے خوفناک دشمن سے جنگ کرنے میں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ معلوم نہ ہوا۔ تو بھی کچھ جہاز اور فوج روانہ کی کہ بڑھتے ہوئے دشمن کی سدِ راہ ہو لیکن آمادگی۔ شوق اولوالعزمی کچھ بھی ظاہر نہ کی۔

شپکا پر ترکوں کو کٹوا تا رہا اور اس نے کسی دوسری طرف کا مطلق خیال نہ کیا۔
وسط اگست تک تو ایسی مردہ دلی کا سلیمان اظہار کرتا رہا کہ ہر طرف سے اس پر لعنت پڑنے لگی ہاں ستمبر میں جا کے اس نے کچھ ہاتھ پیر ہلائے تھے۔ ۷ ار ستمبر کی صبح کو ترکی لشکر روسی فوج کے بازوئے چپ کے بہت قریب پہنچ گیا تھا۔ ترکی سپاہ سالار کا تو یہ خیال تھا کہ میں اچانک روسی فوجوں پر گر کے ان کا قلع وقمع کردوں گا مگر روسیوں کو خبر لگ گئی کہ ترک بڑھے چلے آتے ہیں۔ خبر پاتے ہی کل روسی فوجیں تیار ہو گئیں۔
روسی کپتان نے ترکوں کو آگے آنے دیا جب وہ پچاس قدم کے فاصلہ پر رہ گئے تو بندوقوں کی باڑیں ماریں ترکوں نے قدم پیچھے ہٹا لئے اور گھنٹہ بھر کے بعد پھر حملہ آور ہوئے اور پھر پس پا ہونا پڑا۔ پھر سہ بارہ حملہ کیا اور اب کے بھی پس پا ہونا پڑا۔ دن بھر زبردست لڑائی تو ماؤنٹ نکولس پر درہ شپکا میں ہوئی تھی۔ پہلے تو ترک گولہ باری کرتے رہے اور اس کے بعد نہایت دلیری سے اپنے دشمنوں پر بڑھے، روسی بہت مستعدی سے فیر کئے جاتے تھے لیکن

معلوم ہوتا تھا کہ زبردستی جنگ میں دھکیلا جا رہا ہے مگر وہ جانا نہیں چاہتے۔
اخیر وزیر اعظم امین محمد ترکی فوجوں کا سرگردہ بن کے میدان جنگ میں آیا۔ مگر افسوس یہ تھا کہ وزیر اعظم اس اعلیٰ عہدے کے قابل نہ تھا فنون جنگ میں اُسے خاک مہارت نہ تھی اور نہ کبھی تجربہ حاصل کیا تھا۔ وزیر نے سب سے پہلے مالڈیویا کو تاخت وتاراج کیا صرف اس نظر سے کہ پولینڈ میں پہنچ جانے کا بہت اچھا موقع ملے گا۔ چند معمولی لڑائیوں کے بعد خوزن کے گرد ونواح میں روسی شہزادہ کی فوج سے وزیر اعظم کا مقابلہ ہو گیا۔ خوزن پر روسی قبضہ ہو چکا تھا اور اس قبضہ سے مالڈیویا اور ولاچیا کے حصّہ کے روسی مالک بن بیٹھے تھے اور اور جس فتح کی تکمیل موسم سرما ۱۷۶۹ء میں کونٹ رومانف کر چکا تھا۔
۱۷۷۰ء کی جنگ کا آغاز جنوب کی طرف سے ہوا۔ روسی بیڑا جہازات ساحل موریا پر پہنچا یونانی سخت بے چینی سے روسیوں کا انتظار کر رہے تھے اور انہوں نے روسیہ سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم یہاں آجاؤ گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ امیر بحر نے یونانیوں کے بھروسہ پر

ترکوں نے کوہ پر دانہ کی اور ایک مورچہ سنگینوں کی نوکوں پر فتح کر لیا۔ ترکی حملہ آور فوج کی تعداد تین ہزار تھی اس شجاعت اور بہادری سے قدم آگے بڑھایا کہ جہاں قدم ٹکا گچ کی طرح جم گئے کیا مجال ہے جنبش ہو سکے۔ روسی نہ صرف توپوں کے فیر کر رہے تھے بلکہ گولیاں بھی برسا رہے تھے مگر شاباش ہے کہ اس بوچھاڑ پر بھی ایک انچ اُن کا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ جس چٹان پر ترک چڑھ رہے تھے وہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا ایک تو ایسا دشوار گزار مقام اور پھر گولے اور گولیوں کا برسنا ایک غضبناک نظارہ تھا بڑے بڑے آزمودہ کار بہادروں کے کلیجے پھٹے جاتے تھے۔ اخیر سخت خونریزی کے بعد ترکوں نے اس چٹان پر قبضہ کر لیا۔ جوں ہی چٹان پر پہنچے آمنے سامنے سے گولوں اور گولیوں کا مینھ برسنے لگا۔ اب ترکوں کو سخت پریشانی ہوئی کئی گھنٹے تک وہ روسی توپوں اور بندوقوں کا جواب دیتے رہے مگر افسوس ہے کہ اُن کو مدد نہ پہنچائی گئی۔ روسیوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا اور ناچار ان بہادر ترکوں کو شب ہوتے ہی واپس آنا پڑا۔

---

موریا میں فوج اُتار دی۔

اس شکست کے بعد روسی بیڑہ جہازات مجمع الجزائر میں روانہ ہوا اور مقام ستو کے قریب ترکی جنگی جہازوں سے مٹ بھیڑ ہو گئی۔ جنگ ہوئی مگر ترکوں کو شکست ملی۔ جب جہازوں میں جنگ ہو رہی تھی دونوں سلطنتوں کے امیر بحروں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا دست بدست جنگ شروع ہوئی دونوں کے جہاز بالکل مل گئے تھے یہاں تک کہ روسی جہاز میں آگ لگ گئی۔ چونکہ ترکی جہاز قریب ہی تھا اس لئے وہ بھی نہ بچا اور اس میں سے بھی شعلے اُٹھنے لگے۔ آگ بھڑکتے بھڑکتے یکایک روسی جہاز اُڑ گیا چھ سو بحری سپاہی معہ امیر البحر کے جلکے خاکستر ہو گئے ترکی امیر البحر بھی سخت مجروح ہوا لیکن وہ تیر کے کنارہ پر زندہ بچ آیا۔ اخیر میں ترکی جہاز بھی اُڑ گیا۔
ترکی شکستہ بیڑا بندر تسمے پر پہنچا اور وہاں توپیں نصب کیں تاکہ دشمن کے پنجے سے اس کی پوری حفاظت ہو سکے۔ اس کے بعد ترکی جہازوں سے پھر مٹ بھیڑ ہوئی۔ جنگ شروع نہ ہوئی تھی کہ یکایک ترکی جہازوں میں آگ لگ گئی اور سب جلکے خاکستر ہو گئے۔ اس وقت تمام مجمع الجزائر پر روسی

ٹوٹے ہوئے چٹانوں سے نیچے اتر کے شکست یاب سپاہی اپنے ساتھیوں سے مل گئے۔ دن کی جنگ کا نتیجہ صرف اسی قدر ہوا کہ یکایک ہزار مقتول و مجروح اور غائب ہو گئے۔ یہ بلاشک ایک تعجب کی بات ہو کہ تمام لشکر میں یکایک پریشانی کے آثار نہیں معلوم ہوئے۔ رات کو بہت تیز ہوا چلتی رہی۔ درختوں میں سے ہو کے فوج کی روانگی اور ہوا سے پتوں کا کھڑ کھڑانا سلیمان پاشا کی پریشانی فوج کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔ باشی بزوقوں کی حالت بہت ہی پریشان ہو گئی تھی اور یکایک اُن میں کچھ ایسی گھبراہٹ چھائی کہ وہ افسروں کے ہاتھ سے بھی نکل گئے اگر شایستہ ترکی فوج نہ آجاتی تو محض ناممکن تھا کہ وہ اپنی حالت پر قائم رہتے۔ جو فتوحات سلیمان پاشا کو پہلے ہوئی تھیں ان سے تمام یورپ میں ان کی بڑی واہ واہ ہو گئی تھی انہوں نے خود بذریعہ تار برقی قسطنطنیہ میں اطلاع بھی دی تھی کہ میں نے سینٹ نکولس فتح کر لیا۔ باب عالی نے یہ خبر اپنے کل سفیروں کو بھیج دی تھی اور سب سلیمان پر پورا بھروسہ کرنے لگے تھے مگر اس ناکامی نے تمام ترکی وزیروں کو سلیمان کی طرف سے بدگمان کر دیا۔ اور یہ آواز بلند ہونے لگی:" خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم "

قبضہ ہو گیا تمام جزیرے روسیوں نے لیلئے اور جس سے ترکی تجارت کا بالکل ستیاناس ہو گیا۔ نواح ڈینیوب میں بھی روسیوں کو ایسی ہی شاندار کامیابی ہوئی۔ ترکی فوجوں نے کیلا۔ اکرمان اور اسمٰعیل مقامات کو ہاتھ سے کھو دیا اور کل قلعے یکے بادیگرے روسیوں کے قبضہ میں آگئے لیکن بسرابیا میں بندر پر تاتاروں نے روسی فوجوں کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا اور یہاں روسیوں کو بہت ناک چنے چبانے پڑے۔ دو مہینے تک روسی محاصرہ کئے پڑے رہے اخیر ۲۷ ستمبر ۱۷۷۰ء میں روسیوں نے عام حملہ کیا اور قلعہ کی فصیلوں پر سیڑھیاں لگا کے چڑھ گئے قلعہ کو فتح کر کے شہر میں گھس گئے تاتاروں نے اب بھی دل نہ ہارا تھا ہر شاہراہ میں خوب کشاکش کے لڑے۔ یہ لوگ کل شہری تھے اور ان میں ایک بھی سپاہی نہ تھا جب تک کہ نصف آبادی سے زیادہ قتل نہ ہو گئے شہر پر روسیوں کا قبضہ نہ ہوا۔

جب مجمع الجزائر اور ڈینیوب میں ترکوں کی بحری اور بری فوجوں کو اس طرح شکست ملی تو تمام صوبوں میں آزادی کی ہوا چل گئی اور آزاد ہونے کے لئے انہوں نے یہ موقع بہت ہی اچھا پایا۔

چند روز گزشتہ سے محمد علی کی فوجوں نے وادئی لم پر شہنشاہ زادہ روسیہ کا ناطقہ بند کر رکھا تھا اور خرگوشوں کی طرح اس کی فوجوں کو بھگائے پھرتا تھا۔ اگست کے اخیر اور ستمبر کے آغاز میں جو فتوحات عثمانیوں نے حاصل کی تھیں اُن سے تمام ملک پر جو کارا سے لم سیاہ تک پھیلا ہوا ہے ترکوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے شہنشاہزادہ روسیہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جانترا پر بھاگ کے چلا آیا تھا لیکن اس کی فوج کا بہت بڑا حصہ مقام بیلا اور سنا سطر کے بیچ میں پڑا ہوا تھا اور اسکی فوج کے بازوئے چپ نے اُن راستوں کی حفاظت کر رکھی تھی جو سستو وا سے ڈینوب تک جاتے ہیں اور بازوئے راست کا والم اور سینا کی لم سے عثمان بازار تک پھیلا ہوا تھا۔ فواد پاشا کا ڈیویژن جو سیتانکوئی پر جنگ کر رہا تھا بتاریخ ۱۵ ستمبر روسیوں پر نمایاں فتح حاصل کر چکا تھا۔ اسی اثنا میں نجیب پاشا کا ڈیویژن مقام وودترا میں مقیم تھا سیتانکوئی سے جس کا فاصلہ بارہ میل تھا اور قریب بیس میل بیلا کے جنوب مشرق میں واقع تھا۔

مہینہ کی بیسویں تاریخ دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہوئی اور ۲۱ تاریخ شہنشاہزادہ روسیہ پر

علی بے جو گورنمنٹ مصر کا خاص رکن تھا تمام مصر کو دبا بیٹھا۔ اور اس کامیابی کے بعد فوجیں لیکے شام میں داخل ہوا اور یہاں سینٹ جین ڈی اکری کے گورنر سے مل گیا۔ بہت سے خاص خاص شہر اس نے فتح کر لئے اور خود شہر حلب سے بہت کچھ تاوان جنگ لیا۔

روسیوں کی ان نمایاں فتوحات کی وجہ صرف ترکی سپاہ سالاروں کی ناتجربہ کاری اور دولت علیہ عثمانیہ کی بے انتظامی تھی اگر ترکی سپاہ سالار کچھ بھی تجربہ کار ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ روسیوں کو فتح حاصل ہوتی۔ ۱۷۷۲ء میں اخیر دونوں جنگجو قوموں نے شہنشاہ جرمنی اور شاہ پروشیا کو پنچ مقرر کیا اور اقرار نامہ ہو گیا کہ جو کچھ شہنشاہ فیصلہ کرے گا ہم دونوں فریق اُسے قبول کر لیں گے۔ ولاچیا میں ایک جلسہ ہوا لیکن وہ جلسہ ٹوٹ گیا کیونکہ روسیہ نے اس بات پر زور دیا کہ جب تک کریمیا آزاد نہ ہو جائے گا اور بحر اسود میں ہمیں جہازرانی کی پوری اجازت نہ ملے گی ہم معاہدہ نہیں کرتا۔ بہت دنوں تک یہی گفتگو ہوتی رہی پھر بوخرسٹ میں فیصلہ کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوئی۔ لیکن اس کمیشن کو بھی کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس نامۂ پیغام کے زمانہ میں ترک چپکے چپکے فوجی تیاریاں

محمد علی پاشا نے حملہ کیا۔ اس وقت روسی فوجوں کی تعداد پوری پچاس ہزار تھی اور اس فوج کا لشکر گاہ بمقام چرکونا پر قائم کیا گیا تھا اس لشکر گاہ کا فاصلہ جانب جنوب غرب محمد علی کی فوج سے صرف چھ میل کا تھا۔ چونکہ محمد علی نے کوئی نمایاں فتح حاصل نہیں کی تھی اس لئے سلطان المعظم محمد علی کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے اور قسطنطنیہ سے برابر تار برقیاں چلی آتی تھیں کہ کیوں نہیں زار روس کی فوجوں کو پارہ پارہ کر دیا جاتا۔ اخیر محمد علی کو بھی جوش آ گیا اگرچہ اس وقت اس کی فوج شہنشاہزادہ کی نسبت بہت ہی کم تھی لیکن اس نے کچھ پروانہ کی اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ روسیہ کی پچاس ہزار فوج پر لوٹ پڑا۔

ترکی فوجیں کارالم اور ینبکالم ایک بلند قطعہ زمین قابض تھے۔ یہ قطعہ نو میل سے بارہ میل چوڑا تھا۔ ان کے مقابل میں جو روسی فوجیں مورچہ زن تھیں اُن کی تعداد پندرہ ہزار سے زیادہ تھی اور اُن فوجوں کا کمان افسر تاشیف جیسا بہادر سپاہ سالار تھا۔ تاشیف نے خوب مورچہ بندی کر رکھی تھی اور تمام فوج کو ایسا موقع موقع سے کھڑا کیا تھا کہ جدھر سے دشمن حملہ کرے گولیوں کا مینھ برسنے لگے

کرتے رہے جب انہوں نے دیکھا کہ روسی نہیں مانتے اور جا و بیجا دباؤ ڈالے چلے جاتے ہیں تو انہوں نے نئے سرے سے پھر جنگ شروع کر دی اور جنگی جہازوں کا ایک بیڑا بحر اسود میں بھیجا اور ڈینیوب کی فوجوں کو زیادہ قوی بنا دیا۔ جنگ شروع ہوئی اور اب کے ہر جنگ میں ترکوں ہی کو کامیابی ہوئی۔ روسیوں نے نہایت جوش سے سلسٹریا پر حملہ کیا مگر ان کی فوجیں کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالی گئیں۔

ان نمایاں کامیابیوں کے بعد ترکی فوج علی بے کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئی۔ قاہرہ کے قریب علی بے کی فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ خوب لڑائی رہی اخیر علی بے کو کامل شکست ملی اور تمام صوبہ پر ترکوں کا پھر قبضہ ہو گیا۔

سلطان مصطفےٰ کی صحت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی تھی ایک دن اس نے عبد الحمید احمد کے آخری بیٹے کو بلا کے تمام سلطنت اُس کے سپرد کر دی اور خود سلطنت سے استعفا دیدیا۔ اور موجودہ حالت کے کل پہلو اپنے بھائی کو سمجھا دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ روسیہ سے جنگ جاری رکھنا

۱۲؍ تاریخ ٹھیک گیارہ بجے دوپہر کو محمد علی کی فوجیں آگے بڑھیں پہلے ترکی توپوں سے گولہ باری شروع ہوئی یہ گویا جنگ کی ابتدا تھی ۔ مسلمانوں نے نہایت جوش اور جوانمردی سے سب سے پہلے تاشیف کے سنگین مورچوں پر حملہ کیا ۔ تاشیف نے حکم دیا تھا کہ ترکوں کو آگے بڑھنے دو جبتک سو قدم کے فاصلہ پر نہ آجائیں فیر نہ کئے جائیں ۔ چنانچہ روسی سپاہ نے حکم کی تعمیل کی جب تک دو سو قدم پر رہ گئے روسیوں نے گولیوں کا مینھ برسا دیا الحفیظ والاماں ترکوں کی صفیں تتر بتر ہو گئیں اور انھوں جھاڑیوں میں واپس آنا پڑا ۔ لیکن واہ رے شجاعت پھر سمٹ کے ترکوں نے حملہ کیا اور یہ حملہ اس سے بھی زیادہ بیجگری سے کیا گیا لیکن اب کے بھی وہ بالکل ناکام رہے ۔ صدہا مقتولین اور مجروحین نے زمین کو ڈھک دیا تھا اور ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی نظر آرہی تھیں ۔ ترکوں نے کچکچا کے پھر تیسرا حملہ کیا اور اب کے بھی ناکامی ہمعنان رہی ۔ ان ناکامیوں پر بجائے شکستہ خاطر ہونے کے ترکوں میں از سر نو جوش پیدا ہو رہا تھا اور وہ اسی خونخواری سے برابر حملے کئے جا رہے تھے پانچویں حملہ میں ترکی توپوں نے حرکت کی اور ایک ترکی گولہ انداز نے تمام روسی توپچیونکو اڑا دیا ۔

---

یا عزت کی صلح کر لینا ۔ اپنے بھائی کو سلطنت سپرد کرنے کے بعد مصطفیٰ زیادہ دن تک زندہ نہیں رہا اور یہ بے نظیر سلطان ۱۲؍ جنوری ۱۷۷۴ء میں راہی ملک بقا ہوا ۔ اس کی نیک مزاجی اور رحمدلی کو ترک اب تک یاد کرتے ہیں اور اس میں شک بھی نہیں کہ ایسا خلیق ، متقی اور رحمدل سلطان ترکی میں ہوا ہی نہیں ۔

سلطان مرحوم نے صرف سولہ سال اور پانچ مہینے سلطنت کی رعایا اور فوج کل اپنے سلطان پر جان دیتی تھی اور سلطان کو اپنا مہربان باپ سمجھتی تھی ۔

اور روسی توپخانہ پر اس شدت سے گولہ باری کی کہ کسی روسی کی مجال نہ ہوئی کہ لاشوں کو توجا کے اٹھالائے۔ روسی توپخانہ کا تو یہ یوں ستراؤ ہو گیا اب ترکوں نے اس محفوظ روسی فوج کی طرف منہ پھیرا جو پشتہ کے پیچھے مقیم تھی۔ گولہ باری سے اس فوج کے بھی اوسان باختہ کر دیئے باینہمہ ابھی تک ترکوں کو کامیابی حاصل نہوئی تھی۔ پانچ بجے سہ پہر ترکی پیادہ فوج نے حملہ کا رُخ بدل دیا اور بجائے بازوئے راست کے بازوئے چپ پر حملہ آور ہوئی۔ صرف دس منٹ میں روسی فوجیں پراگندہ کر دی گئیں اور ترک صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ اور اب روسیوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ مگر اس شجاعت کی داد دی جاتی ہے کہ مورچہ مورچہ پر جان توڑ توڑ کے جنگ کر رہے تھے اور قدم قدم پر لڑ رہے تھے اس وقت ان کی جنگ میں عجیب لطف آرہا تھا۔ دو شیر بالکل جوش اور غصہ میں بھرے ہوئے ایک دوسرے سے ہمنبرد ہو رہے ہیں اور ایک غضب برپا ہو رہا ہے۔ یہاں اچھے اچھے بہادروں کے پتّے پانی ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے مرد میدان لوگوں کی تلواریں چھٹ پڑی ہیں۔

---

# اٹھائیسواں باب

## عبدالحمید اول۔ ستائیسواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۷۷۴ء سے ۱۷۸۹ء تک

چوالیس سال نظر بند رہنے کے بعد عبدالحمید کا آغاز سلطنت۔ ایشیائی صوبہ جات میں مشکلات کا پیدا ہونا۔ معاہدہ خوانرجی پر دستخط۔ روسیہ کا کریمیا پر قبضہ ہونا۔ مصر میں پیچیدگی کا آغاز۔ روسیہ سے جنگ۔ بحر اسود میں لڑائیاں۔ آسٹریا کا روسیہ کو مدد دینا۔ ترکوں کے ہاتھ کامل بربادی۔ عبدالحمید کی وفات۔

عبدالحمید ۱۷۲۵ء میں پیدا ہوئے اور اپنے بھائی مصطفےٰ کی جگہ ۱۷۷۴ء میں تخت نشین ہوئے چوالیس سال انہیں نظر بند رہنا پڑا۔ چھ سال ہی کی عمر میں محلسرائے میں مقید کر دیئے گئے تھے

یہ خونریزی ہو رہی تھی کہ ترکوں نے روسیوں کے قلب لشکر پر ایک دسواں وار حملہ کیا مگر افسوس ہے کہ ترکوں کو قدم پیچھے ہٹانے پڑے خدا معلوم کہ شب کو کیا ہو گیا کہ کل ترکی فوج اس نہر سے پار جو اس کے عقب میں تھی اسی مقام پر چلی آئی جہاں سے روانہ ہوئی تھی یہ ایسا حیرت انگیز معاملہ تھا جو آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ خونریزی اور عثمانیوں کا جوش و خروش سب بے نتیجہ ثابت ہوا اور سوائے نقصان کثیر کے اس سے کوئی فائدہ نہوا۔ نجیب پاشا کی ماتحتی میں ترکی باقاعدہ فوج نہایت شجاعت سے لڑی جس کے لڑنے کی تمام یورپ داد دیتا ہے مگر افسوس ہے کہ وقت پر اس بہادر برگیڈ کو مدد نہ پہنچ سکی حالانکہ حسن پاشا مصری کنٹجنٹ کے ساتھ موجود تھا اگر فوج پہنچ جاتی تو قطعی روسیوں کو مار لیا تھا مگر تقدیر کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے۔

یہ بات تو صحیح ہے کہ محمد علی کو دولت علیہ عثمانیہ نے حکم دیا تھا کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ بڑے پیمانہ پر جنگ کر کے تمام باتوں کا فیصلہ کر دینا چاہئے مگر اس جنگ سے محمد علی نے اپنی حالت ایسی نازک دیکھی کہ بہ ہزار تلخ اُسے جانب شرق اور بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ شملہ میں

اور ایک زمانہ دراز تک کے بعد یکایک اس عظیم ترکی سلطنت کے تخت پر بیٹھنے کے لئے مدعو کئے گئے غنیمت یہ تھا کہ سلطنت میں زیادہ پریشانی نہ تھی۔

جدید سلطان نے وزرا میں خفیف سی تبدیلی کی اور خاص خاص وزیروں کو اُن کی جگہ پر برقرار رکھا۔ سلطان کو صلح کی بہت خواہش تھی لیکن وہ سمجھتا تھا کہ تلوار ہمیشہ امن اور صلح کی ضامن ہوا کرتی ہے اس لئے اس نے حکم دیا کہ ایک بڑے پیمانہ پر جنگ کی تیاری کی جائے۔ ممالک غیر سے بہت سے جنگی جہاز خریدے گئے اور بحری قوت بڑھائی گئی ایک بیڑہ جہازات کپتان پاشا کی سرکردگی میں مجمع الجزائر میں روانہ کیا۔ اور دوسرا بیڑہ بحر اسود میں۔

اپریل کے مہینہ میں سلطان کو ضرورت پڑی کہ فوج آگے بڑھائی جائے چنانچہ حکم ہوا کہ لشکر حملہ کے لئے تیار رہو۔ ڈینیوب کے سواحل پر ترکی فوجیں جمع ہوئیں تاکہ ہرسوداسے روسیوں کو نکال دیا جائے۔ لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی اُلٹا ترکوں ہی کا نقصان ہوا آخیر ۱۲ر جولائی ۱۷۱۱ء میں وزیر اعظم کی کوشش سے ایک عہد نامہ مرتب ہوا جس کی شرطیں روسیہ کے زیادہ مفید تھیں۔

اس بات کا اعلان دیا گیا چونکہ آلم پر روسی فوجوں کے دل بادل چھا رہے ہیں اور ترکی فوجوں کے پاس سامان خورد و نوش ہو چکا ہے اس لئے واپس آنا پڑا۔ اس میں شبہہ نہیں اگر محمد علی بہت جلد واپس نہ چلا آتا تو کل فوج برباد ہو جاتی۔ عثمانی سپاہ سالار کی یہ انتہا درجہ کی دانائی تھی کہ وہ اس کثیر تعداد ترکی فوج کو بچا لایا۔ شہنشاہ زادہ روسیہ کے پاس تازہ دم فوج کی مدد آ گئی تھی اور چونکہ جانتر امیں اس فوج کا بہت ہی زور ہو گیا تھا اس لئے ہر سمت پر یہاں سے حملہ ہو سکتا تھا۔ وادی کے اس پار دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں پڑی ہوئی تہیں اور یہ وادی زیادہ سے زیادہ نصف میل چوڑی تہی۔ کچھ عرصہ تک جنگ پریشان ہوتی رہی۔ پہاڑی چوٹیوں پر سوائے خالی جھونپڑوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا کوہ قافی ادہر ادہر دیکھنے کے لئے نکل گئے تہے کہ ترک کس طرف جا رہے ہیں۔ جب محمد علی واپس پھرے ہیں تو معاملات جنگ کی یہ کیفیت تہی جو اوپر بیان ہوئی۔

نصف اکتوبر تک موسم نہایت ہی خراب تھا۔ بارش اس کثرت سے ہو رہی تہی کہ الٰہی توبہ۔ گھرے

---

عبدالحمید نے ان پریشانیوں کے مٹانے کا موقع دیکھا۔ اس نے نہایت سختی سے سلطنت کے ایشیائی صوبوں کی بغاوت فرو کر دی اور مفسدوں کو سزائے موت دی۔

شام اور مصر ہی میں بغاوتیں نہیں ہو رہی تھیں بلکہ بغداد اور بصرہ کو ایرانیوں نے فتح کر لیا تھا اور موریا پر روسیوں نے حملہ کر کے اپنے ملک میں ملا دیا تھا۔ جب روسیہ نے ترکوں کی ایسی پژمردہ حالت دیکھی تو اُسے دوبارہ جنگ شروع کرنے کا بہت اچھا موقع ملا۔ لاطائل اور غیر منصفانہ مطالبات سے باب عالی پریشان ہوا جاتا تھا۔ دبانے کی انتہا ہو گئی تہی۔ ترکوں کے عاجز ہونے اور ملک میں بغاوت پھیلنے سے روسیہ کو قدم آگے بڑہانے کی جرأت ہو گئی تہی۔ اخیر دونوں سلطنتوں میں جنگ کی پھر تیاری ہونے لگی۔ فرانس نے فریقین کے پاس درخواست بھیجی کہ اگر آپ منظور کریں تو میں آپ کا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ چنانچہ فریقین نے اُسے منظور کر لیا ۱۲ر جون ۱۸۰۸ء میں معاہدہ ہوا اس معاہدہ کی رو سے روس کا کامل قبضہ کریمیا پر ہو گیا۔ اور تمام اس کے خوبصورت بنادر اور زبردست مقامات پر اس کا صلیبی نشان اُڑنے لگا اور

تاریک بادلوں نے زمین کو ڈھانک لیا تھا۔ پریشانی یہ ہو رہی تھی کہ بارش کے بعد اگر کوہرا پڑنا شروع ہوا تو راستے کیونکر دکھائی دیں گے اور ان پر توپیں کیونکر جا سکیں گی۔ موسم برسات ایک بہت ہی پہلے شروع ہو گیا تھا۔ اور اس سے فوجی نقل و حرکت کو سخت نقصان پہنچ رہا تھا۔ روسیوں کا دل ٹوٹا جاتا تھا اور ناکامی اُن کی آنکھوں کے آگے مجسّم کھڑی ہوئی تھی۔ آغاز جنگ سے ۱۵ اکتوبر تک صرف یہ نتیجہ ہوا تھا کہ روسیوں نے ڈینوب کو عبور کر لیا اور قلعجات نکوپولس کو فتح کر لیا۔ علاوہ اور نقصانات کے صرف پچاس ہزار شائستہ فوج مقتول ہوئی۔ لاکھ ڈیڑھ لاکھ جانیں ضائع ہونے کے بعد روسیہ نے صرف ڈینوب کو عبور کیا اور نکوپولس کے بعض قلعے فتح کر لئے۔ اور بس۔

مختلف تاریخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روسیہ کے اس سے بھی زیادہ آدمی مقتول ہوئے بعض یورپی مورّخ یہ لکھتے ہیں کہ ترکوں کے پاس جدید ساخت کی بریچلوڈنگ رفلیں تھیں۔ اور روسیہ کی اکثر فوجوں کے پاس پرانے قسم کے ہتھیار تھے اور اُن کی گولی بھی بہ نسبت ترکوں کے

---

ایشیا میں جزیرہ تمن اور مشہور قوبان اس کی فوجوں کا بازگشت بن گیا۔ ان مقامات پر قبضہ کرنے سے بھی روسیہ کو اطمینان نہیں ہوا اور اس نے بلند ئی ایشیا کے ترکی یا ایرانی مقامات پر بڑھنے کی تیاری کی۔

کریمیا کے تاتاروں نے جب یہ دیکھا کہ روسیہ نے بالکل ہی قبضہ کر لیا تو وہ سب فساد پر آمادہ ہو گئے۔ فوجوں کے دَل بادل اُمنڈ پڑے تاکہ اس فساد کی آگ تلوار کے پانی سے بجھا دیں۔ باب عالی ان فوجوں کی نقل و حرکت سے چوکنّا ہوا اس نے سرویا کی سرحد پر فوجوں کو روانہ کیا تاکہ روسیہ کو بحر اسود میں نہ آنے دے۔

روسی فوجوں نے تاتاریوں کے بچّوں اور عورتوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا۔ اخیر ۱۱ جون ۱۷۸۳ء میں قسطنطنیہ روسیوں اور ترکوں کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے کریمیا کا کامل روسیہ کو دیدیا گیا اور ساتھ ہی اس کے مقامات کا کل ملک اس کے قریب کے حوالہ کر دیا گیا۔ اس عہد نامہ سے ترکوں کو چندے آرام کی صورت نظر آئی۔

دور نہیں جاتی تھی۔ روسی فوجوں میں دو بڑی قباحتیں تھیں ایک تو سامان خورو نوش کا کافی انتظام نہ تھا۔ دوسرے طبی محکمہ ایسا ناکافی تھا کہ مجروحین کا بڑا حصہ بے مرہم پٹی کے تڑپ تڑپ کے مرگیا۔ فوج میں انجینیر بھی اعلیٰ درجہ کے نہ تھے۔ محکمہ خبر رسانی جس نے ۱۸۷۰ء کی جنگ میں جرمنی کو بڑا فائدہ پہنچایا تھا۔ روسیہ کے ہاں کافی نہ تھا۔ جب سلیمان پاشا نے درہ شپکا پر حملہ کیا ہے تو روسیوں نے جو چند ہفتے سے وہاں قابض تھے تاریکی میں اپنے حملہ آوروں سے جنگ کی۔ ان ساری غلطکاریوں اور خرابی کی وجہ ہے کہ شہنشاہ روسیہ اوسان باختہ ہوگیا تھا کیونکہ اسکی فوج کا بہت بڑا حصہ کٹ چکا تھا۔ دوسرے موسم سرما کی آمد نے اس کے حواس منتشر کر رکھے تھے۔ اس وقت سلطان ترکی اور شہنشاہ روسیہ دونوں پریشانی میں مبتلا تھے۔ سلطان تو اس مصیبت میں تھے کہ تخت پر بیٹھتے ہی ان کے آگے جنگ عظیم کا دروازہ کھل گیا۔ اور شہنشاہ روسیہ اس بات سے خائف ہورہا تھا کہ اگر یہی کیفیت چند سے اور رہی تو میری فوج کا ایک سپاہی بھی جانبر ہو کے سینٹ پیٹرسبرگ نہیں جاسکے گا۔

۱۸۵۴ء میں ملکہ کیتھرائن جدید مفتوحہ شہر خرسن کو دیکھنے کے لئے آئی۔ کریمیا میں انتظام کے لئے بہت سی فوجیں روانہ کی گئیں ترک یہ سمجھے کہ اسی بہانہ سے بے خبری میں ہم پر حملہ کیا جائیگا انہوں نے بھی جنگ کی تیاری شروع کردی اور جنگ مدافعت لڑنے کیلئے آمادہ ہوگئے۔ ملکہ کیتھرائن کو یہہ سن کے سخت غصہ آیا اس نے فوراً بغیر کسی زبردست سبب کے اگست کے مہینہ میں اعلان جنگ دیدیا سلطان نے مقدس جھنڈے کو کھولکے حکم دیا کہ کل مسلمان مذہبی جنگ کے لئے اس کے نیچے چلے آئیں۔
بحر اسود میں لڑائی شروع ہوئی۔ روسی فوجیں بسرابیا اور مالڈیویا میں بڑہیں۔ آسٹریا اور روسیہ کی خوب دانت کاٹی دوستی ہورہی تھی اس نے اپنی فوجیں روسیہ کی مدد کے لئے روانہ کیں۔ ترکوں کا پہلا مقصد یہ تھا کہ قلعہ کنبرن کو فتح کرلیں جو عہد نامہ کے بموجب روسیہ کو دیدیا گیا تھا۔ ترکی سپاہ سالار نے دریا کے کنارے کنارے اپنی فوجوں کو جمع کرلیا اور تدبیر یہ کی کہ دریا میں سے جنگی جہاز قلعہ پر گولہ باری کریں اور خشکی سے فوج حملہ کرے۔ روسیوں کو یہ تدبیر معلوم ہوگئی تھی انہوں نے پہلے ہی سے ترکی فوجوں پر حملہ کرکے انہیں چاروں طرف سے شکست دیدی

انگریزی سلطنت کی طرف سے بلقانی ریاستوں میں غربا کو امداد دینے کا انتظام مسٹر فارکٹ انگریزی قونصل جنرل کر رہا تھا۔ مقام کار ا میں ترکی مقامی مجسٹریٹ یا مدیر کو اس نے سختی کے ساتھ لکھا کہ آپ سرکیشی یا باشی بزوقوں کے مظالم کی کیوں نہیں انسداد کرتے مدیر نے جواب دیا جو کچھ آپ فرماتے ہیں صحیح ہے۔ لیکن ان لوگوں کی تعداد اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ ان کا مطیع کرنا میرے قابو سے باہر ہے۔

مسٹر واکٹ نے جواب میں لکھا "میں ترکوں کا دوست بن کے یہاں آیا ہوں اپنے ساتھ روپیہ اور سامان خورونوش لایا ہوں کہ ان مسلمانوں کی مدد کروں جو اس بے انصافانہ جنگ سے مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ میرے ہموطنوں نے انگلستان میں کثرت سے چندہ دیا ہے اور میرے کل ہموطن آپ کی فوجوں کی شجاعت کے بہت مداح ہیں کہ انہوں نے کیسے صعب ترین دشمن کا کس دلیری سے مقابلہ کیا میں نے اپنی ذمّہ داری پر آپ کی اجازت سے فاقہ کش بلغاری عورتوں بچّوں کو جو آپ کی حفاظت میں ہیں خوراک تقسیم کی ہے غرض صرف یہ ہے کہ ان مظلومین کی کسی طرح

---

گویا پہلا پالا روسیوں کے ہاتھ رہا۔

موسم سرما کے شروع ہوتے ہی جنگ رُک گئی اور اسی اثنا میں سوئڈن اور روسیہ میں جنگ شروع ہوگئی جس سے ترکی کو چندے آرام ملا۔

آسٹریا نے روسی مدد کے لئے فوجیں تو روانہ کر دی تھیں مگر ابھی تک باقاعدہ اعلان جنگ نہ دیا تھا کیونکہ اس کے ہینڈر لینڈ میں مشکلات پیدا ہو گئی تھیں۔ لیکن جوں ہی یہاں کی پریشانی کم ہوئی شہنشاہ یوسف والئے آسٹریا نے فوراً ترکی کو بلاوجہ اعلان جنگ دیدیا اور حملہ کرکے صرف بوسینا اور سرویا ہی کو فتح نہ کیا بلکہ مالڈیویا اور ولاچیا پر بھی قبضہ کر لیا۔

ان پے در پے کی شکستوں کے بعد ترکی فوجوں نے ڈینیوب سے اُتر کے آسٹریا کے لشکر پر حملہ کیا بڑی بھاری جنگ ہوئی ترکوں نے دشمنوں کے دھوئیں اُڑا دیئے اور شکستوں کا انتقام لیلیا لیکن آسٹرین فوجیں پھر بڑھیں اور ترکوں کو شکست دیکے ڈوبخرا واقع کورآٹیا کو فتح کر لیا۔ اور جنگ کے ختم ہونے سے پہلے آسٹریا کی فوجیں بوسینا کے جگر میں گھس گئیں اور مقام نودی کا محاصرہ کرکے

جان بچ جائے۔
۸ار دسمبر کو روسی فوج کا ایک دستہ بوجرسٹ میں ہو کے گزرا اور اس کے بعد بہت سی بٹالین روانہ کی گئیں ۱۸ار تاریخ تک تو دو لڑائیوں میں ترکوں کا پانسہ زبردست رہا ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار کی تحریر کے مطابق ترکوں نے روسی مقامات کی کنجی پر قبضہ کر رکھا تھا مگر اخیر انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ چونکہ ان بیچاروں کو مدد نہ پہنچی وہ نہایت شجاعت سے جنگ کر کے پیچھے ہٹ گئے۔ صالح پاشا بریگیڈ کی تین بٹالین رات تک روسیوں کے دھواں دھار حملوں کا جواب دیتی رہیں۔ جب روسیوں کی تعداد دو چند سہ چند بلکہ چہار چند ہو گئی تو صالح پاشا نے پس پا ہونے کا حکم دیا فوج نے صاف انکار کر دیا اور اب سب نے یکزبان ہو کے یہ کہا۔

من آنگاہ عناں باز پیچم ز راہ ✣ کہ یا سر دہم یا ستانم کلاہ

یہ کہہ کے ترکوں کی اس مٹھی بھر فوج نے حملہ کیا چار گھنٹے تک سخت گھمسان کی جنگ ہوتی رہی اور اس بے جگری اور بے دھڑک دلیری سے ترک لڑے کہ روسیوں کی آنکھوں میں ترمرے پھرنے لگے

ترکوں کو بے دخل کر دیا۔
ادھر عثمانی فوجیں ٹرانسلوینیا میں کامیاب ہو رہی تھیں اور سلو دینا تک پہنچی چلی جاتی تھیں یہاں تک کہ ہنگیری پر حملہ کرنے کا ارادہ ہو گیا۔
شہنشاہ آسٹریا نے جب یہ رنگ دیکھا تو ایک بڑی فوج کا سرکردہ بن کے خود ترکوں پر حملہ آور ہوا۔ وادی سلاکیا پر فوجوں کا قیام ہوا اور اسی مقام کو لشکرگاہ بنایا یہاں سے گویا ترکوں پر حملہ کیا جائے گا۔
علاوہ اور فوجوں کے خود شہنشاہ کی کمان میں اسی ہزار شائستہ سپاہ تھی۔ ترکی فوج وزیر اعظم کی ماتحتی میں اس کے مقابل خیمہ زن تھی۔ شہنشاہ کو اپنی زبردست فوج پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اس نے چاہا حملہ کر کے ولاچیا تک آگ لگا دوں۔ اس تجویز کو اس کے کل سپاہ سالاروں نے منظور کر لیا اور خیال تھا کہ صرف تین چار ہزار سپاہیوں کی جانوں سے یہ فتح خرید لی جائیگی۔ غرض ۲۰ ستمبر کو حملہ کرنے کی پوری تیاری ہو گئی کل سپاہ سالار شہنشاہ کے خیمہ میں احکام لینے کے لئے جمع ہوئے۔

روسیوں کو یقین ہو گیا کہ یہ مٹھی بھر فوج اُن کا ستر اؤ کر دے گی چنانچہ روسی سپاہ سالار نے مزید فوج کی درخواست کی۔ روسی امدادی ذرائع بہت کافی تھے فوراً میدان جنگ میں ٹڈی دَل فوجوں کا ہجوم ہو گیا مگر ترکی مدد کے لئے ایک سپاہی بھی نہ آیا۔ اس کا نتیجہ سوائے بالکلیہ بربادی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

محمد علی پاشا کو سخت اندیشہ ہوا کہ کہیں کل فوج کی جان خطرہ میں نہ پڑ جائے اس لحاظ سے وہ کاراکوئی پر ایک ناکام جنگ لڑ کے ۳۰ ستمبر کارالم سے عبور کر آئے اور تین روز تک یہ نقل و حرکت جاری رہی۔ یہ تبدیلیاں چشم زدن میں ہو گئیں ۷ اکتوبر تک ترک مقامات سلونک کستنفزا پیزانکا۔ ترلاک اور آسراجی سے پیچھے ہٹ آئے تھے روسیوں نے ایک دستہ فوج روانہ کیا کہ ترکوں کو دیکھا جائے کہ وہ کس طرف گئے ہیں۔ رستہ میں ترکی بھالوں اور روسی سواروں کی مٹ بھیڑ ہو گئی۔ اب ترکوں نے پھر ارادہ کیا کہ جہاں تک ممکن ہو ایک بار اور بھی جنگ کرنی چاہیئے۔ اس وقت ترکوں کے ہاتھ سے بہت سی زمین نکل چکی تھی اور روسی آگے بڑھے چلے آتے تھے۔

---

فوج میں جوش پھیلا ہوا تھا اور ظاہری حالت پکار پکار کے اس امر کی شہادت دے رہی تھی کہ لاکھوں لبوے تو فتح آسٹریا ہی کی ہوگی۔

یکایک شہنشاہ کو کچھ پریشانی سی ہونے لگی اس نے مارشل لیسٹی سے پوچھا یہ تم بتاؤ کہ فتح تو یقینی ہے نا۔ یہ سن کے لیسٹی چکرایا مگر پھر بھی نہایت متانت سے جواب دیا کہ جناب عالی یہ کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ فتح یقینی ہے۔ جنگ میں دونوں ہی احتمال ہوتے ہیں۔ قوی امید تو یہی ہے کہ ہماری فتح ہوگی لیکن میں اس میں ذمہ داری نہیں لیتا۔ یہ سنتے ہی شہنشاہ کے حواس باختہ ہو گئے اور وہ ایسا شکستہ خاطر ہوا کہ حملہ کرنے کے خیال سے درگزر کے حکم دیا کہ تاتسوار پر پیچھے ہٹ جاؤ۔

واپس ہونے کا انتظام ہو گیا اور عام حکم جاری ہوا کہ ٹھیک آدھی رات کو کوچ بولدیا جائے۔

لشکر تھوڑی دور گیا ہو گا کہ مارشل لیسٹی کو خیال آیا کہ بکٹ جو پہرے پر تھے اُنہیں واپسی کا حکم نہیں دیا گیا ہے ایسا نہ ہو وہ بیچارے بے موت مارے جائیں۔ فوراً حکم بھیجا کہ تم لوگ بھی واپس چلے آؤ اور اپنی کل سپاہ کو رولدیا کہ جب تک بکٹ نہ آجائیں تم آگے نہ بڑھو۔

محمد علی پاشا نے شہنشاہ زادہ روسیہ کی فوجی لینوں کو توڑنا چاہا تھا لیکن اخیر میں وہ ناکام رہے اور جنگ کی نہایت پژمردہ حالت ہوگئی۔ ڈینیوب سے ٹرنووا تک روسی فوجیں پڑی ہوئی تھیں۔

جاڑا شروع ہوگیا تھا اور بلغاریا میں نہ صرف شب کو ہاتھ پیر ٹھٹھرے جاتے تھے بلکہ دن کو بھی یہی کیفیت تھی۔ پہاڑوں سے ٹھنڈی ہوائیں رگوں میں خون کو منجمد کئے دیتی تھیں اور ایسے موقع پر مینھ کا برسنا اور بھی غضب ڈھا رہا تھا۔ چارہ گھاس بہت کم رہ گیا تھا اور ایندھن بھی بمشکل دستیاب ہوسکتا تھا اور سپاہ کے پاس گرم کپڑوں کا بالکل کال تھا۔ روسی سپاہی مکانوں کی لکڑیاں اکھیڑ اکھیڑ کے جلاتے تھے مگر یہ لکڑیاں ان کے لئے کیونکر کافی ہوسکتی تھیں۔ جس ملک پر اس وقت شہنشاہ زادہ روسیہ قابض تھا فوجوں کی آمد و رفت اور جنگ نے اس پر ایسی جھاڑو پھیر دی تھی کہ جانور اور انسان کے لئے ضروری اشیاء کا ملنا محال ہوگیا تھا روسی اور رومی فوجیں جنگ کے لئے زیادہ پریشان نہ تھیں اور طرفین یہی چاہتی تھیں۔

ٹھیرنے کا حکم اس سرے سے اس سرے تک سنا دیا گیا لیکن ایک تو اندھیرا تھا اور دوسرے فوج پریشان ہو رہی تھی ایک حصہ فوج کے کانوں میں اللہ اکبر کی صدائیں آگئیں حالانکہ ان ہی کی زبان میں ٹھیرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر خدا کی قدرت ہے انہیں اللہ اکبر کی آوازیں سنائی دیں۔ جن خچروں اور گھوڑوں پر گولہ بارود کا سامان بھرا ہوا تھا وہ ان کے ہکانے والے جان کے خوف سے بہت تیزی سے لیکے بھاگے۔ ان خچروں کے بھاگنے سے آسٹریا کی پیادہ فوج یہ سمجھی کہ ترکوں کے سوار آگئے اس نے چاروں طرف سے فیر کرنے شروع کئے اب بہت زور شور سے بندوقیں چلنے لگیں۔ صبح تک یہی جنگ ہوتی رہی جب دن نکلا تو معلوم ہوا کہ ہم خود ہی باہم لڑے اور ہم نے ہی آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر ڈالا۔ دس ہزار سے زیادہ سپاہ اس عجیب جنگ میں مقتول ہوگئی تھی۔

بمشکل کہیں جاکے امن قائم ہوا اور فوج تامسوار کی طرف پیچھے ہٹی۔ ترکوں کے ہاتھ آسٹریا والوں کا سامان خراب اور کل سامان باربرداری لگ گیا۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد جو حساب لگایا گیا

کہ اس ظالم کھرے اور چند بے آرام مل جائے۔

علاوہ یورپ کے خود انگلستان میں افسوس کیا جارہا تھا کہ جن انگریزوں نے محض مذہبی تعصب یا عیسائیوں کی ہمدردی میں آکے روسیہ کو ابھارا وہ اب کس قدر نادم ہوں گے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ لاکھوں عیسائی قتل ہو رہے ہیں ایسی ہمدردی پر ہنسی آتی ہے لندن میں کثرت سے ایسے رحیم الطبع لوگ موجود تھے جو ترکوں کے ابتدا ہی سے ہمدرد تھے اور جانتے تھے کہ روسیہ نے ناحق حملہ کیا ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ برطن اعظم نے اس جنگ میں کسی فریق کی طرفدار بن کے کوئی حصّہ نہیں لیا پھر بھی گلیڈ اسٹونی لیکچروں نے ترکوں انگلستان کی طرف سے بدظن کردیا اور ترک سمجھ گئے کہ جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کا بانی مبانی انگریز ہی ہیں۔

چنانچہ صفوی آفندی کا ایک خط ۶ ر اکتوبر ایک ترکی اخبار استمبول نامی میں چھپا جس سے ترکوں کو انتہا درجہ جوش اور غصہ پایا جاتا تھا صفوی آفندی کوئی معمولی شخص نہ تھے بلکہ قسطنطنیہ کے شہنشاہی کالج کے ڈائرکٹر تھے اور اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ انہوں نے لکھا نہ صرف اُن ہی کا

---

تو معلوم ہوا کہ شہنشاہ آسٹریا کی بیس ہزار شائستہ فوج سے زیادہ میدان جنگ میں برباد ہوئی۔ اور دس ہزار فوج باہم قتل ہوکے مرگئی اور دس ہزار مختلف بیماریوں کا شکار ہوئی۔ غرض چالیس ہزار فوج سے کچھ اوپر اوپر شہنشاہ کھو بیٹھا۔

بحر اسود میں ابھی تک جنگ ہو رہی تھی لیکن روسیہ کو اس میں کچھ کامیابی نہیں حاصل ہوئی تھی۔ حسن پاشا کی ماتحتی میں عثمانی بحری فوج نے مختلف لڑائیوں میں روسیہ کو فاش شکستیں دی تھیں مقام آکزا کو ایک مشہور و معروف بندر کا جس کو کریمیا کی کنجی سمجھنا چاہئے آغاز اگست میں محاصرہ ہوا تھا۔ دسمبر ۱۷۸۸ء میں روسیوں نے اس بندر پر انقطاعی حملہ کرکے اس کو فتح کرلیا لیکن فتح کرتے وقت روسی فوجوں کا کھلیان بہت ہوا اور یہ فتح بڑی گراں قیمت پر خریدی گئی۔ فتح کے بعد روسیوں نے اپنی فوجیں خشکی میں اُتار دیں اور تین دن تک بلا امتیاز عورتوں اور بچّوں کو لوٹتے اور قتل کرتے رہے۔ پچاس ہزار باشندوں میں صرف چند ہزار عورتیں اور بچے بچ کے نکلے تھے اور باقی کل بیگناہ روسیوں کی خونریز تلواروں کے شکار ہوگئے۔

[illegible] کی کیفیت تھی۔

اس [illegible] نے اپنے مضمون کو ان الفاظ سے شروع کیا "ہر قسم کی سیاسی بُرائی اور [illegible] کا سرچشمہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ تمام یورپ میں نہ انسانیت ہے اور نہ انصاف لیکن سب سے زیادہ تمام برائیوں کا پیدا کرنے والا انگلستان ہے جو ترکی کے خلاف روسیہ سے سازش رکھتا ہے انگلستان نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ کسی صورت سے ترکی کو مٹا دیا جائے ترکی کے تین صوبوں کو روسیہ کے ساتھ انگلستان ہی نے بغاوت پر آمادہ کیا ہے۔ لیکن خود انگلستان کی قوت میں اب ہی تنزل ہو رہا ہے اس کی بحری اور برّی فوج میں کچھ دم نہیں رہا اس کی کوئلے اور لوہے کی کانیں خالی ہوتی چلی ہیں اور آئندہ سے یہ دونوں چیزیں خاک برآمد نہیں ہونے کیں۔ برو سل نے اس کی تجارت کو بالکل مات کر دیا ہے اور وہ زمانہ قریب آنے والا ہے کہ دوسروں کی تجارت پر اس کا دارومدار ہو جائے گا" یہ جوشیلے خیالات تھے جو انگلستان کے خلاف ترکی کے پائے تخت میں پیدا ہو رہے تھے۔

---

مغربی دنیا کی آنکھیں سخت تشویش سے ان واقعات کی طرف نظریں تھیں ادہر شہنشاہ آسٹریا کی بربادی اور اُدہر روسیہ اور ترکی کی خطرناک لڑائیاں یورپ بھر میں کھلبلی پیدا کر رہی تھیں ادہر یورپ میں زلزلوں پر زلزلے آ رہے تھے جن سے ہزارہا جانوں کا نقصان ہو رہا تھا۔ کہ یکایک سلطان عبدالحمید اپنی سلطنت کو ایسی نازک حالت میں چھوڑ کے ماہ مارچ ۱۷۸۹ء میں راہی ملک بقا ہوئے۔ رعایا نے اس سلطان کا ماتم کیا۔ اس وقت تخت کا وارث سوائے شہزادہ سلیم پسرِ مصطفےٰ ثالث کے اور کوئی نہ تھا۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ ترکوں نے جو انگلستان پر الزام لگایا اس سے زیادہ الزام وہ اپنے فوجی افسروں پر لگاتے تھے اس سے بحث نہیں کہ انگلستان یا دوسری یورپی دولتوں نے اُن کے ساتھ کیا کیا لیکن یہ بات دیکھنے کی ہے کہ ان کے فوجی افسروں نے ایسی غداری کم عقلی اور کوتاہ اندیشی کو کام فرمایا جس کی نظیر ملنی مشکل ہو۔

ترکی دولت کو اپنے افسروں پر مطلق بھروسہ نہ تھا محمد علی جولائی کے مہینہ میں افسران جنگی کا سرتاج سمجھا جاتا تھا اور ترکی گورنمنٹ کی بہت سی امیدیں اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھیں مگر آغاز اکتوبر میں ترکی دولت نے اس کی طرف سے ایسی آنکھیں پھیریں اور اس کا ایسا اعتماد اٹھا کہ موقوف کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ۳ر اکتوبر کو یہ اعلان دیدیا گیا یورپی ترکی افواج کا کمان افسر بجائے محمد علی کے سلیمان پاشا کو بنایا گیا۔ اور محمد علی کو عبدالکریم کی جگہ مقرر کیا گیا۔ اور روف پاشا کو بلقان کی فوجوں کا سپاہ سالار کیا گیا۔ جو افسر کہ علیحدہ کئے گئے وہ اس وجہ سے اچھی نظروں سے نہیں دیکھے جاتے تھے کہ وہ غیر ملک کی پیدائش تھے اور ساتھ ہی نومسلم بھی تھے۔ عبدالکریم پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ

# اُنتیسواں باب ۲۹

## سلیم ثالث۔ اٹھارہواں شہنشاہ یا سلطان

## ۱۷۸۹ء سے ۱۸۰۷ء تک

اپنے چچا کی جگہ سلیم ثالث کا تخت نشین ہونا۔ روسی کامیابی۔ فرانسیسیوں کا مصر میں فوج اُتار دینا۔ ترکی اور فرانس سے جنگ۔ انگلستان اور روسیہ سے اتحاد۔ اکری کی حفاظت۔ فرانسیسیوں کا مصر خالی کرنا۔ عام صُلح۔ سلیم کی اصلاحیں۔ جدید بحری اور بری فوجوں کا انتظام جدید قوانین اور طریقوں پر جاں نثاریوں کی بغاوت۔ سلیم کی معزولی۔

سلیم جب تخت نشین ہوا ہے تو اس کی عمر پوری ۲۶ سال کی تھی۔ ۷ر اپریل ۱۷۸۹ء میں تخت نشین ہوا یہ شہزادہ سولہ برس کی عمر تک تو دربار میں رہا لیکن بعد ازاں محل اور شہزادوں کے حرم سرائے میں

ہر وقت اس کی مصاحبت میں یورپی بنے رہتے ہیں اور بالخصوص جرمنی تو کسی وقت بھی [illegible]
نہیں ہوتے اور یہ کل راز کی باتیں اُن سے کہدیتا ہے اور وہ پوشیدہ ہی پوشیدہ کل [illegible]
خبریں روسیہ کو پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح محمد علی پر بھی الزام لگایا گیا تھا لیکن اس کا قصور
معاف کر دیا گیا مگر جو وقعت ابتدا میں اُس کی کی جاتی تھی وہ اخیر میں نہ رہی تھی محمد علی آغاز جنگ
میں تو شہنشاہ زادہ روسیہ پر ایسا چیرہ دست ہوا کہ تمام یورپ میں اُس کی واہ واہ ہو گئی لیکن
اخیر میں اسے سخت ناکامی اُٹھانی پڑی۔ اور یہاں تک وہ بے بس ہوا کہ نہ تو عثمان پاشا کی امداد
کو پلونا میں آسکا اور نہ درہ شپکا پر سلیمان پاشا کی مدد کر سکا۔ انصاف سے دیکھا جائے
تو سارا قصور محمد علی ہی کا نہیں تھا۔ محمد علی کی ماتحتی میں جو فوج کام کر رہی اس کی تعداد
بہت کم تھی مقابلہ میں شہنشاہ زادہ روسیہ تھا جس کے پاس چوگنی فوج تھی اور برابر امدادی
فوجیں چلی آ رہی تھیں اس پر طرہ یہ ہوا کہ ۱۲ ستمبر کو دولت علیہ عثمانیہ نے اس کے پاس حکم بھیجا
کہ زار روس کی فوجوں پر گر پڑ حالانکہ اس کم تعدادی پر اُسے کسی طرح بھی حملہ کرنا نہیں چاہئے تھا۔

رہنے لگا اگرچہ اس سے برتاؤ نہایت مہربانی کا کیا جاتا تھا اور اُسے ہر قسم کی آزادی حاصل تھی جب یہ
پر بیٹھا تو قوم یہ سمجھی کہ ہمارا نجات دہندہ پیدا ہو گیا کیونکہ اب تک اکثر سلاطین طولانی قید کے بعد
تخت نشین ہوتے رہے اور وہ رعایا سے زیادہ مانوس نہ ہوتے تھے اس وقت تمام ملک میں سخت پریشانی
چھا رہی تھی اور مخلوق ایک ایسے سلطان کو چاہتی تھی جو ان مصائب سے اُس کو نجات دے۔
رعیت جدید سلطان کو دیکھکر پھولی نہیں سماتی تھی کہ وہ اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ ہے اور بڑے بڑے
علماء نے اُسے تعلیم دی ہے ہماری حالت کی اصلاح خوب کرے گا۔
نوجوان سلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ نہایت قابل حکمران ہے اور
اس میں حکومت کرنے کی اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیتیں موجود ہیں۔ قوم کو یقین تھا کہ اسکی سلطنت
میں تمام گزشتہ غلط کاریوں کی تلافی ہو جائے گی اور ملک تنزل سے نکل کے اپنی قدیمانہ عظمت
کو برقرار کریگا۔
سلیم نے تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے صلح کرنی چاہی کیونکہ ابھی تک آسٹریا اور روسیہ ترکی کے

مگر اس نے حکم کی تعمیل کی اپنی مٹھی بھر فوجوں کو خوب لڑایا اور اخیر میں کامل ناکامی کے ساتھ واپس پھرا۔ ترکی وزیر جنگ نے اس شکست کے بعد ہی اُسے حملہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن امیر محمد علی نے یہ لکھ کے بھیجدیا کہ مجھے تعمیل حکم میں تو کوئی عذر نہیں ہے مگر میں اپنی ذمہ داری پر ایسی نازک حالت میں حملہ نہیں کرسکتا۔ وارنا میں ایک یورپی اخبار کے نامہ نگار سے محمد علی نے بیان کیا کہ وزرائے ترکی نے محض اس بناء پر مجھے موقوف کردیا کہ میں نے پتھر کی دیوار پر اپنا سر پھوڑنے سے انکار کیا تھا۔

سپاہ سالاروں کی ان تبدیلیوں سے صاف طور پر یہ بات پائی جاتی تھی کہ قسطنطنیہ میں بہت بے چینی پیدا ہوگئی ہے اگرچہ یہ بات ضرور تھی کہ حملہ آوروں کو ہر مقام پر کافی تنزل چکی تھی اور انہیں آگے بڑھنے کا پورا مزا چکھا دیا تھا ترکی کا یہ خیال تھا کہ جبتک روسیہ کو مار کے ڈینیوب پار نہ اُتار دیا جائیگا ہماری عظمت یورپ کی نظروں میں نہیں ہوسکتی اور یہی بات فی الحال مشکل تھی۔ اصل میں انگریزوں کا قصور تھا اور نہ کسی خارجی دولت کا بلکہ سارا قصور ترکی افسروں کی بے پروائی اور باہمی

---

مقابلہ میں شمشیر بدست موجود تھے اور ترکی فوجوں کو بار ہا شکستیں مل چکی تھیں۔ آسٹریا اور روسیہ کی مشترکہ فوجوں نے سپاہ سالار سردار دنامی کی ماتحتی میں ترکوں پر کامل فتح حاصل کرلی تھی ترکوں کے ہاتھ سے بندر اور اسمٰعیل کے قلعجات نکل چکے تھے۔

تمام مالڈیویا روسیوں کے قبضہ میں آگیا اور آسٹریا نے بلغراد پر اپنا تصرف کرلیا۔ ان عثمانی فوجوں نے جو بوسینا اور سرویا میں تھیں سخت نقصان اُٹھایا۔ تمام ترکی پر خوف طاری ہوگیا اور مشترکہ فوجوں کا رُخ قسطنطنیہ کی طرف معلوم ہوا اور یہی پریشانی پیدا ہوئی کہ آسٹریا اور روسی فوجوں سے قسطنطنیہ کیونکر بچایا جائے۔ ترکی تو کبھی ضعیف نہوتی صرف اندرونی بغاوتوں نے اس کے عضو عضو کو الگ الگ کردیا تھا اس وسیع سلطنت کے تمام جوڑ ہل گئے تھے۔ ادھر آسٹریا کے بھی کچھ انجر پنجر ڈھیلے ہو رہے تھے اس لئے طرفین اس بات پر راضی ہوئے کہ صلح کرلی جائے اخیر صلح کے لئے مقام جاسی میں ایک جلسہ منعقد ہوا اور ۹ رجنوری ۱۷۹۲ء میں دونوں قوموں میں صلح ہوگئی۔

اس عہد نامہ کی رو سے روسی سلطنت کو بہت وسعت ہوگئی اور اسکی حدود دینی اسٹر تک پہیل گئی

رنجک وحسد کا تھا جس نے ترکوں کو یہ روز بد دکھایا اور اخیر تک ترکوں کی زبوں حالت رہی جسے میں بارہا بیان کر چکا ہوں۔

ترکوں کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ جس طریقہ پر اب جنگ کی جارہی ہے اس سے سوائے بالکلیہ بربادی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا دوسرے ایک مصیبت بڑی یہ تھی علاوہ افسروں کی نالائقی کے ترکی کا یورپ بھر میں کوئی ہمدرد بھی نہ تھا یہ یقین دیدیا گیا تھا کہ اگر روسیہ فتحمند رہا تو وہ ترکی کا گلا دبا کے جتنا ملک چاہے گا لیلے گا۔ یورپ کی کوئی دولت اُسے مانع نہ آئے گی اور اگر ترکی کو فتح ہوئی اور روسی افواج پارہ پارہ کردی گئیں تو ترکی ایک انچ زمین پر بھی قبضہ کرنے نہ پائیگا نہ ان ممالک میں سے کسی ملک پر اُسے قبضہ کرنے دیں گے جو زمانہ سابق میں روسیہ اس سے لے چکا ہے۔ لطف یہ ہے کہ یورپ نے اپنے اس خیال کا اظہار کردیا تھا۔ یہ تھا انصاف اور انسانی ہمدردی یورپ کی اور یہ تھا اثر خداوند مسیح کی نرم اور اخلاقی تعلیم کا۔

ترکوں پر ایک آفت نہیں تھی کہ وہ اسی کے دفعیہ کی تدبیریں کرتے بلکہ اُن پر تو یہ مثل صادق آرہی تھی

---

گئیں اور گویا یہ دریا ترکی اور روسی سلطنت کا حد فاصل قرار پایا۔ اسی اثناء میں مالڈیویا اور ولاچیا کو بہت سے ملکی حقوق ترکی سے دلوائے گئے جو باب عالی کے سخت مضرت رساں تھے۔

غرض خدا خدا کرکے قوم کو جنگ کی آفت سے اس وقت تو نجات مل گئی اب سلطان نے ملک کا اندرونی انتظام کرنا چاہا مگر یہ کوئی معمولی بات نہ تھی صدیوں کی خرابی چند روز میں دور نہیں ہوسکتی۔ دوسرے بیچارے سلطان کو چین سے بیٹھنا ہی نصیب کب ہوا تھا سلیم انتظامی تدابیر سوچ رہا تھا کہ یکایک یہ خبریں آئیں کہ تیس ہزار فرانسیسی فوج مصر میں آگئی ہے اور اس نے حملہ کرکے اسکندریہ کو فتح کرلیا ہے اب سلطان سوائے اس کے اس کا علاج کیا کرسکتے تھے کہ فرانس کو اعلان جنگ دیں چنانچہ اعلان جنگ دیدیا گیا۔ مصر جیسا سرسبز ملک ایک بار اور بھی چند روز کے لئے فرانس کے قبضہ میں چلا گیا۔

نپولین بوناپارٹ کا یہ ارادہ تھا کہ مصر فتح کرکے فرانس کے ساتھ شریک کردوں اور اسی ارادہ سے وہ اپنا زبردست جنگی بیڑا اور کثیر تعداد لشکر مصر پر چڑھا لایا تھا جب انگلستان نے یہ نقشہ دیکھا تو امیر بحر نلسن کی ماتحتی میں ایک جنگی بیڑا جہازوں کا روانہ کیا جس کی مٹ بھیڑ دریائے نیل پر نپولین کے

کہ "بدقسمتی تنہا نہیں آتی" یہ بات تو ضرور تھی کہ ترکوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اخیر دم تک مقابلہ کریں گے اور جب تک ہم میں سے ایک ہی شخص باقی ہے قسطنطنیہ پر قبضہ نہ ہونے دیں گے یہ سب کچھ تھا مگر اخیر میں بربادی رکھی تھی۔

اس جنگ نے تجارت کو سخت نقصان پہنچایا تھا جیسا کہ ہمیشہ قاعدہ ہوتا ہے کام کے لئے آدمی ہو گیا تھا گورنمنٹ نے قرضخواہوں کو دینا بالکل بند کر دیا تھا۔ خزانہ بالکل خالی ہو گیا تھا جدید ٹیکسوں کے پیدا کرنیکی ضرورت تھی اور تجویز ہو رہی تھی کہ خواہ کتنے ہی سود پر ملے روپیہ قرض لینا چاہئے۔ قرض دینے والے یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ترکی نے روسیہ پر فتح پائی تو تو ہمارا قرضہ کہیں نہیں جانیکا اور اگر روسیہ کو فتح ہوئی تو ہم اپنا روپیہ کس سے وصول کریں گے۔ اسی خیال سے مہاجن لیت ولعل کر رہے تھے اور کوئی ترکی کو قرض دینے کا اقرار نہ کرتا تھا۔ اور سب مشتبہ نظروں سے اس جنگ کو دیکھ رہے تھے۔ روپے کے لحاظ سے روسیہ کی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی مگر اُسے اپنی مفلسی کا غم اس لئے نہ تھا کہ تمام یورپ اس کی پُشت پناہی کو موجود تھا اور سلطنت جرمنی سے برابر ہر قسم کی مدد اُسے چلی آتی تھی۔ پھر بھی

---

بیڑے سے ہو گئی خوب کشتا جھنی ہوئی اخیر نیپولئن کے بیڑۂ جہازات کو شکست ملی اور اب نیپولئن کے حواس درست ہوئے اور فتوحات ممالک شرقی کا خواب آنا بند ہو گیا۔

اسکندریہ کے فتح ہونے کے بعد انگلستان۔ ترکی اور روسیہ نے متفق ہو کے فرانس کو اعلان جنگ دیدیا ایک عثمانی فوج اور بیڑۂ جہازات تورہوڈیس میں آکے لنگر انداز ہوا اور دوسرا عثمانی لشکر اور بیڑۂ جہازات شام میں آکے ٹھیرا۔ اسی اثنا میں فرانسیسی فوجوں کو اپنی کل جنگوں میں کامیابی ہو چکی تھی۔ اس وقت نیپولئن مقام اکری پر بڑھ رہا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں وہ رُک سکتا تھا اور یہیں سے کل شام کے فتح کرنے کا جوش فرو ہو سکتا تھا۔

۲۰ مارچ ۱۷۹۹ء سے محاصرہ شروع ہوا۔ ترکوں نے بڑی جُرأت اور شجاعت سے مقابلہ کیا۔ نیپولئن جیسا زبردست سپاہ سالار جس کے مقابلہ میں کوئی نہیں ٹھیر سکتا تھا اس مقام پر ترکوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کر سکا۔ کئی بار حملہ کیا اور کئی بار منہ کی کھائی اور اخیر نیپولئن کی فوجوں کا ایسا کھلبلیان ہوا کہ بیچارہ پریشان ہو کے بھاگا اور بہ مشکل اپنی فوجوں کو ابوقیر پر لاکے جمع کیا۔ یہاں قریب ہی مصطفیٰ پاشا

آغاز جنگ میں اس پر پینتیس کروڑ پچاس لاکھ پونڈ اسٹرلنگ کا قرضہ تھا لیکن موسم سرما میں اس نے تین کروڑ اٹھائیس لاکھ پونڈ کا اور قرضہ لیا کچھ اپنے ملک کے مہاجنوں سے اور کچھ بیرونی مہاجنوں سے۔ اس کے علاوہ قومی قرضہ روسیہ پر اڑتیس کروڑ اٹھتّر لاکھ پونڈ تھا گویا انگلستان کے قومی قرضہ سے نصف۔ اس عظیم قرضہ سے روسیہ نے ریلیں وغیرہ بنوائی تھیں اور سامان حرب بھی جمع کیا تھا۔ ریلیں تو بن گئی تھیں لیکن اس عظیم قرضہ کے بوجھ سے ملک پسا جاتا تھا اور لحظہ بلحظہ ڈر لگتا تھا کہیں کوئی دگرگوں صورت نہ پیدا ہو جائے۔ جس ملک کا خزانہ خالی ہو اس کی زندگی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے۔

روسی نوٹوں کی قیمت بالکل کم ہو گئی تھی اور روسی رعایا لیتے ہوئے ڈرتی تھی۔ ایک اندھیر تھا جو چاروں طرف مچا ہوا تھا اور ایک آفت تھی جو روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

ترکی فوجی قوت کا حال مفصل لکھا جا چکا ہے کہ شائستہ فوج صرف اسّی ہزار سے زیادہ نہ تھی ناچار ترکی نے ۷ اکتوبر ایک اعلان دیا کہ دولت علیہ عثمانیہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اپنی کل فوج محفوظ کو طلب کر لے۔

---

ترکی فوج جو لئے پڑا تھا اس نے نہایت بےجگری اور عثمانی زور شور سے نیپولئن پر حملہ کیا اور کل مورچے جو فرانسیسی فوج نے بنائے تھے چھین لئے اور فرانسیسیوں کو لکڑی کھیرے کی طرح کاٹ ڈالا۔ مگر فرانسیسی مدد آ گئی اور اس سے نیپولئن کو گونا فتح ہو گئی۔ اس فتح سے چند ماہ تک فرانسیسیوں کا مصر پر قبضہ رہا۔ نیپولئن سپاہ سالار کلیبر کو اپنی جگہ فوجوں کا سرکردہ بنا کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ چند ہی روز کے بعد وزیر اعظم کی سرکردگی میں ایک بہت ہی بڑی ترکی فوج مصر میں اتار دی گئی لیکن اس نے فرانسیسیوں سے مقام ہیلیو پولس پر شکست کھائی۔ اس کے بعد کم و بیش قبضہ مصر پر فرانس کا رہا لیکن بعد ازاں انگریزی فوج نے آ کے فرانسیسیوں کا بالکل قلع قمع کر دیا۔ باہر تو اس مصیبت میں ترکی پھنس رہی تھی اور اندرون ملک میں یہ آفت تھی کہ علما۔ جاں نثاری اور اکثر مسلمان اپنی ناراضی کا اظہار کر رہے تھے۔ سلطان کی کچھ نہ پوچھو وہ ان مصائب کو دیکھ دیکھ کے آدھا ہوا جاتا تھا اور سخت پریشان تھا کہ کیا کروں اخیر اس نے اسباب کا دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ ملکی اور جنگی محکموں میں اگر یورپی طرز کی اصلاح کی تو بہت کچھ امید ہے

یہ فوج ابھی تک طلب نہیں ہوئی تھی۔
یہ بھی بیان کیا جاتا تھا کہ اب بھی ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمی موجود ہیں جو سپاہی بن کے میدان جنگ میں آسکتے ہیں لیکن یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ لوگ ترکی کے اعلیٰ جنگجو گروہ میں سے نہ تھے۔ ان سپاہیوں میں مستحفظ بھی شریک تھے جنہیں سرحدی ملیشیا کہنا چاہئے اور ان ہی پر گویا ترکی جنگی قوت کا خاتمہ تھا یعنی ان کے علاوہ اور سپاہ نہ تھی جو ترکی میدانِ جنگ میں لاسکتی۔ کئی سال پہلے سے عیسائیوں کو بھی فوج میں داخل ہونے کا حکم ہو گیا تھا اور کچھ نصاریٰ فوج میں داخل بھی ہوئے تھے لیکن ان کا عدم وجود برابر تھا اول تو وہ میدانِ جنگ میں شل تجربہ کار اور بہادر سپاہی کے لڑ نہ سکتے تھے دوسرے ایک مسیحی کے مقابلہ میں جس نے مشہور کیا تھا کہ میں نے نصرانیت کی لاج رکھنے کے لئے تلوار اُٹھائی ہے ہرگز شمشیر بدست نہ ہو سکتے تھے۔ غرض ترکی قصبوں کے کل مرد اور نوجوان بچے میدانِ جنگ میں روسیوں کے مقابلہ میں لا کے کھڑے کر دیئے گئے۔ عورتیں اور بچے (جب اُن کے مرد ہی نہ ہوں) سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔

---

بندھ سکتی ہیں۔
جو طریقہ سلطان فوج میں جاری کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ یورپی طریقہ کی وردیاں ہوں۔ قواعد سکھائی جائے اور سب کو باقاعدہ تنخواہیں بٹا کریں۔ افسروں کا ایک جدید گروہ ان تجاویز کو عمل میں لانے کے لئے نامزد کیا گیا۔ ایک وزیر مال مقرر کیا گیا کہ نیا ٹیکس وصول کرے۔ اور ایک جلسہ وزرا بحری قوت پر غور کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اخیر تھوڑی سی سپاہ جو یورپی طرز کی قواعد کرتی تھی اور یورپی اسلحہ سے مسلح تھی ترتیب دی گئی۔
ان جدید قواعد کے جاری کرنے سے سلیم کے خلاف شورش پیدا ہو گئی اور لوگوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں سلیم نے یہ ارادہ کر لیا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اپنی تجویزوں کو عملی صورت کا جامہ پہناؤں گا لیکن اپنی قسمت کی اسے خبر نہ تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔
جس وقت جاں نثاریوں نے یہ دیکھا کہ نئی فوج ترتیب دی گئی ہے ان کے تن بدن میں مرچیں لگ گئیں اور انہوں نے قسم کھائی کہ اس طرز عمل کو بھی مٹا دیں گے اور سلطان کو بھی تخت سے

ترکی شائستہ فوج کا بڑا حصہ بوسینا ہرزیگوینا۔ مانٹی نگرو اور سرویا کی لڑائیوں میں کام آچکا تھا جب روسیہ نے ڈینیوب عبور کیا ہے یورپی ترک تو جب ہی کام آچکے تھے ہاں موجودہ فوجوں میں افریقی اور ایشیائی ترکوں کی زیادہ کثرت تھی۔ ان میں بعض پلٹنیں تو اعلیٰ درجہ کی تھیں لیکن اکثر تو محض ناتجربہ کار تھے اور ترکی کی بدقسمتی کہ ان ہی ناتجربہ کاروں کا مقابلہ روسی شہنشاہی گارڈ سے آکے پڑا۔

جبکہ دونوں سلطنتوں کی فوجیں تازہ جنگ کے لئے جمع ہو رہی تھیں یورپ میں ایک بے چینی سی پیدا ہو رہی تھی۔ ۲۷ ستمبر کو وزیراعظم ہنگیری سے جلسہ وزرا میں سوال کیا گیا کہ آئندہ ہنگیری کی گورنمنٹ کیا حکمت عملی اختیار کرنے والی ہے۔ وزیراعظم نے جواب میں کہا کہ ہماری شخصی حکومت کو کسی کا بھی اندیشہ نہیں ہے۔ ہم نے وزیر خارجہ روسیہ سے خط کتابت کرلی ہے روسیہ نے اقرار کرلیا ہے کہ سرویا کو فوجوں کی بازگشت اور مقام جنگ نہیں بنانے کے اسی کا وعدہ ترکی نے بھی کرلیا ہے۔ یہ محض غلط ہے کہ شہنشاہ آسٹریا۔ جرمنی اور روسیہ مسئلہ مشرقی کے بارے میں

اُتار دیں گے۔ کچھ عرصہ تک معمولی فساد ہوتا رہا اخیر کل جاں نثاری بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور کھلم کھلا فساد پر اُتر آئے۔ جب سلطان بے قابو ہو گیا تو اس کے افسر کیا کرسکتے تھے تمام صوبوں میں بدامنی سی چھاگئی نہ انتظام تھا اور نہ امن تھا اور نہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کسی کی عملداری بھی ہے یا نہیں جس کی لاٹھی اُس کی بھینس ہو رہی تھی۔ مصر میں سلمان ترکوں سے اپنے کو آزاد سمجھتے تھے۔ شام میں دُرس آزادی کا ڈنکا بجا رہے تھے۔ مانٹی نگرو اور ہرزیگوینا کے دماغوں میں آزادی کی ہوا سما رہی تھی۔ گورنر ویدن بالکل خودمختار بن کے قریب کی حدود پر بہ حیثیت ایک خودمختار حکمراں کے برابر حملے کر رہا تھا۔ یہ گویا مقامی بغاوتوں اور فسادوں کے چند نمونے ہیں ادہر عرب میں وہابیوں کا زور بندھ رہا تھا مکہ اور مدینہ فتح کرچکے تھے اور آگے حملہ کی تیاری کر رہے تھے موجودہ حالت یہ کہتی تھی کہ کل عرب پر وہابیوں کا مستقل قبضہ ہو جائے گا جب مکہ مدینہ اس طرح سے نکل گیا تو تمام عثمانی قلمرو میں سلیم کے خلاف ایک جوش پیدا ہوا کہ اسکی عملداری میں مقامات مقدسہ سے بھی مسلمانوں کو ہاتھ دھونا پڑا بھلا ایسے سلطان کی ضرورت ہی کیا تھی۔

متفق ہو گئے۔ غرض یہ ہے کہ ایسی کارروائی کی جائے جس سے یورپ کے امن میں خلل نہ پڑے
پھر وزیر سے یہ سوال کیا گیا آیا ہنگیری کے لوگ ترکوں کے موافق ہیں یا نہیں وزیر نے اس سے
بھی صاف انکار کیا اور پھر کچھ غوط میں چلا گیا اور کہنے لگا نہیں شبہہ تو پڑتا ہے کیونکہ ابھی ایک
سازش کا بھید افشا ہوا ہے۔ یعنی ٹرانسلوینیا کے پانچہزار آدمیوں نے ارادہ کیا کہ رومینیا میں
داخل ہو کے روسینی ریلوں کو برباد کر کے ترکی فوجوں کے ساتھ مل جائیں تاکہ روسی محفوظ فوجیں
میدان جنگ میں نہ پہنچ سکیں یہ عقدہ کھل گیا فوراً ہمارے حکم سے بہت سی گرفتاریاں ہوئیں
اس طرح یہ ارادہ خاک میں مل گیا۔ اس سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے کہ یورپ کے اس حصّہ میں
ترکی سے کس قدر ہمدردی کی جا رہی تھی۔

یونانیونکے خیالات اس سے بالکل مختلف تھے۔ تمام یونان نہایت دلچسپی سے جنگ کو دیکھ رہا
تھا لیکن یونانیوں کو ہمدردی ایک کے ساتھ نہ تھی۔ یونانیوں کو روسیوں سے تو یہ ڈر تھا کہ اگر
روسی فتحمند ہو گئے تو ہمیں وقعت کی نظر سے نہ دیکھیں گے اور ہم ان کی نگاہوں میں ذلیل ہو جائیں گے

---

اس نازک حالت میں اور ایسی حالت میں کہ دم لبوں پر آ گیا تھا اور سلطنت میں معمولی چھوٹی سی
چھوٹی ریاست سے بھی مقابلہ کرنے کا دم نہ رہا تھا کہ روسیوں نے اعلان جنگ دیدیا۔ وزیر اعظم
ترکی با دل ناخواستہ میدان جنگ میں آیا۔ سلیم نے نئی فوج کو میدان جنگ میں لانے کا اچھا موقع
دیکھا لیکن بدقسمتی سے جاں نثاری یورپی طریقہ کی وردی دیکھ کے بھڑک اٹھے اور بجائے اس کے
کہ ظالم اُن کے ساتھ ہو کے دشمن کو تو پسپا کر دیتے اور اُلٹا اپنی فوجوں کی بربادی پر مستعد ہو گئے
اس شائستہ فوج کے کمان افسر کو جاں نثاریوں نے قتل کر دیا اور سیدھے سلیم پر حملہ آور ہوئے
۲۷ مئی ۱۸۰۷ء میں داخل شہر ہوئے اور انہوں نے محلسرائے سلطانی کا محاصرہ کر لیا مگر دروازے
بند پائے۔ جاں نثاریوں سے سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے ان افسروں کے سر مانگے
جو جدید اصلاحات میں شریک تھے۔ برابر ان کی تعداد بڑھ رہی تھی اور ان کا جوش ترقی
پر تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کل وزیر قتل کر ڈالے گئے۔
اسی اثناء میں مفتی اور شیخ الاسلام وغیرہ کا جلسہ ختم ہوا۔ شیخ نے فرمایا کہ سلیم زیادہ دن تک تخت پر

اور جو ترکوں نے فتح پائی تو ہم پر صد ہا قسم کی مصیبت آپڑے گی یہی وجہ تھی کہ یونانی ترکوں کو خون کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ ترکوں نے جب یونانیوں کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تو بے قاعدہ فوج کو تھسلی میں اتار دیا جنہوں نے وہاں جاکے اودہم مچادیا اور یونانیوں پر لوٹ مار شروع کردی۔ اس پر مسٹر ٹریکوپس یونانی وزیر خارجہ نے لندن کے وزیر خارجہ کو لکھا "آپ دیکھ رہے ہیں کہ ترکی کیسا خطرناک چال چل رہی ہے اس کا منشا ہے کہ لگتے ہاتھ یونان پر ہاتھ صاف کرو حالانکہ ایسی حکمت عملی کا نتیجہ اس کے حق میں سخت خطرناک ہوگا۔ ترکی کا کسی قسم کا حملہ شرق میں ہمیں متزلزل نہیں کر سکتا گو ابھی تک ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت تو نہیں ہے کہ ترکی یونان کو چھیڑ ڈالنا چاہتی ہے لیکن اس کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔"

یونانی وزیر خارجہ کی یہ ساری بکواس تھی اصل میں تھسلی کے یونانی بغاوت کرنا چاہتے تھے دہر قزاق بکثرت پیدا ہو گئے تھے ان کی سرکوبی کے لئے انہیں بھیجا تھا۔ ورنہ ترکی نادان نہ تھی کہ بلا وجہ یونان سے ایسے نازک موقع میں چھیڑ نکالتی۔ تو بھی بڑے دور اندیش یونانی مدبر اس بات کے بالکل مخالف تھے

---

نہیں بیٹھ سکتا۔ جاں نثاری محلسرائے سلطانی میں چلے جا چکے تھے جب سلیم نے یہ سنا کہ شیخ الاسلام کہہ چکا ہے کہ میں قابل سلطنت نہیں ہوں سلیم فوراً تخت پر سے اتر آیا اور اپنے بھتیجے مصطفےٰ کو بلا کے کہا کہ تلوار سے اور میری گردن اڑا دے سلطان کی معزولی اور اس فساد کے چند مہینے بعد انگریزی جنگی بیڑا نو جہازوں کا زبردستی امیر بحر ڈکورتھ کی ماتحتی میں دردانیال میں چلا آیا۔ ۱۹ فروری ۱۸۰۷ء میں اس نے دردانیال کو عبور کیا تھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ترکی کو لکھا گیا تھا کہ فرانسیسی سفیر معاً اٹھا دیا جائے اور روسیہ اور انگلستان سے اتحاد کر لیا جائے۔ اور اگر یہ بات منظور نہ کی تو انگلستان اور روسیہ کا مشترکہ بیڑہ جہازات پائے تخت پر حملہ آور ہوگا۔ باب عالی نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ اس جواب پر وزرائے انگلستان نے اپنے امیر بحر کو ہدایت کردی کہ سیدھے قسطنطنیہ پر چڑھ جاؤ۔ ترکی بیڑے کو گرفتار کر لو اور سلطان سے کہو کہ قسطنطنیہ حوالہ کردے اگر وہ نہ مانے تو شہر کو اڑادو۔ چنانچہ انگریزی بیڑا روانہ ہوا اور دردانیال سے نکل کے بحر مارمورا پر ترکی بیڑے سے اس کی مٹ بھیڑ ہوئی بہت جلد ترکی بیڑا برباد کردیا گیا اور باقی جہاز

کہ ترکوں کے خلاف کوئی مخالفانہ کارروائی کی جائے وہ جانتے تھے کہ ہماری اس کارروائی سے روسیہ کو مدد ملے گی اور اگر روسیہ کو بالکل کامیابی ہو گئی تو ہم برباد کر دیئے جائیں گے اور پھر روس کے پنجہ سے بچانیوالا کوئی نہیں ہو گا۔ اب رہا بلغاریہ جس سے روسیہ نے ہر قسم کا فائدہ اٹھایا وہ اب بھی روسیہ کے قدموں کے نیچے پائمال ہو رہا تھا۔ لندن ٹیمس کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے لکھا تھا کہ یورپی اعلیٰ تمدن کے لحاظ سے بلغاریہ کا ترکی کے قبضہ میں رہنا بیشک جرم ہے لیکن اس سے زیادہ جرم روسیہ کے تصرف میں چلا جانا ہے۔

ترکی سخت مجبور تھی کرتی تو کیا کرتی صرف روسیہ ہی سے اس کا مقابلہ نہ تھا بلکہ نصف یورپ اس سے برسر پرخاش تھا۔ بلغاریہ۔ سرویا۔ مانٹی نگرو غرض بلقان کی کل ریاستیں روسیہ سے مل گئی تھیں ادھر یونان بھی برابر روسیہ کو مدد دے رہا تھا چنانچہ بازین لکس نامی یونانی اخبار نے جو قسطنطنیہ سے شائع ہوتا تھا اس بات کا اعتراف کیا کہ ایتھنس سے ہزارہا مسلح آدمی تھسلی میں برابر آ رہے ہیں اور انہوں نے ایک فساد مچا رکھا ہے۔ ایتھنس کے حکام کا فرض ہے کہ مفسدوں کو روکا جائے اور ایک دوست سلطنت سے ایسے موقع پر کہ وہ مصیبت میں پھنسی ہوئی ہو ہرگز یہ بدخواہی نہ کی جائے۔ برطانیہ اعظم کی یہ کوشش تھی کہ جس طرح ہو جنگ ختم ہو جائے اور اسی بناء پر مسٹر وائٹ انگریزی کونسل جنرل نے اپنی گورنمنٹ کے اشارے سے گورنمنٹ سرویا کو تنبیہ کی کہ تو اپنے قدیم آقاؤں سے نہ بگاڑ اور ان کے خلاف کوئی بات ایسی نہ کر جس سے اس نازک وقت میں انہیں صدمہ پہنچے۔

---

گرفتار کر لئے گئے۔ جب یہ بیڑا قسطنطنیہ پر پہنچا ہے تو عہد و پیمان کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس عرصہ میں کہ عہد و پیمان ہو ترکوں نے خوب قلعہ بندیاں کر لیں۔ ادھر امیر بحر کی آنکھیں کھلیں وہ دو رستے گزرنے پر واپس آنے لگا۔ ترکوں نے توپیں مار کے تمام بیڑے کا ستیاناس کر دیا۔ ایسا سنگین نقصان انگریزی جہازوں کا ہوا کہ توبہ۔ یہاں کیفیت یہ ہوئی اور وہاں مصر میں بھی انگریزوں کو سخت ناکامی ہوئی جو فوج اسکندریہ اتار دی گئی تھی اسے سخت ہزیمت ملی اور بمشکل اپنی جان بچا کے واپس آئی۔ فقط

ختم شد

عام طور پر یورپ میں یہ خیال ظاہر کیا جا رہا تھا کہ بیچ بچاؤ نہیں ہو سکتا اور روسیہ جبکہ اتنی شائستہ فوج اور کروڑ ہا پونڈ برباد کر چکا ہے کبھی صلح نہیں کرنے کا اس کے مقابلہ میں ترکی جس نے روسیہ کو اب تک بڑی بڑی شکستیں دی تھیں کبھی ایسی شرطیں نہیں کرنے کی جن سے اس کے دشمن کا اطمینان ہو جائے اسی عرصہ میں بعض جرمنی نیم سرکاری اخباروں میں صلح کے متعلق ایک تحریر شائع ہوئی جس میں یہ لکھا تھا کہ بلونا پر روسی فوجوں کے شکست کھانے کے بعد جرمنی یہ چاہتی تھی کہ جس طرح ہو اب صلح ہو جائے اور جرمنی صلح کا ہو جانا دونوں سلطنتوں کے حق میں بہتر سمجھتی ہے۔
جرمنیوں کی یہ رائے خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن جرمنی گورنمنٹ کی تو اب دلی خواہش یہی ہے کہ جنگ ختم ہو جانی چاہیئے۔ بایں ہمہ جرمنی شہنشاہ اپنے بھانجہ شہنشاہ روسیہ کے ساتھ بدل متفق تھا۔ جب فرانس اور جرمنی کی جنگ ختم ہوئی ہے تو شہنشاہ ولیم نے روسیہ کو یہ تار برقی دی تھی "جو احسان آپ نے مجھ پر کیا ہے اسے میں تازیست نہیں بھولوں گا۔ آپ کا ممنون احسان ولیم"۔ جب یہ کیفیت تھی تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جرمنی شہنشاہ روسیہ کی کتنی مدد کرتا ہو گا۔
جرمنی اخباروں میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اگر ترکی دول یورپ سے بیچ بچاؤ کی درخواست کریں گی تو اس کی درخواست کبھی مسترد نہیں ہونے کی۔ تمام دول کی یہ آرزو تھی کہ ترک ہم سے درخواست کریں کہ روسیہ میں اور ہم میں صلح کرا دی جائے۔ مگر ترک یہ بات منظور نہ کرتے تھے اور ان کا ارادہ تھا کہ اخیر دم تک تلوار ہاتھ سے نہیں علیحدہ کریں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خاص سلطان المعظم کے کیا خیالات تھے۔ اسی زمانہ میں ڈیلی ٹیلیگراف کے ایک نامہ نگار کو شرف باریابی حاصل ہو گیا تھا اور سلطان المعظم نے اسے اپنے ساتھ بٹھا کے کھانا کھلایا تھا تین گھنٹے تک یہ جلسہ منعقد رہا اثنائے گفتگو میں سلطان المعظم نے ارشاد کیا۔

"جب لارڈ سالسبری یہاں موجود تھے تو ایک دن لکھا ہوا کاغذ میرے پاس لیکے آئے اور مجھ سے کہا کہ جو کچھ ہم نے اپنے جلسہ میں فیصلہ کیا ہے اگر آپ اسے دبائیں گے تو ترکی پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ میں نے وہ کاغذ لیکے پڑھا اور اس پر لارڈ صاحب سے یہ کہا کہ لارڈ سالسبری تم نے اس کاغذ میں خدائے توانا و بزرگ کے نام لکھنے کی کوئی جگہ نہیں چھوڑی تم نے خیال نہیں کیا کہ خداوند تعالے میں ہر قسم کی قدرت ہے۔ آپ کا عقیدہ خواہ نہ ہو لیکن ہم مسلمان تو اس سے

بڑے شہنشاہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ معاملات نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم کتنے حق پر ہیں۔ ہم دُعا مانگتے ہیں کہ خدا جنگ سے بچائے ہم خوب سمجھتے ہیں کہ جنگ سے کن کن آفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ شہنشاہ روسیہ ضرور انجیل شریف پڑھتا ہوگا کیا اس میں بھی لکھا ہے کہ ناحق خونریزی کی جائے۔ ہم جنگ کرنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں خدا ہماری مدد فرمائے گا۔ ہمارا بھروسہ تو صرف ایک اسی ذات پر ہے۔ جب میں تخت پر بیٹھا تو میں نے بیشمار مشکلات میں اپنے کو گھرا ہوا پایا۔ مجھے خود اس کا علم نہ تھا کہ ان مشکلات سے نجات کی کیا صورت ہوگی۔ ان پیچیدگیوں میں میں نے وہی کیا جو ہر ایک انسان کر سکتا ہے۔ ایسا انسان جس پر ایک پیش قبض سے کسی نے حملہ کیا ہو اب وہ مجبوراً اس پیش قبض کو دوڑ کے پکڑتا ہے گو یہ خوب جانتا ہے کہ اس کے پکڑنے سے میرا ہاتھ کٹ جائے گا مگر جان کی حفاظت پیش قبض کو پکڑ لینے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ میری بھی بعینہٖ یہی کیفیت ہوئی میں نے حفاظت جان کے لئے خون آلود تلوار ہاتھ میں لے لی ہے اب اس کا نتیجہ خدا کے ہاتھ میں ہے اس کی مرضی پر ہم شاکر ہیں۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھ جائیے کہ خدا پر بھروسہ کر کے میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ گیا نہیں میری کوشش یہ ہے کہ جنگ نہ ہو تاکہ میں ملک کا اندرونی انتظام درست کر سکوں۔ قرضوں کی ادائگی کی صورت نکالوں زراعت کو ترقی دوں اور فوجوں کو شائستہ بناؤں اور یہ خوب سمجھ لیجے جب تک میں کامیاب نہ ہو جاؤں گا اس کوشش سے نہیں تھکنے کا۔

## دوسری جلد حیات حمیدیہ کی ختم ہوگئی

۶۹۹۰

اسلامیہ کمپنی نے ایک ایسا کارخانہ قایم کیا ہے جس مین اکثر اسلامی کتب کی اشاعت دی
۔تمام دینیات کی عربی کتب کے ترجمے نہایت سلیس محاورے اُردو مین کئے جاینگے اور انہین اعلی پایہ پر طبع
بہت ہی کم قیمت پر فروخت کیا جائے گا حضور انور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری سے لیکے کل صحابہ
ن۔تبع تابعین مجتہدین۔محدثین۔مفسرین وغیرہ کی وقتاً فوقتاً سوانح عمریان طبع ہوتی رہین گی۔اور
ہی جرمنی۔فرانسیسی اور انگریزی اسلامی کتب کا ترجمہ بھی ہوتا رہے گا۔جس سے مسلمانون کو بہت
ئدہ پہونچے گا ۔
اُردو چھاپے کی یہ کوشش کی جارہی ہے اپنا سکہ محض اسلامیہ پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی کے
سے ہندوستان مین بٹھائے گی۔عام طور پر مسلمانون کے ہاتھ وہ کتابین لگین گی جو ابھی تک جرمنی
ی یا انگریزی ذخائر مین چھپی ہوئی ہین ہماری اس کمپنی سے ہندوستان کے لایق مصنفین اور مترجمین
لیف اور ترجمہ کا حوصلہ ہوگا۔اور انہین ان کی محنت کا کافی معاوضہ دیا جایگا ۔
ح ستہ کا دوبارہ نظر ثانی کرکے اور اچھی طرح با محاورے اُردو ترجمہ کرکے پارہ پارہ شائع کیا جائیگا
بلکہ جگہہ ادق مضامین کا حل بھی کیا جائے گا اسی طرح کل فقہی کتب کے نئے سر سے جدید
مہ کئے جائین گے ۔
ی غور کے بعد ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ اس کمپنی سے مسلمانون اور ان کے مذہب کو کتنا بڑا فائدہ
ہ سکتا ہے اسلیئے ایک حصہ کی قیمت صرف دس روپیہ رکھی ہے تاکہ ہر شخص بے قیل و قال خرید سکے
ں کارخانہ کے لئے بڑی تنخواہ والے انجنیر کے ولایت سے بلانے کی ضرورت ہے اور نہ زر خطیر
ر کے کلون کے لینے کی حاجت ہے۔فی الحال صرف دہلی کے ڈہلے ہونے پریسون پر کام ہو گا
ہ پریس کلون سے زیادہ بہتر کام دین گے ۔
ے حصہ داران کے سرمایہ مین سے ایک پیسہ بھی بیکار صرف نہو گا۔ ہمین خدا کی ذات سے بہت
ی امید ہے کہ اس اسلامی کام مین ہین بہت بڑا فائدہ ہوگا اور جہانتک غور کیا جاتا ہے نقصان
ں مین کوئی صورت نظر نہین آتی۔
ت اطمینان کی بات جو کسی کمپنی مین اجتک نہین ہوئی وہ یہ ہے اگر کسی حصہ دار کو اپنے خیال مین
ان معلوم ہو تو وہ اپنے حصص یا حصہ کو کرزن گزٹ کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے

اور کرزن گزٹ اس کا ذمہ دار ہے کہ معا درخواست پہنچتے ہی اُسکا کامل روپیہ اُسے ارسال کردے۔ اصل رقم سے ایک پیسہ کم یا زیادہ نہ دیا جائیگا۔ اس سے زیادہ حصہ داروں کا اور کسی بات مین بہی اطمینان ممکن نہین اس کمپنی کو لمیٹڈ اس وجہ سے نہین کرایا گیا ہے تاکہ کسی کارروائی کا اثر عام حصہ داروں پر نہ پڑے اور ہر حالت مین کرزن گزٹ ہی ذمہ دار ہے اور حصہ دار ہر طرح سے بالکل بری ہین۔

کمپنی کا انتظام براہ راست میرزا حیرت مالک و اڈیٹر کرزن گزٹ سے تعلق رکہتا ہے وہ خود اسکے منتظم ہین اور ذمہ دار ہین۔ دو تین سال کے بعد ہی معلوم ہو جائیگا کہ اس اسلامیہ کارخانہ نے کتنی کتب دینی طبع کرائین اور کس قدر منافع حصہ داروں مین تقسیم کیا۔

ہم خرما و ہم ثواب کے یہی معنی ہین۔ اصل رقم محفوظ جب چاہین طلب کرسکتے ہین اور پہر دین کی امداد اور اسلامی کتب کی اشاعت مین معاونت۔ خدا کی ذات سے مجہے کامل امید ہے کہ اسکا سرمایہ مبلغ پچیس ہزار روپے بہت جلد جمع ہو جاینگے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ کمپنی نے اپنا ششماہی منافع پندرہ روپیہ سینکڑہ سالانہ کے حساب سے حصہ داروں مین تقسیم کردیا ہے۔ انشاءاللہ دوسری ششماہی کو بہی اسی کامیابی سے منافع کی تقسیم ہوگی۔ حصے ابہی فروخت ہونے باقی ہین اور اس سے بہتر موقع مسلمانوں کے لئے اور مل نہین سکتا گو انکی رقم محفوظ جب چاہین طلب کرلین اور پہر پندرہ روپیہ سینکڑہ سالانہ منافع دنیا مین کم ایسی تجارتین ہین جن مین اتنا فائدہ کثیر ہو۔ ششماہی گزشتہ کی رپورٹ تیار ہے جو درخواست آنے پر روانہ ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید معہ ترجمہ اور تفسیر کے چہپنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس مقدس کام مین بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ قرآن مجید کمپنی ہی کے روپے سے شائع کیا جائیگا اب یہی موقع ہے کہ مسلمان اسکے حصے خریدین حصہ صرف دس روپے کا اسی لئے رکہا ہے کہ ہر شخص باسانی شریک ہو سکے۔ اور جب اُسے ضرورت ہو فوراً اپنے حصہ کا روپیہ لیلے۔ الحمد للہ کہ حصوں کا روپیہ برابر آرہا ہے اور امید ہے کہ چند ماہ مین پچیس ہزار روپیہ کے حصے پورے ہو جائینگے۔ جہانتک ممکن ہو حصے خریدنے مین جلدی کرنی چاہیئے۔

میرزا حیرت سکرٹری کمپنی ہذا